

السُّهْلُ لِلتَّقِيبِ

الْمُنَوَّرُ لِلْمَكَائِبِ

شيخ الإسلام
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ العالی

معنی
غایۃ المأمول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول
المنہج علی ما یشاء فی بعض المسائل من مسألتہ فی التفسیر

غزیم حزب الشیطان تصوب حفظ الایمان
مولانا ابوالفضل احمد مدظلہ العالی

ترتیب مقدم

حضرت مولانا قاری عبد الرشید
سابق استاذ حدیث و تفسیر جامعہ مدنیہ لاہور

کتاب ماہیت الحق و الخلق
7235094

دار النکاح

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

پاکستان میں دارالکتاب، لاہور
ہندوستان میں دارالکتاب دہلی

- نام کتاب ۱ : الشهاب الثاقب علی المسترق الکاذب : معہ
۲ : غایۃ المأمول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول : و
۳ : ترغیم حزب الشیطان، بصویب حفظ الایمان :
مصنف ۱ : شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ
۲ : الشیخ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ (زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً)
۳ : مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ صاحب قاضی بہاری
طبع اول : بصورت مجموعہ (ستمبر 1979ء) (انجمن ارشاد المسلمین)
طبع ثانی : بصورت مجموعہ (مئی 2004ء)
ناشر : دارالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
طابع : حاجی ضیف اینڈ سنز
قیمت : 200 روپے

باہتمام

حافظ محمد ندیم

لیگل ایڈوائزر

مہر عطاء الرحمن ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0300-4356144, 042-7241945

اجمالی فہرست

| | | | |
|----|---|----|---|
| ۲۷ | جعلی مکتوب تیار کرنے کا ناہی اور سبب | ۱۱ | مقدمہ : مولانا قاری عبدالرشید صاحب |
| ۲۸ | تحقیق حاصل کئے لئے الہی بریلی کا مکتوب دستم | ۱۲ | پروفیسر محمد سعید صاحب کے اعتراضات اور |
| ۲۹ | شیخ عبدالقادر شیبی و دیگر افراد کو | ۱۳ | ان کے جوابات |
| ۳۱ | شیخ عبدالقادر شیبی صاحب کا کرامت عمر | ۱۴ | پہلا اعتراض |
| ۳۲ | پہلا اعتراض | ۱۵ | جواب اول |
| ۳۳ | جواب | ۱۶ | ثانی |
| ۳۴ | پانچواں اعتراض | ۱۷ | ثالث و رابع |
| ۳۵ | جواب | ۱۸ | دوسرا اعتراض |
| ۳۶ | چھٹا اعتراض | ۱۹ | جواب |
| ۳۷ | جواب | ۲۰ | احمد رضا خان صاحب کے بیانات کے تحت پہلی |
| ۳۸ | ساتواں اعتراض اور اس کا جواب اول | ۲۱ | اعتقاد ہونے پر موصوف کے گھر کی شہادت |
| ۳۹ | ثانی | ۲۲ | تیسرا اعتراض |
| ۴۰ | اپنی تعارضات میں شرط لگانے والے علماء حرمین | ۲۳ | جواب |
| ۴۱ | شریعت کی اصل عبارت | ۲۴ | شیخ صالح کمال کی طرف ایک جعلی مکتوب |
| ۴۲ | اٹھواں اعتراض | ۲۵ | کی نسبت |
| ۴۳ | جواب اول | ۲۶ | مولانا خلیل احمد صاحب کا حجاز مقدس میں |
| ۴۴ | ثانی | ۲۷ | اعزاز و اکرام |
| ۴۵ | ثالث | | |

حیات شیخ الاسلام کا اجمالی خاکہ

مع شجرہ طریقت و نسب

از مولانا ابوالحسن بادہ بکوی

نوال اعتراض اور اس کا جواب ۸۱

دسواں اعتراض ۸۵

جواب ۸۶

گیارہواں اعتراض ۸۹

جواب ۹۰

احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت کی قربانی

اور گالیوں کی ایک مختصر فہرست ۹۲

بارہواں اعتراض اور اس کا جواب ۱۰۶

احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت کے بے شمار تکبر

کے مقتولین کی ایک مختصر فہرست ۱۱۰

تیرہواں اعتراض اور اس کا جواب ۱۲۲

چودہواں اعتراض ۱۳۷

جواب ۱۳۸

پندرہواں اعتراض ۱۴۰

جواب ۱۴۱

سولہواں اعتراض ۱۴۳

جواب ۱۴۴

احمد رضا خان صاحب کا تقیہ ۱۴۷

سترہواں اعتراض اور اس کا جواب ۱۵۰

اٹھارہواں اعتراض اور اس کا جواب ۱۵۲

علامہ احرارین کے چند عجیب مصدقین ۱۵۳

۱۵۸ ولادت باسعادت ۱۵۸

۱۵۸ تقسیم ۱۵۸

۱۵۹ قیام مدینہ منورہ و زاد اہل اللہ شرفاً و تعظیماً ۱۵۹

۱۵۹ حصول خلافت ۱۵۹

۱۵۹ آپ کے مدرس کی مقبولیت ۱۵۹

۱۶۰ ہندوستان آمد و رفت ۱۶۰

۱۶۰ شیخ الہند کی حجاز میں تشریف آوری ۱۶۰

۱۶۱ غازی انور پاشا سے ملاقات ۱۶۱

۱۶۲ حضرت شیخ الہند و حضرت شیخ الاسلام کی گرفتاری ۱۶۲

۱۶۲ مالٹا میں ورود ۱۶۲

۱۶۳ مالٹا سے رمانی اور ہندوستان واپسی ۱۶۳

۱۶۵ معتبرہ کراچی ۱۶۵

۱۶۶ گرفتاری ۱۶۶

۱۶۶ معتبرہ ۱۶۶

۱۶۸ فیصلہ ۱۶۸

۱۶۸ رحمانی ۱۶۸

۱۶۹ دارالعلوم کی صلابت ۱۶۹

۱۶۹ مسلم لیگ کے ساتھ تعاون ۱۶۹

| | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۲۲۹ | پوچھا اختلاف | ۱۶۱ | جمیعت العلماء کی صدارت اور ۱۹۴۲ء میں گزشتہ سال |
| ۲۲۹ | حضرت مولانا نانوتویؒ کی محبت نبویؐ | ۱۶۲ | شجرہ طریقت |
| ۲۳۱ | حضرت مولانا گنگوہیؒ کا عشق و محبت پناہی | ۱۶۸ | شجرہ نسب |
| ۲۳۸ | پانچواں اختلاف | | |
| ۲۴۱ | چھٹا اختلاف | | رجوم الدین علی بن ابی طالبؑ |
| ۲۴۳ | ساتواں اختلاف | | از شیخ الاسلام حضرت مفتی نور محمد |
| ۲۴۵ | آٹھواں اور نواں اختلاف | | احمد رضا خان صاحب کے بدستور مولانا سید احمد |
| ۲۴۶ | دسواں گیدڑ ہواں اور بدہواں اختلاف | ۱۸۲ | برزنجی و مفتی مدینہ منورہ کی عبادتیں |
| | احمد رضا خان صاحب کا ساتواں، آٹھواں اور | | |
| ۲۴۷ | نواں بہتان | | الشہاب الثاقب |
| ۲۴۸ | دسواں اور گیارہواں بہتان | | از شیخ الاسلام حضرت مفتی |
| ۲۴۹ | بارہواں، تیرہواں اور چودہواں بہتان | ۱۹۹ | احمد رضا خان صاحب کے سفر کربلا کی روداد |
| ۲۵۰ | پندرہواں بہتان | ۲۰۹ | احمد رضا خان صاحب کے سفر مدینہ منورہ کی روداد |
| ۱۵۱ | بائیسواں | ۲۱۵ | باپ اول |
| ۱۵۱ | فصل اول | ۲۱۵ | احمد رضا خان صاحب کے استغفار کا کید اول |
| ۱۵۱ | تفصیل اتہام بر مولانا نانوتویؒ | ۲۱۷ | کید دوم و سوم |
| ۲۵۶ | فصل ثانی | ۲۱۸ | پوچھا بہتان اور فریب |
| ۲۵۶ | تفصیل ختم نبوت اجمالاً | ۲۲۰ | پانچواں بہتان اور مکر |
| ۲۵۹ | فصل ثالث | ۲۲۱ | چھٹا بہتان اور مکر عظیم |
| ۲۵۹ | تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہیؒ | ۲۲۲ | علماء دیوبند اور دیوبندیہ میں پہلا اختلاف |
| ۲۶۲ | فصل رابع | ۲۲۳ | دوسرا اور تیسرا اختلاف |

| | | | |
|--|---|---|-------------------------------|
| ۳۳۰ | تیسری دلیل | ۲۶۲ | تفصیل ستر اکلان و افتخار |
| ۳۳۱ | چوتھی دلیل | ۲۶۵ | فصل خامس |
| ۳۳۲ | پانچویں دلیل | ۲۶۵ | تفصیل تحت بر مولانا سادہ پوری |
| ۳۸۹ | باب ثانی | ۲۶۸ | فصل ششم |
| ۴۰۱ | خلاصہ رسالہ دستخط میں | ۳۶۸ | تفصیل حدیث بر این کلام |
| ۴۰۱ | پہلا سطر | ۲۶۲ | فصل سابع |
| ۴۰۲ | دوسرا سطر | ۲۶۲ | تحت ثانی بر مولانا سادہ پوری |
| قرطیہ : حضرت ملا محمد عابد دہلوی و مدرس | ۲۶۹ | ۲۶۹ | فصل ثامن |
| ۴۰۸ | سجده پوری علی صاحبہ اعلیٰ و السلام | ۲۶۹ | تفصیل تحت بر مولانا عتاقوی |
| ۴۱۳ | قرطیہ : حضرت ملا شیخ فاروق بن محمد ظہری | ۲۸۲ | فصل ناسخ |
| قرطیہ : حضرت ملا سرکائی الدین الیاس مفتی | ۲۸۲ | ۲۸۲ | توضیح حدیث مولانا عتاقوی |
| ۴۲۰ | دریہ منورہ | مکتوب شیخ رشید : حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی | |
| ۴۲۳ | دیگر ملا : دریہ منورہ کے تائیدی و تحفظ | ۲۹۱ | در اللہ تعالیٰ |

ترغیم حزب الشیطان

بتصویب حفظ الایمان

از مولانا ابو الرضا کاسمی بہاری

۴۲۹
 تقدیم |

۴۳۳
 پاپائے رضا خانیت کو جنم کی پشت |

۴۳۷
 آغاز جواب |

۴۳۷
 اعتراض کا خلاصہ چند اشکال میں |

غایۃ المأمول فی تترۃ منہج الکرل

فی تحقیق علم الرسول !

از مولانا سید احمد برزنجی و مفتی دریہ منورہ

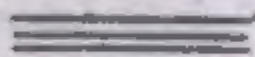
۳۰۲
 باب اول |

۳۰۲
 احمد رضا خان صاحب کے دعوے کے عدم مستند |

۳۰۲
 پہلی دلیل |

۳۰۸
 دوسری دلیل |

| | |
|---|-----|
| تحریر جواب سے قبل توضیح عبارت "حفظ" | ۴۳۹ |
| الایمان "....." | ۴۳۹ |
| عبارت "حفظ الایمان" پر احمد رضا خان صاحب | ۴۴۱ |
| کا اعتراض | ۴۴۱ |
| اس اعتراض کی بنیاد تین مقدمات پر ہے..... | ۴۴۳ |
| حضرت چاند پوریؒ اور مولانا نعمانیؒ کا جواب | ۴۴۴ |
| پہلے مقدمہ کے تسلیم کرنے پر مبنی ہے..... | ۴۴۴ |
| حضرت مبنی کا جواب دوسرے مقدمہ کے تسلیم نہ | ۴۴۵ |
| کرنے پر مبنی ہے..... | ۴۴۵ |
| معارض کی ابد فریبی کا پرنڈہ چاک..... | ۴۵۱ |
| تیسرے اشکال کا خلاصہ اور اس کا جواب..... | ۴۵۱ |
| چوتھے اشکال کا خلاصہ اور اس کا جواب..... | ۴۵۱ |
| رضا خانیت کے ثبوت میں آخری میخ..... | ۴۶۴ |
| مکمل المسلمین، مجدد المبتدعین، غانصا حسب بریلویؒ کا | ۴۶۹ |
| اقراری کفر..... | ۴۶۹ |
| ضروری انتباہ..... | ۴۷۷ |
| اقراری کفر کی دستاویز پر آخری رجسٹری..... | ۴۷۷ |
| ایک ہدایت افروز، ضلالت سوز مکالمہ..... | ۴۸۶ |
| مقدمہ کتاب کے ناخذ..... | ۴۹۳ |
| فتویٰ مبارکہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور..... | ۵۰۰ |
| استفسار (تلم)..... دشواری..... | ۵۰۵ |
| آواز غیب (تلم)..... | ۵۰۶ |



نوٹ: مرتب کتاب ہذا کا سوانحی خاکہ صفحہ نمبر 508 پر ملاحظہ فرمائیں۔ نیز تفصیلی حالات کے لیے کتاب "رجل الرشید" (مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ لاہور) کا مطالعہ فرمائیں۔

(ناشر)

عرض ناشر

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الہی الامی الکریم

انجمن ارشاد المسلمین کے بانی و مؤسس اور کتاب ہذا کے مرتب حضرت مولانا عبدالرشید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے احقاق حق و ابطال باطل کا جذبہ وافر عطا فرمایا تھا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے اپنی زندگی میں جو انتھک محنت و کوشش فرمائی وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ حضرت قاری صاحب کو علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ سے والہانہ محبت اور عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ موجودہ دور میں مسلک علماء دیوبند ہی درحقیقت مسلک اہلسنت والجماعت ہے، یہی ناجی فرقہ ہے۔ اسی کے قبیحین افراط و تفریط کے بغیر صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں۔ اس کی نشر و اشاعت، اس کا تحفظ حضرت قاریؒ کی زندگی کا مشن تھا۔ اسی مقصد کے لئے آپ نے اکابر علماء دیوبند کی کتب پر تحقیقی کام کیا۔ انہیں از سر نو مرتب فرمایا پھر انہیں انجمن کی طرف سے شائع بھی فرمایا۔

زیر نظر کتاب ”الشہاب الثاقب“ پر آپ نے ایک محققانہ مقدمہ تحریر فرمایا جو درحقیقت پروفیسر محمد مسعود کی کتاب ”فاضل بریلویؒ علماء حجاز کی نظر میں“ کا مکمل و مفصل جواب ہے اور ”الشہاب الثاقب“ کے خلاف پھیلائی جانے والی بعض اہم غلط فہمیوں کا ایسا دندان شکن جواب ہے کہ جس سے فاضل بریلویؒ کے سفر حرمین شریفین کے تمام مخفی گوشے اجاگر ہو گئے ہیں۔ نیز اس کے تمام خدو خال واضح ہو گئے ہیں اور ان کی تکفیری کاروائی کا سارا پس منظر بھی سامنے آ گیا ہے۔ اس کے پہلے ایڈیشن میں انجمن ارشاد المسلمین کے ناظم نشر و اشاعت نے اس مجموعہ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے:

ہم ”الشہاب الثاقب“ کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مدنی مدینہ منورہ (احمد خان صاحب نے موصوف کا ذکر خیر جن القابات و خطابات سے کیا ہے وہ حسام اکرمین ص) پر ملاحظہ ہو، کی کتاب ”غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول“ بھی شائع کر رہے ہیں جو علامہ موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ (نادرہ اللہ شرفا و تعظیما) نے اپنی تقریظات لکھیں اور اپنے تائیدی دستخط ثبت فرمائے جس سے یہ

حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ۔ فاضل بریلوی علماء جہاز کی نظر میں کیا تھے ؟ اور ان کے نزدیک احمد رضا صاحب کے بعض عقائد و نظریات کس قدر گمراہ کن تھے ؟ یہ کتاب آج کل نہ صرف کیاب بلکہ قریباً نایاب ہو چکی تھی ۔ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں ۔ جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے ۔

چونکہ بریلوی حضرات ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ علماء دیوبند نے ”حفظ الایمان“ کی جہد کے جو جوابات دیئے ہیں وہ آپس میں متخالف و متعارض ہیں ۔ چنانچہ حضرت مولانا سید محمد رفیع حسن چاند پوری ؒ کے جواب کے مطابق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ کا فرقر پاتے ہیں ۔ اور حضرت مدنی ؒ کے جواب کے پیش نظر حضرت چاند پوری ؒ کا فرء میں ۔ ”والعیاذ باللہ“ ۔ اس لئے ہم ”الشہاب الثاقب“ کے ساتھ ہی حضرت مولانا ابو الرضا محمد عطار اللہ صاحب قاسمی بہاری ؒ کی کتاب ”ترغیم حزب الشیطان تبصوب حفظ الایمان“ بھی شائع کر رہے ہیں جس میں اس اعتراض کا سخت و دندان شکن جواب دیا گیا ہے ۔

”الشہاب الثاقب“ میں درج شدہ بعض الفاظ کے بارے میں حضرت علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کی ایک پرانی روایت کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں ۔ اور وہ یہ ہے کہ ۔

”ایک بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے یہ سوال کیا کہ ”الشہاب الثاقب“ میں بعض مقامات پر ”وہابیہ“ کے لئے لفظ ”ذبیث“ استعمال کیا گیا ہے جو بہت سخت ہے ۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”الشہاب الثاقب“ کا مسودہ جس طالب علم کو صاف کرنے کیلئے دیا گیا وہ وہابیوں کا سخت مخالف تھا ۔ اس نے بعض مقامات پر ”وہابیہ“ کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا ۔ پھر جلدی اشاعت کے باعث اسکی تصحیح نہ کی جاسکی اور اگلے طابعین پھر اسی کی کاپی کرتے رہے ۔“

چونکہ یہ لفظ حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کا نہیں ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ مسودہ کی تصحیح کر دی جائے۔
 واکھدہ اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ و اہل بیتہ علیہم السلام۔

عبد الحفیظ ظفر

نظم نشر و اشاعت انجمن ارشاد المسلمین لاہور

شیخ الاسلام حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ

| | |
|---|--|
| اے سایہ ات بال ہما خوش آمدی خوش آمدی | اے سلا و سلا مرحب، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے شمع ایوانِ حرم، اے سروستانِ حکم | اے منظرِ اربابِ ہدی، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے خازنِ اربابِ حق، اے مہبطِ انوارِ حق | اے حق پسند و حق نما، خوش آمدی خوش آمدی |
| سرکردہ اربابِ دین، سر دفترِ الٰہیتین | سرچشمہ صدق و صفا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے مستشارِ مومنین، اے مقتدائے ممتحن! | اے بادلِ دردِ آشنا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے قاسمِ فیضِ کہن، اے ظلِ محمودِ الحسن | اے یادگارِ اتقیا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے یوسفِ کنعانِ ما، بادِ اندامیتِ جانِ ما | ہاں اے اسیرِ مالٹا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے راہِ فتحِ مسبین، اے آیتِ علم و یقین | اے شمعِ جمعِ اصفیا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے کمندِ اخبارِ نبی، مقبولِ سرکارِ نبی | اے پرتوِ شمعِ حرا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے ناکشِ خاکِ وطن، اے مرجعِ اربابِ فن | اے فردِ ولہبِ رادوا، خوش آمدی خوش آمدی |
| اے فیضِ ازل، گنجینہٗ علم و عمل | تصویرِ تسلیم و رضا، خوش آمدی خوش آمدی |
| از مقدمتِ دلِ شاد شد، ویرانامِ آباد شد | اے برتوِ چمنِ صدف، خوش آمدی خوش آمدی |
| دلہا تہ امتدام تو دردِ زبانا نام تو | آید ز ہر سو ایں صدا، خوش آمدی خوش آمدی |
| این گلشنِ علم و ہنر شد از قدمست مفتخر | گوید ہمیں نور اللہی خوش آمدی خوش آمدی |

مَقَالہ

مولانا قاری عبدالرشید صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نعمہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زیر نظر کتاب ” الشہاب الثاقب علی السدق الحکاذب “ اور اس کے مصنف کے خلاف بریلوی حضرات کی جانب سے بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے۔ حال ہی میں پروفیسر محمد سعید احمد صاحب نے ایک کتاب ” فاضل بریلوی علامہ حجاز کی نظریں “ تالیف فرمائی ہے۔ کتاب کیا ہے ؟ پچیس صفحات کے کتابچے سے خواہ مخواہ موضوع سے غیر متعلق باتوں کے ذریعہ ڈھائی سو سے زائد صفحات کی کتاب بنائی گئی ہے۔

ان صفحات کا حال بھی یہ ہے کہ نصف حصہ میں عربی اور نصف حصہ میں اس کا ترجمہ ہے نیز بہت کثرت شدہ کثادہ لکھا گیا ہے۔ ورنہ یہ مضمون ۱۰۰۸ صفحات سے زائد کا نہیں ہے۔ علاوہ بریں مضامین بھی کوئی تین نہیں بلکہ آج سے تقریباً ستر سال پیشتر

۱۔ کتاب میں موضوع سے غیر متعلق باتوں کے اندراج کی شکایت صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ بعض تبصرہ نگار بھی اس کے شاکی ہیں۔ حتیٰ کہ خود مولف کو بھی اس کا احساس پریشان کر

رہا ہے۔ -لاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۲۳ ، ۴۱ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴ -

جناب احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ ، ۱۹۲۱ء) کی کتاب ”حسام الحزمین“ اور ”الدولة المکیة“ وغیرہ پر جو تعارظ علماء حرمین شریفین نے لائے اور غلط فہمی میں لکھ دی تھیں انہیں کو پروفیسر صاحب نے مرتب کر کے پیش کر دیا ہے۔ چونکہ ان کے جوابات کے لئے ”الشہاب الثاقب“ کا مطالعہ بالکل کافی ہے اس لئے کتاب مذکور کے موضوع سے متعلق یا غیر متعلق کسی بھی مضمون کے جواب کی طرف متوجہ ہونے کو ہم اضاعت وقت سمجھتے ہیں۔ البتہ کتاب کے آخر میں بعنوان ”استدک“ پروفیسر صاحب نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز (م ۱۳۵۴ھ ، ۱۹۵۴ء) اور ”الشہاب الثاقب“ کے خلاف بہت کچھ زہرا لگایا ہے۔ چونکہ پروفیسر صاحب اور بریلوی باعزت کے دیگر اکابر و عالم اس نو تالیف کتاب کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ ”الشہاب الثاقب“ کے مقدمہ میں اس کتاب کے حصہ ”استدک“ کا مختصر سا جائزہ لے لیا جائے۔ اور پروفیسر صاحب کے وارد کردہ اعتراضات کے جوابات مختصر طور پر پیش کر دیئے جائیں۔ تاکہ مخالفین کو حضرت مدنی مرحوم و مغفور اور ان کی تصنیف لطیف ”الشہاب الثاقب“ کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کا موقعہ نہ ملے۔

پہلا اعتراض | پروفیسر صاحب زیر نظر کتاب ”الشہاب الثاقب علی المسترق الحکاذب“ کے نام پر اعتراض کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

”اس کتاب کے نام ہی سے عناد کی بو آ رہی ہے۔ اس عنوان کے معنی ہیں ”جھوٹے چور کے لئے شہاب ثاقب“ شہاب ثاقب وہ ٹوٹنے والے تارے ہیں جو جہنم شیطاں کے لئے مخصوص ہیں۔ اور جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔“

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جواب : اولاً | ہم پروفیسر صاحب کے بیان کردہ معنی پر تو اس لئے اعتراض نہیں کرتے کہ وہ عربی زبان میں اپنی بے بضاعتی کا خود ہی یہ کہہ کر اقرار کر چکے ہیں کہ۔

» برادر محترم جناب پروفیسر قاری علیم الرحمن صاحب اور مکرمی جناب ڈاکٹر محمد ریاض صاحب اسلام آباد کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض عربی عبارات کے ترجمہ میں مدد فرمائی۔ « لے

اس لئے ہم بجائے ان پر اعتراض کرنے کے ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ لفظ » مسترق « گو » سِرْقَةٌ « سے مشتق ہے۔ لیکن اس کے معنی مطلق چور کے نہیں ہیں۔ عربی میں چور کے لئے لفظ » سابق « استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ | ترجمہ : چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔
فَاقْطِعُوا أَيْدِيَهُمْ سَوْفًا
اس کے برعکس » مسترق « سے مراد وہ شیاطین ہیں جو چوری چھپے ملازم اعلیٰ کے بعض فیصلوں کو کس کر اس میں اپنی طرف سے توجھوٹ ملا کر کامیوں پر القاء کرتے ہیں۔ چونکہ بریلویوں کے » بڑے حضرت « نے بھی اپنے مخالفین کی بعض عبارات لے کر اس میں اپنی طرف سے بیسیوں جھوٹ ملا کر عوام میں پھیلا دیا۔ اس لئے حضرت مدنی ؒ نے انہیں » مسترق « قرار دے کر ان کے خلاف لکھی جلد نے دلی کتاب کا نام » الشهاب الثاقب علی المسترق الکاذب « رکھا۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ، لے » فاضل بریلوی علامہ حجاز کی نظر میں « ص ۱۴۹ حاشیہ۔
لے » فاضل بریلوی علامہ حجاز کی نظر میں « ص ۸۔

ثانیاً

پروفیسر صاحب کو کتاب کے نام سے ”عناد“ کی بو آنا درحقیقت ان کی ”ذکاوت جس“ کا نتیجہ ہے۔ قرآن پاک کا یہ ارشاد۔

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ۚ
ترجمہ : اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے۔

پروفیسر صاحب کو مد نظر رکھنا چاہئے تھا۔ رہا حضرت مدنیؒ کا مظلوم ہونا تو اس کے بدلے میں پروفیسر صاحب خود ہی مد نظر آ رہا تھا۔

۱۰ یہ مخالفین فاضل بریلوی، احمد رضا خان، کی شدید تنقیدات کا فطری نتیجہ تھے۔ ۱۱ کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں : ۱۲
اور اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ حضرت مدنیؒ کا احمد رضا خان صفا کو ”کاذب“ کہنا غلط ہے۔ تو اس کے بدلے میں عرض ہے کہ ان کا جھوٹا ہونا ایک ایسی بین حقیقت ہے کہ ان کا بڑے سے بڑا طرفدار بھی ان کے دامن کو کذب و افتراء کے بدنام دھبوں سے ماقیامت پاک نہیں کر سکتا۔ اور اگر پروفیسر صاحب کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں کچھ مامل ہو تو ایک دو مثالیں ہم پیش کر دیتے ہیں۔ پروفیسر صاحب ذرا بہت فضا کر جواب مرحمت فرمائیں۔

۱ : احمد رضا خان صاحب نے ”حسام اکرمین“ میں ”تخذیر الناس“ کی جو عبارت پیش کی ہے وہ ”تخذیر الناس“ کے کس صفحہ پر ہے ؟

انشاء اللہ العزیز پروفیسر صاحب ساری قوت صرف کہنے کے بعد بھی ”حسام اکرمین“ میں پیش کردہ پوری عبارت ”تخذیر الناس“ کے کسی مقام پر نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ

۱۳ ”فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں“ ص ۱۶۹ حاشیہ۔

۱۴ حسام اکرمین - ص ۱۰۰۔

جب ”تہذیب الناس“ کا مطالعہ شروع فرمائیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تین مختلف صفحات کی عبارتوں کو ان کے ”اعلیٰ حضرت“ نے بلا کسی امتیازی نشان کے اس طرح ملا دیا ہے کہ وہ ایک مسلسل عبارت بن گئی ہے۔ نیز ان تین مختلف صفحات کی عبارتوں کی ترتیب بھی بدل ڈالی ہے۔ چنانچہ انہوں نے درمیان والی عبارت کو شروع میں اور آخری عبارت کو درمیان میں اور شروع کی عبارت کو آخر میں لکھ کر صریح جھوٹ بول دیا کہ یہ عبارت ”تہذیب الناس“ میں ہے۔

اور اس پرستزاد یہ کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ (م ۱۲۹۰ھ = ۱۸۸۰ء) کی اردو عبارت کا عربی ترجمہ جو علامہ حسنین شریفین کے سامنے پیش کیا تھا وہ قصداً غلط کیا۔ ”تہذیب الناس“ میں ہے۔

”اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“۔ لے

اور بریلویوں کے چودھویں صدی کے مجدد نے اس کا عربی ترجمہ یہ کیا۔
”مع انہ لا فضل فیہ عند اہل الفہم اصلاً“

جس کا مطلب یہ ہے کہ ختم نبوت زمانی میں بالکل کوئی فضیلت نہیں۔ بالذات فضیلت کی نفی اور فضیلت کی بالکلیہ نفی کر دینے میں جو فرق ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

علمی طور پر بریلویوں کا چودھویں صدی کا مجدد اتنا فرومایہ بھی نہیں کہ اردو کی ایک مختصر سی عبارت کا صحیح ترجمہ نہ کر سکے۔ اس لئے ہمیں یہ کہنے میں قطعاً کوئی ہلک نہیں کہ یہ سب کچھ قصداً ایک بہت بڑی سازش کے تحت کیا گیا ہے۔ بہر حال پروفیسر صاحب

سے ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ قرآن پاک میں بیان کردہ یہودیوں کے وصف ”يَحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ“ اہل آپ کے اعلیٰ حضرت کی اس کارروائی میں کیا فرق ہے ؟ ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں۔

۲ : بریلویوں کے اعلیٰ حضرت داڑھی منڈانے اور کترانے والوں کے بارے ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث میں ایسے لوگوں کے لئے ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ۱۷

پروفیسر صاحب ! ارشاد فرمائیے کہ ارادۂ قتل کی وعید داڑھی منڈانے اور کترانے کے گناہ پر کس حدیث شریف میں وارد ہے ؟ نبی کریم ﷺ رَفَعِ حَيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيمُ پرافتراء ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کے بارے میں حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہتان باندھنے سے نہیں چوکتا اس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ علماء دیوبند کی عبارات نقل کرنے میں دیانت داری کا ثبوت دے گا محض توحش فہمی اور خام خیالی ہے۔

۳ : حسام الحق میں بریلویوں کے اعلیٰ حضرت نے بحوالہ ”تخذیر الناس“ مولانا نانوتویؒ کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دیا ہے۔ کیا اس تخذیر الناس میں حضرت نانوتویؒ نے ختم نبوت زمانی کو متعدد دلائل سے ثابت نہیں کیا ؟ اور کیا انہوں نے اسی کتاب میں یہ نہیں فرمایا کہ ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے ؟ چنانچہ حضرت نانوتویؒ کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

”..... جیسا اس (تعداد رکعات) کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس (ختم نبوت زمانی) کا منکر بھی کافر ہوگا۔“ ۱۸

حضرت نانوتوی مرحوم کی ان تمام تصریحات کے باوجود ان کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دینا کذب و افتراء نہیں تو پھر صدق و دیانت کی یہ کونسی صورت ہے ؟ یہودیوں کی مشہور زمانہ نضلت "تحریف" کا ظہور چودھویں صدی میں امت رضا خانیہ اور اس کے امام احمد رضا خان صاحب میں بدعتہ اتم ہوا ہے۔ جس کا قدرے تفصیل سے ذکر ہم نے "اصلی وصایا شریف" کے مقدمے میں کر دیا ہے۔ جو بہت جلد "انجمن ارشاد السالین" کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔

ثالث | پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ "شہاب ثاقب" احمد رضا خان صاحب کی جس کتاب کا جواب ہے اس کا پورا نام "حسام الحرمین علی منحر الکفر و المین" ہے یعنی حضرت نانوتوی حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی وغیرہ کے کفر اور جھوٹ کے گلے پر حرمین شریفین کی تلواریں (یاد رہے کہ "الکفر" اور "المین" کا الف لام مضاف الیک کے عوض میں ہے جیسا کہ "المسترق" اور "الحکاذب" کا الف لام جہد کے لئے ہے) علماء دیوبند کی باتوں کو جھوٹ بلکہ کفر قرار دینے اور ان پر تلوار لے کر حملہ آور ہونے والے کو کچھ نہ کہنا بلکہ اس کی حمایت و طرف داری کرنا اور جس بے چارہ پر حملہ ہوا ہے اس کا اپنے بچاؤ کے لئے جوابی کارروائی کر لے کر قابل گردن زدنی جرم قرار دینا پروفیسر صاحب ہی کا کام ہے۔

رابع | پروفیسر صاحب ! احمد رضا خاں صاحب کی درج ذیل کتب کے ناموں کے بدلے میں کیا ارشاد ہے ؟

۱ : الکوکبة الشهابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ ۔

۲ : النثر الشہابی علی تہ لیس الوہابی ۔

۳ : السہم الشہابی علی خداع الوہابی ۔

۴ : قوارع القمار علی المجسمۃ الفجار .

۵ : سل السيوف المندیہ علی کفريات باباء النجدیہ .

۶ : المنذیر المائل لكل جلف جاهل . وغیرہ

کیا ان ناموں سے بھی عناد کی بو آ رہی ہے یا نہیں ؟ ہمیں پہلے ہی سے معلوم ہے کہ جناب کو ان ناموں سے ”عناد“ کی بو نہیں آئے گی ۔ کیونکہ بقول شاعر

وعین الرضا عن كل عيب حلیلة

ولكن عین السخط تبدی المساویا

بہر حال جو جواب آپ احمد رضا خان صاحب کی مذکورہ کتابوں کے ناموں کے بارے

میں دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے ”الشہاب الثاقب“ کا سمجھ لیجئے۔

پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔

دوسرا اعتراض

”فاضل مصنف مذکورہ بالا کتاب ”الشہاب الثاقب“ میں

۲۱۔ طبع دیوبند میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہ کا خوش چہیں اور انہیں کے

دامن عاطفت کا قسبٹ ہے۔ سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کی بارگاہ

کی خاکہ دہی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا۔“

اس تصریح کے بعد فاضل بریلوی کی مخالفت میں فاضل مصنف کے بیان

قدرے مشکوک ہو جاتے ہیں۔ حقیقت و محبت کا جب یہ عالم ہو تو پھر حقائق کو غیر متعصب

نگاہ سے دیکھنا بہت مشکل ہے اور مخالف کی تعقبات پر ٹھٹھکے دل سے غور کرنا تو اس سے

بھی زیادہ مشکل ہے۔

لے جلف : اکھڑ ، اچٹ ، بے وقوف کو کہا جاتا ہے ۔ مصباح اللغات ۔

۲۰ فاضل بریلوی علامہ حجاز کی نظر میں ۔ ص ۱۰۰ ۔

چونکہ حضرت مدنیؒ کی پوری عبادت فاضل معترض نے نقل نہیں
کی ہے وہ نہ قارئین سمجھ جاتے کہ اس عبادت کے لکھنے کا مقصد

جواب

کیا ہے ؟ اس لئے پہلے آپ پوری عبادت کا خطہ فرمائیں تاکہ سیاق و سباق کا اندازہ
ہو جائے۔ حضرت مدنیؒ ارشاد فرماتے ہیں :-

۱۔ حضرات ! انہوں نے (احمد رضا خان صاحب نے) حضرات علماء دیوبند
اور ان کے اکابر پر سخت سخت افتراء پردازیاں کی تھیں اور لیے طرز سے بیان
کیا کہ جس کو ہر ایک دیندار دیکھ کر سخت تنفر اور اعراض ظاہر کرے۔
حقیر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہی کا خوشہ چین اور ان کے ہی
دامن عاطفت کا قشربٹ ہے۔ سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کی بلگاہ
کی خاکروبی اور ان کی جوتیوں کے سیدھی کرنے کی خدمت سے ملا مال
رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف
ہے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں بھی ان کی (احمد رضا خان صاحب کی ہکاریوں
اور افتراء پر ہزاروں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا تھا۔ اور رسائل اکابر
(علماء دیوبند) لوگوں کو دکھلانے لگے تھے۔“

یہ عبادت پڑھ کر قارئین حضرت مدنیؒ کا مقصد بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔
جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی عدالت میں کسی معاملہ پر گواہی دینے والے شخص کے بارے
میں سب سے پہلے یہ تحقیق کی جاتی ہے کہ آیا اس گواہ کو متعلقہ معاملہ کے تمام پہلوؤں
سے مکمل آگاہی حاصل ہے ؟ اور کیا یہ شخص موقعہ کا گواہ ہے یا صرف سنی سنتی باتوں
کی بناء پر گواہی دینے آگیا ہے ؟ اسی بناء پر حضرت مدنیؒ نے اکابر علماء دیوبند

کی صفائی کے بارہ میں شہادت دینے سے پیشتر یہ پوری طرح واضح کر دیا کہ ایک دو روز، ہفتہ عشر یا مہینہ دو مہینہ کی بات نہیں بلکہ سالہا سال تک میں ان اکابر علماء دیوبند کی خدمت میں رہا ہوں۔ اور ان سے دینی علوم کا استفادہ کرتا رہا ہوں اور ان کے عقائد و خیالات نیز ان کے اعمال و اسامیہ اور اتباع سنت کے ساتھ ان کے شغف کو بخوبی جانتا ہوں۔ اس لئے پورے وثوق اور ناقابل تردید اعتماد کے ساتھ میں ان اکابر علماء دیوبند کی ان تمام الزامات اور بہتانوں سے صفائی اور برأت کی شہادت دیتا ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے ان پر لگائے ہیں۔

حضرت مدنیؒ کا یہ بیان اکابر علماء دیوبند کے حق میں ان کی شہادت کو مزید بڑھانے پر پختہ اور قابل اعتماد بنا دیتا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ پروفیسر صاحب کی عقل و خرد پر کہ وہ حضرت مدنیؒ کے مذکورہ بالا بیان ہی سے موصوف کے دیگر بیانات کو مشکوک قرار دے رہے ہیں۔ بہر حال اگر کوئی شخص آفتاب مصف النہار کی تیز روشنی میں بھی آنکھیں بند کر بیٹھے اور حقائق پر نظر ڈالے گا تو یہ چاہے تو پھر جیسے پاس اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

گر نہ بیند روز شہر چشم
چشمہ آفتاب را چہ کند

ماہیت منہ کی گواہی کا معاملہ تو ہم یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ کسی شاہد اور گواہ کے بیانات کو محض اس لئے کیوں مشکوک قرار دیا جا رہا ہے کہ اس کی گواہی اپنے قابل تسلیم اور ذاتی صد تکویم اشخاص کے بدلے میں ہے؟ کیا شرعاً، اخلاقاً، قانوناً یا عرفاً اس بات کا کوئی حوالہ دیا جاسکتا ہے کہ شاگرد کی گواہی اپنے استاد کے حق میں یا استاد کی گواہی اپنے شاگرد کے بدلے میں ناقابل اعتبار ہے؟ یا مرد کے شہادت اپنے پیر کے حق میں یا پیر کی شہادت اپنے چیتے مرید کے حق میں مشکوک ہے؟

بلکہ کسی بھی دوست کا بیان دوسرے دوست کے بارے میں ناقابل قبول ہے ؟
 کیا پروفیسر صاحب کسی مشرق کے مقابلہ میں مسلمان محقق کے بیانات کو محض اس لئے
 رد کر دینے پر آمادہ ہیں کہ یہ ایک عقیدت مند کا بیان ہے ؟ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
 عنہم کے معاملہ میں کسی شیعوں کے مقابلہ میں سنی عالم کے قول کو صرف اس لئے رد کر دیں گے کہ
 یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معتقد کا قول ہے ؟ یا کسی دیوبندی عالم کے معتقد
 میں بریلوی عالم کا قول پروفیسر صاحب اس لئے رد کر دیں گے کہ یہ احمد رضا خان صاحب
 کے عقیدت مند کا قول ہے ؟

اگر یہ بات نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اکابر علماء دیوبند کی صفائی
 میں ایک ثقہ، عادل، متقی و دیانت دار اور صاحب علم و فضل کا قول اور بیانی محض اس
 لئے مشکوک قرار دے دیا جائے کہ وہ ایک عقیدت مند کا قول ہے۔ کیا کسی عدالت کے
 ریکارڈ سے اس سے بڑھ کر ظلم و ستم کی کوئی نظیر پیش کی جاسکتی ہے ؟ لیکن افسوس !
 بریلوی عدالت میں یہ سب کچھ ممکن ہے۔

وہی شاہد وہی قاتل وہی منصف ٹھہرے

اقترباً میرے کریں خون کا دھوئے کس پر

اور اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو پھر خود پروفیسر صاحب کے بیانات احمد رضا خان
 صاحب کی صفائی کے سلسلہ میں کیونکر قابل قبول ہوں گے ؟

مگر پروفیسر صاحب کو اصرار ہے۔ اور وہ ضرور یہ تحقیق کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علیؑ
 اور احمد رضا خان صاحب میں سے کس کے بیانات قابل اعتبار ہیں ؟ تو پھر عدل و انصاف
 کا خون کرنے کی کیا ضرورت ؟ اور ایک منظم و منظم پر مزید ظلم و ستم دھکیلنے کی کیا حاجت ؟
 آئیے ہم آپ کو عقل و نقل کے مصدقہ اصولوں کے ماتحت آپ کے گھر کی گواہی سے یہ
 ثابت کر دکھاتے ہیں کہ کس کے بیانات ناقابل استبدال ہیں ، اور کس کے بیانات

اٹل، بھٹوس اور ناقابل تردید ؟

احمد رضا خان صاحب کے بیانات کے ناقابل اعتبار
ہونے پر موصوف کے گھر کی شہادت !

جناب احمد رضا خان صاحب حرمین شریفین میں پیش آنے والے واقعات کے بارے
میں رقمطراز ہیں

” یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہوں اور
کو توفیق ہوتی اور آتے جاتے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات
روزانہ تمارے رخ و اقلیم بند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار
ہوتی۔ لیکن وہ گہرا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا۔ جو یاد آیا بیان کیا۔ نیت
کو اللہ عزوجل جانتا ہے۔“

موصوف ایک اور جگہ بیان کرتے ہیں۔

”اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں۔ مگر اسی وقت منضبط کر لئے جاتے
مخفوظ رہتے۔ مگر اس کا ہمارے سامعینوں میں سے کسی کو احساس بھی
نہ تھا۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر اسی سلسلہ کلام کے درمیان فرماتے ہیں کہ۔

”اس وقت یاد نہیں۔“

احمد رضا خان صاحب کے ان بیانات کو نقل کرنے کے بعد اب ہم حق صداقت

لے ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد دوم ص ۴۱۔ لے ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد دوم ص ۴۶
لے ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد دوم ص ۹۔

اور عدل و انصاف کے حامل اپنے قارئین اور پروفیسر صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ۔

” دو شخص کسی معاملہ میں متضاد خبریں بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ بیان کر رہا ہے جبکہ دوسرا شخص اپنے بیان میں ایک بار نہیں تین تین بار اپنے بھول جانے کا اعتراف کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ”مجھے بہت کچھ سو ہو گیا جو یاد آیا بیان کیا“ اب عتلا نقلًا شرفا عرفا کس شخص کا بیہوشان ناقابل اعتبار ہو گا اور کس کا قابل اعتبار و لائق اخذ ؟“

پروفیسر صاحب ! آنکھیں کھولئے اور ہوش میں آئیے ! دیکھئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی سچائی اور برادرت دشمنوں کی زبان سے بھی بیان کر دیا کرتا ہے۔ اور آیت مبارکہ ”وَشَهِيدٌ مِّمَّنْ أَهْلُهَا“ کا دل کش منظر آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں۔ سچ ہے۔
چلی تھی برہمی کسی پر کسی کے آن لگی۔
حضرت مدنی رہنے بیان فرمایا ہے کہ۔

تیسرا اعتراض ”جب شریفِ مکہ کی جانب سے احمد رضا خان صاحب

سے ان کے عقائد کے متعلق چند سوالات کئے گئے تو احمد رضا خان صاحب نے حضرت مولانا غلیل احمد صاحب دہسار پوری۔ جو اس سال پہلے ہی سے حج کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ پر الزامات لگا کر اپنے وکیل شیخ صالح کمالہ کے توسط سے شریفِ مکہ تک پہنچا دیئے۔ گو شریفِ مکہ اہل ان کے اراکین مجلس نے اسی وقت فوراً تردید کر دی کہ یہ سب غلط بیانی ہے اور کوئی بھی مسلمان اس قسم کے عقائد نہیں رکھ سکتا۔ لیکن

بایں ہمہ اطلاع ملنے پر مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ شریف مکہ کے بعض اراکین مجلس بالخصوص احمد رضا خان صاحب کے وکیل شیخ صالح کمال کے پاس تشریف لے گئے تاکہ احمد رضا خان صاحب کے الزامات و افتراءات سے اپنی برائت کا اظہار ان حضرات کے سامنے کر دیں۔ چنانچہ مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے ان حضرات بالخصوص احمد رضا خان صاحب کے وکیل شیخ صالح کمالؒ کو ہر طرح سے مطمئن کر دیا۔^۱ لیکن اس کے برعکس پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔

”مولوی خلیل احمد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو صفائی پیش کرنے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیلات شیخ صالح کمال کے مندرجہ ذیل مکتوب دھرم، ۲۸، ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ سے معلوم ہوتی ہیں جو موصوف نے سید اسماعیل خلیل حافظ کتب حرم محترم کو تحریر فرمایا تھا۔^۲ اس پر پروفیسر صاحب نے یہ فٹ نوٹ بھی تحریر کیا ہے۔

”ہم نے محض تاریخی نقطہ نظر سے واقعات و حقائق کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ مکتوب شامل مقالہ کیا ہے۔ کسی عالم کی تنقیص ہرگز مقصود نہیں۔^۳ بہر حال اس مکتوب سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی گفتگو کے بعد شیخ صالح کمال کا مطمئن ہونا تو درست موصوف تو مولانا خلیل احمد صاحبؒ سے کلمات کفریہ کا اقرار کر کے ان سے توبہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ اس

^۱ الشہاب الثاقب ص ۲۹ مختصاً۔ ^۲ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظریں۔ ص ۱۴۳۔
^۳ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظریں۔ ص ۱۴۳ حاشیہ۔

لے ممکن نہ ہو سکا کہ مولانا خلیل احمد صاحب ۵ دوسرے روز ہی جدہ تشریف لے گئے۔
جواب | پروفیسر صاحب ! اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ خط اصلی ہے ؟ اس کا
 ثبوت کیا ہے ؟ محض احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات میں درج
 ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خط اصلی ہے۔

میرے محترم ! جو شخص حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ ۱۳۲۳ھ
 ۱۹۰۵ء کو کافر قرار دینے کے لئے ایک فرضی فتوے ان کی طرف منسوب کر دے اور
 موصوف کی طرف سے تردید ہو جانے کے بعد بھی ان کی تکفیر سے رجوع نہ کرے
 ایسے شخص سے کیا بعید ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی توہین و تذلیل کی خاطر
 ایک جعلی خط تیار کر لے۔ نیز جو شخص بدایونی حضرات کے ساتھ چلنے والے معتبرہ میں
 عدالت کی حاضری سے بچنے کے لئے اپنی بیلر می کا جھوٹا شریکیٹ داخل کر سکتا ہے ایسا
 شخص اپنے مخالفین کو نیچا دکھالے اور بدنام کرنے کے لئے جو بھی ذلیل سے ذلیل تر
 حربہ استعمال کرے اور ان کی ہشک عزت کے لئے جو بھی ہتھکنڈہ بروئے کار لائے
 وہ بالکل قرین قیاس ہے۔

۱۔ پروفیسر محمد یوسف سلیم چشتی صاحب شارح کلام اقبال نے بارہ مختلف
 حضرات کی موجودگی میں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ موصوف سے احمد رضا خان صاحب کے
 وکیل نے بذات خود یہ واقعہ بیان کیا تھا۔ نیز پروفیسر صاحب نے بیان کیا کہ
 اس واقعہ کے بریلی میں مشہور ہو جانے کے باعث پورے بریلی میں احمد رضا خان صاحب
 کی ناک کٹ گئی تھی۔

شیخ صالح کمال کی طرف ایک خطی مکتوب کی نسبت

پروفیسر صاحب! آیتے اب ہم آپ کو وہ قرائن و شواہد بتلاتے ہیں جو ہر منصف مزاج شخص کو یہ باور کرنے پر مجبور کر دیں گے کہ یہ خط جعلی ہے۔

۱ : مکتوب نگار شیخ صالح کمال کے بارے میں احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں۔

” حضرت مولانا شیخ صالح کمال کو اللہ جنات عالیہ عطا فرمائے بآں

فضل و کمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پاس تھے کا دوسرا عالم

نہ تھا۔“

جب کوئی عام مسلمان بھی دوسرے مسلمان کو خط لکھتا ہے تو اس کی اہمیت اور

” سلام سنون “ سے کرتا ہے۔ تو کیا کسی شخص کی عقل یہ باور کر سکتی ہے کہ علما مکہ معظمہ

میں جو سب سے بڑا عالم ہے۔ وہ ایک دوسرے عالم کو خط تحریر کرے اور اس میں

” نتیجہ سنون “ کے طرز پر ایک لفظ بھی نہ ہو؟ چنانچہ نزدیک یہ قرینہ ہے اس بات

کا کہ یہ تحریر ہرگز ان کی نہیں ہے۔

۲ : مکتوب نگار بھی مکہ معظمہ کا باشندہ ہے اور مکتوب الیہ بھی حرم محترم کے

کتب خانہ کا انچارج۔ اور دونوں کی ملاقات عموماً ہوتی رہتی ہے خصوصاً نمازوں کے اوقات

میں۔ اس لئے یہ واقعہ بالمشافہ نہ بتانا بلکہ بندہ لیہ مکتوب مولانا سید اسماعیل صاحب

کو اس سے آگاہ کرنا بھی بہت مستبعد ہے۔

۳ : شیخ صالح کمال سے جس روز مولانا خلیل احمد صاحب کی ملاقات ہوتی تھی

اس کے دوسرے دن صبح کے وقت شیخ صالح کمال نے احمد رضا خان صاحب کو اس

واقعہ اور باہمی گفتگو سے مطلع کر دیا تھا کہ ادھر مولانا سید اسماعیل الزماں روزانہ احمد رضا خان صاحب کے پاس تشریف لاتے تھے۔ اس لئے اگر اس روز شیخ صالح کمال اور مولانا سید اسماعیل کا احمد رضا خان صاحب کے پاس اجتماع ہو گیا تھا تو پھر مکتوب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور اگر وہاں پر ان دونوں حضرات کا اجتماع نہیں ہوا تھا اور موصوف مولانا سید اسماعیل صاحب کو اس واقعہ سے مطلع کرنا ضروری سمجھتے تھے تو احمد رضا خان صاحب ہی فرمادیتے کہ آپ کے پاس مولانا سید اسماعیل صاحب تشریف لائیں گے انہیں بھی اس سرگزشت سے آگاہ کر دینا۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے خط کا راستہ اختیار کرنا بڑی انوکھی سی بات ہے۔

۴۱ جب شیخ صالح کمال نے ۲۸ ذی الحجہ کو یہ خط لکھا تھا تو ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین روز میں مولانا سید اسماعیل صاحب کو وہ خط موصول ہو گیا ہو گا۔ اور مولانا سید اسماعیل صاحب احمد رضا خان صاحب کے پاس روزانہ تشریف لاتے تھے۔ خصوصاً ایام عیادت میں کہ یکم محرم سے آخر محرم تک مسلسل رہی۔ دن میں ایک بار آنا تو کبھی نافذ ہی نہ ہوتا۔ بلکہ کبھی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ شیخ صالح کمال کا یہ خط انہوں نے احمد رضا خان صاحب کو دستی طور پر نہ دیا بلکہ بقول احمد رضا خان صاحب۔

”انہوں نے بعینہ اپنے خط میں رکھ کر مجھے بھیج دیا“

یہ معذرت سمجھانے کا

ع

۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ حصہ دوم ص ۱۶۔ ۲۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت

حصہ دوم ص ۱۶۔ ۳۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۶، ملخصاً۔

۴۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۵۔

۵ : جب شریف مکہ کی طرف احمد رضا خان صاحب کے عقائد کے بارے میں سوالات کئے گئے تو موصوف نے اپنا جواب کتابی صحت میں لکھ کر ۲۸ ذی الحجہ بروز جمعرات بوقت صبح شیخ صالح کمال کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے ۲۸ و ۲۹ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں وہ کتاب شریف مکہ کو سنائی تھی۔ اور اسی سنانے کے دوران موصوف نے مولانا خلیل احمد صاحب د کے عقائد کے بارے میں شریف مکہ سے گفتگو کی تھی۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب بیان کرتے ہیں۔

” حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اس کی کتاب ”برائین قاطعہ“ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔ انہیٹی مولانا خلیل احمد صاحب کو خبر ہوئی۔ مولانا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لے کر پہنچے۔“

اس سے معلوم ہو گیا کہ مولانا خلیل احمد صاحب کا اپنی صفائی کے لئے شیخ صالح کمال سے مٹا بہت جلد سے جلد ہوا ہو گا تو بھی ۲۹ ذی الحجہ سے پیشتر نہیں ہو سکتا۔ اب پروفیسر صاحب ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو واقعہ ۲۹ ذی الحجہ یا اس سے بھی بعد کا ہے اس کا ذکر ۲۸ ذی الحجہ کے مکتوب میں کیسے آگیا ؟

ج دروغ گو صاحب فظ نہ باشد

۶ : احمد رضا خان صاحب کا بیان ہے۔

” مولانا شیخ صالح کمال نے چاہا کہ کسی مترجم کو بلائیں اور ”برائین قاطعہ“ انہیٹی صاحب کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کر لیں مگر انہیٹی صاحب رات ہی میں جدہ کو فرار ہو گئے۔“

۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۲۔ ۲۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۴۔

۳۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۴۔

یہی نہیں کہ صرف احمد رضا خان صاحب نے مولانا خلیل احمد صاحب کے کارنامات ہی کو جبرہ روانہ ہونا ذکر کیا ہے۔ بلکہ خود شیخ صالح کمال کی جو گفتگو احمد رضا خان صاحب سے اس واقعہ کے دوسرے روز صبح کے وقت ہوئی تھی اس میں انہوں نے بھی یہی ذکر کیا کہ رات ہی میں مولانا خلیل احمد صاحب جبرہ چلے گئے۔ لیکن اس خط میں دوسرے روز جبرہ جانے کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس خط میں ہے۔

” لیکن جس روز وہ میرے پاس آیا تھا اس کے دوسرے روز جبرہ

چلا گیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ “

یہ تعارض صاف بتا رہا ہے کہ یہ خط جعلی ہے۔

اس خط کے بعض جملوں کے انداز تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باہمی گفتگو کا واقعہ ۲۵ ذی الحجہ یا اس سے پہلے کی کسی تاریخ کا ہے۔ کیونکہ مکتوب نگار کا کہنا ہے کہ۔

” آج کی تاریخ سے پہلے ہمارے پاس ایک ہندوستانی آیا۔ جسے

خلیل احمد کہا جاتا ہے “

جس سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ جس طرح ۲۸ تاریخ کا نہیں اسی طرح ۲۷ تاریخ کا بھی نہیں ہونا چاہئے یہ لکھنے کے کہ۔

” آج کی تاریخ سے پہلے ہمارے پاس ایک ہندوستانی آیا “

یہ لکھتے کہ۔

” کل ہمارے پاس ایک ہندوستانی آیا جسے خلیل احمد کہا جاتا ہے “

یہ اس خط کے آخر میں اپنے لکھے ایک جملے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ ۲۹ تاریخ کا بھی

نہیں ہے۔ کیونکہ مکتوب نگار لکھتا ہے کہ۔

” جس روز وہ میرے پاس آیا تھا اس کے دوسرے روز جدہ چلا گیا “

اگر یہ واقعہ ۲۶ تاریخ کا ہوتا تو یوں مبہم طور پر نہ لکھا جاتا بلکہ صاف طور پر یوں ہوتا کہ
” پرسوں آیا تھا اور کل چلا گیا “

بہر حال خط کے الفاظ کے انداز تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعہ کم از کم ۲۵ ذی الحجہ
یا اس سے پہلے کی کسی تاریخ تک ہے۔ غالباً اسی انداز تحریر کو مد نظر رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب
نے۔ کل ترجمہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

” چند روز ہوئے خلیل احمد نامی ایک ہندوستانی مکہ کے چند مجاہدین

علماء ہند کے ساتھ میرے پاس آیا تھا “

اس خط کے انداز تحریر سے ثابت ہو گیا کہ یہ واقعہ ۲۵ ذی الحجہ کی کسی

تاریخ کا ہے۔ گو یہ بات احمد رضا خان صاحب کی دوسری تحریرات کے خلاف ہے۔ نیز

یہ بھی ثابت ہے کہ ۲۵ ذی الحجہ کو بعد نماز صبح حرم محترم کے کتب خانہ میں مکتوب

نگاہ اور مکتوب الیہ کی ملاقات ہوئی تھی۔ اور گفتگو بھی وہاں ہی کے موضوع پر ہو

رہی تھی۔ اسی اجتماع میں مکتوب نگار شیخ صالح کمال نے احمد رضا خان صاحب کو وہ

سوالات پہنچائے تھے جو شریف مکہ کی طرف سے کئے گئے تھے پھر کیا وجہ ہے کہ اس

اجتماع میں شیخ صالح کمال نے یہ واقعہ زبانی طور پر تو سید اسماعیل صاحب کو نہ بتایا

اور ۲۸ ذی الحجہ کو بذریعہ تحریر اس واقعہ سے آگاہ کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ بھی ایک

بہت سست بعد سی بات ہے۔

یہ قرائن و شواہد ہر صاحب فکر کو زبان حال پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اس خط

کا وجود امتداد پر داری و اتمام بازی کی کسی نادردہ روزگار شخصیت، تکثیر و تفسیق کے بے نظیر مجدد، عیاری و مکاری کے لاثانی اعم، دروغ بانی و کذب بیانی کی کسی یگانہ عصر ہستی اور جل و تبلیس کے کسی پیکر مجسم کے ہاتھ کا کرشمہ ہے۔

مولانا خلیل احمد صاحب کا حجاز مقدس میں اس ناز و اکرام

ربا حرمین شریفین میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز کے اکرام و اعزاز کا معاملہ تو اس سلسلہ میں ہم ایک ایسے شخص کی شہادت پیش کر دیتے ہیں جسے علماء دیوبند سے نہ تو فخر کمند حاصل ہے اور نہ ہی شرف بیعت و ارادت۔ لیکن چونکہ نظر انصاف اور مزاج معتدل کا حامل ہے۔ اسی لئے اس سفر حج (۱۳۲۳ھ) میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو کا ریفی سفر ہونے کے باعث اپنی رفاقت سفر کے تاثرات بڑے کھلے دل سے بیان کر دیئے ہیں۔

یہ بزرگ جن کی تحریر ہم پیش کر رہے ہیں برصغیر کی مشہور درگاہ کرسی شریف ضلع ہردوئی کے ایک جلیل القصد سجادہ نشین ہیں۔ اور ان کا نام نامی و اسم گرامی "مولانا حاجی حافظ شاہ محمد سراج الباقین صاحب قادری حقیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" ہے۔ موصوف اپنی کتاب "زیارت نامہ" یعنی "زیارت اولیاء کاملین" میں رقمطراز ہیں کہ۔

"ان اہل جملہ جناب مولانا مقمدا خلیل احمد صاحب سہارنپوری عمت فیوضہم و دامت برکاتہم ہیں۔ آپ مہندستان کے مشاہیر علماء و اکابر فضلاء میں سے ہیں۔ آپ کے فضل و کمال کا حال مکہ معظمہ کے سفر میں فقیر کو پورے طور سے معلوم ہوا۔ بمبئی سے تاجہاز۔ اور حجاز سے تا مکہ معظمہ۔ اور مکہ معظمہ سے تا مدینہ منورہ برابر آپ کے حالات فقیر کے پیش نظر رہے

اور مدینہ منورہ میں آپ نے خاص اپنے ہی قیام گاہ پر فقیر کو جگہ
 حنایت فرمائی۔ اس وجہ سے ہمہ وقت آپ کے حالات فیض سمات میں
 نظر رہتے تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ارباب مدینہ منورہ کس قدر آپ کا اکرام
 فرماتے تھے۔ اور ہمہ وقت آپ کا دس مدینہ منورہ میں جاری رہتا تھا۔
 حتیٰ کہ جب آپ عازم حرم محترم ہوتے تھے۔ تو طلبہ کھلی ہوئی گتیاں
 ہاتھوں پر لئے ہوئے اسباق پڑھتے جلتے تھے اور بے تکلف آپ
 کا دس جاری رہتا تھا۔ مدینہ منورہ سے مراجعت کے وقت تا شہر ینبوع
 میں نے دیکھا کہ جس مقام پر آپ پہنچتے تھے وہاں کے حضرات بے حد آپ
 کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ یہاں کے باشندوں
 کے سرغنہ اور مقتدار ہیں۔ اللہ اکبر! جس بزرگ کی تعظیم و تکریم ایسے
 مقالاتِ محمودہ کے حضرات فرمائیں اس کی شان عظمت و علو مرتبت کی
 کوئی حد ہو سکتی ہے؟

جاتے وقت شہر بمبئی سے تاجہاز۔ اور جہاز سے تاجہاز سے تاجہاز فقیر
 برابر دیکھتا جاتا تھا کہ تمام ارباب قافلہ و میسجیم سب آپ کو اپنا پیشوا
 مقتدار جانتے اور اس قدر آپ کی تعظیم و تکریم فرماتے تھے جس کی حد
 و پایاں نہیں ہے۔ آپ نے کئی حج کئے ہیں۔ فقیر جس سال گیا ہے۔
 (۱۳۲۳ھ) اس سے پیشتر شاید حج آپ کر چکے تھے۔ (پہلا حج
 ۱۲۹۳ھ میں اور دوسرا حج ۱۲۹۶ھ میں کیا تھا۔ انوارِ احمد، اد سال پہونہ
 ۱۳۲۸ھ) میں پھر تشریف لے گئے تھے۔ بہر حال آپ کی ذات مقدس
 ہندوستان میں از حد قیمت ہے۔ خداوند تعالیٰ ذات ستورہ صفات
 کو سلامت باکرامت رکھے اور آپ کا فیض تا قیامت قائم و برقرار

رہے۔ آپ اپنے وطن خاص ”سہارنپور“ کے مدرسہ میں افسر مدرس ہیں
 اصل یہ ہے کہ فقیر سرایا تقصیر کے قلم میں یہ قدرت نہیں کہ آپ کے کمال
 برگزیدہ و اوصاف حمیدہ کو احاطہ تحریر میں لاسکے۔
 موصوف اپنی ایک دوسری کتاب ”شمس العارفین“ میں تحریر فرماتے
 ہیں کہ۔

”حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی سہارنپوری دامت برکاتہ۔
 آپ بھی اکابر علماء ہندوستان میں ہیں۔ آپ حضرت مولانا محمد یعقوب
 صاحب ”مدس اعلیٰ“ مدرسہ عالیہ دیوبند کے ارشد تلامذہ اور حضرت مولانا
 رشید احمد صاحب ”مفت گنگوہی“ کے اجل اور اعظم خلفاء میں ہیں۔ آپ کچھ
 دنوں تک ”مدرسہ عالیہ دیوبند“ میں مدرس رہے اور اب ”مدرسہ مظاہر العلوم
 سہارنپور“ میں مدرس اعلیٰ ہیں۔ آپ کی ذات بھی فیض و برکت کا سرچشمہ
 ہے۔ سفر حج میں فقیر کی اور آپ کی معیت رہی۔ آپ مکارم اخلاق کے جامع
 اور معدن ہیں۔ مدینہ منورہ کے سفر میں آپ قافلہ میں نماز پنجگانہ اول وقت
 جماعت کشمیرہ کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ قافلہ میں کبھی ایک وقت
 کی جماعت آپ کی فوت نہیں ہوئی۔ مدینہ منورہ میں فقیر نے دیکھا کہ اہل عز
 بے حد آپ کا احترام اور اسناد کرتے تھے۔ اور اس قلیل زمانہ قیام
 میں طلبہ حدیث پڑھنے کے لئے آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہونے لگے تھے آپ
 تصنیفات عالی رکھتے ہیں۔“

لے زیارت نامہ یعنی زیارت اولیاء کاملین، ص ۲۲-۲۳، مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ ۱۹۱۴ء
 لے شمس العارفین، ص ۸۳، مطبوعہ مقبول المطابع ہر دوئی۔

کیا خوب فرمایا گیا ہے ۔

عشرتِ آں باشد کہ سر و لہراں

گفتہ آید در حدیث دیگران

پروفیسر صاحب ! دیکھ لیجئے اور بغور ملاحظہ فرمائیے ۔ یہ ہے ایک غیر جانبدار عالم بلکہ شیخِ طریقت کی گواہی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ؒ کے حق میں جبکہ احمد رضا خان صاحب کے بیانات بغض و عناد کی پسدادار ہیں جو انہوں نے جوشِ عداوت سے مغلوب ہو کر وضع کئے ہیں ۔

دیکھئے آپ ہی نے شیخ احمد جزائری کی تقریظ کے درج ذیل کلمات نقل فرمائے ہیں ۔

” ان شیاطین میں سے ہمارے مدینہ منورہ میں بھی چند گنتی کے ہیں ۔ تقیہ

کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں ۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو عنقریب مدینہ منورہ

ان کو اپنی مجاہدت سے نکال باہر کرے گا کہ اس کی یہی خاصیت ہے جو

احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے “

میرے محترم ! آئیے احادیثِ صحیحہ سے ثابت شدہ معیارِ حقانیت پر پرکھ

کر دیکھ لیں کہ مولانا خلیل احمد صاحب ؒ اور احمد رضا خان صاحب میں سے کس کو مدینہ منورہ

نے ” اپنی مجاہدت سے “ نکال کر باہر کر دیا ؟ اور کون مدینہ منورہ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تعالیٰ شرفاً

و تعظیماً کے مبارک قبرستان ” جنت البقیع “ میں آسودۂ آغوشِ لحد ہے ؟ اور کون

تمنائے بسیار کے باوجود اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہا ؟

پروفیسر صاحب ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

قدس سرہ العزیز نے بروز بدھ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ کو بعد نمازِ عصر با وازِ بلند

اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی جانِ جانِ آفرین کے سپرد کی اور آپ کی نمازِ جنازہ

آستانہ نبوی کے قریب بابِ حیرلی کے باہر ادا کی گئی جو مدینہ طیبہ کے ” مدرسہ شرعیہ “

کے صدر مدرس مولانا شیخ طیب نے پڑھائی۔ اور باوجود جلدی کرنے کے (جیسا کہ سنت ہے) از دحام اتنا بڑھ چکا تھا کہ کاندھا دینا مشکل ہو رہا تھا۔ علما بھی تھے اور طلبا بھی۔ اہل تعلق بھی تھے اور بیگانے بھی۔ اور سب با دیدہ پر نرم لے کر چل رہے تھے۔ اہ زبان حال سبھی کی کہہ رہی تھی۔ ع

عاشق کا جب زوہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اور عشار سے پہلے پہلے "جنت البقیع" میں اہل بیت نبوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات کے قریب آپ کو آغوشِ بکد میں اتار دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ط ع

پہنچی دیں پر خاک جہاں کا غیب تھا

اس کے برعکس احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

"وقتِ مرگ قریب ہے۔ اور میرا دل ہند تو مجھ کو معتزلہ میں بھی چلے کو نہیں چاہتا ہے۔ اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کیساتھ موت اور بقیع مبارک میں خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ بہر حال اپنا خیال ہے۔ مگر جائیداد کی جدائی یہ لوگ کسی طرح نہ کرنے دیں گے۔ خریدار کو مجھ تک پہنچنے بھی نہ دیں گے۔ کوئی منقول شی نہیں کہ بازار بھیج کر نیلام کر دی جائے اور خالی ہاتھ بھیک پر گنہ کرنے کے لئے جانا نہ شرفاً جائز نہ دل کو گوارہ۔ دیکھئے کہ ہر بات کا انجام بخیر ہو۔ والسلام ۛ ۛ

احمد رضا خان صاحب کی یہ عبات پڑھ کر ہمیں ملن کے دعویٰ "عشق رسول" پر بے ساختہ ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی۔ اور ساتھ ہی علامہ اقبال مرحوم کا پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

بے خطر کرد پڑا آتشیں نمرود میں عشق

حق ہے محو تماشا لئے لب بام ابھی

اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد و توکل میں احمد رضا خان صاحب کی اس تدبیر اور صبر و قناعت کے باب میں موصوف کی اس تہی دامن کو ملاحظہ کیجئے۔ اور ساتھ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کا تمام اندیشہ ہائے دراز کو خیر بدلہ کئے ہوئے اور استقامت کے اعلیٰ ترین درجہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوچہ محبوب کی طرف روانگی پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

مزید تفصیل کے لئے "حیات خلیل" ملاحظہ ہو۔ تو بے ساختہ آپ پکار اٹھو گے کہ علامہ اقبال مرحوم نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ

حقل حیدر ہے سو ہمیں بنا لیتا ہے

عشق بے چارہ نہ صوفی ہے ملاہ حکیم

پروفیسر صاحب تو "عاشق رسول" کے تہمے ایک پمفلٹ لکھ چکے ہیں۔ نامعلوم یہ حقیقت موصوف کی نظر سے کیوں اوجھل رہی کہ "عشق" لفاظی کا نام نہ ہے بلکہ وہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ جب کسی شخص میں پیدا ہوتی ہے تو "عاشق" کے صفت و قلب سے محبوب کے علاوہ ہر نقش کو متا دیتی ہے۔ بہر حال موصوف "عاشق رسول" کی خدمت میں سر دست ہم درج ذیل شعر ہی پیش کر سکتے ہیں

عشق چوں خام است باشد بستہ ناموں رنگ
پنختہ مخران جنوں را کے بود حیا زنجیر پا

جعلی مکتوب تیار کرنے کا داعیہ اور سبب

جہاں تک ہم مجھ سکے ہیں اس جعلی مکتوب کے تیار کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب کہ احمد رضا خان صاحب نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوئے جدہ میں یہ بات مشہور کر دی کہ "شرفیہ مکہ" ان کا مرید ہو گیا ہے۔ نیز اپنے مکاتیب میں لکھ کر ہندوستان بھی بھیج دیا کہ "شرفیہ مکہ" کی مجلس میں ان کا بڑا اعزاز و اکرام ہوا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے لوگوں کو ضرورت پیش آئی کہ صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے ان علماء سے رابطہ قائم کریں جو شرفیہ مکہ کے اراکین مجلس میں شامل ہیں چنانچہ بریلی اور رام پور کے بعض حضرات نے فوراً خط لکھ کر صحیح صورت حال دریافت کی۔ جو اب شیخ عبدالقادر شیبی کلید بردار خاندان نے مختصراً اصل صورت حال لکھ بھیجی جس سے احمد رضا خان صاحب کے اعزاز و اکرام کا ہوائی قلم آنکھ جھپکتے ہی "ہَبَاغَزْ مَنُورًا" ہو گیا۔

یہ سبقتفاری مکتوب اور مکہ معظمہ سے آمدہ جواب مولانا محمد اسحاق صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب "قاطع الوریث من المبتدع العنید" مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں بھی شائع کر دیا تھا۔ اس لئے رضا خانی حضرات کو ضرورت محسوس ہوئی کہ مکہ معظمہ کی طرف منسوب کوئی ایسا مکتوب شائع کیا جائے جو احمد رضا خان صاحب کے اعزاز و اکرام کے منہدم قلم کو دوبارہ استوار کر دے۔

چنانچہ ۱۳۳۸ھ میں۔ جو کہ احمد رضا خان صاحب کے ملفوظات کی جمع و ترتیب اور اشاعت کا سال ہے۔ شیخ صالح کمال کی طرف منسوب کر کے ایک خط و ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم میں شامل کر کے شائع کر دیا گیا۔ اور یہ ایسے وقت میں شائع

کیا گیا جب کہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ دونوں ہی اللہ کو پیدے ہو چکے تھے تاکہ ان کی طرف سے تردید کی بھی گنجائش باقی نہ رہے۔

مہر حال ہم مولانا محمد اسحاق صاحب طباوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض تسمیہ می کلمات کے ساتھ "ساکنان بریلی" کا استفساری مکتوب اور "شیخ عبد القادر شیبی کلید بردار خانہ کعبہ" کا وہ خط جو موصوف نے مولانا محمد طیب صاحب کی "ہم ذلیقہ" (۱۳۳۴ھ) مدرس مدرسہ عالیہ رام پور کو لکھا تھا۔ یہاں پر درج کئے دیتے ہیں تاکہ یہ تاویز منظر عام پر آجائے۔

..... علامہ بریلی و رام پور نے براہ راست جناب شیخ عبد القادر

شیبی کے ذریعے شریف صاحب کے مرید و معتقد ہو جانے کی حقیقت

دریافت کی۔ اور یہ بھی پوچھا کہ شریف صاحب نے (احمد رضا خاں صاحب

بریلوی کے باب میں کیا حکم صادر فرمایا تھا؟

اس کے جواب میں جو مختصراً جناب شیبی صاحب نے تحریر فرمایا وہ ہم بخیر

یہاں نقل کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بریلوی نے علم غیب کے مسئلہ پر اور قادیانی کی تکفیر پر

مکہ معظمہ کے علماء سے مہربانی اور دستخط کرانا چاہا تھا مگر علم غیب کے

مسئلہ کو تو تمام علماء نے قاطعاً مردود، باطل اور ضلال فرمایا۔ اور

شریف صاحب کا حکم صادر ہوا کہ کوئی عالم اس کی کسی تحریر پر تصدیق و

۱۱۱ لفظیات اعلیٰ حضرت حصہ دوم۔ قس ۱۱۱ اور شیخ صالح کمال کے

انتقال کا علم احمد رضا خاں صاحب کے اس جملہ سے ہوتا ہے کہ "شیخ صالح کمال کو اللہ

تعالیٰ جنات عالیہ عطا فرمائے" لفظیات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۷۲۔

دستخط نہ کرے۔ لیکن یہ حکم پورے طرح شائع نہیں ہوئے پایا تھا کہ بریلی
نے ازراہ مکرو فریب و دیگر تدابیر گراں بہا بعض علماء سے قادیانی کی تکفیر
پر دستخط کرائے۔

ناظرین ! احمد رضا خان صاحب بریلوی کا یہ وہی کیسہ عظیم ہے جس کا
ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ یعنی اس نے قادیانی کے عقائد باطلہ ظاہر کئے اور اس کے
ساتھ علماء دیوبند کو بھی ازراہ بددیانتی شامل کر کے بالاجمال سب کی تکفیر پر دستخط
کرائے۔ اور ہندوستان میں آکر یہ ظاہر کیا کہ علماء حرمین نے تمام علماء دیوبند کے
تکفیر فرمائی ہے۔ جزاء اللہ جزاءہ عذوقہ۔

اہل بریلی کا خط اور شیخ عبد القادر شیبی کلید بردار خانہ کعبہ کا جواب ہم
بجانب مع ترجمہ کے نقل کرتے ہیں۔ اور اپنے ہی خرچ سے اس کی مکرر تصدیق
کا وعدہ کرتے ہیں۔

خلاصہ حال و تشکر من
جانب ساکنان بریلی۔
الحمد لله العلی العظیم و
الصلوة والسلام علی نبیہ
الکریم وعلی آلہ و صحبہ
ذوی الجاہ العمیم۔

اما بعد فہذا تشکر
من اہالی بریلی واسترحام
من دولۃ سیدنا نائب
خليفة المسلمين فی

اہل بریلی کی طرف سے شریف مکہ
کی خدمت میں عرض حال۔
بعد حمد و صلوة کے اہل بریلی کی طرف
سے نائب خلیفۃ المسلمین شریف
مکہ کی خدمت میں درخواست کی
جاتی ہے کہ امید کی جاتی ہے
کہ ازراہ مہربانی ہم کو اس حکم نامہ
سے مطلع فرمایا جاوے جو حضور
لے مجلس شوریٰ میں احمد رضا پر
صادر فرمایا۔ اس لئے کہ اس نے

بلد الله الامین -

یترجون من سیدنا وسید
الجمیع اب یشر فہم
بہر سوم من مجلسہ
السامی یتضمن شرحا حکمت
بہ دولۃ المنصورۃ علی
احمد رضا لیکون مکذبا
لما اشاعہ فی مکاتیبہ
حیث زعم ان دولۃ
سیدنا قد جنت الی
معتقدہ -

والیضا لا یخفی علی
سعادة دولة سیدنا ان
التقریظ الذی کتبہ بعض
العلماء علی کتابہ الذی
ردنیہ علی المسیح القادیانی
سیحرفہ هذا الملبس الی
ما یرید فانہ دجال مکار
یصور الالمہار وربما
النق ورقۃ التقریظ بکتاب
غیر الکتاب و هذا الرجل

میں اپنی بعض تحریرات (مکاتیب)
میں شائع کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں
حضور شریف صاحب نے میرے
احققت سے خوشی اور موافقت
ظاہر فرمائی۔ ہم چاہتے ہیں کہ
حضور کے حکم نامہ سے احمد رضا
کی تحریرات کی تردید و تکذیب
کی جائے اور اس کا جھوٹ کھول
دیا جائے۔ نیز حضور پر یہ امر محقق
نہ ہوگا کہ احمد رضا کے اس رسالہ
پر جو اس نے مسیح قادیانی کی
تردید میں لکھا ہے۔ مکہ معظمہ کے
بعض علماء نے جو تقریظ لکھی ہے
عنقریب احمد رضا دغا باز اس کو
بدل کر اپنے فرض و مطلب کی
طرف لے جا دے گا۔ کیونکہ یہ
شخص دجال و مکار ہے۔ طرح
طرح کی مہر بنالیتا ہے۔ اور ایک
کتاب کی تقریظ کو دوسری کتاب
میں شامل کر دیتا ہے۔ اور یہ شخص
مسیح قادیانی سے کسی طرح کم

نہیں۔ اس لئے کہ قادیانی پیغمبری
کا مدعی ہے اور احمد رضا مجددیت
کا۔ حاصل یہ ہے کہ سلام آپ
ہی کے گھر سے پھیلا ہے۔ اور آپ
ہی اس کے مددگار ہیں۔
والسلام

ليس بادع من المسيح
القادياني - ذلك يدعي
الرسالة ظاهراً وهذا يتستر
بالمجد دية والحاصل ان
الاسلام انما عرف من
بيتكم وامنتم اعوانه والسلام

نقل کرامت نامہ مولانا شیخ عجمت در شیعہ کلیہ بر دار کعبہ شریف
جواہل بریلی کی عرضداشت کے جواب میں بنام مولوی محمد طیب صاحب کی
مدرس مدرسہ عالیہ رام پور صادر ہوا۔

محب مکرم شیخ محمد طیب صاحب
سلام اللہ تعالیٰ سلام مع الاکرام
کے بعد اول آپ کی صحت و تندرستی
کی کیفیت دریافت کی جاتی ہے
ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ
تندرست رہیں گے۔ دوسرے
یہ کہ آپ کا خط پہنچا اور اس کے
ساتھ وہ رسالہ جو آپ نے شیخ
ناری کے رد و قدر میں لکھا ہے

» قدوة الفضلاء وسمدة
العلماء جنابه الفاضل
محبتنا الشيخ محمد طيب
سلمه الله وابقاه. آمين
وبعد السلام التام مع
التحية والاکرام -
اول السؤال من حكام
صحتكم نرجوا دوامها
وثانیا قد وصلنا كتابكم

و فی طیہ رسالتکم الفلحة
 للشیخ الناری وبواسطة
 مولانا الشیخ محمد معصوم
 فهمنا حقیقة الرجل انی
 المولوی احمد رضا خان
 البریلوی وعرضنا علی
 دولة سیدنا الشریف و
 وصدر امره علی مفتی
 الاحناف ان لا یجیبه
 بشئ فکل ما یسأل
 وقد حصل وسأل الشیخ
 علی تقریظہ فی قول
 " انه صلی اللہ علیہ وسلم
 یعلم ما کان وما یکون
 من الازل الی الابد
 وهو بکل شیء علیم "
 فانکر ذلک ووجه لها
 قوجیہات اظهرت عناده
 وضلاله -

وبعدھا اظهر رسالتہ
 فیہا رد علی المدعی ان

موصول ہوا۔ ہم کو مولوی احمد رضا
 خان بریلوی کی اصلی حالت مولانا
 شیخ محمد معصوم کے ذریعہ سے
 معلوم ہوئی۔ ہم نے اس کو شریف
 مکہ کے حضور میں پیش کر دیا۔ وہاں
 سے مفتی احناف کے نام حکم صادر
 ہوا کہ وہ اس کی کسی بات کا جواب
 نہ دیں۔ مولوی احمد رضا خان نے
 شیخ محمد معصوم کے رو برو اپنا
 وہ رسالہ پیش کیا جس میں انہوں
 نے لکھا ہے کہ اُن حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ ازل
 سے ابد تک جس قدر امور ہو
 چکے ہیں اور ہوں گے ان سب
 کو آپ جانتے تھے اور تقریظ
 لکھنے کی درخواست کی شیخ محمد معصوم
 نے اس سے انکار کر دیا۔ اور اس
 مسئلہ کے متعلق چند باتیں بیان
 کیں۔ جن سے ظاہر ہوا کہ مولوی
 احمد رضا گمراہ اور دشمن دین ہے
 اس کے بعد احمد رضا نے اپنا

عيسى في الهند فقرأوا
رسالته بعض العالم
وكانت بالفيلة عن
اطلاعا و عند سماعنا
اطلعتا دولة الامير و
كان عزم على اخذها
ولكن تحققت ان
ما فيها يخل بالشرع
ابقاها في يد والآن
مخرج الى المدينة المنورة.
دستخط

عبد القادر الشيبی

فاتح بیت اللہ الحرام
الثانی ربيع الاول ۱۳۲۲ھ

دوسرا رسالہ پیش کیا جس میں انہوں
نے قادیانی پر رد کیا ہے۔ سو
اس پر بعض علماء نے تقریظ لکھ
دی۔ اور یہ اس سبب سے ہوا کہ
ہماری اطلاع کرنے سے ان کو
خفقت ہوئی۔ ہم نے جب یہ بات
سنی تو شریف مکہ کو اس سے مطلع
کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا تھا کہ
رسالہ مذکورہ کو احمد رضا سے لے
لیں۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ
اس رسالہ میں شرع کے خلاف
باتیں ہیں تو انہوں نے نہیں
لیا۔ اور اسی کے پاس چھوڑ دیا
اب وہ مدینہ کی طرف چلا گیا۔



ناظرین کرام! ان دونوں خطوں کو ملاحظہ فرما کر نتیجہ نکال لیجئے کہ احمد رضا
برطوی کہاں تک سچا ہے اور اس کے معاونین کیسے راست باز ہیں؟
امید ہے کہ قارئین کرام اس ساری صورت حال کے سمجھ لینے کے بعد شیخ
صالح کمال کی طرف منسوب جعلی خط کی تیاری کے پس منظر سے بخوبی واقف ہو

گئے ہوں گے۔

حضرت منیٰ رح نے بیان فرمایا ہے کہ۔

چوتھا اعتراض

۱۱ احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک طویل محضر نامہ

جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رام پوریؒ کی خدمت میں بعض لوگوں نے پہنچایا۔ تاکہ وہ اس محضر نامہ کو شریف مکہ کی خدمت میں پیش کر دیں ان لوگوں کا مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب احمد رضا خان صاحب کو تنبیہ کر دیں اور قرار واقعی سزا دیں۔ لیکن جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رام پوریؒ نے تو پیش نہیں کیا بلکہ ان کے ہاتھ سے آفتاب عبد القادر شیبیؒ کو لے کر دار خانہ کعبہ لے لیا۔ اور کہا کہ میں خود یہ محضر نامہ شریف صاحب کو دوں گا۔ جب وہ محضر نامہ شریف صاحب کے خدمت میں پہنچا تو احمد رضا خان صاحب کے بارے میں درج شدہ باتیں پڑھ کر شریف صاحب احمد رضا خان صاحب پر سخت غضبناک ہوئے۔ شیبی صاحب اور شریف صاحب نے احمد رضا خان صاحب کو قید کر دینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ لیکن جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رام پوریؒ جنہیں محضر نامہ شریف صاحب کو پہنچانے کے لئے پہلے پیش کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے موصوف کی خدمت میں پیش نہیں فرمایا تھا۔ اور مولوی منور علی محدث رام پوریؒ نے قید کرنے کی مخالفت کی ۱۲۔

اس بیان پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

» ایک طرف تو صاحب شہاب ثاقب یہ فرماتے ہیں کہ محضر نامہ اس لئے پیش کیا گیا تاکہ فاضل بریلوی کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب شریف مکہ اس پر آمادہ ہوتا ہے تو مولوی منور علی وغیرہ آڑے آتے ہیں گویا ازراہ کرم۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ؟ لے

جواب | پروفیسر صاحب ! اگر یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آتی ہے تو اس میں حضرت مدنی رک کا کیا قصور ؟ آپ اپنی کم فہمی اور قلت استعداد پر ماتم کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے استغاثت فہم اور استعداد کی پختگی کی دعا کریں۔ سیر دست یہ معاملہ ہم آپ کو سمجھا دیتے ہیں ذرا خود فرمائیں۔

کسی دو مہلوں میں تعارض پائے جانے کے لئے ضروری ہے کہ ان میں بیان کیا جانے والا حکم ایک ہی شخص یا چیز کے بدلے میں ہو ورنہ ان کو متعارض نہیں کہیں گے چنانچہ یہاں پلا احمد رضا خان صاحب کو قرار واقعی سزا دلوانے کی تمنا کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے محضر نامہ تیار کر کے جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رام پوریؒ کو دیا تھا تاکہ وہ شریف مکہ تک پہنچا دیں۔ گو انہوں نے نہیں پہنچایا۔ بلکہ دوسرے صاحب نے پہنچایا تھا۔ اور احمد رضا خان صاحب کی سزائے قید کی مخالفت محضر نامہ تیار کرنے والوں نے نہیں کی بلکہ جناب شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رام پوریؒ اور مولوی منور علی صاحب رام پوریؒ نے کی تھی۔ جن کا ذکر محضر نامہ تیار کرنے والوں میں قطعاً نہیں ہے۔ لہذا جب احمد رضا خان صاحب کی » قرار واقعی سزا « کے متنی اور لوگ ہیں۔ اور سزائے قید کے مخالف اور لوگ۔ تو پھر نامعلوم پروفیسر صاحب کو دونوں باتوں میں

تناقض کیسے نظر آگیا ؟

پروفیسر صاحب کے علم میں اضافہ کئے لئے ایک بات ہم اور عرض کئے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض مخالفت کرنے والے دونوں بزرگ محض نامہ تیار کرنے والوں میں شامل بھی ہوتے تو بھی حضرت مدنیؒ کے مندرجہ بالا بیان میں کوئی تناقض نہ ہوتا۔ کیونکہ تناقض پائے جانے کے لئے ”اتحاد زمانہ“ بھی شرط ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ”زید رات میں سوتا ہے“ اور ”نید دن میں نہیں سوتا ہے“ دونوں جملوں میں کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے۔ بعینہ اسی طرح اگر بالفرض یہ دونوں حضرات محض نامہ تیار کئے والوں میں شامل ہوتے اور اس وقت ان دونوں بزرگوں کی رائے دوسرے لوگوں کی طرح یہی ہوتی کہ احمد رضا خان صاحب کو ”قرارد واقعی سزا“ دلانی جائے پھر بعد میں کسی بنا پر ان کی رائے میں تبدیلی آجاتی تو بھی اس میں کوئی استبعاد نہ ہوتا۔ کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ بعض اوقات رائے کچھ ہوتی ہے۔ پھر بعد میں کسی کے مشورہ یا ذاتی غور و فکر یا حالات میں کسی تبدیلی کی بنا پر رائے تبدیل ہو جاتی ہے۔

اگر پروفیسر صاحب اس کی مثال دیکھنا چاہیں تو ہم یہاں پر بھی ان ہی کے گھر کی شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ دیکھئے جناب ! احمد رضا خان صاحب متحدہ ہندوستان کے ہندوؤں کو ”ذمی“ قرار دیتے تھے۔ امدان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ثابت فرماتے تھے۔

امد جب دیکھا کہ انگریز بہاد چاہتا ہے کہ ہندو مسلم دونوں قوموں کو آپس میں لڑا دیا جائے۔ کیونکہ تحریک خلافت اور ترک موالات کے زمانہ میں ہندو مسلم اتحاد کے باعث انگریز کے پاؤں برصغیر سے اکھڑنے لگے تھے تو جناب احمد رضا خان صاحب

نے فتوے دے دیا کہ ہندوستان کے ہندو "حربی" ہیں اور ان کے کسی بھی قسم کے معاملات کرنے جائز نہیں ہیں۔ ۱۰

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رائے میں تبدیلی آجانا کوئی لپچنے کی بات نہیں ہے۔
 پروفیسر صاحب بلا وجہ پریشان ہو رہے ہیں۔ بہر حال حضرت مدنی رح کا بیان
 ہر طرح سو فیصد درست اور صحیح ہے۔ البتہ پروفیسر صاحب کی قلت غور و فکر یا کم علمی کے
 باعث یہ صورت پیدا ہو گئی ہے۔ ۱۱

خزاں نہ تھی چمنستان دھرم میں کوئی

خود اپنا ضعف فکر پردہ بہادر ہوا

حضرت مدنی رح لکھا ہے کہ۔

پانچواں اعتراض "احمد رضا خان صاحب سے شریف مکہ کی طرف

سے تین سوالات کئے گئے تھے۔ جب احمد رضا خان صاحب نے ان کے
 غیر تسلی بخش جوابات دیئے تو شریف مکہ کی طرف سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں
 سے چلے جاؤ۔ ۱۲

اس پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

"لیکن واقعات سے قرینہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے ایک دو
 دن نہیں بلکہ اس فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ
 قیام فرمایا۔ یا تو یہ بات جعلی ہے یا پھر فاضل بریلوی کے عشق و محبت
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت ہے کہ فرمان شاہی کی تاثیر کو ختم کر

کے رکھ دیا۔ ۱

احمد رضا خان صاحب نے سفرِ حرمین شریفین سے متعلق جو تفصیل
جواب بذاتِ خود بیان کی ہیں۔ ہم ان میں سے بعض کو اپنے الفاظ میں بطور
 خلاصہ پہلے ذکر کرتے ہیں۔ بعد ازاں پروفیسر صاحب کے اعتراض کا جواب پیش
 کریں گے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

۱۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ بعد نمازِ عصر احمد رضا خان صاحب سے شریفِ مکہ کی
 جانب سے سوالات کئے گئے تھے۔ ۱

۲۔ اس وقت (یعنی ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ) موصوف کو مدینہ طیبہ جانے کی جلدی
 تھی اور ان کا دل اسی دھیان میں لگا ہوا تھا۔ جس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ
 وہ اس وقت مدینہ طیبہ جانے کی تیاری میں مشغول تھے۔

۳۔ احمد رضا خان صاحب کے سامنے سوالات پیش ہو جانے کے بعد اب مدینہ
 طیبہ کو موصوف کی روانگی ۲۵ ذی الحجہ یا اس کے دو چار روز بعد کی مدت میں نہیں
 ہوتی جیسا کہ ان کا پروگرام تھا۔ بلکہ تقریباً دو ماہ بعد ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ
 کو وہ خانم مدینہ طیبہ ہوتے ہیں۔ ۱

۴۔ یہ سوالات شریفِ مکہ کی جانب سے کئے گئے تھے۔

ورنہ اگر کسی عام عالم کی طرف سے سوالات ہوتے تو احمد رضا خان صاحب بالمشافہ
 زبانی جوابات دے کر بھی اپنے پروگرام کے مطابق مدینہ طیبہ روانہ ہو سکتے

۱۔ فاضل بریلوی علماءِ حجاز کی نظر میں۔ ص ۱۶۹۔ ۱۱ طغوظات اعلیٰ حضرت۔ ص ۹

حصہ دوم۔ ۱۱ الدولة المنکیہ۔ ص ۱۱۱۔ ۱۱ طغوظات اعلیٰ حضرت

ص ۳۳ حصہ دوم۔

تھے۔ لیکن شریف مکہ کے اس تحریری اور مفصل جواب مائل کرنے کی ضرورت تھی۔ لہ
 ۵۔ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر "مقام رابع" تک پہنچے تھے کہ
 طالع ربیع الاول طلوع ہو گیا۔ اس مقام پر پہنچنے سے چھٹے دن یعنی چھ یا سات
 ربیع الاول کو وہ مدینہ طیبہ پہنچتے ہیں۔ پھر مدینہ طیبہ میں ان کا قیام اکتیس^۳
 روز رہتا ہے۔ گویا سات یا آٹھ ربیع الثانی تک وہ مدینہ طیبہ میں
 رہتے ہیں۔ لہ

۶۔ احمد رضا خان صاحب نے مذکورہ سوالات کا جواب ایک کتاب "اللطائف الحکیمہ"
 کی صورت میں لکھ کر (بقول ان کے) ۲۸ ذی الحجہ کی صبح کو اس شخص کے
 حوالہ کر دیا جس کی وساطت سے انہیں سوالات پہنچے تھے۔ پھر اس نے ۲۸
 و ۲۹ ذی الحجہ کی درمیانی شب کو اول وقت نماز عشاء پڑھنے کے بعد
 سے نصف شب تک کتاب مذکور کا نصف حصہ شریف مکہ کو پڑھ کر سنایا
 بعد ازاں شریف مکہ اس کتاب کو لے کر آرام کے لئے بالاخانہ پر شریف
 لے گئے۔ لہ

ان امور کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ باقی ماندہ نصف
 کتاب کے مطالعہ سے شریف مکہ کب فارغ ہونے لگے؟
 کیونکہ ظاہر ہے کہ مکمل جواب کے مطالعہ کے بغیر فرمان شاہی کے نفاذ کے کوئی
 معنی ہی نہیں۔ اب جہاں یہ ممکن ہے کہ شریف صاحب نے ایک دو روز میں باقی ماندہ

لہ طفوظات اعلیٰ حضرت - حصہ دوم - ص ۹ - ۱۰۔ لہ طفوظات اعلیٰ حضرت
 حصہ دوم - ص ۳۲ - ۳۵۔ لہ طفوظات اعلیٰ حضرت - حصہ دوم۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ۔
 ”ادائل محرم سے ختم محرم تک وہ اس قدر شدید بیمار رہے کہ کئی ہفتے
 مسجد حرام میں نماز تک پڑھنے نہ جاسکے۔ اور جس بالا خانہ میں موصوف
 مقیم تھے اس سے نیچے اتر کر آنا بھی ان کی قدرت سے باہر ہو گیا تھا۔
 اور جب بعض احباب نے مکہ معظمہ کی شدت گرمی کے باعث ”طائف“
 ایسے مستدل اور پر فضا مقام پر چلنے کو کہا تو احمد رضا خان صاحب
 نے جواب دیا کہ اگر اس شدت مرض میں سفر کی قابلیت ہوتی تو میں مدینہ
 ہی کیوں نہ چلا جاتا۔“

اس کے بعد جب اواخر محرم میں کچھ صحت ہوتی ہے تو پھر فوراً بخار عود
 کر آتا ہے۔ جس کی تفصیل احمد رضا خان صاحب کے الفاظ میں اس طرح ہے۔
 ”جب اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی، وہاں ایک سلطانی حمام
 ہے۔ میں اس میں نہلیا۔ باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا۔ حرم شریف پہنچتے
 پہنچتے برسنا شروع ہوا۔ مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ دبارش برستے
 میں طواف کرے وہ رحمت الہی میں تیرتا ہے۔ فوراً سنگ اسود شریف
 کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا۔ پھر بخار عود
 کر آیا۔“

جب خدا خدا کر کے اس بخار سے نجات ملتی ہے تو پھر احمد رضا خان صاحب
 مکہ معظمہ سے فوراً روانہ ہونے کا پروگرام بناتے ہیں۔ لیکن خدا کا کرنا کہ پھر بیماری آ

گھیرتی ہے۔ چنانچہ خود ہی تفصیل بیان کرتے ہیں کہ۔

” صفر کے پہلے عشرہ میں حرم حاضر می سرکار اعظم مصمم ہو گیا۔ اونٹ کرایہ کر لئے۔ سب اشرفیاں پیشک دے دیں۔ آج سب اکابر علم سے رخصت ہونے کو ملا۔ وہاں پانی کی جگہ چائے کی تواضع ہے۔ اور انکار سے برا مانتے ہیں۔ ہر جگہ چائے پینی ہوتی جس کا شمار نوافجانہ تک پہنچا۔ اور وہاں بے دردہ کی چائے پیتے ہیں جس کا میں عسادی نہیں اور چائے گروہ کو مضرب ہے۔ اور میرے گروہ ضعیف رات کو معاذ اللہ بشت حوالی گروہ کا درد ہوا۔ ساری شب جاگتے کئی صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبورانہ ملتوی رہا۔ جہانوں سے کہہ دیا گیا کہ تاشف نہیں جاسکتے۔ وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی ان کے ساتھ گئیں۔ ترک ڈاکٹر رمضان آفسدی نے پلاستر لگائے دو ہفتے سے زائد تک معالجے کئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ شفا ہوئی۔ مگر اب بھی دن میں پانچ چھ بار چپک ہو جاتی تھی۔“

یہ تمام تفصیل ذہن نشین کر لینے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مکہ معظمہ سے جلد نکل جانے کے فرمان شاہی کا نفاذ اوائل محرم میں میں ہوا تھا تو پھر بھی احمد رضا خان صاحب کی اس شدت مرض کے باعث اس پر عمل درآمد کا مؤخر اور ملتوی ہو جانا نہ صرف یہ کہ مستبعد نہیں بلکہ مکمل طور پر قرین قیاس ہے۔ بالخصوص جب کہ مکہ معظمہ سے جلد نکل جانے کے حکم کی جو غرض و غایت تھی وہ موصوف کے ایک کمرے میں بیماری کی وجہ سے مجبوس ہو جانے کے باعث

حاصل ہو رہی تھی۔ کیوں کہ وہ اپنی بیماری کی شدت کے باعث نہ عوام کے مل سکتے تھے اور نہ وعظ و تقریر کرنے کی سکت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ باجماعت ادائیگی فرغ کے لئے بھی مسجد امام میں نہیں جاسکتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ۲۴ صفر تک احمد رضا خان صاحب کا مکہ معظمہ میں علالت کے باعث رہنا صرف ہمارا ہی اجتہاد نہیں بلکہ احمد رضا خان صاحب کے ایک سوانح نگار ”علامہ بدر الدین احمد رضوی قادری“ نے بھی مکہ معظمہ میں موصوف کی طویل اقامت کا سبب ان کی علالت ہی کو قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

”مکہ شریف میں اعلیٰ حضرت کا قیام متواتر علالت شدیدہ کے

باعث ۲۴ صفر ۱۳۲۲ھ تک رہا۔“

پروفیسر صاحب ! پھانسی کا سزا یافتہ مجرم بھی اگر شدید بیماری کا شکار ہو جائے تو پھانسی پر بھی عمل درآمد مؤخر و ملتوی کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر کسی عام مجرم کی علالت شدیدہ کے باعث اس کی سزا پر عمل درآمد تا حصول صحت ملتوی کر دیا جائے تو اس میں کوئی قباحت ہے ؛ لیکن آپ ہیں کہ سمجھنے کی ذرہ بھر کوشش و ہمت نہیں فرماتے ورنہ۔

نہ شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیوار چمن بیل

تیری ہمت کی کوتاہی تیری قسمت کی پستی ہے

یہ جواب ہم نے صرف احمد رضا خان صاحب کے بیانات کی روشنی میں دیا ہے تاکہ پروفیسر صاحب کے لئے کوئی گنجائش سخن ہی باقی نہ رہے۔

لیکن اس کے برعکس اگر حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ مرتدہ کے بیان کو مد نظر رکھا

جائے تو پھر سرے سے اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ موصوف اپنے بیان میں فرماتے ہیں۔

”الحاصل یہ جوابات مع اظہار ان کے عقائد کے علم غیب میں شریف

صاحب تک بعد ایک مدت کے پہنچے۔“

حضرت مدنیؒ کے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ ۲۵ ذی الحجہ کو احمد رضا خان صاحب سے جو سوالات کئے گئے تھے ان کے جوابات شریف صاحب تک ایک مدت کے بعد پہنچے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک عرصہ کے بعد جب شریف صاحب کو جوابات موصول ہوئے تو پھر انہوں نے ان کا مطالعہ کیا ہوگا۔ بعد ازاں جلد نکل جانے کے فرمان شاہی کے نفاذ کی نوبت آئی ہوگی۔ لہذا فاضل معترض کا یہ اعتراض بالکل لغو اور بے جا ہے کہ فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ احمد رضا خان صاحب کو عطلہ میں مقیم رہے۔

۱۔ الشہاب الثاقب۔ ص ۲۰۔ ۱۔ اگر ۲۹ ذی الحجہ کو ہی فرمان شاہی کا نفاذ تسلیم کر لیا جائے پھر بھی ۲۴ صفر تک ایک ماہ اور ۲۵، ۲۶ دن ہوتے ہیں لیکن پردفیسر صاحب اپنے اعتراض میں لکھتے ہیں۔

”فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ قیام فرمایا۔“

اس اعتراض کو پڑھ کر ہمیں منہ ہی آتی ہے اور پردفیسر صاحب کی حساب دانی پر حیرت و افسوس بھی۔ کہ جن لوگوں کو جمع کے سادہ سوالات میں غلطیاں لگ جاتی ہوں ان کا قطب عالم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ تعالیٰ مرشدہ پر اعتراضات کرنا درحقیقت اپنے ہی علم و فضل اور قابلیت و لیاقت کا بھناٹا پورا ہے کے بیچ میں لا کر بھپوڑنا ہے۔ سچ ہے ۱۔ بقیہ ماہ صفر آئندہ

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

چھٹا اعتراض

”صاحب شہاب ثاقب“ نے علما حرمین کی

تعاریف کی اہمیت گھٹانے اور فاضل بریلوی کو نیچا دکھانے کے لئے

مختلف حربے استعمال کئے ہیں۔ جو مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں

یہ ہیں۔

۱۔ علما حرمین نے فاضل بریلوی کے صاحب زادے، مولانا حامد رضا خان صاحب کے شاندار تعارف اور توصیفی کلمات سے متاثر ہو کر تعاریف تحریر فرمادیں۔

۲۔ بعض علما، فاضل بریلوی کے رٹے ٹانے مباحث علیہ سے متاثر ہو گئے۔

۳۔ بعض حضرات سادات کے ساتھ فاضل بریلوی کے ریاکارانہ، بقول صاحب شہاب ثاقب، عجز و انکسار سے متاثر ہو گئے۔

۴۔ بعض علما حرمین خود غرض و جاہ طلب تھے اپنی شہرت کی خاطر تعاریف لکھ دیں۔

۵۔ بعض حضرات باوجود علمیت و فضیلت کے سادہ لوح اور نادان تھے دھوکے میں آ گئے۔

لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علما کے سامنے جب سلا موجود تھا اور وہ اپنے ہوش و حواس میں بھی تھے۔ پھر بھی مباحث علیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ، ۵۶

تاہم دشمن نگفتہ باشد عیب بنہرشن نہفتہ باشد

سے آنکھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کر دینا جو بقول صاحب
شہاب ثاقب صحیح نہ تھی کم از کم ایک صاحب عقل کہتے قابل
قبول نہیں : ۱۰

حضرت مدنی رحمہ اللہ مستدہ نے علماء حرمین شریفین کی تقریظاً
جواب کے سلسلہ میں جو کچھ تحریر فرمایا تھا۔ اس کا خلاصہ پروفیسر صاحب نے
بزعہم خویش مذکورہ بالا پانچ نمبروں میں بیان کر دیا ہے۔ لیکن پہلے اور دو نمبر
میں جو بات ذکر کی گئی ہے اس کے جواب سے پروفیسر صاحب پہلو تہی کر گئے ہیں۔ البتہ
نمبر تین میں جو بات ذکر کی ہے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ۔

” نفسیاتی تجزیہ سے کچھ یوں ہی محسوس ہوتا ہے جن حضرات نے
فاضل بریلوی کی سوانح کا مطالعہ کیا ہے یا جنہوں نے قریب سے دیکھ
کر اپنے مشاہدات مسلم بند کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ
تعظیم سادات کچھ حرمین کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ گھر پر بھی ان کا یہی
وہمیدہ تھا۔ ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی اس کو پھر مصلحت و ریاکاری
پر محمول کرتے : ۱۱

پروفیسر صاحب بات سمجھنے کی ذرہ بھر کوشش نہیں کرتے ورنہ اس قسم کے
مغالطات میں کبھی گرفتار نہ ہوتے۔

میرے محترم ! آپ نے کہاں سے یہ سمجھ لیا کہ حضرت مدنی قدس سرہ کی عبارت
میں جہاں لفظ ”سادات“ کا ذکر ہے اس سے مراد ”نبی سید“ ہے جس شخص کو دینی

۱۰ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔ ص ۱۸۶۔ ۱۱ فاضل بریلوی علماء
حجاز کی نظر میں۔ ص ۱۸۶۔

یاد نبوی و جاہلیت حاصل ہو اس پر بھی ”مختصر ماعرب میں“ لفظ ”سید“ کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الرحمن دکن نے اپنی تقریظ میں احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھا ہے۔

” انه السيد الفرد الامام “ ۱۷

کیا احمد رضا خان صاحب نسباً سید ہیں ؟ احمد رضا خان صاحب نے ”مفتی تاج الدین الیاس صاحب“ کا نام جن القابات کے ساتھ ذکر کیا ہے ان میں ایک وصف یہ بھی ہے۔

” مفتی السادة الحنفية “ ۱۸

کیا اس کا یہ مطلب لیا جاسکتا ہے کہ چٹھی نسباً سید تھے صرف انہی حضرات کو موصوف فتوے دیا کرتے تھے ؟

” مفتی سید احمد برزنجی نے اپنی تقریظ میں اپنے نام کے ساتھ یہ وصف بھی لکھا ہے۔

” مفتی السادة الشافعية “ ۱۹

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ موصوف صرف ان شافعیوں کو فتوے دیا کرتے تھے جو نسباً سید ہوں اور غیر سید شافعی حضرات کو فتوے دینے اور مسئلہ بتانے سے انکار کر دیا کرتے تھے ؟

اگر ان مقامات میں سید سے مراد نسباً سید نہیں ہے بلکہ قابل تعظیم و لائق احترام اصحاب مراد ہیں تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مدنیؒ کے کلام میں یہ معنی مراد نہیں

۱۷ حسام الحرمین ص ۶۳ - ۱۸ حسام الحرمین ص ۱۰۳

۱۹ حسام الحرمین ص ۱۳۳ - ۱۴۲

لئے جاتے ہوں بلکہ اگر پروفیسر صاحب ”الشہاب الثاقب“ کا قدیم ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے یا زیر نظر ایڈیشن میں ہی ذرا غور و فکر سے کام لیتے تو یقیناً طباعت کی غلطی پر مطلع ہو جاتے۔ پروفیسر صاحب نے عبارت یوں نقل فرمائی ہے۔

”جس شخص کو بھی سادات کی طرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ دومی عزت و شوکت ہے چاہے جاہل کیوں نہ ہو مگر وہ سوں پر گر پڑے اور چومتے چومتے ہونٹ بھی گھسا دیئے۔“
حالانکہ اصل عبارت یہ ہے۔

”جس کو بھی سیادت کی طرف منسوب دیکھا۔“

کتابت کی غلطی کے باعث لفظ ”سیادت“ سادات کے ساتھ تبدیل ہو گیا۔ بہر حال حضرت مدنیؒ کی تحریر ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ ان کی تحریر میں جس مقام پر لفظ ”سادات“ استعمال ہوا ہے اس سے مراد انہی سید نہیں۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو ”سیادت کی طرف منسوب“ یعنی قابلِ تکریم و تعظیم اور دینی یا دنیوی سیادت والے ہیں۔

پروفیسر صاحب کا لفظ ”سادات“ سے نسبی سید مراد لینا اور پھر اس پر اعتراض کی عمارت استوار کرنا درحقیقت ان کی اپنی کوتاہ فہمی کا نتیجہ ہے۔
ع
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

امید ہے کہ پروفیسر صاحب اب تو احمد رضا خان صاحب کی چاپلوسی کی تمام کاروائی کو ”مصلحت و ریاکاری“ پر محمول کر لے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

پروفیسر صاحب نے نمبر ۴ کا بھی کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ جو حضرت مدنیؒ کی بات تسلیم کر لینے کے مترادف ہے۔

نمبر ۵۔ کے سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ملحوظ خاطر رہنی چاہئے کہ حضرت مدنیؒ نے علما حرمین شریفین کے لئے ”سادہ لوح اور نادان“ کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں۔ بلکہ حضرت مدنیؒ کے الفاظ ایک مقام پر یوں ہیں۔

”مجدد صاحب، احمد رضا خان صاحب، کا یہ افسوس بعض بھولے بھالے علماء پر چل گیا“

ایک دوسری جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔

”جو جو اپنی سادگی کے ان کے، احمد رضا خان صاحب کے، دائم زور میں آگئے“

لیکن پروفیسر صاحب حضرت مدنیؒ کی عبارت کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کرتے ہوئے ”سادہ لوح اور نادان“ کے الفاظ لکھ کر یہ تاثر دیتا چاہتے ہیں کہ حضرت مدنیؒ علماء حرمین شریفین کو ”نادان“ قرار دے رہے ہیں حالانکہ ”سادگی“ اور ”نادانی“ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

رہا بعض علماء حرمین پر ان کی سادگی کی وجہ سے احمد رضا خان صاحب کا جادو چل جانا جس پر پروفیسر صاحب متعجبانہ طور پر سوال کرتے ہیں کہ۔

”علماء حرمین پر کس کا جادو چل سکتا ہے؟“

۱۔ الشہاب الثاقب - ص ۳۱ - ۲۔ الشہاب الثاقب

ص ۳۳ - ۳۔ فاضل بریلوی علیٰ رجب زکی نظر ہیں۔

تو اس سلسلہ میں موصوف کا تعجب ختم کرنے کے لئے ہم ان ہی کے گھر کے شہادت پیش کئے دیتے ہیں۔ تاکہ انہیں اچھی طرح یقین آجائے کہ جو لوگ حرمین شریفین کے اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں، ان پر بھی بوجہ سادگی بعض عیاروں اور چال بازوں کا جادو چل جاتا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔ احمد رضا خان صاحب رقمطراز ہیں۔

”وہابیہ کہتے ہیں کہ اس شخص، احمد رضا خان صاحب، نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا۔ مولائے عز و جل کا فضل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر تقریظیں لکھنی شروع کیں۔ وہابیہ کا دل جلتا اور بس نہ چلتا۔ آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں۔ ایک جگہ جمع ہوئے۔ اور حضرت مولانا شیخ ابوالخیر میر داد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھنا چاہتے ہیں۔ کتاب ہمیں منگوا دیجئے۔ وہ سیدھے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کیا جانیں۔ اپنے صاحبزادے مولانا عبد اللہ میر داد کو میرے پاس بھیجا کہ یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانہ میں نقیہ کے ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے۔ حضرت مولانا ابوالخیر کا منگنا اور مولانا عبد اللہ میر داد کا لینے کو آنا مجھے شبہ کی کوئی وجہ نہ ہوئی۔ مگر مولانا عز و جل کی رحمت۔ میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عز و جل جنات عالیہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے، قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا۔ ”کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں لکھنی

ہوں مکہ کر بھیج دو ؟

میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر رنگاتے میں اور
ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں۔ ان کا جو تعلق فلسفہ سے ہے آپ کو
معلوم ہے۔ فرمایا

” جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں۔ وہ منافقین ہیں۔ مولانا
ابوالخیر کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے۔“

یوں اس عالم فیل سید جلیل کی برکت نے کتاب مجد اللہ محفوظ رکھی و لکھنے
کے پر وفیسر صاحب ! جناب کا تعجب دور ہوا یا نہیں ؟ یہاں پر ایک
چھوڑ تین عالموں کو بیک وقت مکہ معظمہ میں دھوکہ دے دیا گیا۔

۱ : مولانا ابوالخیر میرداد جن کو حاشیہ پر ”اعلم علماء مکہ“ یعنی مکہ
معظمہ کے علماء میں سب سے بڑا عالم لکھا گیا ہے۔

۲ : موصوف کے صاحبزادے مولانا عہد اللہ میرداد امام مسجد حرام۔

۳ : تیسرے بزرگوار تو اخیر سے فرقہ بریلویہ کے نزدیک نہ صرف یہ کہ مجد دماۃ حاضر
میں بلکہ :

” ان کا قول فعل تحریر لغزش سے محفوظ ہے۔“

۱۵ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ص ۱۳۔ ۱۶ اس کے برعکس احمد رضا خان صاحب
ایک اور مقام پر شیخ صالح کمال کو اعلم علماء مکہ قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ملفوظات اعلیٰ حضرت
حصہ دوم ص ۲۲۔

اگر کوئی صاحب اس طرف توجہ فرمائیں اور ”بریلوی علماء کے تضادات“ کے عنوان سے
ایک تحقیقی مقالہ مستم بند فرمائیں تو یہ امت مسلمہ پر ایک عظیم احسان ہوگا۔ ۱۷ الشاہ احمد رضا ص ۱۵۹۔

نیز بریلوی فرقہ کا موصوف کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ۔

” اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی زبان مبارک اور قلم شریف نقطہ برابر خطا کرے

خدا تعالیٰ نے اس کو ناکم بنا دیا ہے “

جو ایک پیغمبر ہی کی شان ہو سکتی ہے۔

باقی رہا پروفیسر صاحب کا یہ بیان کہ۔

” سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علماء کے سامنے جب رسالہ موجود

تھا اور وہ اپنے ہوش و حواس میں بھی تھے۔ پھر بھی مباحثہ علیہ

آنکھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کرنا جو بقول صاحب

شہاب ثاقب صحیح نہ تھی کم از کم ایک صاحب عقل کے لئے قابل

قبول نہیں “

بالکل درست ہے کیوں کہ جو شخص بھی پروفیسر صاحب جیسی عقل رکھتا ہو گا اس

کے لئے یہ بات تعجب انگیز بھی ہے اور ناقابل قبول بھی۔ البتہ جو شخص قلب سلیم اور

عقل صحیح رکھتا ہو گا وہ فوراً جان لے گا کہ حضرت مدنیؒ نے علماء حرمین کی لغت و لفظ

کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ جسے پروفیسر صاحب نے اپنے الفاظ میں پانچ نمبروں

کے ذیل میں بیان کیا ہے۔۔۔ ” وہ حسام الحرمین “ یا بالفاظ دیگر ” المتمد الستند “

کی تعاریف کے بارے میں ہے۔ ” الدولة المکیہ “ کی تعاریف سے اس کا کوئی

تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو ” الدولة المکیہ “ کی تعاریف ۱۳۲۳ھ کے بعد

۱۰۱۹ سال تک جمع کی جاتی رہی ہیں۔ اور ان کی طباعت تو تقریباً پچاس سال بعد

۱۹۵۴ء میں پہلی بار کراچی سے ہوئی تب تقریظ لکھنے والے حضرات تو دنیا

سے بھٹتے ہو چکے۔ اب جو جی میں آئے ان کے نام سے شائع کیا جاسکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مدنیؒ کے الفاظ پر غور کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”الحاصل مجھ صاحب احمد رضا خان صاحب نے ایک رسالہ تصنیف

کیا۔ جس میں ہزاروں طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور بہتان بندیاں

کی گتیں بن کر دیکھتے ہی ادنیٰ مسلمان متغیتہ اور اپنی عقل و شعور سے نکل

کر کلمات سب و شتم استعمال کرنے لگے۔ آگے چل کر ہم بعض

وجوہ مکروہ فرمایاں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔ مجھ صاحب کا یہ افسوس

بعض بھولے بھالے علماء پر چل بھی گیا۔“

پروفیسر صاحب! ذرا غور فرمائیے۔ احمد رضا خان صاحب کا وہ کون سا

رسالہ ہے۔ جس میں اکابر علماء دیوبند پر انتہائی چالاک اور عیاری کے ساتھ ایسی ایسی

بہتان بندیاں کی گئی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر ناواقف ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی اکابر علماء دیوبند

پر سب و شتم کے بغیر نہ رہے۔ حسام الحرمین یا الدولة المکیہ

۔۔۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ کس کتاب کے ”بعض وجوہ مکروہ“ کو آگے

چل کر حضرت مدنیؒ نے ”الشہاب الثاقب“ میں اجاگر کیا ہے؟

”حسام الحرمین یا الدولة المکیہ“ کیا موصوف کی یہ

عبارت پکار پکار کر نہیں کہہ رہی ہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ ”حسام الحرمین“

کی تقریظات کے سلسلہ میں ہے؟ لیکن آپ میں کہ خواہ مخواہ الدولة المکیہ

کی تقریظات پر چپ پاں کئے جا رہے ہیں۔ اور پھر ایک غلط مفروضہ کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ

” رسالہ کی موجودگی میں بعت نئی ہوش و حواس مباحثہ علمیہ سے
آنکھیں بند کر کے ایک غلط بات کی تصدیق کر دینا کسی صاحب عقل کے لئے
قابل قبول نہیں۔“ (مخلص)

میرے محترم ! ذرا غور تو کیا ہوتا کہ ”حسام الحرمین“ جس کی
تقریظات کی بات چل رہی ہے۔ اس میں ”مباحثہ علمیہ“ میں کہاں؟ اس میں تو
صرف علماء دیوبند کی جانب کفریہ عقائد منسوب کر کے تکفیر کی گئی ہے۔ اور چونکہ علماء
حرمین شریعین۔ علماء دیوبند کے عقائد سے آگاہ نہ تھے۔ اس لئے جن لوگوں کو
احمد رضا خان صاحب کے بیانات پر اعتبار آگیا انہوں نے تصدیق کر دی۔ اور جن حضرات
نے ذرا احتیاط کا پہلو اختیار کیا انہوں نے اپنی تصدیق میں یہ شرط لگا دی کہ اگر واقعہ
ان لوگوں کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے بیان کئے ہیں تو وہ لوگ
کافر ہیں ورنہ نہیں۔ اور جن لوگوں کو احمد رضا خان صاحب پر اعتبار ہی نہیں آیا انہوں نے
تصدیق کرنے ہی سے انکار کر دیا۔ ”مباحثہ علمیہ“ اگر کچھ ہیں تو وہ ”الدولۃ المکیہ“
میں ہیں۔ جن کے بارے میں پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔

”الدولۃ المکیہ“ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں جو نسبتاً

مختصم ہے ”مسئلہ علم غیب“ پر فاضلانہ اور محققانہ بحث فرمائی ہے۔ بعض

مباحث جن کا تعلق علم ریاضی و علم منطق و فلسفہ سے ہے عامۃ الناس

بلکہ اب تو خواص کے فہم سے بھی بالاتر ہوں گے۔“ لے

جس فرقہ کے خواہیں پروفیسر صاحب ایسے لوگ ہوں۔ اگر عام علمی مضامین

بھی ان کی عقلوں سے بالاتر ہوں تو کچھ مستبعد نہیں۔ بہر حال حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ

ہونے تقریظات کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ۔ " حاتم الحرمین " کی تقریظات سے متعلق ہے۔ اس کو " الدولة المصیحة " کی تقریظ سے متعلق سمجھ کر اس پر انکار تجب کرنا حقیقت اپنی ہی عقل و فہم کی پردہ دہی کرنا ہے ۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جوابت کی خدا کی قسم لا جواب کی

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

ساتواں اعتراض

" جن علماء عربین نے فاضل بریلوی کی تائید و

تصدیق کی ہے ان کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے اور جو علماء خاموش رہے (بقول صاحب شہاب ثاقب) ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ جب جماعت کشیدہ فاضل بریلوی کی تائید ہے تو عقل جماعت کی مخالفت کی بنیاد پر اس تصدیق و تائید کو کیوں رد کیا جائے ؟ پروفیسر صاحب نے کچھ آگے چل کر لکھا ہے ۔

جواب : اولاً

" اس معیار علی کو دیکھ کر ہم حیران ہیں ۔ معیار

دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے ؟ "

فاضل معترض نے ساری کتاب میں اگر کوئی بات دست کی ہے تو وہ یہی ہے ۔ لیکن ہم حیران ہیں کہ جب موصوف کو بھی یہ تسلیم ہے کہ کسی بات کے حق ہونے کا معیار اس کے دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے ۔ تو پھر نامعلوم اس مقام پر بیس احمد پچاس کا موازنہ کیوں کرنے بیٹھ گئے ؟ اہ کس نے مغربی جمہوریت کے ظل و ظلت میں اپنے لئے پناہ تلاش کرنے لگے ؟ کاش موصوف دلائل و براہین کے ذریعہ

”حسام الحرمین“ والی علماء دیوبند کی تکفیر کو ثابت فرماتے۔ پھر ہم بھی بتائے کہ جناب مع اپنے دلائل کے کتے پانی میں ہیں۔ ؟

پروفیسر صاحب ! کیا آپ ”حسام الحرمین“ والی تکفیر کو دلائل و براہین کے ذریعہ ثابت کر سکتے ہیں ؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا احقر کے ساتھ اسی مسئلہ پر تحریری گفتگو کے لئے تیار ہیں ؟

اگر تیار ہیں تو پھر ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے پانچ مسئلہ فریقین ریٹائرڈ ججوں کو بطور حکم تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ گفتگو صرف اسی ایک نقطہ پر محدود ہوگی کہ ”علماء دیوبند کی وہ عبادات جو ”حسام الحرمین“ میں منقول ہیں، اپنے سیاق و سباق میں اہم انہی اکابر کی دیگر تحریرات کی روشنی میں اس قابل ہیں کہ قائلین کی شرعاً تکفیر کر دی جائے۔ اگر جناب اس پر آمادہ ہیں یا اس میں کسی قسم کے حسد و بغض کے بعد بشرطیکہ گفتگو تحریری ہی ہو۔ اور ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج حکم ہوں۔ آمادہ ہو سکتے ہیں تو پھر علحدہ بذریعہ خط احقر کو آگاہ فرمادیں۔

پروفیسر صاحب کے یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ حقانیت کا مسبار ثانیاً | ”دلائل و براہین کی قطعیت“ ہوتی ہے نہ کہ اس کے طرف دہول و حامیوں کی قلت و کثرت۔ اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اب ہم اس تحقیق میں پڑیں کہ علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں احمد رضا خان صاحب کی تائید نہ کر لے والوں کی تعداد کیا ہے ؟ اور موصوف کی تائید و تصدیق کرنے والے بلحاظ تعداد کتنے ہیں ؟ لیکن چونکہ پروفیسر صاحب نے یہ ذکر چھیڑا ہے اس لئے ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب کی حساب دانی اور علمی قابلیت کی کچھ قلمی کھول دی جائے۔ اس لئے اس مسئلہ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

۱ : ”حسام الحرمین“۔ جس میں علماء دیوبند کو احمد رضا خان صاحب نے

کافر قرار دیا ہے۔۔۔ پر جن جن علما جرحین شریفین نے تقریظ لکھی ہے۔ ان کی تعداد "اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور" کی "مطبوعہ حسام الحرمین" پر گویا ۳۵ درج ہے مگر پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب "فاضل بریلوی علماء حجاز کی تقریریں" ص ۳۴ پر ان کی تعداد ۳ بتائی ہے۔ لیکن اصل تعداد نہ ۳۵ ہے اور نہ ۳۴۔ بلکہ ۳۳ ہے۔

پروفیسر صاحب نے نسبہ میں یہ نام درج فرمایا ہے۔ "شیخ علی بن حسین مالکی مدرس مسجد حرام" اور نسبہ پر یہ نام لکھا ہے۔ "شیخ محمد علی بن حسین مالکی" حالانکہ درحقیقت یہ دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں۔ اگر موصوف "حسام الحرمین" میں ہی ذرا سا غور فرماتے۔۔۔ جس کی انہیں عادت نہیں۔۔۔ تو ان کو یہ مفالطہ نہ لگتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ "حسام الحرمین" پر تقریظ لکھنے والوں کی تعداد ۳۳ ہے۔

لیکن پروفیسر صاحب نے علما جرحین شریفین کی تعداد اس انداز سے بیان کی ہے کہ دیکھنے والا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ شاید علما دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں جرحین شریفین کے ۵۰ سے زائد علما نے احمد رضا خان صاحب کی تائید کی ہے۔ غیر کچھ بڑھا بھی دیتے ہیں زیب داستان کیلئے

۱۲ ان ۳۳ علما میں سے ۶ علما نے اپنی تقریظ میں شرط لگادی ہے کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان صاحب نے ذکر کئے ہیں تو وہ کافر ہوں گے ورنہ نہیں۔ اور پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ جملہ شرطیہ کے اندر شرط میں حکم ہوتا ہے اور نہ جزاء میں بلکہ بسا اوقات تو ناممکن امور کو شرط و جزاء بنا دیا

جاتا ہے۔

چنانچہ ایک شخص نے احمد رضا خان صاحب سے درج ذیل شعر کے متعلق سوال کیا
یہ شعر صحیح ہے یا غلط ؟

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت

خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

اس سوال کے جواب میں احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں۔

” میں نے کہا ٹھیک ہے یہ (جملہ) شرطیہ ہے جس کے لئے معتمد اور تالی (شرط و جزاء) کا امکان ضرور نہیں۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

” قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ “

ترجمہ ! اے محبوب ! تم فرما دو کہ اگر رحمن کے لئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے

سب سے پہلے میں پوجتا “ (الزخرف ۸۱) لے

جس طرح اس آیت کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس آیت میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رحمن کے لئے بچہ کے ہونے کا حکم لگایا ہے اور نہ یہ حکم لگایا جاسکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بچہ کے سب سے پہلے پوجنے والے ہیں۔

بعینہ اسی طرح اپنی تقریظ میں شرط لگا دینے والے علماء کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے علماء دیوبند کے بارے میں یہ کہہ دیا ہے کہ ان کے عقائد وہی ہیں جو احمد رضا خان صاحب نے ” حسام الحرمین “ میں ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند پر کفر کا

لگا دیا ہے۔

اپنی تقریظ میں شرط لگانے والے علمائے حرمین شریفین

کی اصل عبارتیں ملاحظہ ہوں

○

۱ : مولانا شیخ احمد ابوالخیر میردادہ اپنی تقریظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

| | |
|--|--|
| <p>ترجمہ ۱ : کیونکہ جو شخص اس رسالہ کی تفصیل کے مطابق ان اقوال کا معتقد ہوگا تو اس کے گمراہ اور گمراہ کرنے والے کافروں میں سے ہونے میں شبہ نہیں۔</p> | <p>فان من قال بهذه الاقوال معتقدا لها كما هي مبسوطة في هذه الرسالة لا شبهة انه من الكفرة الضالين المصلين - ١</p> |
|--|--|

۲ : علامہ شیخ صابح کمال رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

| | |
|--|---|
| <p>ترجمہ ۱ : وہ لوگ دین سے خارج ہیں۔ بشرطیکہ حال وہی ہو جو تو نے ذکر کیا ہے۔</p> | <p>فهم والحال ما ذكرت مارقون من الدين - ٢</p> |
|--|---|

۳ : علامہ محمد علی بن حسین ہنکی تحریر فرماتے ہیں۔

| | |
|--|---|
| <p>ترجمہ ۱ : واقعی جس طرح مصنف بلند سمت کے بیان کیا ہے اس کے بموجب تو ان کے اقوال ان کا کفر واجب کر رہے ہیں۔</p> | <p>فاذا هو كما قال ذلك الهمام يوجب ارتدادهم - ٣</p> |
|--|---|

۱ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

۴ : مولانا عمر بن حمدان المحرسي ۛ لکھتے ہیں۔

ترجمہ : ان لوگوں سے اگر وہ
بائیں ثابت ہو جائیں جو اس شیخ
(احمد رضا خان صاحب) نے
ذکر کی ہیں..... تو پھر ان کے
کفر میں کوئی شک نہیں۔

فہؤلاء ان ثبت عنہم
ما ذكره هذا الشيخ ...
..... فلا شك في
كفرهم . ۛ

۵ : مولانا سید شریف احمد برزنجی ۛ اپنی تقریظ میں رقم فرماتے ہیں۔

ترجمہ : ان فرقوں اور شخصوں پر
حکم کفر تب لگے گا۔ اگر ان سے یہ
مقالات مستنید ثابت ہو جائیں۔

هذا حكم هؤلاء الفرق
والاشخاص ان ثبت
عنهم هذه المقالات
الستينية . ۛ

۶ : شیخ محمد عزیز وزیر مالکی ۛ نے اپنی تقریظ میں اپنے سلسلہ اور شیخ مولانا
سید شریف احمد برزنجی ۛ کی تقریظ کی تائید کی ہے۔ ۛ
۷ : شیخ عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی اپنی تقریظ
میں ارقام فرماتے ہیں۔

ترجمہ : سوال میں ذکر شدہ
باتوں کی نسبت ان لوگوں کی طرف

فاذا ثبت وتحقق ما
نسب هؤلاء القوم.....

ۛ حاشیہ صفحہ گزشتہ، حسام اکرمین ص ۱۳۰۔ ۛ حسام اکرمین ص ۱۴۱۔ ۛ حسام اکرمین ص ۱۴۲۔
ۛ حسام اکرمین ص ۱۲۵۔ ۛ حسام اکرمین ص ۱۴۱۔ ۛ حسام اکرمین ص ۱۴۲۔

۱۳ : پروفیسر صاحب کا بیان ہے کہ احمد رضا خان صاحب کی تائید کرنے والے علماء کی تعداد بقول صاحب ”شہاب ثاقب“ بیس سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم پہلے کسی حاشیہ میں لکھ گئے ہیں کہ پروفیسر صاحب ریاضی میں بہت کمزور واقع ہوئے ہیں۔ ان کو جمع کے سادہ سوالات میں بھی غلطیاں لگ جاتی ہیں۔ خدا معلوم موصوف نے ریاضی پڑھی بھی ہے یا نہیں ؟

بہر حال ہم ان کی خدمت میں اب یہی عرض کر سکتے ہیں کہ ”شہاب ثاقب“ کے متعلقہ مقام کو دوبارہ بنظر غائر پھر ملاحظہ فرمائیں۔ اور حضرت مدنیؒ نے جن علماء حرمین شریفین کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے احمد رضا خان صاحب کی تائید و تصدیق — مسئلہ تکفیر علماء دیوبند — نہیں کی۔ ان کے اسما، گرامی ذرا تکلیف فرما کر دوبارہ شائع فرمائیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ احمد رضا خان صاحب کی مسئلہ تکفیر میں تائید نہ کرنے والوں کی تعداد بیس یا بیس سے کم نہیں ہے بلکہ ان کی تعداد ۲۹ ہے۔ وہ حضرات اس کے علاوہ ہیں جن کے اسما، گرامی حضرت مدنیؒ نے بغرض اختصار ذکر نہیں فرمائے۔ کیونکہ اکثراً جس وجہ کے لوگوں سے احمد رضا خان صاحب نے تائید کرائی ہے۔ مخالفین میں اگر اسی وجہ کے لوگوں کا شمار کیا جائے تو ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچے گی۔

قصہ مختصر۔ یہ ثابت ہو گیا کہ احمد رضا خان صاحب کی غلط بیانی کے باعث جن علماء حرمین شریفین کو دھوکا لگ گیا اور انہوں نے موصوف کے دام تزدیر میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہوا کرتا ہے کہ اگر صورت مسئلہ وہی ہو جو فتویٰ پوچھنے والے نے بیان کی ہے تو پھر جواب یہ ہے ”ورنہ نہیں۔ گو ”مفتی“ بسا اوقات اس شرط کے بالکل واضح ہونے کی بنا پر اسے ذکر نہیں کرتا ہے کیونکہ جیسا سوال ہوتا ہے اسی کے مطابق جواب ہوتا ہے۔

مقرر ہو کر علماء دیوبند کی بظاہر تکفیر کر دی تھی ان کی تعداد ۲۶ سے زیادہ نہیں ہے جبکہ تصدیق سے انکار کر دینے والوں میں سے ۲۹ اکابر علماء حرمین شریفین کے علماء گرامی حضرت منیہؒ نے ذکر فرمادیتے ہیں۔ اور اگر تصدیق کرنے والے علماء کے جوہر اور لیول کے وہ حضرات شمار کئے جائیں جنہوں نے احمد رضا خان صاحب کی تائید نہیں کی تھی تو ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچے گی۔

پروفیسر صاحب ! اگر آپ کسی شخص کی حقانیت کا معیار اس کے طرفداروں کی اقلیت و اکثریت ہی کو قرار دیتے ہیں۔ تو پھر بتائیے کہ احمد رضا خان صاحب کی تائید کرنے والے علماء حرمین شریفین کی تعداد ۲۶ سے زیادہ ہے یا تائید نہ کرنے والوں کی تعداد ۲۹ ؟

پروفیسر صاحب نے علماء حرمین شریفین کے ذکر کے بعد ان علماء پاک و ہند کا ذکر کیا ہے جنہوں نے فتوے تکفیر میں احمد رضا خان صاحب سے اتفاق کیا ہے۔ اور جن کی تائیدی عبارتیں اور دستخط مولوی محشمت علی خان صاحب نے » الصوارم الہندیہ « میں جمع کر دی ہیں۔ اور موصوف نے ان کی تعداد ۲۶۸ بتائی ہے۔

پروفیسر صاحب ! ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ علماء دیوبند کی تکفیر کا ایک استفتاء مرتب کر کے پاک و ہند کے تمام بریلوی مدارس کے ان تمام طلباء کے دستخط بھی کرائیں جو حفظ یا ناظرہ قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ یا پھر تفسیر النطق اور میزان الحرف کے طالب علم ہیں۔ امید ہے کہ ان کی تعداد مذکورہ شمار سے کہیں زیادہ ہو جائے گی اور پھر جناب بڑے فخر سے یہ اعلان فرما سکیں گے کہ۔

» ایک دو نہیں پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک «

(حاشیہ برصغور آئندہ)

اتنے ہزار علماء کرام نے علماء دیوبند کی تکفیر کر دی ہے۔ نیز ہر نام کیساتھ
ڈیڑھ دو سطر کے بھاری بھرکم القابات کا سابقہ اور لاحقہ ان افعال مکاتیب کے نام
کو مزید جاذب نظر بنا دے گا۔ اگر دہلی میں زمانہ طالب علمی کے دوران پوسٹروں اور
اشتہارات میں جناب کے اسم گرامی کے ساتھ ڈیڑھ دو سطر القابات لکھے جاسکے
ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بریلوی مدارس کے طلباء کو
ان القابات سے محروم رکھا جائے۔

کاش ! پر دفسیر صاحب "الصوارم الہندیہ" کے ذکر کیساتھ
"فیصلہ خصوصیات از محکمہ دارالقضات" کا بھی ذکر فرمادیتے۔ جس میں پاک وہند
کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک ۶۱۶ جید علماء کرام نے یہ فتویٰ
دیا ہے کہ اکابر علماء دیوبند کی قنازہ فیما حبارات قطنبے غبار میں اور ان کو ایسے
اصل سیاق و سباق میں دیکھنے کے بعد ان سے معنی کفر کسی حال میں نہیں نکل سکتے
یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ فیصلہ "بیاست محبوبال" کی شرعی عدالت کا ہے۔ جس پر
تائیدی دستخط ۶۱۶ کی تعداد میں پورے ہندو پاک کے جید اہل علم و فضل کے میں
کسی مسئلہ کے دل پسند پہلو کو ذکر کر دینا اور دوسرے پہلو کو نظر انداز کر دینا کیا
اہل علم کا یہی وظیفہ ہوتا ہے ؟ کیا اس کے بعد پر دفسیر صاحب "غیر جانب دار
مذہب" ہمارے کا دعویٰ کر سکتے ہیں ؟

پر دفسیر صاحب کو اس کا بڑا دعویٰ ہے کہ وہ تمام مسائل کو بالکل غیر جانہ
کی حیثیت سے دیکھتے ہیں اور جس بات کو براہین و دلائل سے قوی اور مضبوط سمجھتے

حاشیہ صفحہ گزشتہ، ۱۷ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔ ص ۱۸۷۔

۱۷ فیصلہ خصوصیات از محکمہ دارالقضات۔

ہیں اسی کو ذکر کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ موصوف زراعی امور سے متعلق اپنی ہر تحریر میں ٹھیٹ اور پختہ رضا خانی میں اور ہر اختلافی مسئلہ کو موصوف صرف اور صرف بریلوی، رضا خانی عینک لگا کر دیکھتے ہیں۔ اور انتہائی چالاک اور عیسیٰ کے ساتھ قبیلے کرتے ہوئے دھوکا دے جاتے ہیں۔ جو شخص ناتوان نگاہ سے ان کی تحریر کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے دجل و فریب سے خوب آگاہ ہو جائے گا۔

ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

پر و فیہ صاحب لکھتے ہیں۔

آنحضور اہل اعتراض

”عوام الناس خوابوں سے بہت جلد مرعوب

ہو جایا کرتے ہیں۔ اور پھر وہ بھی ایک عرب کا خواب۔ صاحب شہاب

ناقب مولوی حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کی تفتیش کے لئے مندرجہ

بالا حربے استعمال کرنے کے ساتھ ایک انجیلی عرب بھی استعمال کیا

ہے۔ چنانچہ ایک عرب شیخ عبدالقادر طرابلسی کا ایک عجیب و غریب خواب

بیان فرماتے ہیں کہ

”چند پانچا لے بنے ہوئے ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے

ہیں وہ لوگ ان پانچانوں میں جاتے ہیں۔ چنانچہ میں بھی جالے کا قصد کر

رہا ہوں۔ اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو قہر ہوا۔ اور بہت

مال مٹول مہر کرنے میں کی لکیر جو مفتی شافعی نے زور دیا تو تقریظ وہ لکھی

جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے۔ اور اس کی کچھ حالت ہم آگے ظاہر بھی کریں گے۔

حضرت مہدیؑ کے اس بیان کا کچھ نا تمام حصہ — جس سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ خواب کسی عام عرب کا نہیں بلکہ ایک ایسے عالم کا ہے جس سے احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ ”حسام الحرمین“ پر تائیدی تقریظ لکھوائی ہے — نقل کر کے لکھتے ہیں۔

”پانچواں یقیناً غلاظت کی جگہ ہے۔ مگر جو وہاں جاتا ہے غلیظ ہونے نہیں بلکہ غلاظت سے پاک و صاف ہونے جاتا ہے۔ شیخ عبد القادر نے اس طرف ترجیح نہیں فرمائی۔ خواب مبدک ہے۔“

جواب : اولاً | پروفیسر صاحب نے اپنے بیان میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ خواب کسی عام آدمی کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

انہوں نے حضرت مہدیؑ کی پوری حبلیت نقل نہیں فرمائی۔ تاکہ کہیں اس سے یہ بات معلوم نہ ہو جائے کہ شیخ عبد القادر ”کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ وہ عالم ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے بھی ان سے ”حسام الحرمین“ پر باصرہ تقریظ لکھوائی ہے۔

پروفیسر صاحب ! اگر آپ نے تجاہل عرفانہ سے کام نہیں لیا بلکہ آپ واقعہ ”شیخ عبد القادر“ کے علمی مقام سے ناواقف ہیں۔ تو ہم آپ کے علمی اضافہ کے لئے ”حسام الحرمین“ سے وہ القابات نقل کر دیتے ہیں جو احمد رضا خان صاحب

نے موصوف کیلئے استعمال کئے ہیں۔ تاکہ آپ کی علمی وجاہت اور دینی قدر و منزلت سے آگاہ ہو جائیں۔ احمد رضا خان صاحب رقمطراز ہیں۔

« صورة ما سطر ، من في العلم تصدرا ، وفي
الدرس تقرر ، ودقق النظر ، وورد و صدر ، بتوفيق
من القادر ، الشيخ الفاضل عبد القادر ، توفيق
الشلبى الطرابلسى الحنفى ، المدرس بالمسجد الكريم
النبوى ، منعه الله تعالى من فيضه القوى »

ثانیا

خواب امیر احمد رضا خان صاحب کی حرمین شریفین میں ”تکفیری کاغذی“
میں مناسبت معلوم کرنے کے لئے حضرت اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے چند ارشادات دربارہ بیت الخلاء مد نظر رکھنے چاہئیں۔ بیت الخلاء میں
جانے والوں کیلئے سنت یہ ہے کہ بیت الخلاء جانے سے پیشتر یہ دعا پڑھ لیا کریں۔
« اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ »
ترجمہ ! اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں خبیث جنات و شیطین سے
گیارہویں صدی کے مجدد ”علامہ ترمذی“ اس حدیث کی شرح میں
فرماتے ہیں کہ۔

« الْخُبَيْثُ » خبیث کی جمع ہے اور « الْخَبَائِثِ » خبیثہ کی
جمع ہے جو خبیث کی مؤنث ہے۔ اور خبیث سے مراد « مؤوی جنات
اور شیطین » (مختصا) ہے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیت الخلاء جاتے وقت ”موزی جنات اور شیاطین“ سے پناہ مانگنے کی وجہ کیا ہے ؟ اس کا جواب ایک دوسری حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ۔

” ان هذه الحشوش محتصرة “ لہ

یعنی پیشاب پاخانے کے مقامات میں شیاطین موجود ہوتے ہیں ۔ اس لئے وہاں جانے والا پہلے ان کے شر سے بچنے کی دعا مانگ لے ۔ اس حدیث پاک میں ”نہ“ کے لفظ ” محتصرة “ کی شرح میں حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ۔

” ای يحضره الجن والشیاطین یترصدون

بنی ادم بالاذی والفساد “ لہ

یعنی انسانوں کو اذیت دینے اور ان میں فساد پیدا کرنے کے لئے

جنات اور شیاطین وہاں پر گھات میں بیٹھے ہوتے ہیں “

ادھر گھات میں بیٹھے کر احمد رضا خان صاحب کی تمام خفیہ تکفیری کارروائی اہل حق کو کافر قرار دیکر انہیں اذیت پہنچانے اور امت مسلمہ میں ایک بہت بڑا فساد پیدا کرنے کے لئے ہی تھی ۔

لہذا شیخ عبدالعزیز صاحب کا احمد رضا خان صاحب کی تائید و تصدیق کرنے والوں کے بارے میں خواب میں دیکھنا کہ یہ تمام حضرات ایک ایسے مقام کی طرف

لے مشکوٰۃ شریف - ص ۳۴۴ - لے مرقات - ص ۳۶۱ - جلد اول - لے حضرت مولانا

سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ رقمطراز ہیں ۔

” نہایت اخفاء کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر تقریظ

تائید حاصل کرنے کے لئے، رسالہ پیش کیا “ الشہاب الثاقب - ص ۳۳ ۔

جاسے ہیں جہاں از روئے حدیث موزی جنات اور شیاطین انسانوں کو اذیت دیتے
اور ان میں فساد پیدا کرنے کے لئے گھات میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ بالکل سو فیصد صحیح اور
درست ہے۔

پروفیسر صاحب کا فرمانا کہ۔

ثالث

”پاشخانہ یقیناً غلامت کی جگہ ہے مگر جو وہاں جاتا ہے

غلط ہونے نہیں بلکہ غلامت سے پاک و صاف ہونے جاتا ہے۔ شیخ

عبد القادر نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ خواب مبارک ہے۔“

”حقیقت“ ”فی تعبیر“ میں ان کی مہارت کاملہ اور ”علم فقہ“ میں ان کی خدائت

نامر کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب ”پروفیسری“ کیساتھ
ساتھ اپنے زمانہ کا ”ابن سیرین“ اور ”ابو حنیفہ“ بھی بننے کی فکر میں ہیں۔

پروفیسر صاحب ! آپ دوسروں کی غلطیاں کیا نکالیں گے۔ اپنی غلطی سے آگاہ

ہونے کے لئے ہماری درج ذیل گزارشات پر غور فرمائیے۔

نہاست کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ نہاست حقیقیہ۔ ۲۔ نہاست حکمیہ۔

پیشاب، پاخانہ، ایسی ظاہری نہاست کو نہاست حقیقیہ کہا جاتا ہے۔ اور جس

نہاست کا نہاست ہونا عقل سے نہیں بلکہ شریعت کے حکم سے ثابت ہوا ہے ”نہاست

حکمیہ“ کہتے ہیں۔

بیت الفلّاح جانے والا شخص کو نہاست حقیقیہ سے اپنے آپ کو صاف کر لیتا ہے

لیکن ”نہاست حکمیہ“ میں طوط ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر با وضو شخص بھی،

پیشاب وغیرہ کے لئے ”بیت الفلّاح“ جائے تو وہ نہاست حکمیہ میں طوط ہو جانے کے

باعث جدید وضو کے بغیر نماز وغیرہ نہیں پڑھ سکتا۔

ادھر تمام معاصی و مستیات بھی شریعت کی نظر میں نہاست ہی ہیں۔ جتنا بڑا گناہ

ہو گا اسی وجہ کی اس کی نجاست و ناپاکی ہوگی۔ شرک و کفر سب سے بڑا گناہ ہونے کے باعث سب سے بڑی نجاست میں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ”مشرکین“ کو نجس اور ناپاک کہا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں بعض اہل گناہوں کو بھی ناپاکی اور گندگی قرار دیا گیا ہے۔ ۱۰

کسی مسلمان کو کافر قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ یہاں تک کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو کافر کہا حالانکہ فی الواقع وہ کافر نہیں ہے تو وہ کفر کرنے والے پر ہی لوٹ لے گا۔ تو جس طرح ”بیت الخلاء“ جالنے والا شخص ”نجاست حکمیہ“ میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اہل حق کو کافر قرار دینے والا شخص ”تکفیر مسلم“ ایسے بڑے گناہ میں ملوث ہو کر باطن کے اعتبار سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ان دونوں نجاستوں میں قدرِ بشرک یہ ہے کہ یہ دونوں نجاستیں بظاہر نظر لانے کے باوجود شریعت کے حکم سے ثابت ہیں۔

”اسی لئے شیخ عبد القادرؒ کو اہل حق کی تکفیر پر دستخط کرنے والے لوگ خواب میں ”بیت الخلاء“ جالتے ہوئے نظر آئے۔

خواب اور اس کی تعبیر میں جو دقیق اور محقق مناسبت ہوتی ہے۔ پروفیسر صاحب کی نظر چونکہ وہاں تک نہ پہنچ سکی۔ اس لئے وہ حضرت مدنیؒ اور شیخ عبد القادرؒ کی تقلید کرنے لگے۔ حالانکہ ۱۱

خدا ان زہمتی چمنستانِ دہر میں کوئی
خود اپنا صنقب نظر پر وہ بہار بہا

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

نوال اعتراض

” اس رسالہ ” غایۃ المامول ” میں صاحب

شہاب ثاقب کے ہم سبک علماء کی ان تحریرات کا ذکر کیا ہے۔ جن کے طرف فاضل بریلوی نے ” المعتمد المستند ” میں اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہی حکم لگایا ہے جو فاضل بریلوی نے لگایا ہے۔ صاحب شہاب ثاقب نے ان حصوں کو حذف کر دیا ہے۔ صرف اپنے مطلب کی بات نکال کر اس پر قفسیری حواشی چڑھائے۔ یہ بات علمی دیانت کے خلاف ہے۔“ لے

یہ بات قطعاً غلط ہے کہ صاحب ” غایۃ المامول ” نے

جواب

علماء دیوبند پر وہی حکم لگایا ہے جو محمد رضا خان صاحب

نے لگایا ہے۔ ہم پروفیسر صاحب کے دیئے ہوئے نوٹ رد شہاب ثاقب ص ۹۶۔ ۹۷ مولف مولوی محمد اجمل ————— ہی سے ” غایۃ المامول ” کی اصل عبارت اقتل کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ ! ہماری تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں سے یہ برے اقوال اگر ثابت ہو جائیں تو وہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔

و حاصل ما کتبناہ انہ ان ثبت عن هؤلاء ثلث المقالات الشنیعة فہم اهل کفر و ضلال۔

ہم پہلے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جملہ شریعہ کے دونوں اجزاء ————— شرط اور جزاء —

لے فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص ۱۹۰۔ لے فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔

ص ۱۹۰ (حاشیہ) لے غایۃ المامول ص ۳۔ بحوالہ رد شہاب ثاقب ص ۸۸۔

میں کوئی حکم نہیں ہوتا۔ لیکن مہم سلوم پر وفیر صاحب نے یہ کیوں لکھ دیا کہ صاحب
 " غایۃ المامول " نے علماء دیوبند پر وہی حکم لگایا ہے جو احمد رضا خان صاحب
 نے لگایا ہے۔

اگر پر وفیر صاحب جملہ شرطیہ کے دونوں اجزاء میں حکم ملتے ہیں تو اس شعر کے
 بارے میں کیا ارشاد ہے ؟

خدا کرنا ہوتا جو تحت مشیت

خدا ہو کے بتا یہ بندہ خدا کا

کیا اس شعر کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ شاعر نے " کسی بندے کو خدا بنا دینا " خدا کی مشیت کے نیچے داخل مان لیا ؟ اور یہ کہ شاعر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مان لیا ہے ؟ اگر شعر سے یہ حکم ثابت ہوتا ہے تو کیا یہ شعر کفر نہ ہوگا ؟ اور جو شاعر کا فرقہ قرار نہ پائے گا ؟ پھر کیا وجہ ہے کہ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ " ٹھیک ہے "۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آپ جملہ شرطیہ کے دونوں جزیوں، شرط اور جزاء، میں حکم ملتے ہیں تو احمد رضا خان صاحب کے مذکورہ بار شعر کو درست فرمانے کے بعد ان کا مسلمان ہونا ثابت فرمائیں۔

اور اگر آپ جملہ شرطیہ کے دونوں جزیوں، شرط اور جزاء، میں حکم نہیں ملتے تو جناب نے یہ کیوں تحریر کر دیا کہ صاحب " غایۃ المامول " نے علم دیوبند پر وہی حکم لگایا ہے جو فاضل بریلوی نے لگایا ہے ؟ اور جب صاحب " غایۃ المامول " نے علماء دیوبند پر حکم کفر لگایا ہی نہیں تو پھر اس جھگڑے کو حذف کرنے کا مطلب کیا ہے ؟

جب ایک بات کا وجود ہی نہیں ہے تو ناقل پر اس کے حذف کا الزام لگا کر اس کی علمی دیانت پر حملہ کرنا کہاں کی دیانت ہے ؟ اور پروفیسر صاحب میں کہ بلاوجہ گرم ہو کر حضرت مدنیؒ کی علمی دیانت پر حملہ کرنے لگے ہیں ۔ ۷۰

وہ بات سارے فسانہ میں جس کا ذکر نہ تھا

وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

باقی رہا معاملہ اپنے مطلب کی عبارت لے کر اس پر تفسیری حواشی چڑھانے کا تو پروفیسر صاحب کو چاہئے تھا کہ جن عبارتوں پر ان کی حقیقی مراد کو نظر انداز کرتے ہوئے تفسیری حواشی چڑھانے لگے تھے ان کی نشاندہی کرتے ۔ پھر ان کی اصل مراد کو واضح کرتے ہوئے ”تفسیری حواشی“ کی غلطی کو اجاگر کرتے ۔ حضرت مدنیؒ نے ”غایۃ المامول“ کی چالیسہ س سے زائد ان عبارتوں کو ذکر فرمایا ہے جن سے احمد رضا خان صاحب کی وہ حیثیت خوب واضح ہو جاتی ہے جو علماء مدینہ منورہ کے نزدیک موصوف کی تھی ۔ اگر کسی وجہ سے تمام عبارات سے متعلق حضرت مدنیؒ کے ”تفسیری حواشی“ پر پروفیسر صاحب تنقید کرنے سے عاجز تھے ۔ تو کم از کم آدمی ، تہائی ، چوتھائی پر تو کرتے لیکن پروفیسر صاحب کا مقصد تو صرف حضرت مدنیؒ پر اتہام لگانا تھا ۔ اس لئے وہ اپنا کا د کر کے اگے چل دیئے ۔

البتہ حضرت مدنیؒ کے ایک تفسیری نوٹ پر پروفیسر صاحب نے گرفت کی ہے اور وہ اس طرح کہ حضرت مدنیؒ نے ”غایۃ المامول“ کی درج ذیل عبارت نقل فرمائی ہے ۔

تھو ! احمد رضا خان صاحب نے
اپنے دعویٰ پر جو استدلال قائم کیا
ہے ۔ اس رسالہ ”غایۃ المامول“

فیہ بطلان استدلالہ
علی منہ عاہ ۔

۱ | میں اس کا باطل ہونا بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا خان صاحب کے استدلال صاحب "غایۃ المامول" کے نزدیک باطل ہیں۔ اور احمد رضا خان صاحب ان کے نزدیک "اہل بطلان" میں سے ہیں۔ لہٰذا
اس پر اعتراض کرتے ہوئے پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں۔
"محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اختلاف کسی ایک کو "اہل بطلان" میں شمار کرنے کا کوئی معیار نہیں ہے۔ لہٰذا

درحقیقت پروفیسر صاحب کا مقصد یہ ہے کہ علما و محققین کے اندر آپس میں اختلاف ہوا کرتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک کی دلیل دوسرے کے نزدیک باطل ہو اکتی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو "اہل بطلان" میں شامل کر دیا جائے۔ بالکل اسی طرح صاحب "غایۃ المامول" کے نزدیک احمد رضا خان صاحب کے استدلال کے باطل ہونے سے نتیجہ اخذ کرنا کہ "صاحب" "غایۃ المامول" کے نزدیک احمد رضا خان صاحب "اہل بطلان" میں سے ہیں۔ صحیح نہیں۔

پروفیسر صاحب! یہ اعتراض اس وقت تو یقیناً درست ہوتا جب آپ یہ ثابت کر دیتے کہ صاحب "غایۃ المامول" کے نزدیک احمد رضا خان صاحب اہل حق میں سے ہیں۔ اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک اہل حق دوسرے اہل حق سے کیا کرتا ہے۔ مگر اس کا کیا کیا جانے کہ صاحب "غایۃ المامول" احمد رضا خان صاحب پر اتنی شدید جرح کر رہے ہیں کہ اس کے بعد اس بات کا امکان ہی

باقی نہیں رہتا کہ موصوف کے نزدیک احمد رضا خان صاحب اہل حق میں سے ہیں۔
 کہیں تو موصوف نے احمد رضا خان صاحب کی بیان کردہ تفسیر کو مردود اور تفسیر
 ہارائے قرار دیا ہے۔ جسے حدیث میں کفر قرار دیا گیا ہے۔ اور کہیں ان کے موقف کو اجتماع
 امت کے خلاف بتایا ہے۔ اور کہیں ان کی بات کو اولیٰ قطعیہ کے مخالف ثابت کیا
 ہے۔ اور کہیں فرماتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے حق کی طرف رجوع نہیں
 کیا۔ بلکہ اپنی غلط بات پر اصرار کرتے رہے۔ اور حق سے "حناد" اختیار کیا۔
 اگر ان تمام امور کے باوجود کوئی شخص اہل حق میں شامل رہتا ہے۔ تو پھر پروفیسر
 صاحب ہی بتائیں کہ معتزلہ، خوارج، روافض وغیرہ فرقے کیوں اہل حق میں سے
 داخل نہیں ہیں؟

بہر حال حضرت مدنی نے اس عبارت کو جس معنی پر محمول کیا ہے۔ صاحب
 "حایۃ المامول" کی تقریباً چالیس عبارتیں اس کے لئے بطور قرینہ موجود
 ہیں۔ تفصیل کے لئے حضرت مدنی کی نقل کردہ عبارت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ لیکن
 پروفیسر صاحب ان تمام عبارتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مندرجہ بالا عبارت کو بلا کسی قرینہ
 کے اپنے من بھاتے معنی پر محمول کر کے اپنی علی دیانت کاشتوت پیش کر رہے ہیں۔
 پروفیسر صاحب شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے
 میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے رائے اور قطب عالم
 حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ العزیز کی رائے کا اختلاف ذکر کرنے کے
 بعد لکھتے ہیں۔

”یہ اختلاف، قارئین کرام کو حیرت میں ڈال دیتا ہے بلکہ الجھن میں
 مبتلا کر دیتا ہے۔“

جواب

پروفیسر صاحب کی اسی حیرت اور انجمن کو رفع کرنے کے لئے
حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مظلہ کا وہ طویل مقالہ بہت جلد
انشر اللہ شائع کر رہے ہیں۔ جو ماہنامہ ”الفردوس لکھنؤ“ دسمبر، ۱۹۷۷ء
جون ۱۹۷۸ء کی قسطوں میں چھپا تھا۔ اور جس میں شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے
بدے میں علماء کرام کی اختلاف آراء کے اسباب و علل پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔
امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے پروفیسر صاحب کی حیرت اور انجمن کا خاتمہ ہو
جائے گا۔ اس موقع پر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیروکاروں
کے بدے میں علامہ شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ کی رائے بھی ذکر کر دیں۔ کیونکہ مولانا
نعمانی مظلہ کے مقالہ میں علامہ عثمانیؒ کی رائے گرامی مذکور نہیں ہے۔

یاد رہے کہ ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ میں مکہ معظمہ کے اندر سلطان ابن سعودؒ نے
پورے عالم اسلام کے چیدہ چیدہ علماء کا ایک مؤثر منعقد کرایا تھا۔ جمعیت علماء عرب
نے جو وفد اس مؤثر میں شرکت کے لئے بھیجا تھا اس کے رئیس حضرت مولانا مفتی کفایت
صاحب نور اللہ مرقدہ (م ۱۳۷۲ھ - ۱۹۵۲ء) تھے۔ اس وفد کے اراکین میں دیگر
کرام کے علاوہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ بھی شامل تھے۔ موصوف نے مؤثر میں اپنی
ایک تقریر کے دوران فرمایا۔

”اس کے بعد ہم پر جلالت الملک السلطان عبدالعزیز (ابن سعود) کا
شکریہ ادا کرنا بھی لازم ہے۔ جن کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے یہ
جلیل القصد کام انجام دالیا۔ بلاد مقدسہ کے خادم کی حیثیت سے ان
کو خاص عزت و عظمت حاصل ہے۔ اور خصوصاً جب کہ عظمت السلطان
د ابن سعودؒ، عدل، دینداری، وسعت قلب اور حسن اخلاق کی گونا گوں
صفات سے بھی متصف ہیں۔ کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اسوۂ خلفاء راشدین و سلف صالحین و ائمہ مقبولین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے قبیح میں : ۱۔

ایک اور تقریر میں علامہ عثمانی مرحوم و مغفور نے ارشاد فرمایا :-

” اگرچہ ہم ہمیشہ سے حافظ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ، ۱۳۲۸ء) اور ابن قیم (م ۷۵۱ھ، ۱۳۵۰ء) کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ ان کے مستفیدہ بھی ہوئے ہیں اور بعض تفردات (ذاتی رائے) وغیرہ میں ان پر انتقاد و تنقید بھی کرتے رہے ہیں۔ لیکن خاص طائفہ نجدیہ کے معتقدات کا حال ہم کو محقق نہ تھا۔

چند روز ہوئے ہم نے دو کتابیں آپ کی پڑھیں۔ ”المدیۃ السنیہ“ اور ”مجموعۃ التوحید“ ان کے مطالعہ سے بہت سی چیزیں جو آپ کی طرف منسوب ہو رہی تھیں ان کا افراء ہونا ثابت ہوا۔ پھر بھی چند مسائل میرے اختلاف ہوا۔

بعض اختلاف چنداں وقع اہم نہیں جیسا کہ ”مسند شفاعت“ میں بعض میں قریب قریب نزاع لفظی کے ہے۔ ہاں سخت اختلاف ان لوگوں کی تکفیر میں ہے جو قبر کو سجدہ کرتے ہیں یا اس پر چراغ جلاتے ہیں یا خلاف پڑھاتے ہیں ہم ان امور کو بدعت اور منکر سمجھتے ہیں اور ہمیشہ متہدین سے بہاد بالقلم واللسان کرتے ہیں۔ لیکن ”عباد الاوثان“ دہت پرستوں، اور یہود و نصاریٰ کی طرح، ”مباح الدم والمال“ (جن کا خون کر دینا اور مال لوٹ لینا مباح اور جائز ہو) نہیں سمجھتے۔ جس کا ذکر میں پہلی ملاقات میں آپ سے تفصیلاً کر چکا ہوں۔ اور آئندہ

اگر وقت نے مسامت کی اور خدا نے توفیق بخشی تو شیخ عبد اللہ بلیدہ
 رجب کے قاضی القضاۃ چیف جسٹس، وغیرہ سے اس پر مفصل کلام کیا
 جائے گا۔

ہمارے ہاں یہ مشہور تھا کہ نجدی تہذیب کے دشمن اور اس کو شرک
 سمجھتے ہیں۔ اور ائمہ اربعہ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن ہم نے "المدیرۃ السنیۃ"
 میں شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کے بیٹے شیخ عبد اللہ کی تحریر پڑھی۔ جس میں
 لکھا ہے کہ ہم دعویٰ اجتہاد کا نہیں رکھتے بلکہ فروع و احکام میں امام احمد
 بن حنبلؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام حنبلیؒ کے قیام میں الایہ کہ کوئی نص حنبلی
 قرآن یا حدیث کی صریح غیر مخصص غیر معارض قوی سند ناقابل تاویل
 آجائے تو مذہب احمد بن حنبلؒ کا چھوڑ کر ائمہ اربعہ میں سے کسی کا قول
 اختیار کر لیتے ہیں۔ بہر حال ائمہ اربعہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاتے۔
 حتیٰ کہ حافظ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کا قول طلاق ثلاثہ کے مسئلہ میں ہم
 نے اسی لئے چھوڑ دیا ہے کہ وہ ائمہ اربعہ سے علیحدہ تھا۔ اگر آپ ایسے
 حنبلی ہیں تو ہم ٹھیک ٹھیک ایسے ہی حنفی ہیں۔ اور یہ حنبلیت ایسی ہے
 کہ مسلمانوں کا سوا داعظم یعنی مقیدین ائمہ اربعہ کے نزدیک چندال محصل
 طعن نہیں ہو سکتی۔ اگر ہوگی تو اس شدہ ذمہ قید کے نزدیک جو اپنے
 آپ کو اہل حدیث کہتی ہے اور ہمارے ہاں اس کا نام "غیر مقلدین
 کی جماعت" ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو ہر ایک امام کی تقلید سے علیحدہ رکھتے
 ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض تہذیب ائمہ کو شرک (فی النبوة) بتلاتے ہیں۔
 ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی یہ حنبلیت زیادہ نمایاں اور اس سے زیادہ
 مشہور ہو۔ جتنی کہ اب تک ہوئی ہے۔ (حاشیہ بر صفحہ ۱۰۸)

ہندوستان کے اکثر علماء کرام کو سعودی حکومت کے قیام تک شیخ محمد بن عبد الوہابؒ کے عقائد کے بارے میں قابل وثوق ذرائع سے معلومات حاصل نہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

”فرقہ دہانہ کی ابتداء محمد بن عبد الوہابؒ نے ہی کی تھی۔ یہ شخص حنبلی مذہب رکھتے تھے۔ مزاج میں سختی زیادہ تھی۔ ان کے خیالات اور اعتقادات کے متعلق مختلف روایات سنی جاتی ہیں۔ حقیقت حال خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ مگر ہندوستان کے بعض متبعین نے تو آج کل قبیح سنت کا نام دہانی رکھ دیا ہے یہ ان متبعین کی اصطلاح جدید ہے۔ بہر حال شیخ محمد بن عبد الوہابؒ سے متعلق پردہ گنجیہ اور اس کے اثرات کی تفصیلات حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم کے طویل مقالے سے معلوم کریں۔ اور اس سلسلہ کی کچھ معلومات کے لئے مولانا فیروز الدین رومی کی کتاب ”آئینہ قضا“ کے باب سوم کا مطالعہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

گیا رہو ان اعتراض | پر و فیسر صاحب رقمطراز ہیں۔
 ”مولانا حسین احمد مدنی نے ”الشہاب الثاقب“

میں فاضل بریلوی کو بہت سخت سٹت کیا ہے۔ فاضل بریلوی کے مقابلہ میں ان کی زبان تہذیب و شائستگی سے گرمی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔“

حاشیہ صفحہ گزشتہ، ۱۷ خطبات عثمانی، ص ۵۰، ۶۰، ۷۰۔ : ۱۷ کفایت المفتی۔
 جلد ۱، ص ۱۹۸۔ : ۱۷ فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں، ص ۲۳۔

اس کے بعد بارہ (۱۲) کلمات جنہیں وہ "سخت سخت" کی فہرست میں شامل کرتے ہیں تحریر فرمائے ہیں۔ بعد ازاں ارشاد فرماتے ہیں۔

” وہ جو کسی نے کہا ہے کہ شریعت سنیم کی وصل ہوئی زبان — شاید یہی ہے : لے

مَشْكُوَّة شَرِيف میں بروایت مسلم یہ حدیث پاک مروی ہے۔

جواب

” المستبان ما قالوا فعلى الباطل ما لم

يعتد المظلوم : لے

ترجمہ ! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے والے جو کچھ کہتے ہیں اس کا گناہ صرف ابتداء کرنے والے پر ہے۔ تاہم جواب دینے والا حد سے تجاوز کر جائے :

پروفیسر صاحب کو چاہئے تھا کہ اس حدیث پاک کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مدنیؒ پر فرد جرم قائم کرنے سے پیشتر یہ ثابت فرماتے کہ حضرت مدنیؒ ابتداء کرنے والے ہیں۔ یا پھر انہوں نے جواب دینے میں احمد رضا خان صاحب کی بہ نسبت سخت لب و لہجہ اور درشت کلمات استعمال کر کے زیادتی کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کے لئے ضروری تھا کہ وہ احمد رضا خان صاحب کی کتابوں کے کلمات سب و شتم اور ان کا بیان بھی قارئین کے سامنے پیش کرتے۔ پھر دونوں کے تقابل کے بعد کوئی فیصلہ صادر فرماتے۔ لیکن ان بنیادی امور کے تصفیہ سے پیشتر یہ نادر شاہی فیصلہ فرمانا کہ۔

” حضرت مدنیؒ کی زبان تہذیب و شائستگی سے گرمی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔“

عدل و انصاف کا منہ چڑانے اور دیانت و امانت کا جنازہ نکالنے سے کم

نہیں ہے۔

خیر اگر پروفیسر صاحب بے التفاتی یا کسی اور سبب سے ان بنیادی امور کی جانب توجہ نہ فرما سکے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ مولانا مدنی ؒ کے ”الشہاب الثاقب“ تصنیف فرمانے سے پیشتر احمد رضا خان صاحب کی طرف سے سینکڑوں کتابیں۔ رسائل پمفلٹ علماء دیوبند کے خلاف شائع ہو چکے تھے۔ ۱۳۲۳ھ تک دو سو سے زائد کتابوں کی اشاعت کا اقرار تو پروفیسر صاحب نے بھی کیا ہے۔ لے

”الشہاب الثاقب“ انہی مذکورہ کتب میں سے تین انتہائی خطرناک کتابوں کے جواب میں تحریر کی گئی ہے جن کے نام یہ ہیں۔

۱ : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین۔

۲ : تمہید ایمان بآیات قرآن۔

۳ : خلاصہ فوائد فتاویٰ۔

پروفیسر صاحب کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ احمد رضا خان صاحب کی تیز دند اور سخت تنقید کے جواب میں جو بقول ان کے بھی ”لبسا اوقات لہجہ بھی نہایت بدشت ہے“ کی آئینہ دار تھی علماء دیوبند نے ”مسئل خاموشی اختیار کی“۔ لے

یہ پروفیسر صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

”یہ مخالفین فاضل بریلوی کی شدید تنقیدات کا فطری نتیجہ تھے“۔ لے

لے فاضل بریلوی علماء ہجہز کی نظر میں ۱ ص ۱۰۴۔ لے فاضل بریلوی علماء ہجہز کی

کی نظر میں ۱ ص ۱۹۹۔ لے فاضل بریلوی علماء ہجہز کی نظر میں ۱ ص ۱۹۰۔

لے فاضل بریلوی علماء ہجہز کی نظر میں ۱ ص ۱۶۹۔

یہاں سے واضح ہو گیا ہے کہ مولانا مدنی رح ابتدا کر کے والوں میں سے نہیں ہیں۔
 احمد رضا خان صاحب کی "شہید تنقیدات" اور علماء دیوبند کی "مسلل خاموشی" کے
 بعد جب پانی سرے گزر گیا تو بد بخت مجبوری "شہاب ثاقب" کی تالیف عمل میں آئی۔
 رہی یہ بات کہ حضرت مدنی مرحوم و مغفور کی زبان احمد رضا خان صاحب کے مقابلہ میں تہذیب
 و دانش کی سے گرمی ہوئی ہے تو جب تک تصویر کا دوسرا رخ سامنے نہ ہو فیصلہ نہیں
 کیا جاسکتا۔ اس لئے بطور نمونہ صرف مذکورہ تین کتابوں کا لب و لہجہ اور ان میں ذکر شدہ
 کلمات سب و شتم میں سے کچھ کلمات قارئین کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔

- | | |
|---------------------------------------|---------------------------------------|
| ۱۵ : مغر می رہبتان باندھنے والے۔ | ۱ : اشیاء (بد بخت)۔ |
| ۱۶ : ظالم۔ | ۲ : یہ سب کے سب مرتد ہیں۔ |
| ۱۷ : ان کی کہاوت کتنے کی طرح ہے کہ تو | ۳ : بیدینی و بد مذہبی کے خبیث سردار۔ |
| اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر | ۴ : ہر خبیث بفساد و بٹ و ہرم سے بدتر۔ |
| ہاسنے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے۔ | ۵ : فاجر۔ |
| ۱۸ : توبہ سے محروم۔ | ۶ : سب کافروں سے کینہ ترکافر۔ |
| ۱۹ : کج رو۔ | ۷ : طمہ۔ |
| ۲۰ : گمراہ گر۔ | ۸ : کذاب۔ |
| ۲۱ : اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ | ۹ : بد دین۔ |
| ۲۲ : کافروں سے بدتر۔ | ۱۰ : زبیاں کار۔ |
| ۲۳ : اللہ نے ان پر لعنت کی۔ | ۱۱ : گمراہ۔ |
| ۲۴ : متمرّد (مکسرش)۔ | ۱۲ : ستمگار۔ |
| ۲۵ : بد مذہب۔ | ۱۳ : دوزخ کے کتے۔ |
| ۲۶ : دہریے۔ | ۱۴ : شیطان کے گروہ۔ |

۲۷ : سو کافروں سے دین میں ان کی معصرت
صحت تر۔

۲۸ : بدکار۔

۳۸ : سزاوارتہ ذلیل۔

۲۹ : ملعون۔

۳۹ : مردود۔

۳۰ : غیثوں کی لڑی میں بندھے ہوئے۔

۵۰ : مشرک۔

۳۱ : گھناؤنی گندگیوں میں لتھڑے۔

۵۱ : جھگڑالو۔

۳۲ : ہر ذلیل سے زیادہ ذلیل۔

۵۲ : ہٹ دھرم۔

۳۳ : ان کا ٹھکانہ ٹھیک جہنم۔

۵۳ : دین سے نکل گئے جیسے تر نشانے سے۔

۳۴ : زندیق۔

۵۴ : بکواس کرنے والے۔

۳۵ : قیامت تک ان پر وبال۔

۵۵ : انکاشیخ، استاد و پیر، اہلبیس۔

۳۶ : شیطان۔

۵۶ : بدگو۔

۳۷ : زہر دینے ہوئے کچی والے۔

۵۷ : اہلبیس لعین کو خدا کا شریک مانا۔

۳۸ : خواہش نفس کے پیر و کار۔

۵۸ : او! علم میں آؤ۔ گھسے کتے۔ سوز۔

۳۹ : اللہ نے ان کی آنکھیں مچھڑ دیں۔

کے ہمسرو۔

۴۰ : اہلبیس لعین کے پیر و کار۔

۵۹ : چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے۔

۴۱ : تکذیب خدا کرنے والے کے دم چلے۔

۶۰ : منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دینے والے۔

۴۲ : دغا باز۔

۶۱ : معاندین و دشمنان دین۔

۴۳ : مکار۔

۶۲ : براہ اغوا و اہلبیس و شیوۃ اہلبیس وہ

۴۴ : دین میں خاتن خیانت کرنیوالے،

باقی بتاتے ہیں۔

۴۵ : شیطان کے چیلے۔

۶۳ : چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔

۴۶ : حق کے معاند۔

۶۴ : اے اللہ! انہیں تمام خستی میں نکٹا کر۔

۶۵ : انہیں عاد و ثمود کی طرح ہلاک کر۔

۶۶ : ان کے گھر کھنڈر کر دے۔

۶۷ : اللہ ان کی ناک خاک میں گرٹے۔

۶۸ : ان پر اللہ ان کے مددگاروں پر اللہ

کی لعنت۔

۶۹ : جو ان کے کفر میں شک کرے کسی

طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے

میں توقف کرے اس کے کفر میں

بھی کوئی شبہ نہیں۔

۷۰ : کچی واسے بکتے ہیں۔

۷۱ : کفار۔

۷۲ : خارجی۔

۷۳ : بطلان واسے۔

۷۴ : سخت جھوٹے۔

۷۵ : سرداران کفر و بد مذہبی و گمراہی۔

۷۶ : عالموں۔ فقیروں۔ بنیکوں کی وضع شدہ۔

اور باطن ان خباثتوں سے بھرا ہوا۔

۷۷ : ان کا نہ روزہ قبول۔ نہ نماز نہ

نہ حج نہ کوئی فرض نہ نفل۔

۷۸ : کفری شباستوں میں بھرے۔

۷۹ : اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔

۸۰ : ہر مجلس میں ان کی تفسیر و حبر۔

ان کی پردہ درسی صواب۔

وغیرہ وغیرہ۔



یہ تمام الفاظ سب و شتم ہم نے "تسبیہ ایمان" خلاصہ فوائد فتاویٰ اور "حسام الکھربین" سے نقل کئے ہیں۔ یہ تینوں کتابیں درحقیقت گالیوں کا مجموعہ ہیں۔ خاص طور پر "خلاصہ فوائد فتاویٰ" میں تو اسمہ رضا خان صاحب نے جو صفحات میں تقریباً سات سو گالیاں جمع فرمائی ہیں۔ شاید اس خیال سے کہ آج کے دور میں اس طرح گالیاں سنائے کرنا خود ہر عوامی جماعت کے لئے انتہائی رسوا کن اس کی تعمیل ترقی میں رکاوٹ ثابت ہوگا۔

۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء میں لاہور سے "حسام الکھربین" کا جو جدید ایڈیشن شائع ہوا

نے شائع کیا ہے اس کے ساتھ "خلاصہ فوائد فتاویٰ" کو شائع نہیں کیا۔

س سے پیشتر یہ کتابیں کجا شائع ہوتی رہی ہیں۔ چونکہ طوالت مضمون کا خطرہ ہے اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اسی ”مشتے نمونہ از خرد دارے“ پر اکتفا کرتے ہوئے کہہ دیتے

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

لیکن بایں ہمہ جی یہ چاہتا ہے کہ بعض دیگر کتب کے بھی کچھ حوالے قارئین کرام کی نظر سے گزر جائیں۔ تاکہ قارئین پر آفتاب نصف النہار کی طرح حیاں ہو جائے کہ عام بریلوی مصنفین عموماً۔ اور احمد رضا خان صاحب خصوصاً تہذیب و شائستگی سے دھرت کو سوں دور میں بلکہ شاید متانت و سنجیدگی کے نام تک سے آشنا نہیں ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی تحریر دل میں اپنے مخالفین کے خلاف وہ عامیانہ اور بازاری زبان سبوتاہاں کی ہے کہ جس پر شرم و حیا اور شرافت و متانت سرپیٹ کر رہ گئی ہے۔ بہر حال چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے ایک فاضل جناب ابوالظاہر محمد طیب صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ”قجانب اہل السلۃ عن اہل الفتنۃ“ جو منظر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اعلیٰ مولوی حسنت علی خاں صاحب کی تصدیق سے — میں سید مرحوم کے خلاف لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

۱ : ”مدعیان تہذیب و تہذیب کے اس مصباح اعظم کہلانے والے پیر نیچر و سرسید

احمد خان صاحب سے یہ شمشاد شائستہ انتہائی مہذبانہ شریفانہ انداز

کھنگو سیکھ کر اگر کوئی شخص یوں لکچر دیتا پھرے کہ یہ سمجھنا کہ پیر نیچر و سرسید

احمد خان صاحب کے والد بزرگوار نے ان کی مادر مہربان کے ساتھ معاملت

معاملت بمبستری کئے ہوں گے۔ کبھی ان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر پڑ

گئے ہوں گے۔ کبھی ان کی ران پر سر دھرا ہوگا۔ کبھی ان کو چھاتی سے لپٹایا

ہوگا۔ کبھی ان کے لب جان بخشش کا بوسہ لیا ہوگا۔ کبھی اپنے مکان کے

کسی کو نہ میں ان کے ساتھ کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ کبھی کسی کو نہ میں کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ ایسا بے ہودہ پن کیا ہو گا جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر پرنسپل مسٹر سید احمد خان صاحب کے والد بزرگوار اور ان کی مادر مہربان کے درمیان یہی معاملات ہوتے ہوں گے تو بے مبالغہ بازاری عورتوں اور ان کے آشناؤں کے حالات ان سے ہزار درجہ بہتر ہیں ۱۱

ایک دوسرے مقام پر اپنے مخالفین کے لئے یہ زبان استعمال کی ہے۔
 ۱۲ " اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جو رو اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور حلوا دونوں ایک، فیرنی اور پاخانہ دونوں ایک، تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بیٹیوں بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، حلال و حرام دونوں ایک، زنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے منہ کالا کرنا دونوں ایک، پانچ سطروں کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔

" اور اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو اس پر کھلم کھلا عمل پیرا ہونے سے کیوں انکار ہے۔ کسی میدان کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دیکر مجمع عام میں اپنی اس ابطیسی چہر تو حید کے تماشے دکھاؤ۔ جلوسے کے بدلے پاخانہ کھاؤ۔ شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔ اپنی ماں

ہن بیٹی۔ جو روکے ماتحتوں پر جلی قلم سے " الوقف فی سبیل
 الشیطان " کا سائن بورڈ لکھوا کر برسر میدان پھراؤ۔ خود بھی اپنی
 پشت پر موٹے موٹے حروف میں " وقف فی سبیل ابلیس " کا
 بلا لگا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کے
 لئے خود بھی وقف ہو جاؤ اور اپنی ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ جو روکواپنی عمر
 توحید کی تبلیغ کے لئے وقف کراؤ۔ ۱۰

۲۔ احمد رضا خان صاحب کی مایہ ناز کتاب " سبحن السبوح " کیساتھ
 چند رسائل مزید شائع ہوئے ہیں۔ جو درحقیقت احمد رضا خان صاحب کے افادات و
 افاضات ہیں۔ ان میں ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

" آپ کیا سمجھے کیسی کج فہمی۔ اس ذال باشد کہ تو می فہمی۔ وہ کج فہمی کہ
 بقوت وہمی۔ کہنے کوہ تو سنیں گنگوہ۔ سنیں گنگوہ تو ہمیں اندوہ۔ سمجھیں
 اندوہ تو کہیں انبوہ۔ کہیں انبوہ تو لکھیں کنبوہ۔ لکھیں کنبوہ تو پڑھیں
 کنسکرا۔ پڑھیں کنسکرا تو یاد کوا۔ میرے قلم سے عا شا وکلا کوئی لکھ نہیں
 سے نکلا۔ ۱۱

دو دھاتی صفو بعد یہ شعر تحریر فرمایا ہے۔ ۱۲

رحم اس سادہ نازک پر جسے اس کے نصیب
 لائے ہوں نخبہ مرداں میں لچکنے کے لئے

ایک اہم مقام پر دیوبندیوں کو خطاب ہے۔

" محبت قادر ہے گونا گونے تو تمہارا امام اور تمہارے پد تعلیم کے

” تھانوی صاحب ! اس دسویں کیا دی پر اعتراضات میں ہمارے
 لکے تین پھر نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ سیلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا
 اتنی عزت عظیم کے بعد بھی نہ سوچھی ہوگی ؟“

” وہ حضرت تھانوی مرحوم، کہتی ہے میں یوں نہیں مانتی میری
 بھرائی پر اترو“

” خصم کے کرتے وار کی گھبراہٹ میں سب کچھ تو ان کسی بول گئی“
 ” اب جو مسلمانوں نے آڑے ہاتھوں لیا چھکے چھوٹ گئے۔ سینے ٹوٹ
 گئے۔ تیور بھٹ گئے۔ دم الٹ گئے۔ معاف کیجئے معاف کیجئے آپ
 بیٹے میں ارا ب نازک سے صدا آنے لگی بس بس کی“
 ” افری سیلیا ! تیرا بھلا پن خون پر نکلتی جا اور کہہ خدا جھوٹ
 کرے“

جناب مولوی محمد طیب صاحب قادری برکاتی، فاضل مرکزی دارالعلوم
 حزب الاحناف لاہور کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

” طلاق تو نکاح کی ہوتی ہے۔ دیوبندی اگر بوقت نکاح بھی دیوبندی
 تھا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔ اور اگر اس وقت سنی تھا بعد کو دیوبندی
 بنا تو اب مرتد ہو گیا۔ اور مرتد ہوئے ہی نکاح فسخ ہو گیا بہر حال کسی صورت
 میں طلاق کی حاجت نہیں“

۱۔ دفعات السنان : ص ۵۱ ۲۔ دفعات السنان : ص ۵۲ ۳۔ دفعات السنان
 ص ۶۶ ۴۔ دفعات السنان : ص ۶۸ ۵۔ دفعات السنان : ص ۶۰
 ۶۔ المضرب السنہ علی الاحزاب الدیوبندیہ : ص ۲۹

” پیر بخش کے بیٹے ہدایت احمد اور فرید بخش کی بیٹی کریم النساء دونوں دیوبندی دھرم پر حرامی ہوئے یا نہیں ؟ ان دونوں کے باہمی نکاح سے جناب گنگوہی جی پیدا ہوئے۔ تو گنگوہی جی کیسے لوگوں کی کیسی اولاد ہوئے ؟ ابھی تو صرف گنگوہی جی کا نسب نامہ بطور نمونہ لکھا گیا ہے آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک دیوبندی کا حرامی و مجہول النسب ہونا دیوبندی دھرم سے ثابت کر دیا جائے گا ۔“

” درجہنگی جی ! واحد العین صاحب سے پوچھئے کہ آپ کی سمجھ شریف کے اندر داخل ہوا یا ابھی اور داخل کرانے کی ضرورت ہے ؟“

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز کے بارے میں فاضل مذکور رقمطراز ہیں۔

” اور شیطان اجرو حیا باشی نے ”

جناب احمد رضا خان صاحب نے علماء دیوبند کے جو عقائد بیان کئے ہیں ان میں بھی ذرا ایک نظر ڈال لیجئے تاکہ ان کے افترارات اور بہتانات اور ان کے انداز تحریر کا آپ حضرات قدرے اندازہ کر سکیں۔ فرماتے ہیں۔

” دیوبندی ایسے کو خدا کتا ہے جسے مکان۔ زمان۔ جہت۔ ماہیت ترکیب عقل سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گنتے کے قابل ہے۔ اس کا سچا ہونا کچھ ضرور نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا۔“

ایسے دکو، کہ جس کی بات پر امت بار نہیں۔ نہ اس کی کتاب قابل استناد نہ اس کا دین لائق اعتماد۔ ایسے کو جس میں ہر عیب و نقص کی گنجائش ہے۔ جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے۔ چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے۔ ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔ ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اڑکھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا، حتیٰ کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، بھڑکنا، منٹ کی طرح کلا کھینا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت، لونڈے بازی، جیسی خبیث بے حیائی کا ترکیب ہونا، حتیٰ کہ منٹ کی طرح خود مغلولے بننا، لونڈے بازی کرانا، کوئی خیانت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں۔

وہ کھانے کا منہ اور بھرنے کا پیٹ۔ اور مرد می اور زنی کی علاقیتیں (مردانہ و زنانہ شرمگاہیں) بالفعل (فی الحال) رکھتا ہے۔ صمد نہیں جو فدا رکھ کر ہے۔ سبوح، قدوس نہیں۔ خشتی، مشکل (بیچڑا) ہے۔ یا کم از اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے۔ ڈبو بھی سکتا ہے۔ زہر کھا کر۔ یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ماں۔ باپ، جود (بیوی)، بیٹا سب ممکن ہیں۔ بلکہ ماں۔ باپ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ بڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے۔ برہما کی طرح چومکھا ہے ۛ لے

”رضا خانی تہذیب“ ایک ایسا طویل الذیل عنوان ہے کہ جس پر کما حقہ روشنی ڈالنے کے لئے ایک مستقل مبسوط تعریف کی ضرورت ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب اس بات توجہ فرمائیں۔ اور رضا خانیوں کی تمام کتب و رسائل کھنگال کر ان کی تہذیب و شانسی کے ابدار موتی کسی ایک لڑی میں پرو دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ امت اسلامیہ پر ایک عظیم احسان ہو گا۔

بہر حال جو کچھ برسبیل تذکرہ ہم نے پیش کیا ہے گو برائے نام یہی اس سے رضا خانیوں کی تہذیب و متانت۔ اور سنجیدگی و شائستگی نیز شرافت و نہایت کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں۔ یہی حالات میں بقول غالب۔

دل ہی تو ہے رنگہ نشست و دے بھر نہ گئے کیوں

اگر جواب میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لب و لہجہ قدسے درشت اور سخت ہو گیا تو یہ ایک قدرتی بات ہے۔ اس پر یہ بھپتی کہتا کہ ۔ کوڑا تسنیم کی دھلی ہوئی زبان شاید یہی ہے۔ ”انہی لوگوں کا کام ہے۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے ۔ غیب کی آنکھ تنکا تجھ کو آتا ہے نظر دیکھ اپنی آنکھ کا فاصلہ دراز شہیر بھی

لیکن باری بہہ حضرت مدنی مرحوم و منقود کا لکھا ہوا کوئی ایک کلمہ بھی عالم شان اور شرفانہ وقار کے خلاف نہیں ہے۔ آخر حضرت مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے ادب پر عائد شدہ الزامات کے جواب میں احمد رضا خان صاحب کو کذاب و فتنہ باز لوگوں کو گمراہ کرنے والا۔ اور دہل و قلیبیس سے کام لینے والا، نہ فرماتے تو پھر کیا کہنے احمد رضا خان صاحب اور ان کی صلیبی و مخوی فتنیت کی بازاری جگہ فاحشہ زبان کے خلاف اس قدر محنت و انداز بیان اختیار کرنے پر قدغن لگانے کا اس کے سوا کیا مطلب ہو گا ؟

نہ تڑپنے کی ہے اجازت نہ فریاد کی
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی ہے میرے صیاد کی

اسی صورت حال کے بارے میں حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری مرحوم و مغفور
دم ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء فرماتے ہیں۔

” ہم نے بہت صبر کیا۔ اتنا صبر کوئی کرے تو ہم پر اعتراض کرے
زبانی نصیحت بہت آسان ہے۔ ” جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا
برائی کا بدلہ اس کے برابر برائی ہے، قرآن پاک، پ ۲۵، کس
دن کے واسطے ہے۔ اور ہم نے تو وہ بھی نہیں کیا۔ دوسرے امر کی نسبت
عرض غیبیہ کہ بقول خان صاحب ہی کے، ۳۰ سال تک بلا وجہ گالیاں
سنیں۔ اور بھی فحش اور مغفلت۔ اور وہ بھی اپنے اکابر کو۔ دنیا میں
کون ہے جس کو اس قسمہ زمانے کے بعد بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت
دے۔ ان حضرات ناہمین نصیحت کرنے والوں کی خدمت میں عرض
ہے کہ آپ حضرات ۳۰ برس کہاں رونق افروز تھے، جب
خان صاحب کی گالیاں پڑھتے تھے۔ جب تو خوب قہقہے اڑتے تھے
اور خان صاحب کی فحش انشاء پر داری کے لاشانی و لاجواب ہولے کی ڈینگ
ہانکی جاتی تھی۔ اب وہ تمام باتیں جاتی رہیں۔ اب ناصح دیگر ال بن گئے
اگر خان صاحب کو پہلے سے روکتے بھی تب بھی ہم کو معذور فرمانا
چاہئے تھا۔ چہ جائے کہ خان صاحب کو کچھ بھی نہ کہا جائے اور دوسروں
کی مذمت ہو۔ عجیب الفصاف ہے۔۔۔۔۔۔ دوسرے

ہم بار بار لکھتے ہیں کہ تہذیب سے اب بھی بات کرو۔ ہم اس سے زیادہ
تہذیب سے کلام کرنے کو مستعد ہیں مگر خان صاحب ہیں کہ وہی انداز جلی

نے جس جوش و خروش اور خلوص و محبت سے ان کا استقبال کیا وہ اپنی نظیر
 آپ تھا۔ نیز لوگ دور دراز کے سفر طے کر کے ان کی زیارت و قدم بوسی کے لئے
 حاضر ہوئے اور ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھا۔
 کراچی میں پانچ لاکھ افراد نے ان کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا کی۔ لیکن بایں ہمہ قربان
 جانیے احمد رضا خان صاحب کے سچے جانشینوں پر جنہوں نے پوری جرات و زور سے
 سے کام لیتے ہوئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ فورا بر وقت فتوے جاری کر دیا کہ چونکہ
 ” یہ امام صاحبان و باپ عتائے رکتے ہیں۔ اس لئے جو نمازیں ان کے پیچھے
 پڑھی گئیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔ “

اور یہ فتوے بھی اپنے اکابر کے اتباع میں دیا گیا ہے۔ کیونکہ احمد رضا خان صاحب
 کے فرزند ارجمند محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نے سعودی حکومت میں حج کے التواء
 کے موضوع پر ایک کتاب ” تنویر الحجة لعن یجوز التواء
 الحجة “ تالیف فرمائی تھی جو مطبع اہل سنت و الجماعت بریلی سے طبع ہو کر شائع
 ہوئی۔ نیز احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور منظر اعلیٰ حضرت جناب محمد شمس علی
 خان صاحب نے اپنے فتوے میں ارشاد فرمایا۔

” ناواقف حوام اور صغفاء اہل اسلام جن کے اسلام اور سنیت پر
 فتنہ کا خطرہ ہو ان کو یہی حکم شرعی ہے کہ تاخیر و رجس کریں اور مصیبت
 کر جائیں کہ ان کے بعد ان کے مال سے ان کی طرف سے کوئی متعلق فی الدین نہ ہو
 (یعنی رضا خانی) حج بدل ادا کر دے “

مشہور بریلوی عالم مولوی محمد عمر اچھروی دم ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء صاحبِ
کے بارے میں مجددِ حکیم شرف صاحب لکھتے ہیں۔

د وسعت علم اور حاضر جوابی میں ان کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی ۔
نے بھی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے ائمہ کرام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا ذکر کیا
بریلویوں کے ”محدث اعظم“ مولوی محمد سوار احمد فصیل آبادی (لائل پوری) اور
۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء حج کے موقع پر وہاں کے ائمہ کرام کی اقتدار میں نماز ادا نہ کرنے
کی بنا پر سعودی عرب میں گرفتار بھی ہوئے تھے۔

اسی طرح پیر جماعت علی شاہ صاحب (دم ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) کو مسجد نبوی میں
مقرر امام سے پیشتر جماعت کرانے کے جرم میں جب شہر بدر کیا گیا تو انہوں نے معافی
مانگ کر مدینہ طیبہ میں داخلہ کی اجازت حاصل کی ۔ ۳

بریلویوں کے ایک اور عالم مولوی ایوب علی رضوی فرماتے ہیں ۔

حرم پاک سے ناپاک علیہ اللعنت
دور کجنت یہ کب شجر کا شیطان ہوگا

الحاصل ان تمام امور سے یہ بات پوری طرح آشکارا ہو جاتی ہے کہ بریلوی حضرت
کے نزدیک سعودی حکومت اور وہاں کے ائمہ عظام بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں
اور جو انہیں کافر تسلیم نہیں کرے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ۔ یہاں سے یہ بھی
معلوم ہو گیا کہ سارا عالم اسلام جو حج کے موقع پر وہاں کے ائمہ کرام کی اقتدار میں نماز
بھی ادا کرتا ہے اور افعال حج بھی وہی ”سواد اعظم“ ہے ۔ اور ان کی اقتدار نہ کر لے

۱۔ تذکرہ اکابر اہل سنت، ص ۴۸، ۲۔ مقیاس حقیقت، ص ۴۱، ۳۔ ابن الوقت
ولایت شاہ اور اس کے پیر کی مذہبی حرکات، ص ۲، حاشیہ، ۴۔ باغ فردوس، ص ۹

والے بریلوی حضرات کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ لیکن
 لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے پھر بھی دھوئے ہے ”سوادِ اعظم“
 ہونے کا۔

خدا کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خد

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ابھی کل کی بات ہے کہ بریلویوں کے ”حکیم الامت“ مفتی احمد یار خان گجراتی
 دم ۱۳۹۱ھ (۱۹۷۱ء) کے صاحب زادے مفتی مختار احمد گجراتی صاحب نے فتویٰ
 دیا کہ۔

”ہندوستان اور پاکستان کا کرکٹ میچ دیکھنے والے دائرہ اسلام

سے خارج ہیں۔“

خیر سے صدر پاکستان جنرل محمد ضیا الحق صاحب بھی اس کرکٹ میچ کے دیکھنے
 والوں میں شامل تھے بات بات پر بریلوی حضرات کے تکفیری فتوؤں کو دیکھ کر مولانا ظفر علی خان
 مرحوم و مغفور دم ۱۳۷۹ھ (۱۹۵۹ء) فرماتے ہیں۔

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی

دید کے قابل ہے اس کا العکاس و انعکاس

مشغلہ ان کا ہے تکفیر مسلمانان ہند!

ہے وہ کافر جس کو ہوا ان سے ذرا بھی اختلاف

لیکن نامعلوم پروفیسر صاحب لا علی کا شکار ہیں یا پھر ضد و عناد کے باعث وہ اس
 آفتاب ایسی روشن حقیقت پر پردہ ڈالنے کی سعی و کوشش میں مصروف ہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ انہوں نے ، ۱۰ صفحات میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ احمد
خان صاحب تکفیر مسلم کے معاملہ میں بے حد محتاط واقع ہوئے ہیں ۔

ان كنت لا تدري فذلك مصيبة

وان كنت تدري فالمصيبة اعظم

لیکن ” ہاتھ لگن کو آرسی کیا ؟“ میجھے ہم ابھی ان اکابر علماء و ائمہ کے بارے
کے دیتے ہیں جن کی تکفیر و تفسیل احمد رضا خان صاحب اور ان کی ذریت کیج
سے کی گئی ہے ۔ اس فہرست میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جن سے علماء و ائمہ
کو بھی اختلاف ہے لیکن علماء دیوبند انہیں کافر و مرتد قطعاً قرار نہیں دیتے
کام تو صرف رضا خانی علماء کے حصہ میں آیا ہے کہ اپنے سے اختلاف رکھنے
پر شخص پر کفر کا فتوے لگا دیں ۔

نیز یہ بات ملحوظ خاطر رہنی چاہئے کہ جس شخص کو احمد رضا خان صاحب
ان کی صلبی و معنوی ذریت و باپنی قرار دے دے وہ ان کے نزدیک دائرۃ اسلام
خارج ہوتا ہے ۔ کیونکہ بریلویوں کے ”حجۃ الاسلام“ اور احمد رضا خان صاحب
فرمودہ دلبند جناب حامد رضا خان صاحب کا فرمان ہے کہ ۔

” و ہابیہ کا تو نام ہی فضول ہے ۔ وہ نہ کبھی دین میں تھے نہ ہوں گے “

نیز احمد رضا خان صاحب خود بھی فرماتے ہیں ۔

” و ہابیہ اصلاً مسلمان نہیں “

۱ ، علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ ۵۴۴ھ / ۱۱۴۹ھ میں ان کے بارے میں احمد
صاحب کا ارشاد ہے ۔

”دہلیہ کا ایک پرانا امام ابن حزم غیر مستند ظاہری المذہب مدعی عمل
بالمحدث منہج بھر کر بک گیا“ ۱۷

یہ وہ عالم ہیں جن کی ایک کتاب کے بارے میں علامہ عز الدین بن عبد السلام
م ۹۹۰ھ / ۱۲۶۲ء فرماتے ہیں۔

”میں نے اسلامی کتب میں علامہ ابن حزم کی ”مغلی“ اور ابن قدامہ
” ۹۲۰ھ / ۱۲۲۳ء کی ”المنہج“ جیسی کتابیں نہیں دیکھیں“ ۱۸

۲۔ علامہ داؤد ظاہری م ۶۶۰ھ / ۱۲۶۳ء اور ان کے تمام تبعین ”اہل الظواہر“
کو احمد رضا خان صاحب نے ”امت اجابت“ سے خارج کر دیا۔ جس کا صاف
مطلب یہ ہوا کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۳۔ امام ابن تیمیہ م ۷۲۸ھ / ۱۳۲۷ء۔ احمد رضا خان صاحب امام ابن تیمیہ کو
”بد مذہب“ قرار دیتے ہیں۔ ۱۹

۴۔ امام ابن قیم حنفی م ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء۔ احمد رضا خان صاحب نے انہیں
”ظاہری المذہب“ اور ”بد مذہب“ لکھا ہے ۲۰

۵۔ قاضی شوکانی م ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۲ء۔ احمد رضا خان صاحب نے
قاضی شوکانی کو بھی ”بد مذہب“ قرار دیا ہے۔ ۲۱

۶۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء، کو احمد رضا خان صاحب
نے طائفہ دہلیہ کے ”اکابر و عمائد“ میں شمار کیا ہے۔ ۲۲ اور مشہور بریلوی عالم

۱۷۔ سبحان السبوح : ص ۱۳۳ : بحوالہ لسان الیزاب : ج ۴ : ص ۲۰۱ : بحوالہ فتاویٰ رضویہ
ج ۵ : حصہ دوم : ص ۱۳۹ : حاشیہ : بحوالہ سیف المصطفیٰ : ص ۹۲ : بحوالہ فتاویٰ رضویہ
ج ۴ : ص ۱۹۹ : بحوالہ سیف المصطفیٰ : ص ۹۵ : بحوالہ فتاویٰ رضویہ : ج ۴ : ص ۱۹۰۔

مولوی محمد عمر اچھروی نے تحریر کیا ہے کہ ان پر علماء کرام نے مستفقہ طور پر فتویٰ کو
دیا ہے۔ لے

۷۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ، دم ۱۲۳۹ھ تا ۱۲۶۴ھ (۱۸۲۴ء تا ۱۸۴۹ء)

۸۔ شاہ رفیع الدین صاحب ؒ، دم ۱۲۴۹ھ تا ۱۲۷۳ھ (۱۸۳۳ء تا ۱۸۵۸ء) ان دونوں بزرگوں
کے بارے میں مولوی محمد عمر اچھروی ارشاد فرماتے ہیں کہ: "ان میں بھی باہیت
کے جراثیم موجود تھے۔ لے

اب یہ فیصلہ تو پروفیسر صاحب ہی فرمائیں کہ ایمان اور کفر کا مجموعہ ایمان ہوتا ہے یا کفر۔
۹۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ، دم ۱۲۳۹ھ تا ۱۲۶۴ھ (۱۸۲۴ء تا ۱۸۴۹ء) بریلویوں کے
ایک بڑے مفتی محمد غلام سرور قادری رضوی نے ان کو دہلیوں میں شمار کیا ہے۔
۱۰۔ شاہ محمد اسحاق مہاجر کی ؒ، دم ۱۲۶۲ھ تا ۱۲۸۹ھ (۱۸۴۶ء تا ۱۸۶۹ء) جو شاہ عبدالعزیز ؒ کے نواسے
ہیں۔ احمد رضا خان صاحب ہندوستان کے دہلیوں کا انہیں "معلم ثانی" قرار
دیتے ہیں۔ لے

۱۱۔ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید ؒ، دم ۱۲۴۹ھ تا ۱۲۷۳ھ (۱۸۳۳ء تا ۱۸۵۸ء)۔ احمد رضا خان صاحب نے
بلے شمار کفریات ان کے سر تھوپے ہیں۔ اور مستقل کتابیں ان کے کفریات کے مفہوم
پر لکھی ہیں۔ مثلاً "الکوحۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ"
وغیرہ۔

بریلوی اکابر کی جانب سے شاہ ولی اللہ ؒ اور ان کے خلیل العزیز صاحبزادگان کی

لے مقیاس حنفیت ۱ ص ۱ لے مقیاس حنفیت ۱ ص

لے الشاہ احمد رضا ۱ ص ۸۰ لے فتاویٰ رضویہ ۱ جلد ۴

پنجیر یا فضیل و تفسیق اس صدی کا اتنا بڑا سانحہ ہے کہ اس پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ پورے ہندو پاک میں ایک بھی ایسا عالم دین و خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی یا اہل حدیث، نہیں ہے کہ جس کا سلسلہ سند حدیث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے تک پہنچتا ہو۔ اور یہ حالت آج کی نہیں ہے۔ بلکہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے دور میں ایک عالم نے فقط اسی خاطر ہند کی سیاحت کی کہ اسے عالم حدیث کا کوئی ایسا استاد مل جائے جو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا شاگرد نہ ہو۔ مگر پورے ہند میں اسے ایک مدرس عالم بھی ایسا نہ ملا۔

ایسے خاندان علم و فضل پر تکفیر و تفسیق کے فتورے اس شخص کے علاوہ اور کون لگا سکتا ہے۔ جس کی عقل و خرد کا جزا نہ کل چکا ہو۔ اور جس کے قلب و دماغ کے کسی دور و ساز گوشے میں بھی خوف خدا نامی کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکتی ہو۔

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے

پیدا کیا تھا جنہیں فلک نے خاک چھان کے

۱۲ : نواب قطب الدین خان (م ۱۲۷۹ھ = ۱۸۶۲-۳۱ء) جنہوں نے دہلی کے شریف

کی اسد شرح = مظاہر حق = تحریر فرمائی ہے۔ احمد رضا خان صاحب کو قطب

دہلیہ = اور وہ نواب یا سب نبھید = فرماتے ہیں۔

۱۳ : مولانا خرم علی بلہوی = (م ۱۲۷۱ھ = ۱۸۵۵ء) احمد رضا خان صاحب نے

ان کو = طائفہ دہلیہ کا مسلم ثالث = قرار دیا ہے۔

نوٹ :- ایک مسئلہ میں احمد رضا خان صاحب نے ایک سوسلہ کرام کے اقوال پیش

کئے ہیں ہند کا شاندار ماضی، جلد ۱ ص ۴۵، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴

کرنے کے بعد فرمایا ہے

« اولیٰک ساداتی فجننی بمثلکم »

یعنی یہ سب اکابر میرے سردار ہیں مگر تجھ میں بہت ہے، تو ان جیسا
کوئی عالم میرے پاس لا تو سہی »

اس کے بعد درج ذیل نو علماء کرام کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ : ۲۔ شاہ عبد الرحیم دہلوی ؒ۔

۳۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ : ۴۔ شاہ عبد العزیز دہلوی ؒ۔

۵۔ مرزا مظہر جان جاناں ؒ (م ۱۱۹۵ھ : ۱۶۸۰ء)۔

۶۔ قاضی شمس الدین صاحب پانی پتی ؒ (م ۱۲۲۵ھ : ۱۸۱۰ء)۔

۷۔ شاہ محمد اسحاق صاحب ؒ : ۸۔ نواب قطب الدین دہلوی ؒ۔

۹۔ مولانا خرم علی بلہوی ؒ۔

ان علماء کرام کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔

« تجاوز اللہ عنا وعن کل من صعب ایمانہ فی النشأتین »

یعنی دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے اور ہر اس شخص سے درگزر

فرمائے جس کا ایمان صحیح ہو »

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہوا کہ احمد رضا خان صاحب کو ان مذکورہ بالا حضرات

کے ایمان میں شبہ ہے۔ جن میں۔

۱۳۔ شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم ؒ (م ۱۱۳۱ھ : ۱۶۱۸ء)۔ اور

۱۵۔ مرزا مظہر جان جاناں ؒ (م ۱۱۹۵ھ : ۱۶۸۰ء)۔

۱۳ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی د رم ۱۲۲۵ھ تا ۱۸۱۰ء بھی شامل ہیں۔
 درحقیقت ولی اللہی خاندان کی عظمت شان اور جلالت علی کے باعث احمد رضا
 خان صاحب ان پر کھل کر تو کفر کا فتوے نہ لگا سکے۔ البتہ مختلف عنوانات سے ان کے
 غلات دل کی بھڑاس نکالتے رہے ہیں۔ اور کسی نہ کسی پیرایہ میں دل کی کدورت زبان
 زلم پر آ ہی جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تیری رنجش کعلی طسذ بیاں سے

دہمٹی دل میں تو کیوں نکل زباں سے

بعد کے بریلویوں سے تو بالکل نہ رہا گیا۔ اس لئے مکمل طور پر تکفیر فرمادی ہے۔

۱۴ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی د رم ۱۳۲۳ھ تا ۱۹۰۵ء۔

۱۵ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی د بانی دارالعلوم دیوبند د رم ۱۳۹۶ھ تا ۱۸۸۰ء

۱۶ حضرت مولانا خلیل احمد انیسطوی د شارح ابو داؤد۔ د رم ۱۳۴۷ھ تا ۱۹۲۶ء

۱۷ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی د رم ۱۳۵۲ھ تا ۱۹۳۳ء

۱۸ مولوی سید امیر حسن سہسوانی د رم ۱۲۹۱ھ تا ۱۸۷۴ء۔

۱۹ مولوی سید امیر احمد سہسوانی د رم ۱۳۰۶ھ تا ۱۸۹۸ء

۲۰ مولوی سید نذیر حسین دہلوی د رم ۱۳۲۰ھ تا ۱۹۰۲ء

۲۱ مولانا سید محمد علی کانپوری د ناظم و مؤسس "ندوۃ العلماء لکھنؤ" د رم ۱۳۴۷ھ

۱۹۲۶ء۔

احمد رضا خان صاحب نے مذکورہ بالا آٹھ علماء کو بھی کافر قرار دیا ہے۔

۱۔ و تاریخ و ماہیہ ۱ ص ۶۵

۲۔ مقیاس حقیقت ۱ ص

۳۔ حسام الحرمین ۱ ص ۱۰۰ تا ۱۱۲۔

۲۵ : نواب صدیق حسن خان صاحب ر (۱۳۰۶ھ : ۱۸۹۰ء)۔

۲۶ : مولانا عبدالحی داماد حضرت شاد عبد العزیز ر (۱۳۴۴ھ : ۱۸۲۸ء)۔

۲۷ : مولانا بشیر الدین قزوینی ر (۱۲۷۳ھ : ۱۸۵۶ء)۔

۲۸ : مولانا کرامت علی جوہری ر (۱۲۹۰ھ : ۱۸۷۳ء)۔

۲۹ : مولانا حیدر علی رامپوری شمس الثانی ر (۱۲۷۲ھ : ۱۸۵۶ء)۔

۳۰ : مولانا محمد بشیر فاروقی ر (۱۳۲۶ھ : ۱۹۰۸ء)۔

ان چھ علماء کو بھی احمد رضا خان صاحب نے دہلیوں بلکہ " اکابر طائفہ دہلی " میں شمار کیا ہے یہ

۳۱ : مولانا آزاد سبحانی پر کفر کا فتوے ۔

مولانا آزاد سبحانی (۱۳۷۶ھ : ۱۹۵۶ء) نے لاہور میں طلبہ کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

" کیا وہ راستہ جو ملت اسلامیہ کے اجماع کا راستہ ہے اور جس پر تمام علماء مہند اور محدث محمود حسن جیسے شیخ الاسلام اور صدق و امانت کے حامل آپ کے رہنما میں کسی حالت میں گری ہو سکتا ہے ؟ اس پر جماعت مبارکہ ضیاء المصطفیٰ بریلی کی طرف سے درج ذیل فتویٰ شائع کیا گیا ۔

" لا حول ولا قوۃ الا باللہ ! یہ محمود الحسن وہی جناب میں جن کی مذہبی غیبت نمبر ۵۴ میں گزر چکی ۔ کیا اسلام ایسے مرتد کو شیخ الاسلام یا صدق و امانت کا حامل یا رہنما یا حضرت مولانا کے لفظ سے تعبیر کرنے کی اجازت دے سکتا ہے ؟ کیا جو مرتد کی ایسی تعریف کرے خود کافر مرتد خارج از اسلام نہ ہو گیا ؟ مسلمانو ! تمہیں انصاف سے کتنا خدا لگتی ؟ "

۳۲۔ نواب محسن الملک مہدی علی خان (م ۱۳۲۵ھ : ۱۹۰۷ء)

۳۳۔ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی خان (م)

۳۴۔ نواب انتصا جنگ مولوی مشتاق حسین (م ۱۳۳۵ھ : ۱۹۱۷ء)

۳۵۔ شمس العلماء مولوی الطاف حسین حالی (م ۱۳۳۳ھ : ۱۹۱۴ء)

۳۶۔ شمس العلماء مولوی ذکار اللہ (م ۱۳۲۸ھ : ۱۹۱۰ء)

۳۷۔ مولوی مہدی حسن صاحب (م)

۳۸۔ سید محمد خان (م)

۳۹۔ علامہ شبلی نعمانی (م ۱۳۳۲ھ : ۱۹۱۴ء)

۴۰۔ ڈپٹی نذیر احمد خان دہلوی (م ۱۳۳۰ھ : ۱۹۱۲ء)

مذکورہ بالا نو حضرات کے بارے میں فاضل مرکزی انجمن حزب الاحناف مولوی محمد طیب صاحب فرماتے ہیں کہ یہ حضرات سرسید احمد خان (م ۱۳۱۵ھ : ۱۸۹۸ء) کے۔

”وہ دیران نچریت اور شیران دہریت اور مبلغین زندلیت تھے“۔

۴۱۔ شیخ البند حضرت مولانا محمد حسن دیوبندی (م ۱۳۱۵ھ : ۱۹۰۸ء) کو تحریک ریشمی رمال

(م ۱۳۳۹ھ : ۱۹۲۰ء) بھی بریلوی حضرات کے نزدیک مرتد ہیں۔

۴۲۔ مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ : ۱۹۵۸ء) کو احمد رضا خان صاحب

”مرتد“ قرار دیتے ہیں۔

۴۳۔ خواجہ حسن نظامی (م ۱۳۷۸ھ : ۱۹۵۵ء) کے بارے میں فاضل مرکزی

انجمن حزب الاحناف مولوی محمد طیب صاحب فرماتے ہیں۔

”کفر کی تبلیغ کے ٹھیکیدار، اسلام کی مخالفت کے علمبردار، کرشن کنہیا

نہ ٹھانے اہل سنت، ص ۸۷، ۸۸، ۸۹ تحقیقات قادریہ ص ۴۲، ۴۳ دوم ایشیاء

کے امتی مشر جناد معاری خواجہ حسن نظامی دہلوی ؒ

- ۴۴۔ مولانا عبد الشکور لکھنوی ؒ ایڈیٹر رسالہ ”انجم“ دم ۱۳۵۱ء ۱۹۳۱ء
 ۴۵۔ حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ شارح صحیح ”مسلم شریف“ دم ۱۳۶۹ء
 ۴۶۔ ۱۹۴۹ء ”تحریک پاکستان“ میں ان کی نمایاں اور سب سے ممتاز خدمات
 اعتراف کے طور پر قیام پاکستان کے فوراً بعد ”مغربی پاکستان“ کی عرب
 کشائی انہی کے ہاتھوں سے کرائی گئی تھی۔

۴۷۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ؒ دم ۱۳۸۱ء

(۱۹۶۱ء)

- ۴۸۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی ؒ دم ۱۳۶۲ء ۱۹۵۲ء
 ۴۹۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی ؒ دم ۱۳۶۶ء ۱۹۵۶ء
 ۵۰۔ حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی ؒ مترجم و مفسر قرآن پاک دم

ان تمام علماء کرام کو ”فرقہ احرار اشداد“ قرار دے کر ارشاد ہوتا ہے کہ
 ”جو شخص احراریوں کے قطعی یقینی کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا
 ان کو کافر مرتد کرنے میں توقف کرے وہ بھی حکم شریعت قطعاً یقیناً کافر
 مرتد ہے ؒ

- ۵۰۔ مولانا عبد الحق حقانی ؒ مصنف تفسیر حقانی دم ۱۳۳۵ء ۱۹۱۶ء۔ ان کو
 مفتی غلام سرور قادری رضوی بریلوی نے دہلیوں میں شامل کیا ہے۔ ؒ

۱۔ تجانب اہل سنت ۱ ص ۱۳۹ ؒ تجانب اہل سنت ۱ ص ۱۶۰ ؒ

۲۔ الشاہ احمد رضا ۱ ص ۸۲ ۸۳ -

۵۱ مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمہ دم ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۹ء۔ ایک بار احمد رضا خان صاحب نواب رامپور کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے احمد رضا خان صاحب سے کہا کہ مولانا عبدالحق خیر آبادی سے منطق کی اوپر کی کتابیں پڑھ لیں۔ احمد رضا خان صاحب نے کہا کہ والد صاحب سے اجازت کے بعد پڑھ سکتا ہوں۔ استف میں نواب رامپور کے پاس مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمہ بھی تشریف لے آئے۔ اس کے بعد مولانا خیر آبادی رحمہ اور احمد رضا خان صاحب کی آپس میں گفتگو شروع ہو گئی۔ دوران گفتگو مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمہ نے پوچھا کہ۔

” بریلی میں آپ کا کیا مشغلہ ہے ؟

جواب فرمایا کہ ” مدرس ، افتاء اور تصنیف۔ پھر پوچھا کہ فن میں تصنیف کرتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا جس مسئلہ شرعیہ میں ضرورت دیکھی۔ اور رد دہلیہ میں۔ یہ سن کر علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمہ نے کہا آپ بھی رد دہلیہ کہتے ہیں۔ ایک وہ ہمارا بدیونی خطبی ہے جو ہر وقت اسی غلطی سے مبتلا رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احمد رضا خان صاحب، مولانا شاہ عبدالقادر بدیونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت عزت فرماتے تھے۔ اس لئے آپ کو ان نازیبا الفاظ سے رنج ہوا۔ اور فرمایا۔ جناب ! دہلیہ کا سب سے پہلا رد آپ کے والد ماجد حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ نے فرمایا ہے ” تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ “ مولوی اسماعیل دہلوی کے رد میں ان کی پہلی تصنیف ہے۔ مولانا عبدالحق صاحب نے کہا کہ ” اگر میرے مقابلہ میں آپ کی ایسی حاضری جاتی ہے تو مجھ سے پڑھنا نہیں ہو سکتا۔ “

اعلیٰ حضرت رحمہ احمد رضا خان صاحب نے فرمایا کہ۔

آپ کی باتوں کو سن کر میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا ہے کہ ایسے شخص سے منطوق
پڑھنی اپنے علماء اہل سنت کی قرین ہے ۱۰

دیکھئے کس ڈھٹائی سے احمد رضا خان صاحب نے مولانا عبدالحق صاحب
خیر آبادیؒ کو "علماء اہلسنت" سے بیگمینی و دوگوشی "نکال باہر کر دیا ہے
۵۲، مولانا حکیم برکات احمد صاحب ٹونکیؒ دم، ۱۳۵۰ء

حکیم برکات احمد صاحبؒ مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادیؒ کے اجل تلامذہ میں
میں سے ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادیؒ کے بعد سلسلہ خیر آبادی کے
سب سے بڑے عالم اور حقیقی مسنون میں مولانا عبدالحق صاحبؒ کے جانشین تھے
حکیم برکات احمد ٹونکیؒ سے علماء دیوبند کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے
بعض چیزوں میں اختلاف کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ علماء دیوبند کے بارے
میں تحریر فرمایا کہ۔

۱۔ وہ لوگ، علماء دیوبند۔ مقلد، علماء اہلسنت و جماعت مذہب ہیں۔
ہمارے نام جو حنیف خمس اللہ سرہ العزیز کے پیرو ہیں۔ انہیں کے مذہب
پر خوشے دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر فرحیات میں عمل کرتے ہیں ۱۰
حالانکہ احمد رضا خان صاحب کا فتوہ ہے کہ جو شخص علماء دیوبند کو کافر کہے
اس کے کافر ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے ۱۰

۵۳: سلسلہ خیر آبادی کے خاتمہ احکام برکات احمد ٹونکی کے مایہ ناز شاگرد مولانا
گمیریؒ دم ۱۳۵۹ء ۱۰ ۱۹۴۰ء نے جب احمد رضا خان صاحب کے خلاف

نے مقدمہ قیادنے فتویہ ۱ ج ۱۱ ص ۱۰۹، ۱۰۰، ۱۰۱ کا راجعہ دیا ہے وہ دیوبندیہ اس ۱۰

۱۰ حسام الحق میں: ص ۳۷۔

ایک رسالہ۔

”القول الاظہر فیما یتعلق بالاذان عند المنبر“

تالیف فرمایا۔ اور احمد رضا خان صاحب کے اس خود ساختہ مسئلہ کو کہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد سے باہر دینی چاہیے۔ اور اس پر پیش کردہ دلائل کے تار و پود بکیر کر رکھ دیئے اور فرمایا کہ احمد رضا خان صاحب سے حق بات کی طرف رجوع کرنا تو قیاس نہیں ہے کیوں کہ

”اب شائع ہونے پہلے رجوع الی الحق مردان خدا کا کام ہے۔ ہر شخص

میں اس کی اہلیت نہیں ہے۔“ طبع ہر مرغ کے انجیر نیست۔ لہ

برطانیوں کے حقہ الاسلام اور احمد رضا خان صاحب کے فرزند مولوی حامد رضا خان

صاحب نے اس کا جواب ”اجلی الوارضا“ کے نام سے شائع کیا۔ اس میں لکھا کہ

”القول الاظہر“ سے ظاہر و معترض ہے کہ اس کے مصنف کے نزدیک

حد و جب کے مفسدین فی الدین گنہگار ہیں و متعالوی و نانو توئی و دیوبندی مرتدین

مسلمان ہیں۔“ لہ

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضرت علامہ معین الدین صاحب امیریؒ کا بر ملا دیوبند کو

پاک مسلمان سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مولانا موصوف کے دستخط علی دیوبند کے حق طہنت

جماعت ہونے پر ”فیصلہ خصوصیات“ میں نمبر ۱۳۷ پر درج ہیں اور احمد رضا خان صاحب کا

فتویٰ ہے کہ گنہگار ہیں و متعالوی و نانو توئی و دیوبندی لوگوں کو جو شخص مسلمان

سمجھے یا ان کے کفر میں شک رکھے یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ

وہ بھی کافر ہے ۔ ۱۰

لہذا ثابت ہوا کہ حکیم برکات احمد ٹونکیؒ اور مولانا معین الدین اجمیریؒ وہ بھی اپنے
خان صاحب کے فتوے کی زد سے کافر ہیں۔

احمد رضا خان صاحب کے خلاف مولانا معین الدین اجمیریؒ کا تحریر کردہ
نوٹ | رسالہ ”القول الا ظہر فیما يتعلق بالاذان عند الاستسقاء“
جلد ہیء انجمن ارشاد السلیں ”کی طرف سے شائع ہو گا۔ انشاء اللہ۔

۵۴ مولانا عبد الماجد بدایونیؒ دم ”۱۹۳۱ء“ ناظم ”جمعیت علماء ہند“
صوبہ متحدہ و صدر شعبہ تبلیغ ”مجلس خلافت“ صوبہ آگرہ بھی بریلویوں کے زبیر
کافر و مرتد ہیں۔ ۱۱

۵۵ مولانا عبد الباری فرنگی مہلیؒ ام ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء کی تکفیر کے سلسلہ میں احمد
خان صاحب کی تمام تحریرات ، احمد رضا خان صاحب کے فرزند اجمند محمد مصطفیٰ
خان صاحب نے اپنی کتاب ”الطاری الدارعی لمفوات عبد الباری
(۳ حصے) میں جمع کر دی ہیں۔

مولانا عبد الباریؒ کی تکفیر کے سلسلہ میں مشہور مسلم لیگی مورخ جناب رئیس احمد جعفریؒ
رقطراز ہیں۔

”مولانا احمد رضا خان صاحب، بریلوی نے مولانا عبد الباری فرنگی مہلی
کے خلاف ۲، وجوہ پر شتمل کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ جس میں ایک جہیت بھی کہ
ان کا نام عبد الباری ہے۔ لوگ انہیں ”باری میاں“ کہتے ہیں۔ اگر ان
کا نام عبد اللہ ہوتا تو لوگ انہیں ”اللہ میاں“ کہتے۔ لہذا کافر“ ۱۲

۱۲ حسام الحرمین: ص ۳۲، ۱۳ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”بریلوی فتوے“ کا ضمیمہ تقدیم
۱۴ ہدیہ حاشیہ برخواستہ

اور مشہور مسلم لیگی لیڈر جناب چوہدری خلیق الزمان صاحب لکھتے ہیں۔

” شروع ۱۹۹۹ء میں مولانا عبد الباقیؒ نے خلافت کے مسئلہ پر علماء کے فتاویٰ حاصل کرنے کے لئے سعی شروع کر دی۔ اور اس طرح ایک بڑی مدت انجام دی۔ یہ تمام فتاویٰ دائرہ اس لئے ہند کے پاس بھیج دیئے گئے تھے مولانا احمد رضا بریلوی ترکی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے تھے، کیونکہ انگریز اس کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ صفر، اور ترکوں کی امداد کے بھی خلاف تھے۔ میں نہیں بلکہ انہوں نے کسی فتاویٰ مولانا عبد الباقیؒ پر کفر کے بھی صادر فرمائے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہ کسی استغفار پر جس میں خلافت کو شرعییت اسلامی کا ایک اہم ادارہ تسلیم کیا جائے، دستخط نہ کرتے تھے۔“

۵۶، مولانا محمد علی جوہر، م ۱۳۲۹ھ، ۱۹۳۱ء،

۵۷، بابائے خلافت مولانا شوکت علی، م ۱۳۵۰ھ، ۱۹۳۶ء،

یہ دونوں بزرگ بھی رضا خانیوں کے نزدیک کافر مرتد ہیں۔ چنانچہ بعد از مرگ بھی ان سے دونوں حضرات کو لفظ ”انجہانی“ سے بریلوی علماء یاد کرتے ہیں۔ لے

نوٹ | علی برادرانؒ اور مولانا عبد الباقیؒ فرنگی مصلیٰ کے بارے میں آج کل کے پاکستانی بریلویوں نے یہ کہنا شروع کر رکھا ہے کہ ان قینوں بزرگوں نے چونکہ توبہ کر لی تھی اس لئے احمد رضا خان صاحب کے فتاویٰ کفر اب ان حضرات پر لاگو نہیں رہے۔ مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول کے مقدمہ میں ہم نے ان تمام چالسب زبوں کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ لہذا وہیں پر ملاحظہ فرمایا جائے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

ما شبہ مفسدہ گزشتہ، لے آزادی ہند، ص ۴، ۱۱ لے شاہراہ پاکستان، ص ۳۳۱ و ۳۳۲ بحوالہ عبارات اکابرؒ از مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفر، لے الدلائل القاہرہ، ص ۲ و احکام فدیہ شرعیہ بر مسلم لیگ ص ۲۵۔

۱۵۸ : دہلی سے شائع ہونے والے مشہور مسلم لیگی اخبار "الامان" کے مالک و ایڈیٹر مولانا مظہر الدین کو بھی دہائی دیوبندی قرار دے کر ان کے اور "مسلم لیگ" کے خلاف بریلویوں نے بہت کچھ زہر اگلا ہے۔

۱۵۹ : مولانا ظفر علی خان صاحب رحمہ (م ۱۳۷۹ھ، ۱۹۵۶ء) پر احمد رضا خان صاحب کے صاحب زادے اور بریلویوں کے "مفتی اعظم ہند" جناب محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نے کفر کا فتوے لگایا۔ جسے بریلویوں کے "مفتی اعظم پاکستان" جناب ابوالبرکات صاحب (م ۱۳۹۸ھ، ۱۹۷۸ء) منظم و شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے کتابی صورت میں شائع کیا اور اس کا نام رکھا۔

۱۶۰ : سیف الحبار علی حکمر زمیندار "معروف بہ" القصورہ علی ادوار الحمر الحنفیہ۔

گویا مولانا ظفر علی خان صاحب رحمہ کافر تو بنایا ہی تھا، ساتھ ہی انہیں "گدھا" ہونے کا لقب بھی مرحمت فرمادیا۔ اسی فتویٰ کفر پر مولانا مرحوم و مغفور نے یہ باہمی کہی تھی۔

| | |
|--|--|
| کوئی ٹرکی لے گیا اور کوئی ایران لے گیا | کوئی نامن لے گیا کوئی گریاں لے گیا |
| رہ گیا تھا نام باقی اک فقط اسلام کا | وہ بھی ہم سے تھیں کہ حامد رضا خاں لے گیا |

۱۶۱ : بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح (م ۱۳۶۷ھ، ۱۹۴۸ء) پر بھی بریلویوں نے کفر کے فتوے لگائے۔ بریلویوں کے مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات صاحب نے تو یہاں تک اپنے فتوے میں ارشاد فرمایا۔

"اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ

مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے کلی مقاطعہ و بایکات کریں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے " لے اور مولوی اولاد رسول قادری صاحب نے اپنے فتوے میں مشرع محمد علی جناح کو "بہ مذہب" قرار دے کر یہاں تک لکھ دیا کہ۔

" بہ مذہب سارے جہاں سے بدتر ہیں۔ جانوروں سے بدتر ہیں۔ بہ مذہب جہنمیوں کے کتے ہیں۔ کیا کوئی سچا ایمان دار مسلمان کسی کتے اور وہ بھی وزنیوں کے کتے کو اپنا " قائد اعظم " سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں " لے

۱۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال " دم " ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۸ء، پراحمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور بریلویوں کے امام المحدثین " مولوی دیدار علی صاحب دم ۱۳۵۴ھ ۱۹۳۵ء سابق خطیب مسجد وزیرخان لاہور نے کفر کا فتوے لگایا۔ اور اس میں ارشاد فرمایا۔ " لہذا جب تک ان کفریات سے قائل مشعرا مذکور توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گناہ گار ہوں گے " لے چونکہ مفتی مذکور ریاست " الود " کے رہنے والے تھے۔ اس لئے علامہ اقبال مرحوم نے بعنوان " الود " مفتی مذکور کے خلاف درج ذیل چار شعر تحریر فرمائے اور اس مفتی کو آدمیت سے عاری اور اس کی اس حرکت کو گدھا پن " قرار دیا۔ ۵

لے الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ : ص ۱۷۲
 ۱۔ مسلم لیگ کی زبیں بخیہ دری : ص ۱۴۱
 ۲۔ ذکر اقبال : ص ۱۲۹
 ۳۔ ونگزشت
 اقبال : ص ۱۹۱

گر فلک در "الور" اندازد ترا : اے کہ می داری تمیز خوب و زشت
گویمت در مصرفِ حبستہ : آنکہ بر قرطاسِ دل باید نوشت
آدمیت در زمین او مجو : آسمانِ این داند در "الور" کشت
کشت گرز آب و ہوا خردست است : زانکہ خاکش را خردے آمد سرشت
ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

”اے اچھے آدمی! کی تمیز رکھنے والے! اگر آسمان تجھے ریاست ”الور“
میں ڈال دے تو میں تجھے ایک جربستہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوحِ قلب
پر نقش کر لینا چاہئے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاش
نہ کرنا کیونکہ آسمان نے یہ تخم اس سرزمین میں ڈالا ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا
ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے کے اس
سرزمین میں ”گمے“ پیدا ہونے میں“

مسلم لیگی اکابرین پر قتلے کفر کی تفصیل ”تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار“
کے جدید ایڈیشن میں ملاحظہ فرمائیں۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

۶۲ : مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب (م ۱۳۹۰ھ و ۱۹۷۰ء)

۶۳ : مولوی حکیم فضل الرحمن صاحب سیکٹری مسلم لیگ بدایوں (م ۱۳۸۱ھ و ۱۹۶۲ء)

۶۴ : سرکنڈہ حیات خان (م ۱۳۸۱ھ و ۱۹۶۲ء)

۶۵ : مسٹر فضل الحق (م ۱۳۸۱ھ و ۱۹۶۲ء) یہ وہ صاحب ہیں جنہوں نے ہم ۱۹۰۱ء
میں قرار داد پاکستان اجلاس لاہور میں پیش کی تھی۔

۶۶ : نواب اسماعیل خاں (م ۱۳۶۶ھ و ۱۹۵۸ء)

۶۷ : مولانا خواجہ غلام نظام الدین صاحب (م ۱۳۶۶ھ و ۱۹۵۸ء)

یہ سب حضرات اس لئے کافر و مرتد قرار دیئے گئے کہ بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح

ان کے نزدیک کافر نہیں ہیں۔ حالانکہ وہ بریلوی فتوے کی دوسے کافر ہیں۔ اور کافر کو کافر نہ سمجھنے سے انسان محمد کافر ہو جاتا ہے۔ اسی لئے احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور منظر اعلیٰ حضرت مولوی حشمت علی خان صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

”اگر لیگی لیڈان بچے ہیں اہل مسلمانوں کو دھوکا دینا نہیں چاہتے تو وہ نضر علی خان، (اب اسحاق خان، سرکنڈہ حیات خان، مسٹر فضل الحق مولوی عبدالحامد، (بریلوی)، مولوی قطب الدین، عبد الوالی صاحبان وغیرہم ذمہ دار لیگیوں سے ہمیں اس کی تحریر لے دیں کہ لیگی لیڈان مسٹر جناح کو ایک کافر بریلوی سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔“

۶۸۔ مولانا مفتی لطف اللہ صاحب، دم ۱۳۲۴ھ تا ۱۹۱۶ء، صدر جلسہ ”مردۃ العلماء لکھنؤ“ منعقدہ ۱۳۱۱ھ کانپور۔ اور ۱۳۱۳ھ بمبئی۔

۶۹۔ مولانا سیاحی پھلواروی، دم ۱۳۵۴ھ تا ۱۹۳۵ء،

ان دونوں علماء کو بھی ”نہدی“ ”بیچری“ وغیرہ قرار دے کر بزم خویش کافر مرتد بنا دیا۔

۷۰۔ بانی جماعت اسلامی جناب ابو الامام علی مودودی صاحب کے خارج الاسلام ہونے کے سلسلہ میں بریلویوں کے مایہ ناز قلم کار علامہ ارشد القادری کی کتاب ”جماعت اسلامی“ اور بریلویوں کے خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی میر، پاسبان، (انڈیا) کی تصنیف ”شیش محل“ وغیرہ کتب ملاحظہ کر لی جائیں۔ سر دست ایک حوالہ ہم پیش کئے دیتے ہیں۔ ارشد القادری صاحب رقمطراز ہیں۔

”جماعت اسلامی مسلمانوں کا کوئی ذیلی دائرۃ تنظیم نہیں بلکہ ایک متوازی

دائرة اسلام ہے :

اس فرست کو ہم اب یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ بہت ممکن ہے کہ آپ اس طویل سفر کو پڑھتے پڑھتے اکتا چکے ہوں گے۔ ورنہ ایک سرسری نگاہ میں جو فرست ہم نے اس کی تھی وہ بھی ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اگر وقت نظر کے ساتھ ان اشخاص کی تلاش جسٹہ کی جائے۔ جن کے نام لے کر احمد رضا خان صاحب اہل ان کی ذمیت سنبھالنے کی تفصیل کی ہے تو شاید اس سے کئی گنا لمبی فرست تیار ہو جائے۔

اب آپ ایک نظر ان جماعتوں پر بھی ڈال لیجئے جو بریلوی بنجر تکفیر کا نشانہ بن چکی ہیں۔

- | | |
|--|---------------------------------|
| ۱۱۵ : سیرت کیٹی پٹی ضلع لاہور | ۱ : مسلم ایجوکیشنل کانفرنس |
| ۱۱۶ : امارت شرعیہ بہار شریف | ۲ : ندوۃ العلماء لکھنؤ |
| ۱۱۷ : آل پارٹیز کانفرنس | ۳ : خدام کعبہ |
| ۱۱۸ : مومن کانفرنس | ۴ : خلافت کیٹی |
| ۱۱۹ : جمعیت المؤمنین | ۵ : جمعیت علماء ہند |
| ۱۲۰ : جمعیت الانصار | ۶ : خدام الحرمین |
| ۱۲۱ : روٹی دھکنے والوں کی جمعیت انصاف | ۷ : اتحاد ملت |
| ۱۲۲ : کپڑا سینے والوں کی جمعیت الادلیہ | ۸ : مجلس احرار |
| ۱۲۳ : قصابوں کی جمعیت القریش | ۹ : مسلم لیگ |
| ۱۲۴ : سبزی فروشوں کی جمعیت الراہین | ۱۰ : اتحاد کانفرنس |
| ۱۲۵ : پٹانوں کی افغان کانفرنس | ۱۱ : مسلم آزاد کانفرنس |
| ۱۲۶ : میمنوں کی مین کانفرنس | ۱۲ : نوجوان کانفرنس |
| ۱۲۷ : مسلم کھڑیوں کی مسلم کھڑی کانفرنس | ۱۳ : نمازی فوج |
| ۱۲۸ : جماعت اسلامی اہل | ۱۴ : جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ |

- ۲۸: عباسیوں کی جمعیت آل عباس
 ۲۹: کنبوہوں کی آل انڈیا کنبوہ کانفرنس
 ۳۰: پنجابیوں کی آل انڈیا پنجابی کانفرنس
 ۳۱: جماعت اسلامی
 ۳۲: انجمن حمایت اسلام
 ۳۳: آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس
 ۳۴: جماعت اہل سنت
 ۳۵: تبلیغی جماعت
 ۳۶: مجلس تحفظ ختم نبوت
 ۳۷: تنظیم اہل سنت
 ۳۸: جمعیت اشاعرۃ التوحید والسنۃ
 ۳۹: سرسید احمد خان نے جو ایسوسی ایشن بنام
 میں جب احمد رضا خان صاحب سے فتوے طلب کیا گیا تو موصوف نے بڑے شد و مد سے ان کو کافر مرتد قرار دے کر ان کی جماعت میں شرکت سے ممانعت فرمادی۔
 ۴۰: جمعیت علماء اسلام۔ اپنے تمام گروپوں سمیت۔ ۱۱: جمعیت علماء اسلام ہزاروی گروپ ۱۲: جمعیت علماء اسلام تھانوی گروپ ۱۳: جمعیت علماء اسلام حقیقی قاسمی گروپ ۱۴: جمعیت علماء اسلام مفتی محمود گروپ۔
 اول تو ان افراد و جماعت کو کافر قرار دینے کے بعد دنیا میں کوئی فرد باقی ہی نہیں رہتا جو رضا خانیوں کے نزدیک مسلمان ہو۔ لیکن چونکہ پھر بھی یہ امکان تو ضرور تھا کہ شاید

۱: بجانب اہل سنت و ص ۹۰، ۹۱: ۱۱: جماعت اسلامی، ص ۱۱: از ارشد القادری
 ۱۲: تفسیر نبوی، ج ۴، ص ۲۴، (حاشیہ)، ۱۳: الدلائل القابریہ، ص ۳، ۱۴: قرۃ القادری
 ۱۵: الکفار اللیب ڈر وغیرہ کتب، ۱۶: تبلیغی جماعت، از ارشد القادری، ۱۷: برق
 ۱۸: افسانہ برقت شیطانی، ص ۱۰، ۱۹: برق آسمانی، ص ۱۸، ۲۰: اکابر علماء دیوبند کا
 ۲۱: انجمن افسانہ، ص ۱۰، ۲۲: نصرۃ الابرار، ص ۲۹ تا ۳۲، طبع ۱۳۰۶ھ
 ۲۳: برق آسمانی برقت شیطانی، ص ۸، ۲۴:

کچھ لوگ ایسے ہوں جو ان جماعت میں سے کسی سیاسی یا مذہبی جماعت میں شامل ہوں اور
معاون۔ اس لئے رضا خانی کرم فرماؤں نے ایسے اشخاص کو اپنے جام تکفیر سے سیراب
کرنے کے لئے یہ کلیہ ذکر فرمایا کہ۔

» جو ان کے کفر میں شک کرے کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں

توقف کرے اس کے کفر میں بھی کوئی شبہ نہیں « ۱

یعنی یہی سہی کسر اب اس کلیہ نے پوری کر دی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

نادک نے تیرے صید نہ چھوڑا زلمے میں

ترپے بے مرغ قبلہ نا اشیائے میں

جناب عبدالرزاق صاحب طبع آبادی لے دو سطروں میں احمد رضا خاں صاحب

کے شغل تکفیر کا جو تجزیہ فرمایا ہے وہ اب ند سے کھنکے قابل ہے و فرماتے ہیں۔

» یاد رہے مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے اور اپنے چند معتقدوں

کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ

کر اگفر سمجھتے تھے « ۲

بریلویوں کے مفتی محمد ضیاء الدین صاحب قادری رضوی » بجانب اہل سنت «

پر اپنی تقریظ میں تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر مرتد قرار دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

» جملہ باطل فرقتے یہ اعتراض ضرور کریں گے کہ اس کتاب کے مصنف

اللہ اس مولوی (مفتی ضیاء الدین صاحب قادری رضوی) نے تو جہان

بھر کے مسلمانوں پر کفر کا فتوے لگا دیا۔ سب کو جہنمی ٹھہرا دیا۔ دونوں مولوی

اور چند لوگ جو ان کے ہم خیال و ہم معتال ہیں جنتی بلکہ جنت کے معاد

ٹھیکیدار بن بیٹھے۔ اس کے جواب میں اولاً میں کہوں گا کہ تمہارا یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ تادم غلام عزیز ذوالانتقام اور اس کے حبیبِ کریم علیہ دُعا اَلصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ پر ہے..... ۱۔

گویا اس جواب کا مطلب یہ ہوا کہ واقعی ہمارے ہم خیال چند افراد کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمان کافر تو ہیں لیکن اس میں ہمارا کیا قصور؟ کیوں کہ ہمارے محدود دے چند معتدین کے علاوہ باقی ذیابھر کے مسلمانوں کو خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کافر قرار دیا ہے۔ العیاذ باللہ ۱۔

تکفیر و تفصیل کی اس دل خراش داستان کی ان تمام تفصیلات کو شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے ایک مختصر ترین فقرہ ”بہرہ والتکفیر والتفصیل“ میں سمیٹ لیا ہے یہاں ہے ۲۔

داستان حسن جب پھیلی تو ہر محدود محقق

جب سہمی تو صرف تیرا نام ہو کے رہ گئی

مسئلہ تکفیر میں احمد رضا خان صاحب کی اس بے احتیاطی کی شکایت صرف انہی افراد و جماعات کو نہیں جو ان کے بھائی تکفیر کا نشانہ بنی ہیں بلکہ بعض وہ لوگ بھی جو اپنے آپ کو احمد رضا خان صاحب کا معتقد و مباح قرار دیتے ہیں۔ ان کی اس بے احتیاطی پر نالاں ہیں۔ اس وقت ہم صرف ایک حوالہ درکار نہیں کرتے ہیں۔ قاضی محمد النبی کو کتب، دم، ۱۳۹۷ھ، ۱، ۱۹، ارشاد فرماتے ہیں۔

”زیادہ سے زیادہ بات مولانا احمد رضا خان صاحب کے خلاف

یہ کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند سے اظہار اختلاف کے

نے نہایت سخت اور تلخ لہجہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے مدرسہ دیوبند کے حیدر اساطین علم کی بعض عبارات کو کفریہ قرار دیا اور اس فتویٰ میں انہوں نے اس شرعی احتیاط و مراعات کو ملحوظ نہ رکھا جو ایسے نازک موقعہ پر ملحوظ رکھنی ناگزیر ہوتی ہے :-

یہ حوالہ ہم نے "مقالات یوم رضا" کے اس نسخے سے نقل کیا ہے۔ قاضی عبد الباقی کو کتب مرحوم نے جناب ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ کو ہدیہ پیش کیا تھا اور اپنے قلم سے اس پر یہ الفاظ تحریر فرمائے تھے۔
 ہدیہ اخلاص بخدا مت گرامی ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ باوصاف :-

۱۔ مقالات یوم رضا، ص ۲۰، طبع اول جول ۱۹۶۰ء، ص ۱۳۴۔

نوٹ : طبع اول کے نام سے "مقالات یوم رضا" کے دواپڈیشن طبع ہوئے ہیں۔ اصل طبع اول کی علامت یہ ہے کہ۔

۱۔ اس کا صفحہ ۴ بالکل خالی ہے۔ جبکہ جعلی طبع اول میں صفحہ ۴ پر ایک مضمون بعنوان "تقدیم پر نظر ثانی" درج ہے۔

۲۔ جعلی طبع اول کے صفحہ ۵ پر عنوان "تقدیم" کے نیچے بین القوسین "بہارِ ترمیم" کے الفاظ درج ہیں۔ جبکہ اصل طبع اول اس سے خالی ہے۔

۳۔ جعلی طبع اول کی طباعت "لاہور آرٹ پریس لاہور" سے ہوئی ہے جبکہ اصل طبع اول کی طباعت "کنٹرل آرٹ پریس لاہور" سے ہوئی تھی۔

۴۔ جعلی طبع اول کی قیمت ۲ روپے ۵۰ پیسے درج ہے جبکہ اصل طبع اول کی قیمت ۲ روپے ۵۰ پیسے درج ہے۔

۵۔ جعلی طبع اول کے صفحہ ۴ پر "مرتب : قاضی عبد الباقی کوکت" جبکہ حقیقی حاشیہ ص ۱۳۴

اس کے بعد اپنے دستخط بایں الفاظ " کوکب " پر قلم فرمائے تھے ۔
 اس اقتباس پر ہم سر دست یہی عرض کر سکتے ہیں کہ قاضی صاحب یہ الفاظ لکھ کر
 مددنا خان صاحب کے فتوے کی رو سے بے دین کافر مرتد واجب القتل ہو گئے تھے
 نکاح بھی اسی وقت ٹوٹ گیا تھا ۔ نیز اس کے بعد وہ پاکستان کی اسلامی حکومت
 بد کسی بھی اسلامی سلطنت میں از روئے " شریعت رضا خانہ " جزیرہ ادا کے بھی
 قاتل نہیں فرما سکتے تھے ۔ کیونکہ " شریعت رضا خانہ " میں " دوسرے دیوبند کے
 جہد اساطین علم " تو درکنار کسی عام دیوبندی کو مسلمان سمجھنے یا اس کے کفر میں شک
 کرنے یا اسے کافر کہنے میں توقف کرنے سے بھی مسلمان مرتد اور دائرہ اسلام سے
 خارج ہو جاتا ہے ۔

۱۱ اس تحریر سے رجوع کا مسئلہ تو قاضی صاحب خود مختار تھے ۔ انہوں نے اگر
 رجوع کیا ہے تو سرانگھوں پر ہم تعذیبی عرض کر سکتے ہیں کہ انہیں نکاح بھی دوبارہ پڑھا
 دینا چاہئے تھا ۔ بصورت دیگر " شریعت رضا خانہ " کی دوسرے بڑے شدید قسم
 کے فتوے ان پر لگ جاتیں گے ۔ اور اگر قاضی صاحب کے نزدیک علماء دیوبند کو مسلمان

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ، جبکہ اصل طبع اول پر درج تھا ۔ " مرتبین قاضی عبد النبی
 کوکب الحکیم محمد کوٹہ امرتسری "۔

۱۲ اصل طبع اول کے ناشرین " دائرۃ المصنفین اردو بازار لاہور " والے بتائے گئے
 ہیں جبکہ اصل طبع اول کے ناشرین " دائرۃ المصنفین اندون بھائی گیٹ لاہور " والے ہیں ۔
 لکے بایں ہم دونوں ایڈیشنوں پر لکھا یہی گیا ہے کہ " طبع اول جون ۱۹۶۸ء صفحہ ۳۳۰
 ہمیں سے آپ اس پارٹی کے مکر و فریب ، دجل و گھیس اور کذب و افتراء کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں
 ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی !

سمجھنا موجب کفر نہیں ہے بلکہ صرف برٹیویوں کے اصرار سے جاسے عبارت میں
 کر دی ہے تو بھی قاضی صاحب برٹیوی شریعت میں دائرہ اسلام سے خارج ہو کر
 بہر حال علماء دیوبند کو مسلمان سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو "برٹیوی" سمجھنا درحقیقت
 خود فریبی کا شکار ہونا ہے ۔ ۷

وکل یدعی وصلا بلیتی : ولیتی لا تقر لمم بذکا

پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں ۔

تیسرے سوال اعتراض

۷ فاضل برٹیوی کے اسلاف کو بنی اسرائیل اور یہودی

کھنڈے بھی دیدیے نہیں کیا گیا : ۸

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں ۔

۸ دوسری جگہ ، احمد رضا خان صاحب کے ، آباء و اجداد کے لئے

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا ، یہ ارشاد ملتا ہے " اپنے آباء و اجداد بنی اسرائیل کی ڈیول

کو زندہ کیا ہے " ۹

اگر فاضل معترض حضرت مدنی رحمہ اللہ کے کلام میں قصور اسکا بھی قصور فرمائیے

جواب

تو ایسا مہمل اعتراض قطعاً نہ کرتے ۔ کیوں کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے احمد

۷ فاضل برٹیوی علماء حجاز کی نظر میں ، ص ۲۱۳ ، ۸ فاضل برٹیوی علماء حجاز کی نظر میں ، ص ۲۱۳

خان صاحب کے حقیقی باپ دادا کو قطعاً یہودی نہیں کہتا ہے۔ بلکہ حضرت "توصیف" یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اکابر کی عبارات میں احمد رضا خان صاحب نے اتنی بڑی بڑی اور خطرناک تحریفیں کی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر یہودیوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ لیکن چونکہ احمد رضا خان صاحب جمہور مؤرخین کے قول کے مطابق نسباً بھی اسرائیلی ہیں اس لئے حضرت مدنی رحمہ اللہ ان کی تحریفات پر تنقید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

” صاحبو! محض دروغ اور افتراء بند می پر اس گمراہ کفندہ عالم نے کراۓ رکھی ہے۔ اس جواب و بہتان ہندی پر تعجب و حیرت کے ساتھ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجبور می کے شایان شان قلم سے نہیں نکلے دیتی“

اس کے بعد حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ اہل غیر محرف عبارت نقل کرتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ذکر فرماتے ہیں۔

” تاکہ آپ کو جملہ عبارت اگلی اور پچھلی مد نظر ہو جائے۔ اور ظاہر ہو جائے کہ مجدد فضیل نے معنی اور عبارت دونوں میں تحریف کر کے اپنے آباء و اجداد یہودی اسرائیلی کی بڑیوں کو زندہ کیا ہے۔“

حضرت مدنی رحمہ اللہ نے لفظ ”آباء و اجداد“ کے بعد ”یہودی اسرائیلی“ کا اضافہ کر کے یہ بات پوری واضح کر دی کہ مسلمان آباء و اجداد قطعاً مراد نہیں ہیں۔ بلکہ سلسلہ نسب میں آنے والے وہ آباء و اجداد مراد ہیں جو اسلام کی آمد سے پیشتر یہودی اور بنی اسرائیلی تھے۔ جن کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وہ خدا کی کتابوں اور اس کے احکامات میں تحریف کیا کرتے تھے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی عبارت سے مسلمان آباء

واجہاد مراد لینا انتہائی نادر و مخالف دہی یا پھر کم فہمی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت مدنی نے ثابت فرمایا ہے کہ یہودیوں کے تبار
برے اوصاف جو قرآن پاک میں مذکور ہیں، احمد رضا خان صاحب میں بدرجہ اتم پاسے
جاتے ہیں۔ اور پھر آخر میں فرمایا۔ ”آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں لہ

پروفیسر صاحب نے حضرت مدنی کی مراد کے برعکس ایک تو اس عبارت کو احمد رضا
خان صاحب کے مسلمان آباء و اجداد پر منطبق کر دیا۔ دوسرے حضرت مدنی کی عبارت نقل
کرنے میں بھی رضا خانی تحریف کا ارتکاب کیا۔ پروفیسر صاحب کی نقل کردہ عبارت یہ ہے
”اپنے آباء و اجداد یہودی اسرائیلی کی بڑیوں کو زندہ کیا“

حالانکہ اصل عبارت اس طرح ہے۔

”محمد و تضریل نے معنی اور عبارت دونوں میں تحریف کر کے اپنے آباء و اجداد
یہودی اسرائیلی کی بڑیوں کو زندہ کیا ہے“

پروفیسر صاحب ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی یہ تحریفات بھی جھپ
نہیں سکتیں۔

بہرنگے کو خواہی جا رہی پوش

من انداز قدت را می شناسم

ربا احمد رضا خان صاحب کا نسب اسرائیلی ہونا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ احمد رضا
محمان صاحب کے تمام سوانح نگاروں حتیٰ کہ خود پروفیسر صاحب نے بھی موصوف کو نسب
بڑی بیچ قبیلے کا پٹھان لکھا ہے۔

جمہور مؤرخین کے قول کے مطابق ان کے خاندان کا مورث اعلیٰ ”قیس عبدالرشید“

لے الشہاب الثاقب ص ۲۵ ، فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص ۲۵

پسیدنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر مشرف باسلام
ہوا۔ حضرت طاہوت یا تورات کی زبان میں ”ساؤل“ کے ایک پوتے ”افغانہ“
کی نسل سے تھا۔ مزید تفصیل کے لئے ”اردو دائرہ معارف اسلامیہ“ لفظ ”افغان“
ملاحظہ ہو۔

اگر پروفیسر صاحب جمہور مورخین کے قول کے برعکس احمد رضا خان صاحب کو فرعون
کی قوم سے قرار دینا چاہیں جیسا کہ بعض مورخین کا قول ہے۔ یا ان کے نسب کے بارے میں
کوئی اور قول اختیار کرنا چاہیں تو انہیں یقیناً اس کا حق حاصل ہے لیکن انہیں یہ حق قطعاً
نہیں پہنچتا کہ وہ جمہور کے قول کو اپنانے والوں پر زبان طعن دراز کریں یا اپنے پسندیدہ
خلاف جمہور — قول کی تقلید و اتباع پر مجبور کریں۔

پروفیسر صاحب نے حضرت مدنیؒ پر یہ اعتراض بھی کیا ہے
چودھو ال اعتراض کہ انہوں نے فاضل بریلوی کے اساتذہ کو ”ابلیس کا سردار“
کہا ہے۔ چنانچہ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔

”ایک جگہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کے متعلق مولانا مدنی کا یہ ارشاد ملتا
ہے۔ ”اس کا معلم ابو مرہ یعنی ابلیس لعین“ ہے۔

جواب اپر پروفیسر صاحب کا یہ اعتراض دیکھ کر ہمیں سخت حیرت ہوتی ہے کہ پروفیسر صاحب
ایسے انسان کے قلم سے ایسے لہجہ ادبے ہوئے اعتراضات کیوں کر معرض تحریر میں آ گئے۔
کہ فاضل معترض معمولی سا تامل فرمایتے۔ جس کی انہیں عادت نہیں ہے۔

تو یقیناً سمجھ جاتے کہ حضرت مدنیؒ نے احمد رضا خان صاحب کے اساتذہ کرام کو ”ابلیس
لعین“ یا ”ابلیس کا سردار“ قطعاً نہیں کہا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد

باری تعالیٰ ہے۔

هَلْ اَنْتُمْ عَلٰی مَنْ تَنْزِلُ
الشَّيَاطِیْنِ تَنْزِلٌ مَّعٰلٰی كُلِّ
اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۔

(الشعراء ۲۲۱، ۲۲۲)

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ
عَدُوًّا شَیَاطِیْنَ اِلٰہِ نَسِ وَ
الْجِنِّ یُوحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی
بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ
غُرُورًا ۔

(الانعام ۱۱۳)

چند آیات کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَإِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوحِیْنَ
إِلَیْكَ أَوْ لِبَیَّاءِهِمْ لَیَجَادِلُنَّکُمْ
(الانعام ۱۱۲)

ترجمہ ! کیا میں تمہیں بتا دوں کہ کس
پر اترتے ہیں شیطان ؟ اترتے ہیں
ہر بڑے بہتان والے گناہگار پر۔

ترجمہ ! اور اسی طرح ہم نے نبی
کے دشمن شیاطین آدمیوں اور جنوں
میں سے بنائے ہیں جو ایک دوسرے
پر بناوٹ اور دھوکے کی بات
کی دھجی کرتے ہیں۔

ترجمہ ! اہل بے شک شیاطین اپنے
دوستوں کو دھجی کرتے ہیں تاکہ وہ
شیاطین کے دوست تم سے جھگڑیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ افتراء پر داز، کذاب اور بہتان طراز انسانوں پر شیطان
اپنی دھجی لے کر اترتے ہیں اور ان کے دلوں پر ایسی ایسی باتیں القا کرتے ہیں جن کے بارے
وہ جنگ و جدال کا بازار گرم کر دیتے ہیں۔ اور عرف عام میں بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص
کو شیطان ایسی باتیں سکھاتا ہے گویا شیطان اس کا استاد ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت
مدنیؒ نے فرمایا ہے کہ علماء دیوبند کی صاف و صریح عبادات کے جو من گھڑت اور غلط

احمد رضا خان صاحب نے بیان کئے ہیں وہ حقیقت ان کو شیطان نے کھائے ہیں اور ان افتراءات و بہتانات کے ایجاد کرنے میں شیطان ان کا استاد ہے۔ لیکن نامعلوم ایسی صاف اور واضح عبارت کو کیوں کہ انہوں نے موصوف کے حقیقی اساتذہ کے لئے سب شتم بنالیا ؟ نامعلوم یہ مغالطہ وہی کی گشتش ہے یا قلت فہم کا نتیجہ ؟ احمد رضا خان صاحب ایک مقام پر علماء دیوبند کے شیخ (استاد۔ پیر) کو ابلیس قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجمہ ! اپنے شیخ ابلیس کی وسعت علم
پایا : ہوا۔

و یؤمن بسعة علم شیخ
ابلیس۔

ایک اور مقام پر موصوف رقمطراز ہیں۔

ترجمہ ! علماء دیوبند کا شیخ ابلیس
وسیع العلم ہے۔

... ہاں شیخہم ابلیس
اوسع علما۔

ایک اور جگہ موصوف یوں گویا فرمائی کرتے ہیں۔
” اپنے استاد ابلیس کی بڑائی کی “

پروفیسر صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ وہ واضح فرمائیں کہ ان عبارتوں میں احمد رضا خان صاحب نے علماء دیوبند کے شیخ اور استاد کو ” ابلیس “ قرار دیا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے ؟ کیا یہ علماء دیوبند کے اساتذہ کے لئے گالی نہیں ہے ؟ اگر نہیں تو کس بنا پر ؟ جو تاویل آپ موصوف کی عبارات کی فرماتے ہیں وہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے کلام میں کیوں جاری نہیں ہوتی ؟ یا آپ کے نزدیک کسی شخص کا ابتداء جارحانہ طور پر سب و شتم کرنا تو جائز ہے۔ لیکن کسی مظلوم و مجروح کا اپنے دفاع کیلئے کچھ کہہ دینا قابل گردن زدنی جرم ہے ؟ جب کہ وہ بے چارہ مظلوم، ظالم ہی کے الفاظ کو اس پر لٹا دیتا ہے اپنی جانب سے کسی قسم کا اضافہ نہیں کرتا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو جو جلتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چھپ نہیں ہوتا
پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

پندرہ ہوال اعتراض

مولانا حسین احمد مدنیؒ نے فاضل بریلوی کے عقائد

کو غلام احمد قادیانی سے تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :۔ البتہ مرزا قادیانی
کے عقائد میں بریلوی شریک ہے۔ اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں
اس صدی کا مجدد ہوں :۔ والشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب :۔ مطبوعہ
دیوبند ۳۹، شیخ اسماعیل علیہ الرحمۃ کی تقریظ کی مدنی میں یہ تحریر سراسر بہتان معلوم
ہوتی ہے :۔

ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں۔

مولانا عبدالحی نے تحریر فرمایا۔

ترجمہ : اکثر لوگ ان کی تعریف میں
مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا
عقیدہ ہے کہ وہ چودہویں صدی کے
مجدد تھے۔

یقلوا کثیر من الناس ف
شانہ فیعتقدون انه کان
مجدد السائۃ الرابعۃ
عشرۃ۔

(ترجمہ الخواطر، جلد ہفتم، ص ۴۳)

لیکن شیخ موسیٰ علی شامیؒ شیخ حسن بن عبدالقادر اور سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ
علماء حجاز نے آپ کو نہ مجدد نہ لکھا ہے۔ اس لئے عامۃ الناس کی طرف
اس خیال کو منسوب کرنا علی خیاانت ہے۔ مولوی حکیم عبدالحی کی نظر میں فاضل بریلوی
کے لئے لفظ ”مجدد“ کا استعمال مبالغہ ہے۔ حالانکہ ان کے معتقدین نے
پہل نہیں کی بلکہ علماء حجاز نے اس لقب سے نوازا ہے :۔

(حاشیہ بر ص ۱۰۸)

پروفیسر صاحب ! دوسروں پر بہتان بندی اور علمی خیانت کا الزام
جواب لگانا حقیقت اپنی ہی جہالت کا پردہ فاش کرنا ہے ۔

چونکہ خواہ کہ پردہ کس درو

میلش افد طعنہ پا کاں زدم

تقریبات علما و حرمین شریفین کے نام سے جو فراڈ کھیلا گیا ۔ اور جو ڈرامہ دھپایا گیا اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے اس کو نظر انداز بھی کر دیں تو بھی اس کا ثبوت ۱۳۲۴ء سے پہلے قطعاً فراہم نہیں کیا جاسکتا ۔ کیونکہ ”الدولة السعیة“ کی تمام جعلی تقریبات ۱۳۲۴ء یا اس کے بعد کی ہیں اور ”حسام احرار“ کی ناقابل استہزاء تقریبات ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۳ء کے بعد کی ہیں ۔ اور ہندوستان میں تو یہ بھی ۱۳۲۴ء ہی میں پہنچی ہیں ۔ آئیے اب ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ ۱۳۲۳ء یا اس سے پیشتر کی بریلوی مطبوعات میں احمد رضا خان صاحب کو ”مہود“ یا ”مہمدانہ حاضرہ“ کے القابات سے نوازا جاتا رہا ہے ۔ سروسٹ ہم صرف تین حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں ۔

۱ : ”اهلاك الوهابيين على قوهين قبور المسلمين“ مطبوعہ
 اہلسنت وجماعت بریلی ، چونکہ اس کتاب کا نام تاریخی ہے ۔ اس لئے اس کے سرورق پر یہ لکھا ہوا ہے ۔

”ایں تاریخ طبع اول ست و اگر الف اول خوانندہ تاریخ جمع“

یعنی اس کتاب کے نام سے جو تاریخ نکلتی ہے ، (۱۳۲۲ء) وہی طبع اول کی تاریخ ہے ۔ اور اگر اس کے ابتدائی الف کو نہ پڑھیں تو پھر جو تاریخ نکلے گی ، (۱۳۲۱ء) وہ اس

مؤرخانہ فاضل بریلوی علیہ رحمۃ اللہ کی نظر میں ، ص ۱۴۷ (حاشیہ) ۔ فاضل بریلوی علیہ
 رحمۃ اللہ کی نظر میں ، ص ۱۳۴ (حاشیہ) ۔

کتاب میں درج شدہ فتاویٰ اور تقاضا کیے جانے کی تہا ہے۔ لفظ ثابہ ہے۔
 کہ اس کتاب کے مضامین ۱۳۶۱ء کے جمع شدہ ہیں جو ۱۳۶۲ء میں پہلی بار
 ہوئے اس کتاب پر نظر لایا جکتے ہوئے مولانا ابوالبرکات محمد ظفر الدین قادری برقی فتویٰ مجددی
 مہاروی عظیم آبادی رقمطراز ہیں۔

۲۰ خاتم المحدثین مسدۃ المدققین عالم اہل سنت مجدد المائۃ المحاضر
 سیدی دہرشدی دکنی و دکنی لیونی وغری مولانا مولوی محمد احمد
 رضا خان ...

۲۱ ۱۰ اطائب الصیب علی رجب الطیب ۱۰ اس کے جامع اور مؤلف
 مولانا سید محمد عبد الکریم قادری صاحب ہیں۔ اس کتاب کی جمع و تالیف کاسن بلکس
 کی پہلی طباعت کاسن بھی ۱۳۱۹ء ہے۔ اس کتاب کے تہذیبی کلمات میں مؤلف
 رقمطراز ہیں۔

۱۲ حضرت عظیم البرکت صاحب محبت قابرو و صولت باہرہ تصانیف
 زاہرۃ مجدد المائۃ المحاضر ۱۰ کتاب الفقہاء غیظ الفقہاء محمود الکملہ
 محمود الفضلہ ۱۰ اہل الفتن عامی السنن دین الزمن جز ثلثین بحر طریقت
 ناصر ملت حضرت امام الحسنات ...

۱۳ مولوی محمد تقی علی خان صاحب کی کتاب ۱۰ احسن الوعار لاداب الدعاء
 کا ایک ۱۰ ذیل ۱۰ احمد رضا خان صاحب نے بنام ۱۰ ذیل الدعاء لاحسن الوعار ۱۰ تحریر
 کیا ہے۔ اس کا ۱۳۶۱ء کا ایڈیشن ہمارے پاس ہے۔ اس کتاب کے آخر میں
 ۱۷۸ صفحہ پر درج ہے۔

” احمد شہ مجاہد رمضان مبارک ۱۳۲۱ ہجری علی صاحبہا افضل الصلاۃ

والجید بمطبع، طسنت وجماعت واقع بریلی زینت طبع شد ۱۰

اس کتاب کے ناشر پر جو القابات احمد رضا خان صاحب کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان میں ”محمد دالانہ احضارہ“ کا لقب بھی شامل ہے۔

ان حواشی سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ علیہ حجاز کی تقریحات سے بہت پیشتر احمد رضا خان صاحب کے معتقدین موصوف کہ ”مجہد مائتہ حاضرہ“ کے لقب سے نواز چکے تھے۔ لہذا پروفیسر صاحب کا یہ فرمانا کہ ”ان کے معتقدین نے پہل نہیں کی“ بہت بڑی جہالت یا تاریخی بددیانتی ہے۔ نیز احمد رضا خان صاحب کا اپنے لئے اس لقب کا استعمال دیکھنے کے بعد نیکر نہ فرمانا بلکہ اس پر سکوت کرنا ان کی رضامندی اور اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا فاضل معترض کا مولانا محمد امجدی لکھنوی ”امجد مولانا سید حسین احمد مدنی“ پر اعتراض کرنا درحقیقت برصورت کی ملی بہ مانگی یا علی بنیانت کا منہ بولنا ثبوت ہے۔

پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا معترض

”فاضل بریلوی کے متعلق عوام وخواص کو یہ بار

کرایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ”علم کلی“ تصور فرماتے ہیں اور

اس طرح شرک کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد امجدی لکھنوی جیسا فاضل

انسان اپنی تصنیف ”ترجمۃ الخواطر“ میں تحریر کرتا ہے ”وہکان

یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہکان یسلو

الغیب علیہا کلہا“ ۱۰

چراغ

جواب | پروفیسر صاحب اس عبارت سے یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب کے مخالفین نے ان کے بارے میں یہ غلط پروپیگنڈا کر دیا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو "علم کلی" قرار دیتے ہیں۔ حقائق بات قطعاً غلط ہے بلکہ محمود احمد رضا خان صاحب اور ان کے خلفاء و سرمدین و تلامذہ ہی نے یہ سمجھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم "علم کلی" ہے۔ اور یہ کہ آپ کو اللہ سے اجرت کی بجز پینہ کا علم ہے۔ چنانچہ احمد رضا خان صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں کہ۔

”علم وہ وسیع و غریب عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین اس کے بحر علوم کی نہریں یا جھشش فیوض کے چھینٹے قرار پائے۔ ازل سے اب تک تمام غیبی شہادت پر اطلاق تمام محاصل الاماشاد نقد۔“

وَيَقُولُ الْعُلَمَاءُ حَصَلَ لَهُ صَلَی
اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعُ
الْعُلُومِ الْحَقِیْقَةِ وَالْحَزِیْقَةِ
وَإِحَاطَ بِهَا . . . غَايَ
بَدَحَ فِي التَّجْرِیدِ جَمِيعِ
الْمَعْنِیَاتِ بِإِیَّاهِ

ترجمہ : اور علماء فرماتے ہیں نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام
جزئی و کلی علم حاصل ہو گئے۔ اور
سب کا احاطہ فرمایا ۔۔۔۔۔
تو جمیع ضیوب کے علم کو حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم کہتے حاصل، کہنے
میں کوئی سی نوکھی بات ہے :

اسی طرح احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ اجل اور علامہ اقبال مرحوم پر کفر کا
 ذمے لگانے والے مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب سابق خطیب مسجد وزیر خان لاہور
 لکھتے ہیں ۔

”معلوم ہوا کہ سب ہی باتوں کا علم ازل سے ایک اللہ نے حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کو سکھایا ۔“

احمد رضا خان صاحب کے ایک اور خلیفہ اور بریلویوں کے مفتی اعظم جناب ابو القاسم
 سید محمد سابق شیخ الحدیث مدرسہ حزب الاعصاب لاہور جنہوں نے مسلم لیگ کی شرکت
 اور عانت کو حرام قرار دیتے ہوئے یہ بھی فتوے دیا تھا کہ بانی پاکستان مشر محمد علی
 جناح کی تعریف کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے ۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ

”فقیر کا اور جگہ ادب الہی سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت
 جنت عتقہ نے اپنے حبیب محمد رحمتہ عالم سرور انبیاء شفیع روز جزا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و آلہ وسلم کو ”علم کلی“ عطا فرمایا ۔“

اسی طرح شاہ محمد جمیل الرحمن خان صاحب صاحب الحبیب لکھتے ہیں کہ
 ہم یہ کہہ سکتے ہیں ذاتی میں معلوم سرکار
 از ازل تا بہ اب سب لطف جانتے ہیں

اور جناب سید محمود احمد ضوی دیر ماہنامہ ”رضوان“ رقمطراز ہیں ۔

”ہمارے بعض علما کی تحریرات میں یہ آجاتا ہے کہ حضور کو علم غیب ملی ہے“

”درایۃ الطریق فی بیان التعلیق والتعلیل“ ص ۱۰۱ : ”ماجرائے مناظرہ

تکون“ ص ۲۳ : ”قبالہ بخشش“ ص ۵۵ : ”کہ بعیرت“

”صد اول“ ص ۲۶۸

احمد رضا خان صاحب نے "الدولۃ المکیہ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر مان لیا جائے تو بھی کوئی کفر یا شرک لازم نہیں آتا۔ رہا یہ اعتراض کہ بندہ غیر تنہا ہی کا ارادہ کیسے کر سکتا ہے ؟

تو اس کے جواب میں موصوف فرماتے ہیں کہ۔

"غیر تنہا ہی کا ارادہ کر لینا" گو فلسفہ کے اصول کے مطابق محال ہے لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ فلسفہ کا یہ مسئلہ درست ہی ہو ؟ وہ کوئی دینی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ جس کی بنا پر کوئی شرعی خرابی لازم آئے ؟ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیر تنہا ہی لا تقفی ہے"۔

یہی بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کلی" یا "ازل سے" ایک برغیب و شہادت "کے علم سے فرقہ بریلویہ کی مراد کیا ہے ؟ باوجودیکہ وہ بریلویہ کے اکثر حضرات اپنے ان عمومی کلمات کو اکثر طور پر محل چھوڑ جاتے ہیں۔ اور اس مراد کو واضح نہیں کرتے۔ گو اعتراضات کے جوابات دیتے وقت اپنی مراد بیان دیتے ہیں۔ لیکن صاحب "نزمہ الخواطر" نے "علم کلی" کا بریلوی عقیدہ ذکر کے بعد متعلقہ اس کی مراد کو بھی واضح کر دیا۔ مگر فوسس کر پر و فیسر صاحب نے اس کی عبارت کا ایک حکم اذکر کر دیا اور دوسرے حکم سے کبوتر کی طرح آنکھیں نہ کھول کر مکمل عبارت یوں ہے۔

ترجمہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

وہاں معتقدان رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کان یعلم الغیب علما کلیاً۔
 مکان یعلم منذ بدء
 الخلقۃ الی قیام الساعۃ
 بل الی الدخول فی الجنة
 والار جسیع الحکلیات
 والعبرئیات لا تشذ
 عن علمہ شاذۃ،
 ولا تخرج من احاطت
 ذرۃ.....

بارے میں احمد رضا خاں صاحب
 یہ حقیقہ رکھتے تھے کہ آنجناب کو
 علم غیب کی حاصل ہے۔ جب سے
 مخلوق کی پیدائش ہوئی ہے اس
 وقت سے قیامت تک جگہ جنت
 جہنم میں داخلہ تک کی تمام حکایت
 و جزئیات کو جانتے ہیں۔ آپ
 کے علم سے کوئی چیز چھٹی ہوئی نہیں
 ہے اور احاطہ علی سے کوئی ذرہ
 خارج نہیں۔

پروفیسر صاحب کو جب تو یقین ہو گیا ہو گا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے علم مبارک کو "علم کلی" قرار دینا بریلوی فرقہ کے اکابر کی تحریرات سے ثابت
 ہے۔ اور یہ ہوائی کسی دشمن کی اڑائی ہوئی نہیں ہے۔ لہذا اس کا الزام دوسرے قائل کے
 مرتکب ہونا بالکل لغو اور بے جا ہے اور "الشجر کو قوال کو ڈانٹنے" کا پورا پورا
 مصداق ہے۔

احمد رضا خاں صاحب کا تعیہ
 جب شرفیاب مکہ کی طرف سے احمد رضا خاں صاحب
 سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے
 بارے میں سوال کیا گیا تو معروف نے بڑی شہادہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم
 کے بارے میں لکھا کہ اللہ کے علم سے علم نبوی کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی بڑی

تو کیا۔ بلکہ صاف طور پر تصریح کر دی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کا
اللہ کے علم کے برابر ہونا مشہور تھا اور عقلاً ہر طرح محال ہے۔ چنانچہ مصروف کی اصل مہنت
ملاحظہ ہو۔

ترجمہ ! تو ثابت ہوا کہ صحیح معلومات
الہیہ کا پوری تفصیل کے ساتھ کسی
مخلوق کا احاطہ کر لینا عقلاً اور شرعاً
دونوں طرح محال ہے۔

فثبت ان احاطة احد
من الخلق بمعلومات
الله تعالى على جهة التفصيل
التام محال شرعاً وعقلاً بل

کچھ آگے چل کر مزید توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترجمہ ! تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو
اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے
کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی
اور علم مطلق تفصیلی کہ صحیح معلومات
الہیہ کو استفراق حقیقی کے ساتھ
محیط ہو۔

فثبت ان العلم الذی
یستاهل الاحتصاص به تعالى
ليس الا العلم الذاتي والعلم
المطلق التفصيلي المحيط بجميع
المعلومات الالهية بالاستفراق
الحقيقي۔

اس کے بعد اسی دلوں کو کافر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے علم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ تمام معلومات الہیہ کو استفراق حقیقی کے
ساتھ تفصیلاً محیط ہے۔

ترجمہ ! اور تجھ کو بھی ہر گویا کہ جو کچھ
ہم نے یہاں تک بیان کیا سب

وقد تبين كيف ان حكل ما
ذكرنا انفا ثابت من الدين

دین میں سے ایسا بالبدھرتا بہت
ہے کہ جس نے ان میں سے کسی شے
کا انکار کیا اس نے دین کا انکار کیا
اور وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج
ہو گیا، یعنی کافر ہو گیا۔

ضدۃ بعیث ان من
انکر شیئاً منہ فقد انکر
الدین و فارق جماعت
المسلمین لہ

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی برابری کا اس زور و شہ سے اس نے انکار
کیا جا رہا ہے تاکہ کہیں موصوف پر ہی علمِ حرمین کفر کا فتوے جاری نہ فرمادیں۔ رسول
کی تکفیر کے لئے سفرِ حرمین شریفین کیا تھا کہیں اس کے رکس اپنی ہی تکفیر کی سوغات
لے کر وہاں سے واپس نہ ہونا پڑے لیکن مکہ معظمہ سے واپس آ جانے کے بعد - المدینہ
المنورہ کے حاشیہ پر لکھ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم کا موازنہ
ہونا شرعاً بالکل محال نہیں ہے۔ اور چونکہ ملامی قاری نے اپنی کتاب "موضوعات کثیرہ"
میں ان ٹورس کو کافر قرار دیا تھا جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو معتد لاریں
برابر قرار دیتے ہیں تو احمد رضا خان صاحب نے موصوف کی بات کو بھی غلط قرار دیتے ہوئے
لکھ دیا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو برابر سمجھنے سے کفر لازم نہیں آتا۔ اور
لاملی قاری کی بات سے ہمیں اتفاق نہیں ہے۔

پہلے قضا احمد رضا خان صاحب کی اس چالاک اور تفتیہ بازی سے کوئی سروکار نہیں ہے جو
موصوف نے اپنی تکفیر سے بچنے کے لئے مکہ معظمہ میں اختیار کی۔ ہم تو اس وقت پر وغیرہ صاحب
سے صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب جب تسلیم کر لیا کہ خدا اور رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو مکمل طور پر مساوی قرار دینا، اسلام سے نکل جاتا ہے۔

پھر جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں موصوف ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ تو کیا کافر کو کافر نہ کہنا کفر نہیں؟ آپ موصوف کو اپنے اقراری کفر سے بے پناہی کے ساتھ

عجب مشکل میں آیا سینے والا حبیب داماں کا

جو یہ ٹانگتا تو وہ ادھر، جو وہ ٹانگتا تو یہ ادھر

پر و فیسر صاحب رقمطراز ہیں۔

سز سوال اعتراض

د احمد رضا خان صاحب حبیب دوسری بار

ج پر تشریف لے گئے تو خیر مولیٰ اعزاز د لکرام سے نوازا گیا۔ غائبی تالیفیں

کو اس کا پہلے سے آغاز تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا کام شروع کیا ہی

نہاں میں مولانا غلیل احمد انیسویں بھی دیاں تشریف لے گئے۔ فاضل بریلوی

کے زمانہ قیام میں موصوف کا دیاں جانا معنی خیر معلوم ہوتا ہے۔

پر و فیسر صاحب! کم از کم احمد رضا خان صاحب کا بیان تو بظہار

جواب

کر لیا ہوتا تاکہ جناب کو معلوم ہو جاتا کہ احمد رضا خان صاحب حلا

مقدس میں پہلے نہیں گئے تھے بلکہ حضرت مولانا غلیل احمد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

حرم مقدس میں پہلے پہنچے ہوئے تھے۔ بعد میں اچانک احمد رضا خان صاحب حج کا

پروگرام بنا کر ان کے پیچھے پیچھے جا پہنچے۔ احمد رضا خان صاحب کا کسی سابقہ پروگرام کے

بغیر بالکل اخیر وقت میں مولانا غلیل احمد صاحب کے تعاقب میں، چانک حج کے

تیار ہو جانا یقیناً معنی خیر ہے۔ احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔

اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بلے اپنے ارادے کے جس غیر متوجہ

ظہور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوتی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے۔ وہ
مکتب النبیہ یہاں آ کر کھلی۔ سننے میں آیا کہ دبا بیہ پیسے سے آئے ہوتے
ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزراء ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔

نہ صرف یہ کہ احمد رضا خان صاحب مولانا خلیل احمد صاحب کے تعاقب میں
مکہ معظمہ پہنچے بلکہ وہاں شرارت کی ابتداء بھی احمد رضا خان صاحب ہی کی طرف سے ہوئی
اور وہ اس طرح کہ علما دیوبند کی تکفیر کا استفتاء مرتب کر کے ۲۱ ذی الحجہ کو علما کو خط
کے سامنے پیش کر دیا۔ تاکہ وہ بھی علما دیوبند کی تکفیر پر دستخط کر کے احمد رضا خان صاحب
کی تائید و تصدیق کر دیں۔

ظاہر ہے کہ جب بعض لوگوں کو اس کا علم ہوا تو رد عمل ضروری تھا۔ چنانچہ ایک محضر نامہ
نہاد کر کے شریف مکہ کے سامنے پیش کر دیا۔ جس میں نہ صرف یہ کہ موصوف کے عقائد باطلہ
کا ذکر تھا بلکہ بالخصوص ان کی تکفیر و تفسیل کی روش کو بھی واضح کیا گیا تھا۔ تب شریف مکہ
کی طرف سے احمد رضا خان صاحب سے ان کے عقائد و نظریات کے بارے میں سوال کیا
گیا۔ یہ سوالات موصوف کو بقول ان کے ۲۵ ذی الحجہ کی شام کو موصول ہوئے۔

لیکن ان تمام حقائق کے باوجود پروفیسر صاحب کا اس فتد کھلی غلط بیانیوں کرنا
بہیں عجوبہ حیرت اور عرق استعجاب کر دیتا ہے۔ خدا معلوم یہ سب کچھ لاعلمی کا نتیجہ ہیں یا
دیدہ و دانستہ حقائق و واقعات کو منہ کی جا رہا ہے؟

ان كنت لا تدري فذلك مصيبة

وان كنت تدري فالمصيبة اعظم

ۛ

امٹھار ہواں اعتراض

پروفیسر صاحب نے مولوی نعیم الدین مراد آبادی کے
حوالہ سے لکھا ہے کہ۔

”الہند کے مصدقین زیادہ ترجیحی میں جو عرب میں آباد ہو گئے۔ مثلاً
مولوی احمد رشید خان۔ مولوی محب الدین مہاجر۔ مولوی محمد صدیق افغان
وغیرہ۔ لیکن مصنف نے ان کو علماء عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے اس
کے علاوہ ایک پر لطف بات یہ لکھی ہے کہ اس رسالہ میں اپنی تائید میں
علامہ بریلنجی کے رسالہ ”غایۃ المامول“ کے ایک دو حوالے دے
کر اس کے تمام مصدقین کو اپنے رسالہ میں نقل فرما دیا۔ گویا ان سب
حضرات نے ”الہند“ کی تائید فرمائی ہے۔“

جواب

پروفیسر صاحب ! کیا آپ خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کے
تصور سے بالکل عاری ہیں ؟ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر کیا وجہ

کہ آپ صیح و غلط کی تیز سے بے نیاز ہو کر بلا تحقیق ہر بات نقل کر دیتے ہیں ؟ کیا آپ
نے ”الہند“ کے کل تصدیق کرنے والے علماء کرام کو شمار کیا ہے ؟ اگر شمار کیا ہے
تو اس کے بعد ان میں سے ہر ایک کے بدلے میں فرد افراد آپ نے یہ تحقیق فرمائی کہ آیا
یہ فی الواقع عربی ہے یا عجمی، جو بعد میں عرب جا کر آباد ہو گیا ہے ؟ اور اگر آپ نے یہ مدعی
بھی طے فرمایا ہے تو کیا واقعہ آپ نے کل تصدیق کرنے والے علماء کی نصف سے زیادہ
تعداد کو عجمی پایا جو بعد میں عرب جا کر آباد ہو گئے تھے ؟ اگر یہ تمام مراحل آپ نے طے
نہیں کئے۔۔۔۔۔ اور یقیناً نہیں کئے۔۔۔۔۔ تو پھر خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے
ہوئے یہ الزام آپ نے کیسے لگا دیا کہ ”الہند کے مصدقین زیادہ ترجیحی میں جو عرب میں

آباد ہو گئے۔ مثلاً مولوی احمد رشید خان، مولوی محب الدین مہاجر، مولوی محمد صدیق افغانی وغیرہ۔ لیکن مصنف، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے ان کو علماء عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے ۱۰

پروفیسر صاحب! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ”المہند“ کی تصدیق کرنے والے علماء کرام کی کل تعداد ۴۶ ہے اگر ہم آپ کے بطور مثال پیش کردہ تین عاملوں کی بجائے چھ عاملوں کو بھی عمومی الاصل تسلیم کر لیں تو بھی خالص تثبیت عربی علماء کرام کی کل تعداد چالیس باقی رہتی ہے۔ جب کہ ”حسام احررین“ کی بخاطر غیر مشروط تصدیق کرنے والوں کی کل تعداد ۲۶ ہے۔ اور اگر اس میں ان عمومی علماء کو بھی نکال دیا جائے جو بعد میں عرب جا کر آباد ہو گئے تھے۔ تو کل تعداد بشکل ۲۰ باقی بچتی ہے۔

۱۱ مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی۔
 ۱۲ مولانا محمد یوسف افغانی۔

حسام احررین کے چند عمومی مصدقین

۱۳ مولانا عبد الکریم داغستانی۔ ۱۴ مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی۔

۱۵ شیخ خلیل بن ابراہیم خربوتی۔ ۱۶ شیخ محمد بن محمد سوسی۔

غور فرمائیے! ”حسام احررین“ کی تصدیق کرنے والے عرب علماء کی کل تعداد بشکل میں بنتی ہے۔ جبکہ ”المہند“ کے خالص عرب مصدقین کی کل تعداد تقریباً اہم ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب ہیں شرم و حیا کو خیر باد کہتے ہوئے بیان کر رہے کہ ”المہند“ کے مصدقین زیادہ تر عمومی ہیں۔ یہ سچ ہے۔

بے مایا ہش و ہرج و مرج خواہیے کرنے

احمد رضا خان صاحب نے تو متعدد عمومی علماء کرام کی تصدیقات کو نہ صرف علماء عرب

بلکہ علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

پروفیسر صاحب ! کیا دھوکہ دہی، مکر و فریب، بددیانتی و خیانت کی کسی دلوں کے تحت موصوف پر مقدمہ قائم ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں ؟ جو جواب آپ احمد رضا خان صاحب کی طرف سے پیش فرمائیں گے وہی جواب ہماری طرف سے مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی جانب سے قبول فرمائیں۔

ردا " فایۃ المامول " کی ایک دو عبارتیں نقل کر کے اس کے مصدقین کو اللہ میں نقل کر دینا۔ تو یہ ایک اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس پر ہم " لعنۃ اللہ علی الکاذبین " کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مگر بالفرض مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے ایسی بات لکھ دی تھی تو پروفیسر صاحب کو تو چاہئے تھا کہ " اللہ " دیکھ کر تصدیق کر لینے کے بعد ایسی بات لکھتے۔ " اللہ " کوئی ایسی نایاب کتاب نہ تھی جسے حاصل کر کے پروفیسر صاحب تصدیق نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن پروفیسر صاحب کو تو علماء دیوبند سے خدا واسطے کا بیڑ ہے۔ موصوف تو ان کے خلاف بہت کچھ الزامات از خود تراش لیتے ہیں۔ اگر ان سے موصوف کو گھڑا گھڑایا ہوا کوئی الزام و بہتان دستیاب ہو جائے تو اس کو " قیامت بارود " سمجھ کر قبول کر لینا کوئی انوکھی چیز نہیں ہے۔ بہر حال اصل صورت حال ملاحظہ فرمائیے۔

بات یہ ہے کہ جب احمد رضا خان صاحب نے اپنی کتاب " الدولۃ المکیہ " مدینہ منورہ کے مشہور مفتی جناب علامہ بزرگنجی صاحبؒ کے سامنے تقریظ کے لئے پیش کی انہوں نے اس کے مندرجات کو قرآن و سنت بلکہ تیرہ سو سالہ اجماع امت کے بھی خلاف پایا تو موصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک کتاب " فایۃ المامول " نامی تصنیف فرمائی تھی۔ بعینہ اسی طرح جب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ

نے اپنے اور اپنے اکابر علماء دیوبند کے عقائد "المہند" میں لکھ کر علماء عرب کے سامنے تائید و تصدیق کے لئے پیش کئے تو علامہ برزنجی نے "المہند" کی تائید میں ایک مستقل کتاب "کمال التثقیف والتقویم لعوج الافہام عما یحیث لکلام اللہ العتیم" تالیف فرمائی۔ پھر دیگر علماء مدینہ منورہ سے اپنی کتاب پر "المہند" کی تائید میں دستخط حاصل کر کے کتاب مذکور کو شائع فرمایا۔ چونکہ یہ ساری کتاب "المہند" ہی کی تائید کیلئے موصوف نے تالیف فرمائی تھی۔ اس لئے "المہند" کے آخر میں کتاب مذکور کے ابتدائی اور آخری حصہ کے علاوہ درمیان سے بھی کچھ عبارت ذکر فرما کر اس کے مؤیدین کے اسماء گرامی ذکر کر دیئے گئے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان تمام حضرات نے "المہند" کی تصدیق فرمائی ہے۔ "المہند" میں اس بات کو پوری حست کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ لہ

لیکن پروفیسر صاحب اس کو اس انداز سے بیان کر رہے ہیں کہ جیسے حضرت مولانا غلیل احمد صاحب سہارنپوری نے کوئی بہت بڑا فراڈ کیا ہے جسے پروفیسر صاحب نے پشت ازبام کر دیا ہے۔

اب ہم آخر میں پروفیسر صاحب کی خدمت میں بعد ادب گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے اس مضمون میں اگر کوئی بات ایسی ہو جو طبع نازک پر گراں گزرے تو اس کے بارے میں موصوف ہمیں معذرت کھیں۔ اور اس وقت ہم ان کی خدمت میں وہی الفاظ پیش کرنا چاہتے ہیں جو موصوف کے والد ماجد مفتی مظہر اللہ مرحوم دہلوی نے سیدنا حضرت حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تنقید کرنے والے شخص کے بارے میں تحریر فرمائے تھے۔ ملاحظہ ہو "میری اس تحریر میں میری عادت کے خلاف بعض نامناسب الفاظ

مزد آئے ہوں گے لیکن ناظرین مجھے معذور رکھیں کہ کیسا ہی کوئی برباد
کیوں نہ ہو لیکن جب اس کے جاں نواز محبوب کو کوئی چھیڑتا ہے تو وہ بھی
بیخ اٹھتا ہے ۱۷

وہاں معاملہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تھا اور یہاں پر
سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۸ ہی کے باور اسطرح فرزند ارجمند حسین احمد
مدنی نور اللہ مرقدہ کا ہے۔ باپ کی محبت مجبور کرتی ہے کہ اس کے صلح بیٹے
پر کی جانے والی تہقید کا موثر و دندان شکن جواب دیا جائے۔ کیونکہ بانابر
محبت کا یہ کسٹم ہے کہ محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز محبوب بن جاتی ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ : اقبل ذالجدار و ذالجدار

وما حب الدیار شغفن قلبی : ولكن حب من نزل الدیار

حیاتِ شیعہ اسلام

کا

اجمالی خاکہ

مع شجرۂ طریقت و نسب

از

مولانا ابوالحسن بارہ بنگوی

منقول از

”شیعہ اسلام کے حیرت انگیز واقعات“

”بتغییر لیسیر“

حیات شیخ الاسلام کا

ایک

اجمالی خاکہ

۱۹ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۴۹ء بمقام بانگر منوخلع اناؤ
ولادت باسعادت | میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کا تاریخی نام جرن ٹمر

ہے۔ آپ کے والد ماجد سید حبیب اللہ صاحب نہایت بزرگ و متقی اور حضرت مولانا
 فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کے خلیفہ تھے آپ کی والدہ محترمہ بھی نہایت پابند
 فطرت اور ذاکرہ شاغل خاتون تھیں آپ کے والدین سید تھے۔ اس لئے آپ
 نجیب العرفین حسینی ہوتے ہیں۔ آپ کے چار بھائی تھے جن میں سے ایک چھوٹے بھائی
 مولانا سید محمود احمد صاحب جدم کے سابق راج جن کا ۱۹۵۱ء میں مزید منورہ میں انتقال ہو گیا۔

آپ کا آبائی وطن الداد پور ٹانڈہ ضلع فیض آباد ہے لیکن چونکہ آپ کے والد
تعلیم | ماجد قصبہ بانگر منو کے اسکول میں میڈیا سٹر تھے اس لئے آپ کی عمر کے ابتدائی

تین سال وہیں گزرے۔ بعد ازاں آپ کے والد صاحب بٹن لے کر اپنے وطن ٹانڈہ تشریف لے
 گئے اور یہیں آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہوا۔ یہاں آپ کو انبیائے کرام کی ایک سنت پر
 عمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یعنی بکریاں چرانے کی خدمت انجام دینے کا موقع ملا۔

تیرہ سال کی عمر تھی کہ آپ کو ۱۳۵۶ھ میں حضرت شیخ الہند کی خدمت میں دارالعلوم
 مجیدہ گیا۔ آپ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی اور تربیت میں رہتے ہوئے سات
 سال کے عرصہ میں تمام کتب متداولہ سے فراغت حاصل کر لی۔

دارالعلوم سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الحدیث کے یہاں پر قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ سے بیعت ہو گئے۔ اس کے بعد جب ۱۳۱۵ء میں اپنے والد ماجد صاحب کے ساتھ حجاز تشریف لے گئے تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق حضرت حاجی امد اللہ صاحب ہاجر کی کی خدمت میں رہ کر مراحل سلوک طے فرمائے چند ماہ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں رہ کر آپ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ اس کے چند ماہ کے بعد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

قیام مدینہ | آپ کے والد ماجد نے مدینہ شریف پہنچ کر تمام رقوم حصص شرعی کے مطابق اولاد پر تقسیم کر دی اور فرمایا: چونکہ میں ہجرت کی نیت کر کے مدینہ منورہ آیا ہوں اس لئے میں یہیں زندگی گزاروں گا تمہیں اختیار ہے خواہ یہاں قیام کرو یا ہندوستان واپس چلے جاؤ۔ اگرچہ آپ کے والد صاحب کے علاوہ دیگر افراد خاندان نے ہجرت کی نیت نہیں کی تھی لیکن کسی فرد نے بھی والد ماجد کو تنہا چھوڑنا گوارا نہ کیا اور سب حضرات مدینہ ہی میں قیام پذیر رہے۔ اب گزارے کا مسئلہ سامنے آیا۔ یوں تو اکثر علمائے مدینہ اور مہاجرین کو ترک حکومت کی جانب سے وظائف ملتے تھے لیکن حضرت شیخ الاسلام اور آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پسند نہ فرمایا اور ایک پرچوں کی چھوٹی سی دکان کر لی گئی لیکن اس کی آمدنی خانگی مصارف کے لئے ناکافی تھی۔ اس لئے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کو نقل کتب کا مشغلہ بھی اختیار کرنا پڑا اس کے باوجود نہایت صبر و قناعت کے ساتھ پورے خاندان کو گزارا کرنا پڑ رہا تھا۔

حصول خلافت | ۱۳۱۸ھ میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق آپ ہندوستان تشریف لائے اور حضرت امام ربانیؒ نے کچھ دنوں کے بعد آپ کو اور آپ کے بھائی صاحب کو خلافت عطا فرمادی اس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس سال تھی بعد ازاں ۱۳۲۰ھ میں آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

آپ کے درس کی مقبولیت | مسجد نبوی میں درس کے متعدد حلقے قائم تھے اس لئے کسی نئے صدقہ درس کا قیام کچھ آسان

بات نہ تھی خصوصاً اس لئے بھی کہ مہنی و شامی اور حجازی علماء کی مادری زبان عربی تھی اور آپ ہندی نژاد تھے لیکن آپ کی مقبولیت عند اللہ کا کرشمہ دیکھئے کہ کچھ عرصہ تو آپ کا حلقہ درس معمولی حالت میں رہا لیکن اس کے بعد اس میں جب ترقی شروع ہوئی تو دوسرے تمام حلقہ آپ کے درس ماند پڑ گئے۔ صبح سے لے کر شام کے وقت تک آپ صحاح ستہ اور تفسیر و فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کی تدریس میں مشغول رہتے اور ہر چار طرف طلباء کا ہجوم رہتا تھا یہاں تک کہ آپ کی شہرت حجاز سے نکل کر دیگر ملک تک پہنچ گئی اور آپ شیخ الحرم کے خطاب سے معروف ہو گئے۔

۳۲۱ **ہندوستان آمد وقت** **۳۲۲** میں آپ دوبارہ ہندوستان تشریف لائے اور دارالعلوم دیوبند کے عظیم الشان تاریخی محلے تارہندی میں شرکت فرمائی۔ اس مرتبہ آپ نے تقریباً تین سال ہندوستان میں قیام فرمایا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے درس حدیث کی دوبارہ سماعت فرماتے رہے۔ آپ دوران درس کثرت سے اشکانات پیش فرماتے اور حضرت شیخ الہند نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان کو حل فرماتے تھے۔ اگرچہ حضرت شیخ الہند کو بہت جامع اور مختصر تقریر کی عادت تھی لیکن اس مرتبہ اپنے شاگرد رشید کی وجہ سے ہر مسئلہ پر نہایت شوع و بسط کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ ان فرض تین برس ہندوستان کے دوران قیام آپ برابر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ فرماتے رہے اور بعد ازاں مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ۱۳۳۱ھ میں بھی چند ماہ کے لئے ہندوستان تشریف لائے اور جلد ہی مدینہ منورہ واپس ہو گئے۔ اس طرح تقریباً تیرہ برس گنبد خضرا کے زیر سایہ آپ نے تدریس حدیث و تفسیر کی خدمت انجام دی۔

۳۲۳ **حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی حجاز میں تشریف آوری** **۳۲۴** **۳۲۵** **۳۲۶** **۳۲۷** **۳۲۸** **۳۲۹** **۳۳۰** **۳۳۱** **۳۳۲** **۳۳۳** **۳۳۴** **۳۳۵** **۳۳۶** **۳۳۷** **۳۳۸** **۳۳۹** **۳۴۰** **۳۴۱** **۳۴۲** **۳۴۳** **۳۴۴** **۳۴۵** **۳۴۶** **۳۴۷** **۳۴۸** **۳۴۹** **۳۵۰** **۳۵۱** **۳۵۲** **۳۵۳** **۳۵۴** **۳۵۵** **۳۵۶** **۳۵۷** **۳۵۸** **۳۵۹** **۳۶۰** **۳۶۱** **۳۶۲** **۳۶۳** **۳۶۴** **۳۶۵** **۳۶۶** **۳۶۷** **۳۶۸** **۳۶۹** **۳۷۰** **۳۷۱** **۳۷۲** **۳۷۳** **۳۷۴** **۳۷۵** **۳۷۶** **۳۷۷** **۳۷۸** **۳۷۹** **۳۸۰** **۳۸۱** **۳۸۲** **۳۸۳** **۳۸۴** **۳۸۵** **۳۸۶** **۳۸۷** **۳۸۸** **۳۸۹** **۳۹۰** **۳۹۱** **۳۹۲** **۳۹۳** **۳۹۴** **۳۹۵** **۳۹۶** **۳۹۷** **۳۹۸** **۳۹۹** **۴۰۰** **۴۰۱** **۴۰۲** **۴۰۳** **۴۰۴** **۴۰۵** **۴۰۶** **۴۰۷** **۴۰۸** **۴۰۹** **۴۱۰** **۴۱۱** **۴۱۲** **۴۱۳** **۴۱۴** **۴۱۵** **۴۱۶** **۴۱۷** **۴۱۸** **۴۱۹** **۴۲۰** **۴۲۱** **۴۲۲** **۴۲۳** **۴۲۴** **۴۲۵** **۴۲۶** **۴۲۷** **۴۲۸** **۴۲۹** **۴۳۰** **۴۳۱** **۴۳۲** **۴۳۳** **۴۳۴** **۴۳۵** **۴۳۶** **۴۳۷** **۴۳۸** **۴۳۹** **۴۴۰** **۴۴۱** **۴۴۲** **۴۴۳** **۴۴۴** **۴۴۵** **۴۴۶** **۴۴۷** **۴۴۸** **۴۴۹** **۴۵۰** **۴۵۱** **۴۵۲** **۴۵۳** **۴۵۴** **۴۵۵** **۴۵۶** **۴۵۷** **۴۵۸** **۴۵۹** **۴۶۰** **۴۶۱** **۴۶۲** **۴۶۳** **۴۶۴** **۴۶۵** **۴۶۶** **۴۶۷** **۴۶۸** **۴۶۹** **۴۷۰** **۴۷۱** **۴۷۲** **۴۷۳** **۴۷۴** **۴۷۵** **۴۷۶** **۴۷۷** **۴۷۸** **۴۷۹** **۴۸۰** **۴۸۱** **۴۸۲** **۴۸۳** **۴۸۴** **۴۸۵** **۴۸۶** **۴۸۷** **۴۸۸** **۴۸۹** **۴۹۰** **۴۹۱** **۴۹۲** **۴۹۳** **۴۹۴** **۴۹۵** **۴۹۶** **۴۹۷** **۴۹۸** **۴۹۹** **۵۰۰** **۵۰۱** **۵۰۲** **۵۰۳** **۵۰۴** **۵۰۵** **۵۰۶** **۵۰۷** **۵۰۸** **۵۰۹** **۵۱۰** **۵۱۱** **۵۱۲** **۵۱۳** **۵۱۴** **۵۱۵** **۵۱۶** **۵۱۷** **۵۱۸** **۵۱۹** **۵۲۰** **۵۲۱** **۵۲۲** **۵۲۳** **۵۲۴** **۵۲۵** **۵۲۶** **۵۲۷** **۵۲۸** **۵۲۹** **۵۳۰** **۵۳۱** **۵۳۲** **۵۳۳** **۵۳۴** **۵۳۵** **۵۳۶** **۵۳۷** **۵۳۸** **۵۳۹** **۵۴۰** **۵۴۱** **۵۴۲** **۵۴۳** **۵۴۴** **۵۴۵** **۵۴۶** **۵۴۷** **۵۴۸** **۵۴۹** **۵۵۰** **۵۵۱** **۵۵۲** **۵۵۳** **۵۵۴** **۵۵۵** **۵۵۶** **۵۵۷** **۵۵۸** **۵۵۹** **۵۶۰** **۵۶۱** **۵۶۲** **۵۶۳** **۵۶۴** **۵۶۵** **۵۶۶** **۵۶۷** **۵۶۸** **۵۶۹** **۵۷۰** **۵۷۱** **۵۷۲** **۵۷۳** **۵۷۴** **۵۷۵** **۵۷۶** **۵۷۷** **۵۷۸** **۵۷۹** **۵۸۰** **۵۸۱** **۵۸۲** **۵۸۳** **۵۸۴** **۵۸۵** **۵۸۶** **۵۸۷** **۵۸۸** **۵۸۹** **۵۹۰** **۵۹۱** **۵۹۲** **۵۹۳** **۵۹۴** **۵۹۵** **۵۹۶** **۵۹۷** **۵۹۸** **۵۹۹** **۶۰۰** **۶۰۱** **۶۰۲** **۶۰۳** **۶۰۴** **۶۰۵** **۶۰۶** **۶۰۷** **۶۰۸** **۶۰۹** **۶۱۰** **۶۱۱** **۶۱۲** **۶۱۳** **۶۱۴** **۶۱۵** **۶۱۶** **۶۱۷** **۶۱۸** **۶۱۹** **۶۲۰** **۶۲۱** **۶۲۲** **۶۲۳** **۶۲۴** **۶۲۵** **۶۲۶** **۶۲۷** **۶۲۸** **۶۲۹** **۶۳۰** **۶۳۱** **۶۳۲** **۶۳۳** **۶۳۴** **۶۳۵** **۶۳۶** **۶۳۷** **۶۳۸** **۶۳۹** **۶۴۰** **۶۴۱** **۶۴۲** **۶۴۳** **۶۴۴** **۶۴۵** **۶۴۶** **۶۴۷** **۶۴۸** **۶۴۹** **۶۵۰** **۶۵۱** **۶۵۲** **۶۵۳** **۶۵۴** **۶۵۵** **۶۵۶** **۶۵۷** **۶۵۸** **۶۵۹** **۶۶۰** **۶۶۱** **۶۶۲** **۶۶۳** **۶۶۴** **۶۶۵** **۶۶۶** **۶۶۷** **۶۶۸** **۶۶۹** **۶۷۰** **۶۷۱** **۶۷۲** **۶۷۳** **۶۷۴** **۶۷۵** **۶۷۶** **۶۷۷** **۶۷۸** **۶۷۹** **۶۸۰** **۶۸۱** **۶۸۲** **۶۸۳** **۶۸۴** **۶۸۵** **۶۸۶** **۶۸۷** **۶۸۸** **۶۸۹** **۶۹۰** **۶۹۱** **۶۹۲** **۶۹۳** **۶۹۴** **۶۹۵** **۶۹۶** **۶۹۷** **۶۹۸** **۶۹۹** **۷۰۰** **۷۰۱** **۷۰۲** **۷۰۳** **۷۰۴** **۷۰۵** **۷۰۶** **۷۰۷** **۷۰۸** **۷۰۹** **۷۱۰** **۷۱۱** **۷۱۲** **۷۱۳** **۷۱۴** **۷۱۵** **۷۱۶** **۷۱۷** **۷۱۸** **۷۱۹** **۷۲۰** **۷۲۱** **۷۲۲** **۷۲۳** **۷۲۴** **۷۲۵** **۷۲۶** **۷۲۷** **۷۲۸** **۷۲۹** **۷۳۰** **۷۳۱** **۷۳۲** **۷۳۳** **۷۳۴** **۷۳۵** **۷۳۶** **۷۳۷** **۷۳۸** **۷۳۹** **۷۴۰** **۷۴۱** **۷۴۲** **۷۴۳** **۷۴۴** **۷۴۵** **۷۴۶** **۷۴۷** **۷۴۸** **۷۴۹** **۷۵۰** **۷۵۱** **۷۵۲** **۷۵۳** **۷۵۴** **۷۵۵** **۷۵۶** **۷۵۷** **۷۵۸** **۷۵۹** **۷۶۰** **۷۶۱** **۷۶۲** **۷۶۳** **۷۶۴** **۷۶۵** **۷۶۶** **۷۶۷** **۷۶۸** **۷۶۹** **۷۷۰** **۷۷۱** **۷۷۲** **۷۷۳** **۷۷۴** **۷۷۵** **۷۷۶** **۷۷۷** **۷۷۸** **۷۷۹** **۷۸۰** **۷۸۱** **۷۸۲** **۷۸۳** **۷۸۴** **۷۸۵** **۷۸۶** **۷۸۷** **۷۸۸** **۷۸۹** **۷۹۰** **۷۹۱** **۷۹۲** **۷۹۳** **۷۹۴** **۷۹۵** **۷۹۶** **۷۹۷** **۷۹۸** **۷۹۹** **۸۰۰** **۸۰۱** **۸۰۲** **۸۰۳** **۸۰۴** **۸۰۵** **۸۰۶** **۸۰۷** **۸۰۸** **۸۰۹** **۸۱۰** **۸۱۱** **۸۱۲** **۸۱۳** **۸۱۴** **۸۱۵** **۸۱۶** **۸۱۷** **۸۱۸** **۸۱۹** **۸۲۰** **۸۲۱** **۸۲۲** **۸۲۳** **۸۲۴** **۸۲۵** **۸۲۶** **۸۲۷** **۸۲۸** **۸۲۹** **۸۳۰** **۸۳۱** **۸۳۲** **۸۳۳** **۸۳۴** **۸۳۵** **۸۳۶** **۸۳۷** **۸۳۸** **۸۳۹** **۸۴۰** **۸۴۱** **۸۴۲** **۸۴۳** **۸۴۴** **۸۴۵** **۸۴۶** **۸۴۷** **۸۴۸** **۸۴۹** **۸۵۰** **۸۵۱** **۸۵۲** **۸۵۳** **۸۵۴** **۸۵۵** **۸۵۶** **۸۵۷** **۸۵۸** **۸۵۹** **۸۶۰** **۸۶۱** **۸۶۲** **۸۶۳** **۸۶۴** **۸۶۵** **۸۶۶** **۸۶۷** **۸۶۸** **۸۶۹** **۸۷۰** **۸۷۱** **۸۷۲** **۸۷۳** **۸۷۴** **۸۷۵** **۸۷۶** **۸۷۷** **۸۷۸** **۸۷۹** **۸۸۰** **۸۸۱** **۸۸۲** **۸۸۳** **۸۸۴** **۸۸۵** **۸۸۶** **۸۸۷** **۸۸۸** **۸۸۹** **۸۹۰** **۸۹۱** **۸۹۲** **۸۹۳** **۸۹۴** **۸۹۵** **۸۹۶** **۸۹۷** **۸۹۸** **۸۹۹** **۹۰۰** **۹۰۱** **۹۰۲** **۹۰۳** **۹۰۴** **۹۰۵** **۹۰۶** **۹۰۷** **۹۰۸** **۹۰۹** **۹۱۰** **۹۱۱** **۹۱۲** **۹۱۳** **۹۱۴** **۹۱۵** **۹۱۶** **۹۱۷** **۹۱۸** **۹۱۹** **۹۲۰** **۹۲۱** **۹۲۲** **۹۲۳** **۹۲۴** **۹۲۵** **۹۲۶** **۹۲۷** **۹۲۸** **۹۲۹** **۹۳۰** **۹۳۱** **۹۳۲** **۹۳۳** **۹۳۴** **۹۳۵** **۹۳۶** **۹۳۷** **۹۳۸** **۹۳۹** **۹۴۰** **۹۴۱** **۹۴۲** **۹۴۳** **۹۴۴** **۹۴۵** **۹۴۶** **۹۴۷** **۹۴۸** **۹۴۹** **۹۵۰** **۹۵۱** **۹۵۲** **۹۵۳** **۹۵۴** **۹۵۵** **۹۵۶** **۹۵۷** **۹۵۸** **۹۵۹** **۹۶۰** **۹۶۱** **۹۶۲** **۹۶۳** **۹۶۴** **۹۶۵** **۹۶۶** **۹۶۷** **۹۶۸** **۹۶۹** **۹۷۰** **۹۷۱** **۹۷۲** **۹۷۳** **۹۷۴** **۹۷۵** **۹۷۶** **۹۷۷** **۹۷۸** **۹۷۹** **۹۸۰** **۹۸۱** **۹۸۲** **۹۸۳** **۹۸۴** **۹۸۵** **۹۸۶** **۹۸۷** **۹۸۸** **۹۸۹** **۹۹۰** **۹۹۱** **۹۹۲** **۹۹۳** **۹۹۴** **۹۹۵** **۹۹۶** **۹۹۷** **۹۹۸** **۹۹۹** **۱۰۰۰**

چنانچہ ایک طرف تو آپ نے ہندوستان کے ہندو مسلم باشندوں میں تحریک آزادی کی مدد چھوٹک دی اور دوسری جانب آزاد قبائل کو جہاد کے لئے منظم و آمادہ کیا۔ ساتھ ہی حکومت افغانستان، ترکی وغیرہ کو اپنے خاص نمائندے بھیج کر امداد و تعاون کے لئے آمادہ کر دیا۔ دراصل یہ سفر مذکورہ مقاصد کی تکمیل اور مجوزہ پروگرام کو بروئے کار لانے کے لئے بھی تھا۔ چنانچہ ۱۳۳۲ھ میں شیخ الہند رحمۃ اللہ جب حجاز پہنچے تو فریضہ حج کی ادائیگی کے ساتھ دوسرے مقاصد سے حصول کی کوشش بھی جاری رہی۔ آپ نے گورنر حجاز غالب پاشا سے متعدد بار ملاقاتیں کیں اور ان کے سامنے پوری صورت حال تفصیل کے ساتھ بیان کی، گورنر حجاز انتہائی احترام اور ہمدردی کے ساتھ پیش آیا اور امداد کے سلسلے میں آپ کو ایک تحریر دی۔ اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے اور اپنے جان نثار شاگرد رشید حضرت مولانا سید نبین احمد صاحب مدنی کو جو کہ اب تک اس تحریک کے تفصیلی حالات سے ناواقف تھے اپنے خیالات اور رائے عمل سے آگاہ کیا۔ ادھر ہندوستان میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی سکیم کے مطابق آزاد قبائل برطانوی حکومت کے ساتھ جنگ چھیڑ چکے تھے یہ امداد دینا ان کی کمان حضرت نے حاجی ترنگ زئی مرحوم کو سپرد فرمایا تھی لیکن دشواری یہ تھی۔ باہرین کے اس گونہ بارود اور ذخیرہ رسد ختم ہو رہا تھا اس لئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ کسی طرح استنبول پہنچ کر حکومت ترکی سے امداد حاصل کریں اور وہاں سے براہ ایران و افغانستان آزاد قبائل کے مرکز میں پہنچ کر جنگ کی کمان خود فرمائیں۔

ابھی آپ اسی سعی میں تھے کہ بدلیو مار مدینہ منورہ

غازی انور پاشا سے ملاقات

یہ اطلاع پہنچی کہ غازی انور پاشا اور غازی جمال

پاشا کمانڈر انچیف محاذ مصر و حجاز مدینہ منورہ تشریف لارہے ہیں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حضرات سے ملنے کی خواہش کی چنانچہ گفتگو کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا اور حضرت شیخ الہند نے تمام حالات غازی صاحب موصوف کے سامنے رکھے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ تمام ہندوستانی باشندے متحد ہو کر آزادی کے سلسلے میں آواز بلند کریں۔ ہم ہر ممکن طریقہ پر ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ موصوف سے گفتگو اور ملاقات کے بعد حضرت

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک جہاد کے مرکز یاغستان پہنچنے کی کوشش کی لیکن آپ کو اس سلسلے میں کامیابی نہ ہو سکی کیونکہ مدسی فوجیں ترکی اور افغانستان کے درمیان مائل تھیں۔ دوسری جانب ہندوستان کی واپسی یوں مناسب نہ تھی کہ انگریزوں کو آپ کی جہد کا علم ہو چکا تھا۔ ہندوستان پہنچتے ہی آپ کی گرفتاری یقینی تھی اور اس کی تحریک کو سخت نقصان پہنچتا۔ ان تمام باتوں کے باوجود حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ کسی طرح جہد سے باہر جہاز کے ذریعہ ممبئی پہنچیں اور خفیہ طریقہ پر وہاں سے برطانیہ ہوتے ہوئے یاغستان پہنچ جائیں۔

حضرت شیخ الہند و شیخ الاسلامؒ کی گرفتاری | اسی اثنا میں ماکرم حرمین شریفین نے انگریزوں کی سازش سے

ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی اور جب برطانوی حکومت کی امداد سے وہ اپنی بغاوت میں کامیاب ہو گیا تو انگریزوں کے اٹا سبب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے پاس دستخط کرنے ایک فتویٰ بھجوا یا جس میں ترکوں کی تکفیر کی گئی تھی حضرت شیخ الہند نے دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر نزاریت حسین نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو جس میں مولانا حکیم نصرت حسین صاحب، مولانا سرمد علی صاحب اور مولانا وید احمد صاحب مدنی شامل تھے گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ یہ گرفتاری عسکرہ کو عمل میں آئی حضرت شیخ الاسلامؒ انگریزوں کے خلاف تقریر کرنے کے جرم میں گرفتار کئے جا چکے تھے ان کو بھی جہد پہنچا کر حضرت شیخ الہند کے ہمراہ کر دیا گیا۔ بعد ازاں ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۵ء مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء کو یہ اہل ظلم و ستم مصر روانہ کر دیئے گئے جہاں ایک خاص سیاسی قید خانہ میں ان کو رکھا گیا۔ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کال کوٹھری میں بند کیا گیا تھا۔ تقریباً ہر شخص کو یقین تھا کہ پھانسی کی سزا ہوگی لیکن مشیت ایزدی میں آپ حضرات کی حفاظت تھی اس لئے بجائے پھانسی اسارت الٹا کی سزا سنجوڑ ہوئی۔

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۵ء کو یہ تمام حضرات مالٹا روانہ کر دیئے گئے اور ۲ ربیع الثانی کو جزیرہ مذکورہ میں پہنچ گئے۔ اساتذہ مالٹا میں ورود

کی مدت تقریباً تین سال ہے۔ اس فرصت میں حضرت شیخ الاسلام نے اپنے استاد محترم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی بنے بغیر خدمت انجام دی اور اپنی دیرینہ آرزو حفظہ قرآن کریم کی تکمیل فرمائی۔ علاوہ ازیں ترکی زبان بھی سیکھ لی۔ نیز حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جو ترجمہ قرآن مجید فرمایا ہے تھے اس میں آپ معاون رہے۔ جزیرہ مالٹا میں تقریباً تین ہزار قیدی تھے جن کا تعین جرمنی، آسٹریا، بلغاریہ، ترکی اور شام وغیرہ سے تھا۔ ان قیدیوں میں ہر قسم کی یہاقت اور صلاحیت کے لوگ موجود تھے۔ فوج کے بڑے بڑے فسران، سیاسی لیڈر، علمائے دین اور مختلف علوم و فنون کے ماہرین کی کمی نہ تھی۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصد انہیں انہی حص سے رہا اور کئی حضرات آپ کا اور آپ کے اساتذہ و خرم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت بوجہ و احسن کرتے تھے۔ جس ماقول، فخرین سے تبادلہ خیالات کے ذریعہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو متاثر کر رکھے تھے اور اپنی معلومات میں بھی اضافہ فرمایا تھا۔

جناب ضمیمہ کے اقتدار پر ۲۰۰۰ مصداقین مالٹا سے رہائی اور ہندوستان واپسی

۱۰۰۰ ممکن تمام حضرات کی رہائی

کا حکم ہوا۔ مالٹا سے واپسی کے وقت دو گوں کا آپ حضرات کے ساتھ وہاں تعلق قابل دید تھا۔ ترک حکومت کے صدر اعظم و شیخ الاسلام خیر الدین افندی سے سے کر نیچے کے عمدہ داروں تک سب کے سب ان حضرات کو بہ چشم فخر و نصرت کرنے کے لئے موجود تھے۔ گریز افسران جبران تھے کہ اس قسم کے اعزاز و اکرام اور اظہار مودت کا معاملہ کسی بڑے سے بڑے لیڈر اور قائد کے ساتھ بھی نہیں ہوا۔ پھر ان بوریہ نشینوں میں کیا بات ہے جس نے سبھی کو گرویدہ بنالیا۔ مالٹا سے روانگی کے بعد یہ حضرات کچھ دن مصر میں قیدیوں کے کیمپ میں رکھے گئے بعد ازاں آپ حضرات کو بمبئی لاکر رکھ دیا گیا۔ بمبئی پہنچ کر حضرت شیخ الاسلام نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے حسب مشورہ مدینہ جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی ہوتے ہوئے دیوبند تشریف لے آئے۔ یہاں سے آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔

سے رخصت ہو کر ابھی امر دہری پہنچے تھے کہ حضرت شیخ الہند کے ساتھ ارتحال کی اطلاع ہو گئی
ہوئی۔ آپ فوراً دیوبند واپس پہنچے لیکن حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین ہو چکی تھی۔
دیوبند میں چند روز قیام کے بعد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جب کلکتہ جانے کا ارادہ
کیا تو حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم نے اس بات پر اصرار فرمایا
کہ آپ دارالعلوم ہی میں فرغ تحصیل فرمائیے۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند کی حیات ہی میں
مجلس شوریٰ یہ طے کر چکی تھی کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد
تشریف لائیں گے دارالعلوم میں بحیثیت مدرس فرغ تحصیل فرمائیے۔ اس لئے حضرت
حافظ صاحب نے اس بات پر خاص طور سے زور دیا کہ دارالعلوم دیوبند ہی میں رہیں حضرت
شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند نے اپنی شدید بیماری میں جبکہ وہ
خود میری عاصری اور موجودگی کی ضرورت محسوس فرماتے تھے۔ مجھے کلکتہ روانگی کا حکم دیا
تو اب کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے حکم کو پس پشت ڈال دیا جائے الغرض
آپ نے حافظ احمد صاحب کو کسی طرح رضی کر لیا اور کلکتہ پہنچ کر حدیث کے اسباق شروع
فرمادیتے۔ لیکن چونکہ پورے ملک نے آپ کو جانشین شیخ الہند تسلیم کر لیا تھا اور آپ کی فروتنی
وانگہی کے باوجود یہ لقب خود بخود زبان زد عوام ہو چکا تھا۔ اس لئے تمام سیاسی
مسائل میں قوم کی نگاہیں آپ ہی کی جانب اٹھتی تھیں اور سیاسی اجتماعات کے سلسلے میں برابر
آپ کو اسفار پیش آتے رہتے تھے چنانچہ مولوی بازار کلکتہ اور ضلع رگپور کے عظیم الشان جلسوں
خلافت و جمعیت کی صدارت کے دائرے میں آپ ہی نے انجام دیئے۔ بعد ازاں سیوہار ضلع بھونر
میں جمعیت و خلافت اور کانگریس کے عظیم الشان جلسے ساتھ ساتھ ہوئے تو خلافت کے جلسے کی
صدارت کے لئے آپ ہی کو منتخب کیا گیا تھا اس کے بعد مظاہر العلوم سہانپور کے
سالانہ جلسے میں تشریف آوری ہوئی بعد ازاں کراچی کے مشہور جلسے میں شرکت فرمائی
الغرض مسلسل اسفار اور سیاسی مصروفیات کے باعث آپ سے کلکتہ کی ملازمت نبھ
نے کی اور وہاں سے معاف ختم ہو گیا۔

اجلاس ہوئے جن میں مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی بھی شریک تھے۔ چونکہ حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں ترک موالات کی تحریک چل چکی تھی اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الباقی فرنگی محل نیز ہندوستان کے تقریباً پچھو سوار ترک موالات کے سلسلے میں فتنے دے چکے تھے۔ اسی اسپرٹ کو برقرار رکھتے ہوئے مذکورہ مجلسوں میں حضرت شیخ الاسلام حمزہ احمد علیہ نے ایک تجویز پیش فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ انگریزوں کی فوج میں مدرسہ بنایا جائے۔ اس کی دوسروں کو ترغیب دینا لازم ہے اور ہندوستان کا یہ مدرسہ کہ جو لوگ فوج میں ہیں ان تک یہ حکم نہیں ہے اور فوج سے علیحدہ ہو جانے کی ترغیب دے مولانا محمد علی اور دیگر لیڈر مل نے اس تجویز کی تائید کی۔

گرفتاری حکومت کی نظر میں چونکہ مذکورہ تجویز نہایت سنگین جرم تھی اس لئے حضرت شیخ الاسلام، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور دیگر شخصیتوں کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے۔ حضرت شیخ الاسلام اس وقت دیوبند میں آستانہ حضرت شیخ الہند پر قیام پذیر تھے۔ ۸ ستمبر ۱۹۴۷ء کو حکومت کے افسران مع مسلح پولیس حضرت شیخ الہند کے مکان پر آپ کو گرفتار کرنے کی غرض سے پہنچے۔ یہ خبر یکایک پورے شہر میں پھیل گئی۔ بازار میں ہڑتال ہو گئی اور ہزار ہندو مسلم پبلک آستانہ شیخ الہند پر ہچکچہ مزاحمت کے یہ تیار ہو گئے۔ بڑی مشکل سے حالات پر قابو حاصل ہو سکا۔ اس وقت تو آپ کی گرفتاری عمل میں نہ سکی تھی۔ رات کے وقت تین بجے انگریز افسران مع مسلح پولیس اور گورکھ فوج آستانہ حضرت شیخ الہند پہنچے۔ لوگوں کو کچھ خبر نہ تھی حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے خود گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ کسی قسم کی مزاحمت نہ فرمائی۔ اسٹیشن پر اسپتال موجود تھا۔ آپ کو اس میں سو۔ کرایا گیا اور وہ فوراً روانہ ہو گیا۔

۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء سے مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مسلح پولیس افواج عدالت کے گرد و پیش کثیر تعداد میں موجود تھی۔ ۲۸ ستمبر کو مولانا محمد علی صاحب

مقدمہ

کا بیان لیا گیا۔ مولانا مرحوم نے ایک طویل تقریر فرمائی اور تسلیم کیا کہ وہ ریزولیشن جس سے انگریزی حکومت کو بغاوت کا اندیشہ ہے جلسہ میں پیش ہوا اور میں نے ایسے شخص کی تائید

جس کو میں اپنا آقا، سردار اور بزرگ کہنا باعث فخر سمجھتا ہوں اور وہ مولانا حسین احمد صاحب دینی
 ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب کے بعد حضرت شیخ الاسلام کا بیان شروع ہوا۔ لیکن آپ کی تقریر
 ایسی دقیق و درو میں تھی کہ نہ مجسٹریٹ کیچہ سمجھ سکا اور نہ اس کا پیشکار۔ اس لئے لکھے روز ۲۹ ستمبر
 شہد کو مجسٹریٹ نے مترجم کا انتظار کیا۔ تب آپ نے بیان کیا۔ بیان کیا تھا: الفضل للہود
 کلمہ حق عند سلطان نبی ثر کی عملی تشریح تھی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہر مسلمان کا
 فرض ہے کہ مذہبی فرائض و دینی میں کسی قسم کی رکاوٹ کو برداشت نہ کرے۔ اس لئے ایک
 عالم دین ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ میں احکام خداوندی لوگوں تک پہنچاؤں۔
 حضرت شیخ الاسلام نے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ یک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے
 خلاف ناخوشن اختیار اٹھانا حرام ہے۔ فرمایا: چونکہ لائڈ جارج اور چرچیل نے یہ اعلان کر دیا تھا
 کہ یہ جنگ اسلام اور برطانیہ کے درمیان ہے لہذا ہمارا اہم ترین فرض ہے کہ ہم اعلان کر دیں
 کہ اسلام دشمن طاقتوں سے مقابلہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے مسلمان گورنمنٹ کے لئے انکا
 حد تک وفادار ہو سکتا ہے جہاں تک مذہب اجازت دے۔ اگر گورنمنٹ مذہبی آزادی کے
 سلسلے میں ملکہ و کٹوریہ کے اعلان کی تعمیل نہیں کرنا چاہتی ہے تو ہر مسلمان اپنے مذہب پر
 جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوگا اور میں پہلا شخص ہوں کہ اپنی جان قربان کر دوں گا!
 مذکورہ جملے پر مولانا محمد علی مرحوم نے آگے بڑھ کر حضرت شیخ الاسلام کے قدم چوم لئے۔
 ان بیانات کے بعد حضرت شیخ الاسلام معہ رفقاء سیشن سپرد کر دیئے گئے ۲۴ اکتوبر
 شہد کو مقدمہ جوڈیشل کمشنر سندھ کی عدالت میں شروع ہوا اور ۲ اکتوبر کو حضرت
 شیخ الاسلام سے میاں لیا گیا۔ آپ نے فرمایا:-

”میں حکومت برطانیہ نے ہندوستانیوں کا جرش ٹھنڈ کرنے کے لئے اعلان
 شاہی جاری کیا تھا جس میں مکمل مذہبی آزادی کی گارنٹی دی گئی تھی۔ اس اعلان کی روشنی میں
 ہم نے جو کچھ کہا وہ قطعاً جرم نہیں ہے۔ میں اپنے مذہب کو اور ہندو اپنے دھرم کو خوب سمجھتے
 ہیں۔ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ اس کا فیصلہ کرنا لاڈلورڈینگ کا نہیں بلکہ علماء کا کام ہے۔
 حکومت نے اپنے سراجی مقاصد کی تکمیل کے لئے محکمہ فوج و پولیس قائم کیا ہے اور اس میں

بھرتی ہونے والوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے حکم کی تعمیل میں ہر مسلمان
 و ہندو وغیرہ پر تلوار کھینچ لیں۔ مگر ہر مسلمان کے لئے ایسا کرنا شرعاً حرام ہے۔ اس لئے یہ علامت
 بھی شرعاً حرام اور ناجائز ہوئی۔ قرآن کریم میں سات مقامات پر قتل مسلم کی ممانعت آئی ہے اور
 مذہبی کتب میں قتل مسلم کو کفر کے بعد سب بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً شراب اور سور کا استعمال
 شرعاً حرام ہے لیکن اگر ان کے عدم استعمال کی صورت میں ہلاکت کا خوف ہو تو ان کے استعمال
 کی شرعاً اجازت ہے لیکن اپنی جان بچانے کے لئے کسی مسلمان کو ہلاکت میں ڈالنا کسی طرح
 جائز نہیں خواہ اپنی جان ہی کیوں نہ جاتی رہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن کریم کا حکم لوگوں تک پہنچائیں اور چونکہ ملکہ وکٹوریہ کی جانب
 سے اعلان ہو چکا ہے کہ مذہبی احمدیوں میں مداخلت نہیں کی جائے گی لہذا جن لوگوں نے ممانعت
 بھجوا کر کے ہیں تنگ کیا ہے دراصل وہی حکم شاہی کی خلاف ورزی کے ذمہ دار ہیں اور میں
 ایک بار پھر ڈنکے کی جھٹ اعلان کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے برطانوی فوج کی ملازمت
 حرام ہے۔

یکم نومبر ۱۹۲۱ء کو اس مشہور تاریخی مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا۔ حضرت
 شیخ الاسلامؒ اور آپ کے رفقاء کو دو دو سال کی قید باشتقت کی سزا
 ہوئی۔ آپ کو سبزی جیل منتقل کر دیا گیا اور دیگر حضرات دوسرے جیلوں میں رکھے گئے
 کراچی کے زندان سارٹ میں مولانا محمد علی صاحب مرحوم نے حضرت شیخ الاسلامؒ سے ترجمہ
 قرآن مجید پڑھا۔

دو ماہ کے بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔ دیوبند وغیرہ میں آپ کے استقبال کے لئے
 رہائی | عظیم الشان تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ شہرت سے نفرت
 اور طبی توضیح و فروتنی کے باعث ملات کے دو بچے بغیر کسی اطلاع کے آستانہ حضرت شیخ الہندؒ
 دیوبند پہنچ گئے۔ رہائی کے بعد حضرت شیخ الاسلامؒ اور آپ کے رفقاء کو مختلف اور متنوع مشکلات
 سے دوچار ہونا پڑا، ایک جانب ارتداد اور شہمی کی تحریکوں کا زور تھا اور دوسری جانب
 انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کو برقرار رکھنے کی کوششیں جاری تھیں۔ چنانچہ حضرت

شیخ الاسلام اور مولانا محمد علی مرحوم وغیرہ مدبرین نے انتہائی حکمت عملی اور پامردی سے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے شہمی اور ارتداد کی تحریک کو ناکام بنا دیا اور انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی کی شدت میں فرق نہ آنے دیا۔

دسمبر ۱۹۲۳ء میں کوکناٹا میں جمعیتہ العلماء ہند کا عظیم الشان پنجواں اجلاس ہوا اور اس کی صدارت کے لئے حضرت شیخ الاسلام کو منتخب کیا گیا۔

اس کے بعد ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک آپ سلیٹ آسام کے جامعہ اسلامیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔

۱۹۲۵ء میں جبکہ دارالعلوم دیوبند اندول خاں کانگرہ
دارالعلوم کی صدارت ہو گیا اور حضرت سید نور شاہ صاحب کشمیری صدر المدینہ دارالعلوم دیوبند و آپ کے رفقاء کے استعفاء کے باعث دارالعلوم کے وجود ہی کو خطر پیدا ہو گیا تو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور دیگر اکیس مجلس شوریٰ حضرت شیخ الاسلامؒ کا عہدہ صدارت تدریس کو سنبھالنے کے لئے اصرار کیا اور آپ نے دارالعلوم کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پیش کش کو پید شراط کے ساتھ قبول فرمایا اس طرح اس وادیس کے ساتھ ہی سیاسی تحریکات میں شہرت کا سدھ بھی جاری رہا اور جمعیتہ علماء ہند اور کانگریس کی ہر قسم کی جدوجہد میں قائدانہ حصہ لیتے رہے۔

۱۹۳۰ء میں جب کانگریس اور جمعیتہ العلماء نے حکومت کے خلاف ستیہ گروہ کی تو جمعیتہ العلماء کی حق سے آپ ڈکٹیو بنائے گئے اور جب کہ آپ دیوبند سے دہلی تشریف لے جا رہے تھے۔ منظر نگار سیشن پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور تقریباً ڈیڑھ مہینہ کے بعد رہا کر دیا گیا۔

۱۹۳۶ء میں مسٹر جنح اور دوسرے لیڈروں
مسلم لیگ کے ساتھ تعاون نے دہلی میں جمعیتہ علماء کے اکابر سے مل کر لیگ اور جمعیتہ کے اتحاد کے لئے کوشش کی۔ ممتاز لیگی حضرات نے اکابر جمعیتہ کو یقین دلایا کہ وہ

حکومت پرست افراد سے سخت بیزار ہو چکے ہیں اور مسلم لیگ سے غلط اور خوشامد پسند و حکومت نواز، شخصی کو نکال کر حریت پسند اور وطن دوست افراد کو لیگ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اراکین جمعیتہ العلماء ہند نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر سروس لیگ حکومت پرست فرد سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے حریت پسند روپ کے ساتھ مل جائے تو یہ مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ متحد ہو جائے گا اور مسلمانوں کے اندرونی اختلافات ختم ہو جائیں گے حضرت شیخ رشید کو جبکہ آپ پنجاب کے دورہ پر تھے، بذریعہ تار و ٹیلی طلب کیا تا کہ صورت حال اس کے سامنے بھی رکھی جائے۔ چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جماعتی شعور و ساپل پیرا ہونے کیلئے تیار رہتے تھے آپ نے راکین جمعیتہ کے ساتھ اتفاق فرمایا اور اس کے نتیجے میں مسلم لیگ اور جمعیتہ العلماء عمل میں آیا۔ بعد ازاں آپ نے پورے ہندوستان کا دورہ فرما کر مسلم لیگ کے لئے میدان ہموار کیا اور اس جماعت کے تنہیم جان میں ایک نئی روح پھونک دی جس کا اعتراف پورے انشراح کے ساتھ چودھری ظہیر الزماں کو بھی اپنے بعض مکاتیب میں کرنا پڑا لیکن ایکشن میں زبرد کا میابی کے بعد سروس لیگ اپنے وعدے پر قائم نہ رہ سکی اور جن لوگوں کو حکومت پرست اور ٹوڈی کہہ کر مسلم لیگ سے نکال دیا تھا ان سے دوبارہ تعلق قائم کر لیا نیز شرعی امور میں جمعیتہ العلماء کی رائے کے ساتھ ساتھ موجودہ کیا گیا تھا اس کی نظر انداز کر دیا گیا۔ جب ایکشن میں کامیابی کے بعد ان ٹوڈوں کو ان کے ہمدیاد دلائے گئے تو انہوں نے یہ کہکرات مائل دی کہ وہ سب تو بڑے بڑے وعدے تھے۔ ان کا اعتبار کیا؟ حضرت شیخ الاسلام نے جب یہ ایس کن صورت حال دیکھی تو آپ مسلم لیگ سے سینڈہ ہو گئے۔

۱۹۴۷ء میں جب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب

وسابق صدر جمعیتہ علماء ہند، خرابی صحت کی بنا پر

جمعیتہ العلماء کی صدارت کے لئے تیار نہ ہوئے تو

حضرت شیخ الاسلام کو جمعیتہ العلماء ہند کا صدر منتخب کیا گیا۔ جون ۱۹۴۷ء میں آپ کو ایک قانون

تاقون تقریر کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا اور عدالت سے چھ ماہ بامشقت اور پانچ سو روپے

جرمانے کی سزا دی گئی۔ چھ ماہ بعد آپ کی سزا کی میعاد ختم ہو گئی تھی لیکن

جمعیتہ العلماء کی صدارت اور

۱۹۴۷ء میں گرفتاری

حکومت نے آپ کو رہائش نہیں کیا بلکہ غیر معینہ مدت کے لئے نظر بند کر دیا۔ پھر ۲۴ جنوری ۱۹۴۷ء کو آپ مراد آباد جیل سے یعنی جیل الہ آباد منتقل کر دیئے گئے اور وہاں تقریباً تیس ماہ نظر بند رہے۔ دو سال دو ہجرت یہ مدت ساری اس وقت ختم ہوئی جبکہ ۲۶ اگست ۱۹۴۹ء کو آپ بلا شرط رہا کر دیئے گئے۔

۱۹۴۷ء کا پر آشوب دور

قیمم ہند کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے عرصہ عافیت تنگ ہو گیا۔ پنجاب، دہلی اور مغربی یوپی کے بعض اضلاع کو قیامت خیز تباہیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں کی دامنہ زندگی کے دعویدار مسلم لیگ کا ہر پاکستانی شریف لے گئے۔ اندیشہ تھا کہ مشرقی پنجاب کی طرح مغربی یوپی کا پورا علاقہ بھی مسلمانوں سے خالی نہ ہو جائے۔ ان حالات میں حضرت سید سلیمان نے گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ گھوم کر مسلمانوں کو ثابت قدم رہنے اور خدا پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی، دوسری جانب اعلیٰ حکام اور وزراء کو بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ روزانہ ٹیلیفون کھڑکھڑاتے ان سے جاگزیذ قائل کئے اور جن علاقوں میں فسادات کا خطرہ ہوتا وہاں پہنچ کر ڈیڑے دن تک خود حملہ کر دیا کسی کو نقصان مت پہنچاؤ! لیکن گروٹی تم پر چڑھ کر آئے تو اسے ایسا دندان شکن جواب دو کہ چھٹی کا دودھ یا آجائے۔ غرضیکہ اس بڑے مجاہد نے قوم و ملت کی خیر خواہی کے لئے دن رات ایک کر دیا اور مسلمانوں میں اعتماد و استقلال کی روح پھونک دی۔ بہر حال یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ غلامی اسباب کو دیکھتے ہوئے مغربی یوپی میں مسلمانوں کے قیام اور ان کی بقا کا سہرا آپ ہی کے سر ہے جس وقت کہ وہی میں فسادات کے دوران مجاہد ملت مولانا حفیظ الرحمن صاحب کی خدمات یاد نہیں گی ورنہ فرقہ پرستوں کی تو اسکیم یہ تھی کہ یوپی کا اکثر حصہ اور تمام مشرقی پنجاب و دہلی کو مسلمانوں سے خالی کر لیا جائے تاکہ اسلامی تہذیب و تمدن کے مرکز کا ہندوستان میں نام و نشان باقی نہ رہے۔

انفرض حضرت شیخ الاسلام نے مسند کے پُر شوب دور میں مسلمانوں میں استقلال
و خود اعتمادی کا جذبہ پیدا فرمایا اور اس کے بعد وصال تک برابر ان کی اصلاح و روحانی تربیت
فلاح و بہبودی میں مصروف رہے

سفر آخرت

۱۹۵۷ء گرمی کا موسم تھا کہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ڈیڑھ ماہ کے دورے پر مدینہ منورہ کی
طرف روانہ ہوئے۔ مگر جمعہ کے دن اگست کی ابتدائی تاریخوں کو تنفس کی شدید شکایت پیدا
ہو جانے کے باعث صرف بیس دن بعد لوٹ آئے۔ دارالعلوم والوں اور اعزہ و اقا رب کو کوئی
تھی کہ حضرت قبل از وقت تشریف لے آئے۔ مگر ساتھ ہی حیرانی اور تعجب بھی تھا کہ حضرت اپنے
پرہیزگار کم کو کسی بھی واقعہ یا ایسی وسوسہ کی حادثہ کے باعث ملوثی نہیں کرتے تھے۔ بعد میں مولانا
اسعد مدنی جو فنی سفر تھے ان سے معلوم ہوا کہ حضرت کو بہت زیادہ تکلیف ہو گئی تھی کہ ان
سفر جاری رکھنا خطرناک تھا۔ زیادہ چلنے یا تقریر کرنے سے سانس بھول جاتا تھا جس سے حضرت
مجبور ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ دیوندر میں تشریف آوری کے بعد اس خطرناک بیماری میں بھی باوجود
منع کرنے کے آٹھ نو دن سبق پڑھاتے رہے۔ بالآخر مجبور ہو کر سبق بند کیا۔ اور بڑے دکھ کے
ساتھ باضابطہ دارالعلوم سے رخصت لی اور ساہیوالہ جا کر ایک سرے کرایا۔ اور سفر میں حضرت مولانا
عبدالحق دارانی جو دس راتوں جا کر ملوث کی ایک سرے سے پتہ چلا کہ پھیپھڑے ٹھیک ہیں مگر
گردے میں نثرانی ہے۔ اس اثنا میں خطوط کے جواب تصنیف، مطالعہ وغیرہ بھی کچھ کرتے رہے اور نماز
کے لئے مسجد میں آتے رہے بعد میں ڈاکٹروں کے شدید اصرار پر پندرہ روز کے لئے جملہ مشاغل ترک فرما دیے
مگر نماز ایک دن بھی بیٹھ کر نہیں پڑھی۔ سمجھ میں جانے سے ڈاکٹروں کا روکن انا شاق گزارا کہ ہر وقت اکی
کوفت چہرے پر عیاں رہتی۔ مطالعہ اس دوران بھی جاری رہا۔ وہیں کمرے سے اٹھ کر چار پانی سے اتر کر اپنے
جرے آتے۔ ہمیشہ نماز باجماعت پڑھتے۔ فرغ تو ایک طرف سن اور نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھتے۔
وصال سے تین دن قبل تنفس اور سینے کی تکلیف ختم ہو گئی۔ عام خیال تھا کہ صحت ہو گئی اب کمزوری باقی ہے۔

۱۵۳
مگر کے معلوم تھا کہ کچھ دیر بعد اس تاریک دور میں علم و وفان کا یہ چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو جائے گا۔ چنانچہ تقریباً تین بجے بعد نماز ظہر بروز جمعرات ۱۳ جمادی الاولیٰ، ۱۳۷۷ھ کو آپ اس دارفانی سے عالم جادوانی کی کربن رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بجب اتفاق ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال بھی ۱۳ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات ۱۳۷۷ھ ظہر ہوا۔ اسی وقت و تابیح و مبینہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کا ہے۔
قرب و جوار کے شرف میں اسی وقت فوس پر یہ دشتا گنبد پہنچ گئی۔ وگ دیوانہ وار دیوبند پہنچ گئے دور واز کے وگس کا خیال تھا کہ جمعہ کے روز بہ نماز جمعہ ترفین عمل میں آئے گی۔ مگر نہ جزا دہ مولانا محمد اسعد صاحب نے فرمایا کہ اباحاں ساری عمر سنت نبویہ کے شیدائی بہت لندا ہیں بھی ست کے ساتھ ترفین میں جلدی کرنی چاہئے۔ بہر حال جلدی کی پوری کوشش کی گئی۔ تاہم آپے موش و حواس سبھلے اور غل و کفن کے انتظام میں تقریباً چار گھنٹے لگ گئے۔ مازجناہ حضرت شیخ امیث مولانا محمد کریم صاحب دامت برکاتہم نے پٹھانی۔

قبرستان اگرچہ ایک فراگ کے نسل پر تھا، ہم کثرت ہجوم کے باعث دو گھنٹے لگ گئے اور بالآخر، بین اس وقت آپ کی ترفین عمل میں آئی جس وقت کہ روزانہ آپ مسجد میں اپنے رب کے حضور پیش ہوتے تھے۔ لیکن آج کی پیشی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تھی۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

از سبیس بڑے مسلمان مفسر،

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بالی سطر و بلا سطر لاندہ کی تعداد شاید لاکھوں تک پہنچ جائے۔ صرف دارالعلوم میں جن حضرات کو آپ نے حدیث کی اجازت دی اور انہوں نے سند فرغت حاصل کی ان کی تعداد تین ہزار آٹھ سو تھیں ہے ایک سو ستر سٹھ سالکین و مریدین کو آپ نے جبریت بیعت مرحمت فرمائی۔ آپ کی تصانیف میں الشہاب الثاقب، سفنہ امیرالائمہ، متحد قومیت، نقش حیات، مکتوبات، مشہور و معروف مس ان کے علاوہ بھی بعض مطبوعہ خطباتے صدارت اور تقاریر دستیاب ہیں۔

شجرہ طریقت

اگرچہ حضرت شیخ الاسلام چاروں سلسلوں میں بیعت فرمایا کرتے تھے
لیکن یہاں صرف شجرہ مشائخ چشت پیش کیا جاتا ہے۔

| اسماء | جنت ولایت یا سنہ پیدائش | سن وفات | مقام دفن |
|--|--|--|----------------------------|
| ۱۔ شیخ الاسلام سید نادر مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ | قصبہ بانگر مو ۹ شوال ۱۲۹۶ھ ۶ رکتور ۱۳۳۶ھ | ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۶ھ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ھ بروز جمعرات | مقبرہ قاسمی دیوبند |
| ۲۔ قطب الزماں شہزادانا شیدائے صاحب بنگلہ | لنگورہ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ | ۹ جمادی الثانی ۱۳۳۸ھ | مقبرہ ضلع سہانہ دیوبند |
| ۳۔ حضرت حاجی شیخ عبداللہ صاحب ہاجرہ | تھانہ کھوس ضلع مظفرنگر | ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۱۶ھ | مکہ معظمہ |
| ۴۔ حضرت شیخ نور محمد صاحب بھنجہ نری | بھنجہ ضلع مظفرنگر | ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۰۹ھ | بھنجہ ضلع مظفرنگر |
| ۵۔ حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب شہید | افغانستان | ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ | پنجاب صوبہ بہار |
| ۶۔ حضرت شیخ عبدالباری امرہ پوری | قصبہ امرہ ضلع مراد آباد | ۱۰ محرم ۱۳۲۶ھ | قصبہ امرہ ضلع مراد آباد |

| اسماء | جائے ولادت یا سن پیدائش | سن وفات | مقام دفن |
|--|-------------------------|------------------------|------------------------|
| ۱۔ حضرت شیخ عبدالباقی صاحب اردو بوی | قصبہ اردو ضلع ملو آباد | ۳۰ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ | قصبہ اردو ضلع ملو آباد |
| ۲۔ حضرت شیخ عضد الدین اردو بوی | ۴۰ ۴۰ ۴۰ | ۲۰ رجب ۱۲۸۵ھ | ۴۰ ۴۰ ۴۰ |
| ۳۔ حضرت شیخ محمد کی | مذہب معتمد | ۱۱ رجب ۱۲۸۵ھ | ۴۰ ۴۰ ۴۰ |
| ۴۔ حضرت شیخ شاہ محمدی | قصبہ اردو ضلع ملو آباد | ۳۰ رجب ۱۲۸۵ھ | اکبر آباد مولیٰ گڑھ |
| ۵۔ حضرت شیخ حبیب اللہ آبادی | صدر پور | ۹ رجب ۱۲۸۵ھ | ال آباد |
| ۶۔ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی | گنگوہ ضلع سہارنپور | ۱۱۳۰ھ | گنگوہ ضلع سہارنپور |
| ۷۔ حضرت شیخ نظام الدین منجی | تھانیہ ضلع کرنال پنجاب | ۱۲۳۵ھ | منجی |
| ۸۔ حضرت شیخ حلال الدین تھانیہ منیری | ولادت ۱۱۹۳ھ | ۱۱۹۹ھ | تھانیہ ضلع کرنال پنجاب |
| ۹۔ حضرت قصبہ عالم شیخ عبد تقدوس گنگوہی | قصبہ دلی ضلع بارہ بنگلی | ۱۱۹۳ھ یا ۱۱۹۴ھ | گنگوہ ضلع سہارنپور |
| ۱۰۔ حضرت شیخ محمد ردو بوی | ردولی ضلع بارہ بنگلی | ۱۱۹۹ھ | ردولی ضلع بارہ بنگلی |
| ۱۱۔ حضرت شیخ محمد عارف ردو بوی | ۴۰ ۴۰ ۴۰ | ۱۱۹۹ھ | ۴۰ ۴۰ ۴۰ |
| ۱۲۔ حضرت شیخ عبدالحق ردو بوی | ۴۰ ۴۰ ۴۰ | ۱۱۹۹ھ | ۴۰ ۴۰ ۴۰ |

| اسماء | جائزہ پیدائش یا ولادت | سند وفات | مدفن |
|--|-------------------------|-------------------|-----------------------------|
| ۱۹ حضرت شیخ جمال الدین کبیر اللہ دیرپانی تھی | پانی پت ضلع کرناں پنجاب | ۶۶۵ھ | پانی پت ضلع کرناں پنجاب |
| ۲۰ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی | ترکستان | ۶۶۵ھ | " |
| ۲۱ حضرت شیخ ملاؤ الدین علی احمد صابری | ۵۵۴۳ھ | ۱۳ صیح الاول ۶۹۰ھ | پہاں کلیر تھریہ مدینہ منورہ |
| ۲۲ حضرت شیخ ذبیر الدین شکر گنج | ۵۵۶۹ھ | ۶۶۶ھ | پاک پٹن شریف |
| ۲۳ حضرت شیخ قطب الدین ختیار کاک | اوتس نوابی زنجانہ | ۶۶۳ھ | دہلی مہرولی شریف |
| ۲۴ حضرت شیخ المثنیٰ مرکز انظریت معین الدین حسن سجری | بکرتان، سینان | ۶۶۳ھ | اجیر شریف |
| ۲۵ حضرت شیخ مناس بارونی | قندھار توبہ خزانہ | | کمر بظفر |
| ۲۶ حضرت شیخ سید شریف زمری | رمدانہ توالیج بنی | ۶۶۱ھ | زندانہ بخارا |
| ۲۷ حضرت شیخ نورود چشتی | چشت ۶۳۲ھ | ۶۵۰ھ | چشت |
| ۲۸ حضرت شیخ برویس چشتی | ۶۳۵ھ | ۶۵۰ھ | کمر مہرولی شکر |
| ۲۹ حضرت شیخ بو محمد محترم چشتی | ۶۳۳ھ | ۶۴۱ھ | " |
| ۳۰ حضرت شیخ ابوالاحمد ابدال چشتی | ۶۲۶ھ | ۶۵۵ھ | " |

| اسماء | سلاطین جلالت | سند وفات | دفن |
|--|--------------------------------------|-----------------------------|----------------------------|
| ۱۱. حضرت شیخ ابوسعید شافعی | شام | ۳۲۹ هـ | مکه از بلاد شام |
| ۱۲. حضرت شیخ مشارطوی قدیمی | دینور | ۳۹۹ هـ | قصبه دینور |
| ۱۳. حضرت شیخ ابویوسف بصری | بصره | ۲۴۵ هـ | بصره |
| ۱۴. حضرت شیخ مفید رشتی | قمیش نزل رشت | ۴۵۲ هـ | بصره نزد بیض |
| ۱۵. حضرت شیخ سلطان بن ابی یوسف | x x x | یکم شوال ۳۹۷ هـ | شام علی الاصح |
| ۱۶. حضرت شیخ فضیل بن عیاض | سمرقند | ۴۷۷ هـ | جنت فعلی که معتبر |
| ۱۷. حضرت شیخ عبدالحامد ابن زبیر | درینه منوره | ۴۷۹ هـ | بصره |
| ۱۸. حضرت شیخ قسطلانی امام الاولیاء خواجہ حسن بصری | درینه منوره | ۵۰۰ هـ | • |
| ۱۹. حضرت امیر المؤمنین عیاض بن ابی حمزہ کرم الله وجهه | مکه معتبر | ۵۰۰ هـ | جنت اشرف عالم |
| ۲۰. حضرت سید الانبیاء و المرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم | مکه معتبر بغداد شریف مکه الفضل | ۲۵ شنبه ۱۲ ربيع الاول ۱۲ هـ | درینه منوره زادگاه شرفا |

شجرة نسب

سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا سَيِّدَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سینہ الکاملی: یتیمخانہ میں

حضرت محمد بن سید فضل
رحمۃ اللہ علیہ

شاہ محمد نادر علی

شاه تصفہ اللہ

سیو سیمینار

سیدنا محمد

شاہ غیب الدواحد

شاہ خیر اللہ

سمیرا علی

سید شاہ عمر

شاہ راجہ

شاه محمد شاه

سید فیض

سید شاہ ابو بکر

شاہ نو

شاہدہ

سید حسین

سید شاہ مسٹر

شاہ قلمند

سید شاہ محمد اشرف

سید محمد مدق شریف
سید محمد شریف

سید شاہ احمد زاد

شاہد من

سید محمد مجتبیٰ

سید حسین

سید شامزید

مشاد محمود

سید علی

سید علی

شاہزادہ الحق رحمہ اللہ

شاہد علی

سید محمد

سید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد دق جہ اللہ تعالیٰ قدس سرہ

وَحَفِظْنَا هَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِمْ إِلَّا مِنْ أَسْتَرَقِ السَّمْعِ فَاتَّبَعَهُ شَيْطَانٌ مُبِينٌ

الحمد لله والمآثر التي تاليف شريفة حضرت امام طویل فاضل نسل وحید العصر فرید الدہ قطب سادہ بالتحقیق ومركز دائرة
مذہب الی خلیفۃ الزمان نجاری الدوران جامع الفروع والاصول ملاذ الانام فی الحقول المنقول استاق المعز
امیر مسجد النبی الہدیہ صلی اللہ علیہ وسلم محی السنۃ البیضاء مع البدعة الظلماء مولانا الحاج اعظم المودع اثبت
بحمدہ ان قد مولوی حسین احمد لکھنوی ذہبا لحسین نسیبا المدنی اقامتہ والفیض ابدی
مولدا وادبیتی السامری المداوی الرشیدی القادی نقشبندی المشہور دینی شہنا
لما لست شمس فی غنہ بانہ و بیوت تحقیقہ لا عنق الی الہدیہ
بظہار من ظہای حضرت مدینہ منورہ مدینہ قادریہ
محمد لکھنوی ضریح سادہ

جویم المبدین علی و الشیاطین

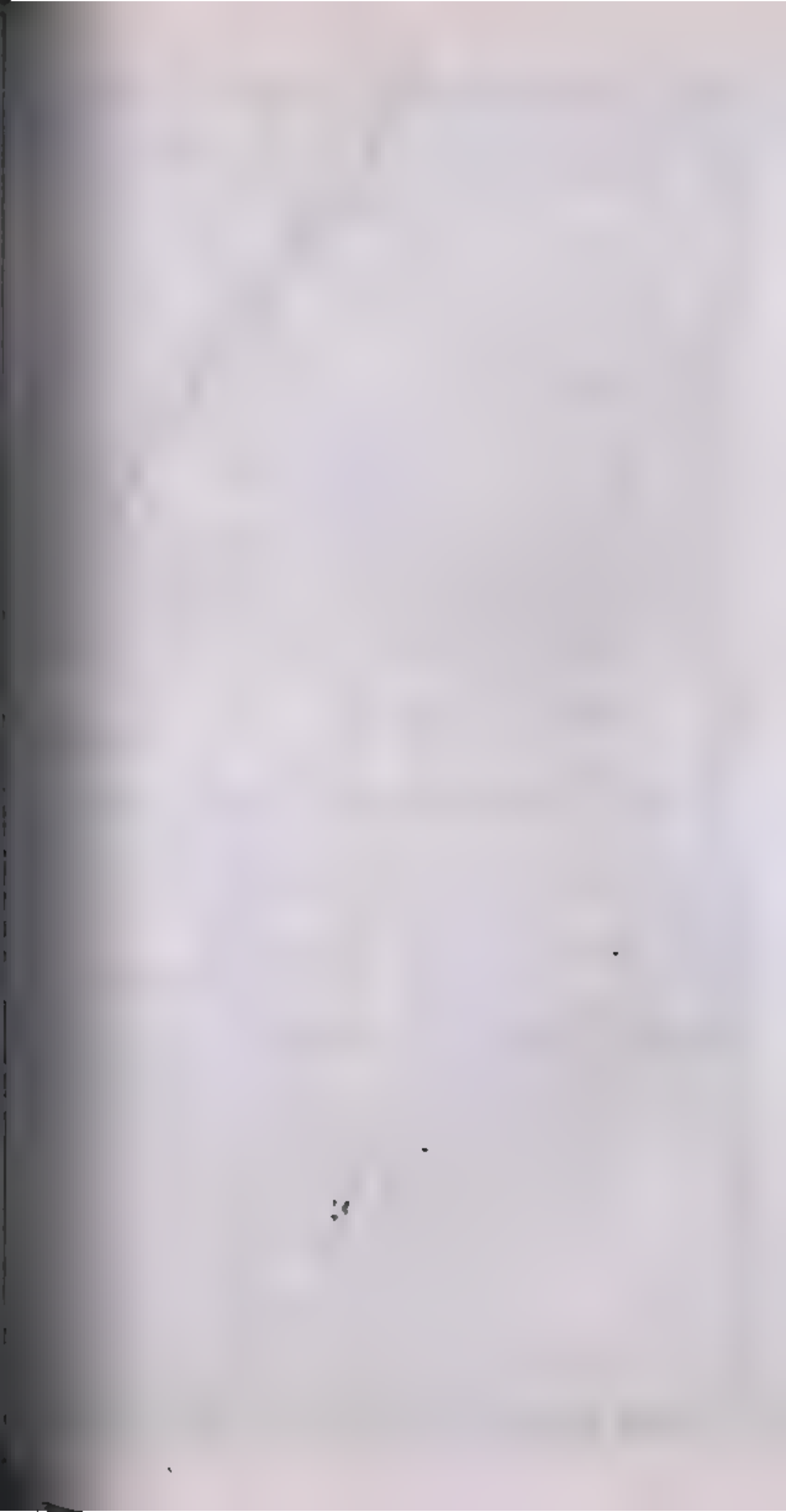
ظہار مکاتیب مفتی ربیعوی متعلق غیر ترشح فیضین یدانہ او مہابہ و تسطیر واقعات شہد یدو مسموعہ بارسانید معتبرہ

الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

سمین ان مہویات ہزلیات باطلہ اور افتراءات و بھتانہای کا ذکر جواب یا گیا ہر جنگی بندش مفتی صاحب
ن زبان یاقام سے ہوئی اور علماء ربانیت کے ان اقوال کی توضیح کی گئی ہر جہم کا کچھانٹ کو کھسام بحرین
و تمہید وغیرہا رسائل کو کلمات کفر و محسیت سے بہرا گیا ہے

انجمن ارشاد مسلمین

فاشر! ۱: ۶ بی۔ شاداب کالونی : حمید نظامی روڈ لاہور



مرجوم المدنیین علی رؤس الشیالین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سراسر خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
 بعد:۔ جملہ اہل اسلام ہند کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں
 صاحب مجدد التکفیر بریلوی کی شان میں جو الفاظ علماء حرمین شریفین نے قبل از واقفیت
 وچار روز کی ملاقات میں کہے تھے اور حسب اخلاق کوہمانہ ان کی چند مبالغہ اپنی اپنی تقاریظ
 کی تحریر کی تھیں یا اشارہ و کنایہ خطبوں میں انکو مانگے جعلی مخالفوں کو کچھ لکھا تھا ان مہصل مجموعہ
 تشبیہ میں کر کے عوام کو دکھلایا گیا کہ مجدد تضلیل اہل حرمین کے نزدیک اس علی درجہ کے بزرگان دین
 میں سے ہیں اور نہایت لاف و کزاف ان کی تعریف میں مارے گئے تاکہ تحصیل لقمہ چرب و شہرت
 کس انسان کو قوت ہو مگر مقصود ہاتھ آوے، مگر جو کچھ وقائع وہاں پر اس کے خلاف یا انکی شان کی
 دانت کے ہوئے تھے ان کو بالکل پوشیدہ رکھا گیا۔ اس لئے ہم نے مناسب جانا کہ اپنے رسالہ
 شہاب الثاقب کے ابتداء میں چند اوراق ایسے بھی لاحق کر دیں جن سے اعلیٰ حضرت مجدد التضلیل
 کی حالت کا اندازہ ہر فرد بشر کو معلوم ہو جائے جو کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک انکی ہے اور وہ
 قدر کمال ان کی ہر شخص پر ہویدا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواص اور مقدس علماء مدینہ
 مدینہ پر ظاہر ہوئی اور یہ اوراق بمنزلہ طوق گردن مجدد صاحب ہو جاویں اور عوام و خواص پر انکا
 دھوکہ دینا ظاہر ہو جاوے میں نے اس رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب میں نقل کر دیا
 ہے کہ جناب مجدد التکفیر صاحب سے جب اخیر ملاقات مولانا السید احمد بریلوی مفتی الشافعیہ دست
 کاظم کی ہوئی اور وہاں مجدد صاحب نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور اس پر تقریظ و تصدیق
 فرمائی۔ چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لئے انھوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی اور مجدد
 کے دلائل کا رد کیا اور دیر تک گفتگو رہی اس مجلس میں اور بھی علماء شریک تھے اس بحث
 و گفتگو میں ان حضرات پر بریلوی صاحب کی پوری قلعی کھل گئی اور ان کی طہیت و عقائد کا حال ان
 بہت صاف ہوید ہو گیا۔ چنانچہ مفتی صاحب دام فضلہ نے حسام الحسنین پر جو تقریظ

لکھی تھی اس پر سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت و سست انکو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ ماحسوزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی اور فرمایا کہ چونکہ میں نے اپنی تقریظ میں شرط لگا دی ہے اس لئے تم کو میری تحریر پر گز نفع نہ دیو گی۔ اس مجلس کے بعد جملہ علماء مدینہ طیبہ ان کی حالت سے بخوبی واقف ہو گئے تھے۔ مگر مجدد صاحب نے جب دیکھا کہ سماں بگڑ گیا تو وہاں سے جلد چلے گئے کاش اہل مکہ شرفیاء اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ان کے حالات سے مطلع ہو جاتے جیسے کہ وہاں کے خواص علماء اور علماء مدینہ منورہ مطلع ہو گئے تھے۔ اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جنکو علماء مدینہ منورہ نے رسالہ نایہ الماموں میں مجدد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کئے ہیں جن سے انکی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علماء حرمین شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ علمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں مجدد صاحب کی مستحق نہیں اور نہ انکو مایہ افکار ہو سکتے ہیں جناب مفتی صاحب کی شان میں مجدد صاحب یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ حاز علوم نقلیہ فائز فنون عقلیہ جامع بین شرف النسب والحسب وراث العلم والمجد با عن اب الحنفی الامامی مولانا السید شریف احمد البرزنجی نعمت فیوضہ کل ردی وزنجی اب خیال فرمائیے کہ جن کی نسبت مجدد صاحب بریلوی ایسے ایسے تعریف کے کلمات فرما رہے ہیں اور ان کی تقریظ کو الکلم العلیہ سے یاد کرتے ہیں۔ وہ خود ہی ان کے رد میں رسالہ لکھتے ہیں اور الفاظ ذیل انکی شان میں کہتے ہیں صفوہ سطرہ ملاحظہ ہو۔

ثم بعد ذلك وشرالى المدینة المنورة سراج

من علماء المدینة مدنی احمد رضا خان

یہاں پر ملاحظہ کیجئے کہ لفظ علامہ ہی نہ خیر ہے نہ دقیق نہ محقق و امام ہے نہ رئیس وغیرہ وغیرہ حالانکہ

یہ الفاظ تقریظ میں لکھے گئے تھے حتیٰ کہ لفظ مولوی وغیرہ بھی استعمال نہ کیا اور نام کو مجدد بریلوی کے اسناد

ذکر کیا جیسا کہ ایک عامی شخص کو ذکر کرتے ہیں الفاظ تعظیمیہ دعا سے بالکل خالی کر دیا اسی صفوہ سطرہ میں فرماتے ہیں

ثم بعد ذلك اطلعنى احمد رضا

خان المذکور على رسالة له

دیکھئے یہاں پر کس طرح عوام کے اسماء کی طرح میاں خاں صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر

یہ انھیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رہتے جو کہ اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ

کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے۔ صفوہ سطرہ اقل میں فرماتے ہیں۔

یعنی پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں ایک شخص ہندوستان کے

مہمے آیا جو کہ پکارا جاتا تھا احمد رضا خان

یہاں پر ملاحظہ کیجئے کہ لفظ علامہ ہی نہ خیر ہے نہ دقیق نہ محقق و امام ہے نہ رئیس وغیرہ وغیرہ حالانکہ

یہ الفاظ تقریظ میں لکھے گئے تھے حتیٰ کہ لفظ مولوی وغیرہ بھی استعمال نہ کیا اور نام کو مجدد بریلوی کے اسناد

ذکر کیا جیسا کہ ایک عامی شخص کو ذکر کرتے ہیں الفاظ تعظیمیہ دعا سے بالکل خالی کر دیا اسی صفوہ سطرہ میں فرماتے ہیں

ثم بعد ذلك اطلعنى احمد رضا

خان المذکور على رسالة له

دیکھئے یہاں پر کس طرح عوام کے اسماء کی طرح میاں خاں صاحب کا نام لیا جا رہا ہے اگر

یہ انھیں فضائل کے ساتھ موصوف باقی رہتے جو کہ اولاً علماء حرمین شریفین کو خیال ہوا تھا تو کچھ نہ

کچھ ضرور الفاظ تعظیمی استعمال کئے جاتے۔ صفوہ سطرہ اقل میں فرماتے ہیں۔

ولم یصل محصورا بالغیر لا تعالیٰ احد
من ائمة الدین فلم یرجم عن ذلک
واصر وماندا۔

یعنی درہ کہاں سلوات غیر منکر کے حامل ہونیکو غیر خدا
تھانے کے لئے کسی نے بھی دین کے اماموں میں سے نہیں
دعوت نہ کیا احمد خان نے اس سے اور امر کیا اور خدا کیا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دجال بریلوی تمام علماء دین و
مذہب شرع متبع کا مخالف ہے اور باوجود اس کے حق کو قبول نہیں کرتا اور اپنے خیال باطل پر اصرار کرتا رہی
اور معاندین حق میں سے ہے حضرات ذمہ فرمادیں کہ یہ الفاظ مجسہد بریلوی کی کس شان اور کس
مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اکی مفسر اس میں فرماتے ہیں۔

ولما کان دعه هذا غلطاً وجرواً علی
تفسیر کتاب اللہ بغیر دلیل احببت
الآن ان اجمع کلاماً مختصراً۔

یعنی اور جبکہ اس شخص کا قول یا حمان غلط تھا اور جرات
تھی کتاب اللہ کی تفسیر پر دلیل تو دوست رکھا میں نے
اس کو جمع کروں ایک مختصر کلام کو

اس سے ظاہر ہو گیا کہ مجسہد بریلوی کی تحریرات و عقائد از قبیل گمان ہیں اور وہ بھی بالکل غلط اور
مع اس کے یہ شخص کتاب اللہ یعنی قرآن کی تفسیر پر بری کا سبب دلیل تفسیر کرنے کو تیار ہو جائے حالانکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من فسروا القرآن براءۃ فقد کفر یعنی جس نے قرآن کی تفسیر
اپنی رائے سے کی تو کافر ہو گیا۔ دوسری روایت ہے کہ فلیتبوا مقعداً من النار یعنی چاہیے کہ تم کھانا بنائیوے
پناہ دوزخ میں۔ مگر دجال بریلوی کو اس کی کیا پروا۔

ای مفسر اس میں فرماتے ہیں فیہ بطلان استدلال علی مدعا یعنی ہمارے رسالہ میں بیان
ہے اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ اس نے اپنے دعویٰ کے لئے قائم کیا ہے اس سے ظاہر
ہو گیا کہ اس دجال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں اور یہ اہل بطلان میں سے ہے اسی مفسر
میں فرماتے ہیں مبیناً نقضاً و عدم حقیقتاً من وجوہ عدیدہ یعنی بیان کرنے والا ہوں میں اس
رسالہ میں اس کی دلیل کے ٹوٹنے کو اور ان کے نتیجے ہونے کو بہت سی وجوہ سے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کے نزدیک مجدد بریلوی کے دلائل منقوض اور غیر محکم ہیں۔
مفسر ۵ سطرہ میں فرماتے ہیں و بما تقر انهم لا یلزم بطلان ما ادعایہ یعنی اور یہ سبب
اس کے کہ ثابت ہو اظہار ہو گیا تجھ پر بلا شک باطل ہونا اس کے دعوے کا۔

ای مفسر ۱۰ میں فرماتے ہیں وان یجزم علی الابیۃ المذکورۃ یعنی اس نے مجرم کیا ہے آیۃ
مذکورہ پر واضح ہو کہ مجرم لغت عرب میں اس کو کہتے ہیں کہ بے علم اور بلا سوچے بگے آیت قرآنی کی

تفسیر کرتے بیٹھ گئے اور اسی صفحہ سطر ۱۳ میں بد بیان کرنے اس امر کے کہ مجدد العالین کی تفسیر
قول امام ماتریدی تفسیر بالرائے ہے فرماتے ہیں واضحا قلنا انه مصداق ذلك لانه قطع بدوی
الایة المکرمة علی مدعا بلا دلیل قطعی بل بضد ما دللت علیہ الادلة القطعیة اور جس
تیسٹ کریم نے کہا رجال بریلوی مصداق تفسیر بالرائے کا ہے اس لئے کہ اس نے یقین کیا کہ آیت
اس کے مدعا پر دلالت کرتی ہے بغیر کسی دلیل یقینی کے بلکہ اس کے خلاف پر عمل نہ
دلالت کرتی ہیں، دیکھئے اس جگہ صاف طور سے علماء مدینہ منورہ نے رجال المجددین
رائے سے تفسیر کرنے والا اور مستحق روزخ و نار قرار دیا ہے

صفحہ ۱۸ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں۔ بطل دعوی المذکور فی الدلالة القطعیة علی مدعا
ہیں باطل ہو گیا دعویٰ مذکور الصدر شخص یعنی احمد رضا خان کا دربارہ دلالت قطعیہ کے اس
دعویٰ پر۔

صفحہ ۱۸ سطر ۹ میں فرماتے ہیں دامہ استند فی ذلك الی الایة المسابقة والی ما ذکر
من اشبه الضميمة وقد اجبت من جیم ذات امر اس نے یعنی احمد رضا خان نے سند پکڑی
مٹنے میں آیت سابقہ سے اور ان ضعیف شبہوں سے کہ ذکر کیا ہم نے ان کو اور ہم نے سب کا جو
اس سے معلوم ہو گیا کہ علماء مدینہ منورہ کے نزدیک دلائل بریلویہ ضعیف ضعیفہ ہیں
صفحہ ۱۸ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ حج جواب اس کا یہ ہے کہ تفسیر کر
کی طرف میں کو بریلوی نے ذکر کیا میں میں طرک و تہ
کے حوالہ ذکر کی گئی ہیں کتب قطب اور ان کتب طرک
غیر بریلوی ہیں قطب کے ساتھ ہیں وہ قطب
فہما حج بھی ہوں لیکن وہ تہ قیقات قطب میں سے
کو طوائف شرع شریعہ اور اصحاب مقلدین
اور سنت کے بجائے میں اعتبار نہیں کرتے اس کے
اعتبار کرنا چاہیہ ہے کہ اب وہ سنت کے ساتھ کر کے
سانی سے بلا ضرورت خارج کر دینے کی طرف
جو کہ واضح ہیں بہت سے موضوعوں میں ام

قلت الجواب المہم من ذلك ان تقسیم
المعلم الى معاد کر فی معنی تقسیمات العلم
المذکور سابقا فی کتب الطائفة و علم الکلام
المخطوطات بحافی وان كانت علیہ فی تفسیرها
الکلیات من التدریقات الفلسفیه السنی
لا یعتبر حالها و التدریج و اسر یا اب العقول
المسلکة فی کتب الکتب و المسئلة
لان اعتبارها ہادی فی اخراج معاد
الکتب و المسئلة من لوازم ہما
الواضحة فی مواضع کثیرة بلا ضرورت

دائية الى ذلك ولا نعلم هذا الباب
 يعمي عدم الوقوف بكثير من النصوص
 لظاهرها الواضحة الدلالة وفي
 ذلك ايقل للمسلمين في حجة
 عظيمة وحل لعري الدين الوثيقة
 ولا يخفى ما في ذلك من الفساد العظيم
 لكل ما ادعى الى ذلك باطل ممنوع شرعاً
 ومرحاناً.

لے اس دروازہ کا کھولنا تھا کہ اس کے دروازے
 نہ کیا جاوے بہت سی نعوص ظاہرہ کا جن کی
 وہاں داغ ہیں اور اس میں واقع کرتا ہے مسلمانوں کی
 بہت بڑی حیرت میں اور کھول ڈالنا ہے دین کی مضبوط
 رسیوں کو اور نہیں پرشیدہ ہے جو کچھ اس میں ہے
 بہت بڑے ناز سے اور جو چیز اس تک پہنچا نے
 والی ہو وہ بطل ہے نحو اسے اذروے شرع
 اور برہان کے۔

پس جواب بریلوی کا اس طریقہ پر باطل ہے۔ اب آپ اس عبارت میں غور فرمادیں کہ کیسی
 وقت مجدد بریلوی کی اور اس کی دیانت و دینداری اور اس کے علوم کی علامت مدینہ منورہ کے نزدیک
 ہے اور کیا وہ ان باتوں کے مرتکب کو قابل تحسین خیال کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہ عبارت بخوبی دلالت کرتی ہے کہ
 وہ اس شخص کو اعلیٰ درجہ کا دجال اور خرب دین کہہ رہے ہیں کہ اس کے افعال مسلمانوں کو حیرت میں
 ڈالنے والے اور دین کی مضبوط رسیوں کو کھول ڈالنے والے اور فساد عظیم برپا کرنے والے باطل ہیں۔

صفحہ ۱۹ سطر ۱ میں فرماتے ہیں میں نے ان تفسیر کا امداد کو در من تفسیر المردود دیکھا ہم بیان
 کرتے ہیں تیرے لئے یہ امر کہ تفسیر بریلوی کی جو کہ ذکر کی گئی مردود تفسیر میں سے ہے۔
 صفحہ ۱۹ سطر ۱ سے لیکر صفحہ ۲۰ سطر ۳۳ تک شروط مفسر کی تحریر فرما کر کہتے ہیں دانی ذلک امداد کو در
 ما تفسیر تفسیر لا یتہ الکرمۃ بما اذاعا من العموم مردود یعنی اور کہا یہاں بریلوی مذکور الصد
 میں موجود ہیں یعنی یہ شروط مفسر ہونے کی نہیں پائی جاتیں پس ظاہر ہو گیا کہ اس کا تفسیر کرنا آئیہ کریمہ
 کا بایں دعویٰ عموم مردود ہے۔

کہا رسالہ مذکورہ میں یہ قول اس کے من التفسیر المردود
 کے سبب اس وجہ کے ذکر کرتا ہوں اس کا وہ یہ ہے کہ
 انہوں نے شرط لگائی ہے کہ کتاب آخر کی تفسیر کرنے
 والے کے لئے جائز ہو پندہ علوم کو۔ ایک ان میں سے
 فتنہ ہے۔ اس واسطے کہ اسی کے ساتھ پہچانی
 جاتی ہے شرع مفردات الفاظ کی اور مدلولات

قال في الرسالة المذكورة بعد قوله من
 تفسير المردود لما نذكر كما وهو ان ائمة
 الدين قد شرطوا في المفسر الكتاب
 خمساً ان يكون جامعاً لعلوم خمسة
 من احوالها اللغة لا نعلمها
 يعرف شروح مفردات الالفاظ

و مدد تو تھا بحسب اوضاع قال مجاہد لا
 یحل لاحد یؤمن بالله والیوم
 الآخر ان یتکلم فی کتاب اللہ اذ لم
 ینکح ما لم یبلغات العرب الثانی النحر
 لان المصنوع یتغیر و یختلف باختلاف
 الارباب فلا بد من اعتبار الثالث
 التصریف لا بد تعرف الا بنیہ و
 الصیغ الرابع الاشتقاق لان
 الاسم اذا کان اشتقاقہ من
 مادتين مختلفین مختلف باختلاف معنی
 الخامس والسادس والسادس
 المعانی والبیان والبديع لانه يعرف
 بالاول خواص تراکیب الکلام
 من جهت افادتها المعنی وباللثانی
 خواصها من حیث اختلافها بحسب
 وضوح الدلالة و خفاؤها وباللثالث
 وجوه تحسین الکلام و هذا
 العلوم الثلاثة هی علوم البلاغة و
 هی من اعظم ارکان المفسر لانه
 لا بد له من مراعات ما يقتضیه الاعجاز
 و انما یدرک بمعرفة العلوم قال السکاکی
 اعلم ان شان الاعجاز غیب یدرک
 ولا یمکن وصفه کاستقامۃ الوزن
 و تدبر و لا یمکن وصفها و کمالا حۃ
 ولا طریق الی تحصیلہ لغیر ذوی

ان کے باعتبار وضع کے فرمایا جاہد نے کہ حلال نہیں
 کسی شخص کو جو اللہ اور یوم آخرت ایمان رکھتا ہو یہ کہ
 کلام کرے کتاب اللہ میں جب کہ نہ جاتے وہ
 ذات عرب کا، دوسرا علم نحو ہے اس واسطے
 کہ معنی بدلتے اور مختلف ہوتے ہیں اس کے ایک اصول
 سے ہیں مرد ہے اس کا اعتبار کرتا، تیسرا علم
 صرف ہے اس واسطے کہ اسی سے معلوم ہوتی ہیں بنائیں
 اور صیغہ جو قاطع اشتقاق ہے اس واسطے کہ
 اسم یک ہوا اشتقاق اس کا دو مختلف مادوں سے
 تو مختلف ہو جاتا ہے ان دونوں کے اختلاف سے
 پانچواں چنانچہ ساقی علم معانی اور بیان اور بدیع
 میں اس واسطے کہ معلوم ہوتی ہیں اول سے خاصیت
 تراکیب کلام کی، جہت فائدہ دینے ان کے
 سے معنی کو، اور ثانی یعنی علم بیان سے خواص ترکیبوں
 کے معلوم ہوتے ہیں بحیثیت اختلاف تراکیب
 کے از روئے وضوح دلالت اور اخفا کے اور
 ثالث یعنی بدیع سے تحسین کلام کی وجوہ معلوم ہوتی
 ہیں اور سی یعنی علم بلاغت کے ہیں اور یہ بڑے رکوز
 سے ہیں مفسر کے لئے اس لئے کہ
 ضروری ہے مفسر کو رعایت کرنا اس چیز کا جس کو
 اجاز قرآن معنی ہو، کہا سکا کی نے کہ شان اعجاز کی
 غیب ہے، کج جاتی ہے، اور بیان اس کا ممکن نہیں
 جیسے دل کی استقامت کر لیں کج جاتی ہے اور
 ممکن نہیں ہوتا وصف اس کا، یا جیسے راحت شکل کی
 اور نہیں ہے طریق تحصیل علم اعجاز کا ذوق

الفطرة السليمة اولا القرن على علمي المعارف
والبيان اثنا من علم القراءة لان به يعرف كيفية
لنطق بالقرآن وبالقراءات يترجم بعض
او حولا المحتملة على بعض . اما سمع
اصول الدين لمسا في التفسير ان من
الآيات الدالة بظن هررها
على ما يجوز على الله تعالى فالاصولي
يؤيد ذلك ويستدل على ما يستحيل
وما يجب وما يجوز . العاشر
اصول الفقه اذ به يعرف وجه
الاستدلال على الاحكام
والاستنباط الحادي عشر اسباب
النزول والقصص اذ بسبب النزول
يعرف معنى الآية المنزلة بحسب
ما اوردت فيه الثاني عشر الناسخ
والمنسوخ ليعلم المحكم من غير الاثالث
عشر الفقه . الرابع عشر الاحاديث
المبينة لتفسير الجمل والمبهم الخامس
عشر علم الموهبة وهو علم يورثه الله
تعالى لمن عمل بما علم واليه الاشارة
بحديث من عمل بما علم ورثه الله
تعالى علمه لا يعلم قال ابن ابي الدنيا
واعلم القرآن وليتنبط منه
بحر . لا ساحل له قال
فقد هذه العلوم التي هي كالالة للمفسر

سليم والوں کے حواگر تہارت علم معانی اور بیان کی
آکھواں علم قرات ہے اس لئے کہ علم قرات سے کیفیت
تلفظ قرآن کی معلوم ہوتی ہے اور ساتھ قراتوں کے
راج ہوتی ہیں . بعض وجوہ ممکنہ بعض پر . نواں علم
اصول دین یعنی علم عقائد اس واسطے کہ قرآن
میں بعض وہ آیتیں ہیں کہ دلائل کرتی ہیں اپنے ظاہر
سے ان چیزوں پر کہ جائز نہیں انکارنے کے بارہ
میں پس امری تاویل کرے گا اس کی اور دلیل
دے گا اس چیز پر جو محال ہو اور اس چیز پر جو واجب
یا جائز ہو . دسواں علم اصول فقہ ہے اس لئے کہ
اس کے ہونے ہونے پھیلنے کا اس استدلال کی احکام
پر اور استنباط ان کا گیارہواں علم اسباب نزول
و قصص کیونکہ سبب نزول کے پچانے کا معنی آیت
آیت نزول کے باعتبار اس امر کے کہ نازل ہوئی ہے
اس میں بار ہوں علم ناسخ و منسوخ سے تاکہ جانے
عسکرم کو غیر حکم سے . تیرہواں علم فقہ ہے .
چودہواں علم احادیث جو مجمل اور مبہم کو بیان کرتی
ہے پندرہواں علم طوائف اور وہ ایک علم ہے کہ
عطا کرتا ہے اس کو انفقائے واسطے اس کے
عمل کرے علم پر واسطے حدیث میں عمل بما علم الخ
کے معنی جو کوئی عمل کرے علم پر تو عطا کرتا ہے انفقائی
اس کو علم اس چیز کا کہ نہ جانتا تھا اے . کہا
ابن ابی الدنیا نے علوم قرآن کے اور وہ استنباط
کئے جاتے ہیں اس سے ایک دریا ہے کہ احکام
ناید ہے کہا کہ یہ علم جو کہ بمنزاد آد کے ہیں مفسر

لا يكون مفسراً الا بتفصيلها فمن فسر
بدونها كان مفسراً بالرائي المثلث عنده
وانما فسر مع حصولها لم يكن مفسراً بالرائي
المثلث عنده.

قال والصحابة والتابعون
كان عندهم علوم اعلم بيه بالعلم
لا يبالا ككتاب واستفادوا العلوم
الاخرى من النبي صلى الله عليه وسلم اتقوا
من الاتقان في النوع الثامن والسبعين
مختصاً ومن العلوم ان المراد بالاشتراط
هذه العلوم في المفسران يكون ذا ملكة
سماحة في كل واحد معاً حتى يكون
فكره تصرف وجمال سديد في قواعد يكون
تفسيره مقبولاً واتى ذلك المذکور فالتفهم من
تفسيره لا ياتي الكريمة بما ادعاه من العلوم مردود

کے لئے مفسر نہیں ہو سکتا مگر ان کے حاصل کرنے سے
پس جس نے تفسیر کا مدون ان علوم کے توہم کو دور
کرنے والا ساتھ رائے کے جو کہ منوع ہے
جو تفسیر کرے ان کے حاصل ہوتے ہوئے اور
بالرائے نہ ہو گا۔ کہا کہ صحابہ اور تابعین نے
ان کے ہاں علوم عربیت ساتھ سلیقہ اور
طبع کے ساتھ کسب کے اور حاصل کیا مفسر
کو تو حضرت علیؓ اضر علیہ وسلم سے اور یہ بات
ہے کہ مراد ساتھ اشتراط ان علوم کے یہ
مفسر صاحب فکر و لگاؤ کا ہو ہر ایک میں ان علوم
سے تاکہ جو اس کی فکر کو تصرف اور کچھ نہ
ان کے قواعد میں پس جوگی تفسیر اس کی جائے
اور کہاں حاصل ہے یہ بات نفس مذکور کو پس واضح ہے
کہ تفسیر اس کی آیت کریمہ کے مطلق ساتھ اس علوم کے
جو اس کا دعویٰ ہے مردود ہے۔

اس قول سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جن لوگوں نے تقریظات حسام الحرمین میں مجدد بریلوی
کی تعریفیں کیں ہیں وہ سب قبل از تحقیق میں قابل اعتبار نہیں اس میں تو تفسیر کرنے کی شرط ہرگز موج
نہیں پس امام اور مجدد دین کیونکر ہو سکتا ہے اس کی تفسیر میں ہی مردود میں صفحہ ۲۱ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں
قلت قوله صلى الله عليه وسلم سبحان الله خمس لا يعلمهن الا هو رددت حوريج على من يزعم من العوام ان
کہتا ہوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ سبحان اللہ پانچ چیزیں ہیں جن کو سوائے اللہ کے
اور کوئی نہیں جانتا یہ ”رد مزح“ سبحان لوگوں پر کہ گمان کرتے ہیں خالی لوگوں میں سے الخ
اس میں بریلوی کو خالی لوگوں میں سے فرمایا یعنی وہ لوگ کہ حد و شرع سے تجاوز کئے ہوں۔

دو ترجمہ: خالی لوگوں میں سے کہ تحقیق میں
صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری روایت میں
کہ نہیں ہے مسئلہ غبار زیادہ جاننے والا اس میں

لله تفة خلد من الغلاة ان معنى قوله صلى الله
عليه وسلم في الرواية الاخيرة ما
المشعول عنها بما علم من المسائل ان

وجیر من متساویان فی العلم بها
ثم ذکر عن الامام احمد حدیث
من سر رجل من بنی عامر فی هذا الفی و
فی آخره ان الرجل المذکور فان لینی
علی الله علیه وسلم فعل بنی من العلم
ثم لا تعلمه قال قد ظنی الله عز وجل
حیوان من العلم مالا یعلمه الا الله
مر وعل الخفس ان الله عند علم
الساعة ویزل الفیث ویعلم ما فی
الاسرار الایة قال وهذا اسناد
قال وقال ابن حجر من جملة من جملة
رجل من اهل البادية فقال ان امرأتی
جلی مقی تلک وبلادنا حدیث
فاخبرنی مقی به یزل الفیث وقد
طست منی ولدت اموت فا نزل
الله تعالی ان الله عند علم الساعة
انی قوله طیمر نجیر

ونقل الکلام الطویل لکن هذا القدر
یکفی للمراد

تحقیق نبی کریم اور جبریل علیہما الصلوٰۃ والسلام پر
میں دونوں علم میں قیامت کے پھر ذکر کی امام احمد
سے ایک حدیث اسی معنی میں قبیلہ بنی عامر کے ایک
آدمی سے اس واسطے کے آخر میں یہ ہے کہ اس شخص مذکور نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا کوئی ایسا علم ایسی
رہ گیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے نہ سنا یا کہ اللہ تعالیٰ
نے جو کوئی کثیر کی تعلیم فرمائی ہے لکھ لیا ہے علم ایسے میں
کہیں کو سوائے خدا کے نہ کسی اور کو نہیں جانتا
ہے اور یہ میں نے اپنے خدا کا علم اس واسطے الخ
اور کہا کہ یہ اسناد صحیح ہے اور کہا کہ معایت کی ایسی
فحش نے ہمارے کہہ کر ایک شخص چل کے رہنے مانوس
اور کہا کہ میری حدیث عالم ہے کب سے مچی اور
ہمارے غیر قطار نہ میں آپ خبر دیکھ کر کب بارش برسی
اور آپ کو میری پیدائش کا وقت تو معلوم ہے یہ بتائی
کہ کب مرے گا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
ازل فرمائی کہ اشرار نے کے پاس قیامت کا علم
ہے وغیرہ

کلا یہاں نقل کیا ہے مگر مقصد کے لئے اسی قدر
کافی ہے

صفحہ ۲۸ و ۲۹ میں ایک طویل عبارت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل فرمائی ہے جس میں رد کیا
سے ان لوگوں پر جو مسئلہ علم نبوی میں حضرت مجدد ربیوری کے ہم خیال و ہم عقیدہ ہیں

سائلہ فکذا او قد نقل العلامة ملا علی قاری فی موضوعاتہ والجلالی وابن عزم من من الحفاظ
جلال الدین السیوطی مانصہ والعبادۃ لملا علی قال قلت تحقیق هذا الحدیث
قد تصدی الجلال السیوطی فی رسالۃ سماها الکشف من مجاوزة هذا الامت
لائف وحاصله انه يستفاد من الحدیث اثبات قرب العیمة ومن

الآیات فی تعیین ثلاث الساعة فلا منافاة وزیدتم انه لا یجوز عن الخمس
بعد الف ۱۰ اور اس عبارت کو ملا علی قاری اور غلبہ فی اور ابن غریس رحمہم اللہ تقاضے اپنی
تصانیف میں استدلال نقل فرما رہے ہیں چونکہ جناب مطیٰ خافیہ نے اس عبارت کو خصوصاً
بریلوی کے رد میں لکھا ہے اس لئے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ سب مجدد صاحب پر مبنی
آتے ہیں اور قصد مؤلف کا بھی اس عبارت سے رد ان کے ہی استدلال کا ہے مطیٰ خافیہ ہم سطر ثانی
میں فرماتے ہیں قال وقد جاهد بالكذب بعض من يدعی فی زماننا العلم وهو متشبع بما لم یعلم
اللہ جلّٰہ علیہ وسلم کان یعلم مثنی لقوم انت فیہما فقد قال فی حدیث جبرئیل ما المسئول عنہما بائع
المسائل کہ علم کھلا جھوٹ بولا بعض ان لوگوں نے کہ دعویٰ علم کرتے تھے حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہے
سیرابی ظاہر کرے اس چیز کے ساتھ جو اس کو دی نہیں گئی ہے اس لئے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی سطر ۲ میں فرماتے ہیں فخرہ من موضعہ وقال معہ ۱۰
وامت اطمعوا خدا من اطمع الحمد واقیم الحریف والنبی اعلم باللہ من ان یقول من کار دعاء
امریاً انا وامت تعلم الساعة ۱۰ پس تحریف کی اس نے اس کی جگہ سے الخ سطر ۳ میں فرماتے ہیں
الان یقول هذا الجاهل انہ کان یعرف انہ جبرئیل فر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو اللہ
فی قولہ والدی نفسی مید۱۰ ما جاء فی فی سورة الاعراف غیر هذه الصو۱۰ و فی اللفظ ال۱۰
ما شبہ علی غیر هذه المر۱۰ و فی اللفظ الاخر د۱۰ و امالی الاعراب فی فذہبوا فتمسوا
یجد واشیئاً وانما علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد مد۱۰ کما قال عمر لیث ملیا فقال
السلام یا عمر تدری من المسائل کہ یہ بہت بڑی جہالت سے ہے اور بہت بڑی تحریف ہے
سطر ۴ میں فرماتے ہیں مگر یہ کہجے یہ جاہل سطر ۴ میں فرماتے ہیں والمحرف یقول ملہ وقت السور
انہ جبرئیل ولم یخبر الصحابة مذنب لا بعد مد۱۰ ثم قرأ فی الحدیث ما المسئول
سما علم من المسائل یعم کل سائل ومسئول فکی سائل ومسئول عن الساعة فذہبوا
اور یہ تحریف کرنے والا کہتا ہے سطر ۵ میں فرماتے ہیں ولكن فقولاء الغلاة عندہم ان
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منطبق علی علم اللہ تقاضے سواء بسواء مکی ما یعلمہ اللہ تقاضے
رسولہ واللہ تقاضے یقول ومن حولکم من الاصلاب منا حقون ومن احد
المدينة مرد و امالی اتفاق لا تعلمہم و هذا فی برأ۱۰ ہی من او اخر م
من القرآن فذہبوا المناقون جیرانہ فی المدينة اتقی ۱۰ اور لیکن ان مرد کے

کرنے والوں کے نزدیک الخ سطر ۲۲ میں فرماتے ہیں ومن اعتقد تسوية علم الله ورسوله يكفر
 جماعاً كمالاً فيحفي قال ومن هذا حديث مقدما لشدة رضى الله عنها لما ارسل في طلبة قائما ردا
 لجلال اي ومما يؤيد ما تقدم به بطل قول القائل حديث عائشة فقد ذكر العباد بن كثير
 في تفسيره وهو من اكابر المحدثين قال البخاري حدثنا عبد الله بن يوسف اخبرنا مالك
 بن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره
 حتى اذا كنا بالبيداء وبذات الجيش انقطع عقد لي فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام
 يأسر معه وليسوا على ما به وليس معهم ماء فاتي الناس في ابى بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم
 وسلموا معه على الخذي قد ساء فقال جئت رسول الله والناس وليسوا على ماء وليس
 معهم ماء نقالت فعابن ابوبكر وقال ما شاء الله ان يقول وجعل ان يطعن بيده في
 حصى ولا ينعى من التمر ان كان مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على الخذي فقام عليه السلام
 حين اتم على غير ماء فانزل الله آية التيمم فقال سيد بن حصيرة في باول بركتكم يا ابا بكر
 قالت فبعثنا البعير الذي كنت عليه فوجدنا العقد تحته قال ومن هذا اي ومن هذا العير
 حديث تميم الملقم قال ما اراى نور كقوة لا يضرب سباً مكرهه نجاء شيئاً فقل اتم اعلم
 يا عمر دياكم سر والاسلم من عائشة وقد قال الله تعالى قل لا اقول لكم عندى خزائن
 الله ولا اعلم الغيب وقال ولو كنت اعلم الغيب لا مسكربت من الخير ولما جرى لا
 لموسى عائشة ما جرى وماها اهل الاولك لم يكن يعلم حقيقة الا مره حارة الوجوه
 الله تعالى يدبر الامور.

در جس شخص نے اعتقاد کیا برابری علم انہ اور رسول کا کفر کیا جائے گا۔ اجتماع الخ اور صفحہ ۲۹ سطر ۱۱ میں
 فرماتے ہیں وعند هؤلاء العلالة ان عليه الصوة والسلام كان يعلم الحال وانه غير هالوس
 واستشار الناس في فرائقها ودعابرة فساءلها وهو يعلم الحال وقال لهما ان كنت الممت
 بذي ب فاستغفرى الله وهو يعلم علماً يبعثاً انما لم يعلم بذنب ۱۷ اور نزدیک ان غالیوں یعنی صر
 شریعتے تجاوز کرنے والوں کے یہی الخ اور سطر ۲۴ میں فرماتے ہیں ولا سبب ان الحاصل
 هؤلاء على هذا القول اعتقادهم انه يكفر عنهم شيئاً نعم ويدخلهم الجنة وكلما غلوا كما
 اقرب اليه واخص به فهم اعصى الناس لامره واشد هم مخالفة لسنة وهؤلاء فيهم
 شبه ظاهريه النصارى غلوا في المسيح اعظم الغلو وخالفوا شريعته ودينه اعظم الخالفه و

المقصود ان هؤلاء یصدقون بالا حادیث المذنبۃ الصریحۃ ویخوفون الاحادیث الصغیرۃ
 وحذره ولی دینہ فی غیر من یقوم بہ الحق النبیۃ کہ شک نہیں اس امر میں کہ برا سمجھ کر نبی والا ان کو
 اس غلو اور تجاوز پر انکار اختیار کرے کہ یہ امر نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جملہ ماکانات اور مایکوں
 کا علم تفصیل تفصیل ثابت کرنا ان کی رائیوں کے واسطے کفارہ ہو جائے گا اور ان کو جنت میں داخل
 کر دے گا اور جس قدر اس امر میں وہ غلو کریں ہر مادیں زیادہ تر قریب رسول مقبول علیہ السلام سے اور
 حضور میں آپ کے ساتھ ہیں یہ لوگ زیادہ تر نافرمانی کرنا لے ہیں آپ کے امرا و حکم کی اور زیادہ تر خیر میں کی
 سنت کی مخالفت کرنے میں اور یہ لوگ انہیں مشابہت ظاہر یہ ہے نصاریٰ کی کہ انہوں نے غلو کیا ہے
 اسلام میں اور یہ کا غلو اور مخالفت کی انہوں نے ان کی شریعت اور دین کی بہت بڑی مخالفت اور نقد
 یہ ہے کہ یہ لوگ تصدیق کرتے ہیں مرتکب جھوٹی حدیثوں کی تحریف کرتے ہیں صحیح حدیثوں کی اور اثر کتاب
 دین کا دلی ہے پس کفر اگر ہے گا ان لوگوں کو جو حق نصیحت کا ادا کریں گے

اس تمام عبارت کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیے تاکہ پوری طرح قطعی ہمدرد بریلوی کی کھل جائے اور
 کی قدر و منزلت در بالا ہو جائے۔ صفحہ ۳۱۱ میں فرماتے ہیں واختارنا فی هذه الرسالة وفي
 القول الاول ما وافقنا من ادبنا من لاف الحق والصواب الذي ليس فيه شذو ولا
 دور اختیار کیا ہم نے اس رسالہ میں اور پہلے رسالہ میں قول اہل بیب اس کے واضح کر دیا ہم نے ان
 سے اس لئے کہ وہی حق ہے اور صواب کہ جس میں نہ شک ہے نہ ریب اس سے صاف طور سے معلوم ہو
 کہ قول بریلوی کا ضلال اور باطل ہے اور اس میں شک و ریب کے طرح محقق ہے مولانا الطبع عبدالقادر
 انشلی الطرا بلسی جن کو خطاب ہمدرد بریلوی صاحب اپنے رسالہ حسام الحسین میں ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں
 من فی العلم یقتدر وفي الدرس من قدر دور دو صد س جویقی من القادر والشیخ الفاضل
 القادر و یقین انشلی الطرا بلسی الحق بالمسجد الکریم النہوی منہ اللہ تعالیٰ من
 النہوی۔ وہ اپنی تقریظ میں ہمدرد صاحب کو کثایت و مراحتہ یہ کہہ رہے ہیں

صفحہ ۳۲۱ میں ملاحظہ ہو کہ فرمایا آپ نے نہ بڑھاؤ جھکو جیسا کہ بڑھا لیا ہے نصاریٰ نے ان کو
 علیہ السلام کو چونکہ حسب قاعدہ مسلمہ ہمدرد بریلوی اور حمید جو الفاظ خطبہ میں ہمارا کرتے ہیں وہاں اشارہ
 پر مرتکب دلائل کرتے ہیں اور بطریق براءت استعمال مدح مصنف اور اہل حق کی مقصود ہوتی ہے اور
 مذمت مخالف کی مطلوب ہوتی ہے جن کے اقوال پر دار و گیر کی جا رہی ہے اس قاعدہ کی بناء پر جس
 تصدیق ہمدرد بریلوی اپنی خرافات بھری کتاب کے صفحہ ۶۴ پر خود ذکر کیا ہے یہاں بھی مذمت ہمدرد بریلوی

یہ مضمون ہرگز نہیں وہ مثل نصاریٰ کے ہے حضور علیہ السلام کی حد سے زیادہ یعنی اوصاف ناری حروف
 سے مدح کر رہا ہے جیسے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ کیا۔

اس سطر ۱۲ میں فرماتے ہیں دسویں شریعت الباطلیہ اور تیسری انھوں نے شوکت اہل بطلان کو
 سے معلوم ہوا کہ بریلوی اہل بطلان میں سے ہے اس کی شوکت توڑنا چاہیے صفحہ ۲۳ سطر اول میں فرماتے
 ہیں ان الله عز وجل ملطانه قد اقصت حكمته اباحه ان يرضى لمصروفه الشريعة
 الباطية من صايد الرمان وكما ان العصف وانما فان من يلد دعائها ويشد دعائها
 بسبب ما غوا مثل الرداء والحصان وترحات النخى والظفائر ان الله عز وجل حكمت بابره
 في ما كياكم من كرساني شريعت مطهره كى نصرت كى واسطى سرداران زمانه اور پاداران فضل
 زمان سے اس شخص کو تہدید کر دے شریعت کے نشانوں کی اور مضبوط کرے اس کے ستون کو اور
 اور کرے ہی شریعت سے ہٹ کر کرنے والے جھوٹ اور بہتان کو اور باطل باتیں گمراہی اور طغیان
 اس بابت سے صاف طور سے واضح ہو گیا کہ تہذیب بریلوی کے عقائد و کلیات جھوٹ اور آخر
 اور گمراہی و طغیان میں اور وہ اصحاب اضلال میں سے ہے اس کا مخالف شخص زندہ کرنے والا دین
 اور مضبوط کرنے والا ستون ہائے شریعتین کا ہے اور سطر ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ ویس
 ان ملوہ الباحۃ لاحتہ المجاہدۃ اور یہاں بریلوی نے میدان مباحثہ میں خود بخود لڑ لکھا اس
 سے معلوم ہوا کہ احمد سبب اصحاب ان کے نزدیک مناظر بیک بیک ہے کہ خوف حق پر تھمتا جاتا ہوا
 ہے اور سطر ۲۴ میں مذکورہ میں فرماتے ہیں فی اسات دعاویہ ہوا حقہ البطلان و خواطرات اقاویہ
 حیلۃ البطلان۔ اپنے دعوؤں کے اثبات میں جن کا باطل ہونا واضح تھا اور اس کے اقوال میں جو
 نہیں خرافات تھے جن کی رہیں سافل اور کم درجہ کی تھیں اس سے بخوبی کیفیت اس کے اقوال اور
 ان کی معلوم ہو گئی۔

اور سطر ۲۵ میں اسی صفحہ مذکورہ میں فرماتے ہیں کہ جو معاملہ اعجاز بکمال الجود والحریم لمسلمہ
 سبحانہ واستیعال شافۃ اباطیلہ وترحاتہ۔ کہنگی کیا مفتی شافعی نے اپنے عزم کی تھوار کو
 باریک گوش و احتیاط سے واسطے بلا دینے اس کے تہذیب بریلوی کے شبہات کے ادھر کو اور واسطے
 سے زائل کر دینے کے اس کے اباطیل کے زخموں کو اس عبارت سے مرتب طور پر قدرو جزات
 تہذیب بریلوی کی معلوم ہوتی ہے۔

کہ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں فرہن فہما قادیلہ و دھن اباطیلہ یعنی نہیں کھوٹا کر دیا

یہ حق کے ساتھ جو کہ کھوپڑی توڑ ڈالے ہر اسے ضعیف کی، ہمیشہ رہتے ہیں وہ تبع اپنے دوسروں کے یقین کرنے والے ان چیزوں پر کہ اتنا کیا سہاں کا ان پر ان کے شیخ ابلیس الا بالسر یعنی سر داریا طین نے باوجود اس کے کہ اس کا معلم ابو مرہ یعنی ابلیس یقین نے نہیں یقین کیا کسی عقیدہ پر عقائد میں سے اور نہ تصدیق کی کسی چیز کی حقیقت کی ایک مرتبہ بھی تمام عمر میں۔

اس عبارت نے میان بریلوی جی کی پوری پوری قدر و منزلت اہل مدینہ کے نزدیک ہونیوالی ظاہر کر دی، ولایہ کہ بریلوی کی رائے نہایت ضعیف ہے، ثانیاً یہ کہ وہ اپنے رساں کا تبع ہے، ثالثاً یہ کہ وہ عقیدہ ال مورہ پر لے ہوئے ہے جسکو شیطان یقین نے اس کو سکھایا ہے، رابعاً یہ کہ استاد اور معلم اس کا شیطانوں کا سردار ہے خامساً یہ کہ مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ یہ طحا جزم کریتے ہیں ورگے ہوئے ہیں اور ابلیس کو تو یقین ہی نہیں ہے نہ حق کا نہ باطل کا اسی صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں ومن عرب مد طر علی ادلی لغام اندھی من بعض هؤلاء وھذا الامامة محمد بنی العربی قد رتب لطبیعة وتوہرت وہ حصا لھما الی الغامسة عجیب صارت تکلمہ بلسان منہ فیہ فقال لہ جبرئیل بکلام محکم یقال لہ الفہر ان المعجز وہی برھان علی حدث من حدیثیات مکروت علی تمادی لدھور و تعادل الارمنة والعصر و متلھا بما وقع بقرا طوجا لیسوس و یقوس و ادس یوس و غیرھما بان ہذا الھو الحق والحقی بالقول ۱۲ کہ عجائب و غرائب میں سے وہ امر ہے جو کہ سال گزشتہ میں میرے کان میں پڑا اس فرقہ کے بعض لوگوں سے وہ یہ گفتگو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت شریف نے ترقی فرمائی اور اس میں خواص طیبہ کامل اور پورے اس طرح ہو گئے کہ وہ طبیعت گفتگو کرنے لگی آپ سے اپنی زبان سے جس کو جبرئیل کہا جاتا ہے ایک ایسے کلام مضبوط سے جس کو قرآن مجید کہا جاتا ہے اور اپنی دلیل کو اس نے مبنی کیا ان امور ظنیہ پر کہ متکرر ہوتی ہیں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں اور مثال دی اس کی اس اس چیز سے کہ واقع ہوئی بقرا ط اور جالینوس اور ذی سقراط اور یقوس اور اور یوس وغیرہ کو اور یقین کیا اس پر کہا یہی حق ہے قابل قبول کے ۱۱۔

اس عبارت سے دیکھئے اور سمجھئے کہ علمائے مدینہ منورہ مجدد بریلوی کو کس فرقہ اور کس طائفہ میں داخل کر رہے ہیں اور جس کو وہ ایسے طائفہ میں داخل مانتے ہیں اس کے اقوال قابل اعتبار ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ صفحہ ۲۵ سطر ۱۰ میں فرماتے ہیں فلو لاء قوم حکموا العقل فقط ولا مستط ان تحکم العقل ضلال لان مقتضی ما متنازعہا احکام الوہم فالبة لہا مستطیلة علیہا مثالة

الداخل وحدی علی المیت کہ یہ لوگ ایسی قوم ہیں کہ حاکم بنایا، انھوں نے فقط عقل کو اور اس میں عقل نہیں کہ تعلیم عقل کی گمراہی اور ضلال ہے، اس لئے کہ منقضیات عقل کی منازعت کیا کرتے ہیں اور ہمارے غالب ہو جاتے ہیں اس پر جیسا کہ آدمی مردہ سے ڈرتا ہے (بوجہ غلبہ) وہاں کے، ملاحظہ ہو کہ علماء مدینہ کیسی تعریف مجدد بریلوی اور اس کی قوم کی کر رہے ہیں۔

آب اس کے بعد ملاحظہ کیجئے کہ صفحہ ۳۶ اور ۳۷ میں ترجمہ اکابر علماء مدینہ منورہ اور مدرسین حرم محترم نبوی خان صاحب بریلوی کی قدر و منزلت اور حقیقت کیا لہ کہ مختلف عنوانوں سے ظاہر فرماتے ہیں یہ وہی علماء ہیں کہ جن کی تصدیقیں حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہیں، اور بعض وہ ہیں کہ انہوں نے تصدیق حسام الحرمین کی نہ کی تھی، انہی حضرات کی تعریفوں پر مجدد بریلوی پھولے نہیں سماتے یہ نہیں جانتے تھے کہ جو کچھ ان حضرات نے ان کی تعریف میں لکھا تھا وہ قبل اس کے تھا کہ مجدد بریلوی کی حالت ان کو معلوم ہو۔ دیکھئے مولانا تاج الدین، الیاس صاحب مفتی، احناف، شیخ محمد سعید صاحب، شیخ لدلائل، سید عباس رضوان، شیخ عمر حمدان، شیخ محمد عمری، سید احمد جزائری، شیخ خلیل احمد حنبلی، یہ جملہ حضرات وہ ہیں جن کے بہت سے القاب و مدارج مجدد صاحب نے اپنے رسالے میں لکھا ہے اور ان کی تعریف اور مدارج پر فخر کرتے ہیں، یہ جملہ حضرات مع دیگر علماء کے ان الفاظ ذیل کو مجتہد صاحب کی شان میں فرماتے ہیں، جدا جدا عبارتوں کو بغور ملاحظہ فرمائیے۔

صفحہ ۳۶ سطر ۳ میں فرماتے ہیں فاقموا حلیۃ المسبوق فی قطع دارکلمی مناصل ۱۲ کہ داخل ہوئے علمائے دین میدان مسابقت میں تاکہ قطع کر دیوں اصل بہ غنی برابری کر خیرا لے کی، اس جگہ میں مجدد صاحب کو غنی من فضل قرار دیا ہے، کی صفحہ سطر ۴۴ میں فرماتے ہیں واستبصار منافیہ کل فہم ویاظن ۱۲ اور ولسطہ جڑ سے اکھاڑ دینے کے زخمیہاں ہر گمراہی اور باطل کے یہاں پر مجدد صاحب کو گمراہی اور باطل قرار دیا۔ اسی صفحہ سطر ۶۲ میں فرماتے ہیں وکشف بنور حجة زمان : مبطلین ۱۲، اور کھول دیں حجة بالغ سے گمراہیاں مبطلین کی یہاں پر مجدد بریلوی کو مبطلین میں سے اور ان کے دلائل کو ترہات یعنی بے اعتبار دیا ہے۔

اسی صفحہ سطر ۱۱ میں فرماتے ہیں وازہر ہدس بیاغنا فکشف حنا ومن المسک والاسماتیاب اور روشن ہو گیا اس رسالہ کا بدریان پس کھولیں اس نے ظلتیں شک دریا کی۔ اس سے معلوم ہوگا کہ مجدد بریلوی کا قول وخیال ظلتیں شک وارتیاب کی ظلمات میں۔

تنبیہ :- واضح ہو کہ جو کچھ علماء مدینہ منورہ زادہ لائبرٹ شرفاً وفضلاً نے خان صاحب بریلوی غفرلہ

فی مدین کی شان میں لکھا ہے یہ صرف ایسی گفتگو اور خیر مذاقات کا نتیجہ ہے جو کہ بریلوی صاحب کو
سید مدنی کے مکان پر مفتی برزنجی صاحب سے حاصل ہوئی کوئی مخالف مجدد صاحب کے احوال
کے فوٹو کو سیکر علماء مدینہ کے پاس نہ گیا تھا نہ انکی مصانیف و خیالات و مظالم بر اہل حق کو انکی
سامنے پیش کیا تھا جیسا کہ مجدد بریلوی نے اہل حق کی شان میں افتر پر دازی کر کے علمائے عربین
- یقین کی خدمت میں پیش کیا اگر ایسا معاملہ ان کے ساتھ کیا جاتا تو شاید اسفل السافلین اور مقام
سجین کے درے کہیں ان کا ٹھکانہ نہ ہوتا یہ انعام تو حضار بارگاہ نبوی اور مخصوصین حضرت
مصطفوی علیہ السلام سے ان کو بغیر تحریک مخالفین ملا ہے در انشاء اللہ تعالیٰ بروزی قیامت اور
برقت خاتمہ و دخول قبر نہایت اعلیٰ درجہ کا انعام ملے گا جو کہ درک اسفل میں جا گزیں کریگا
تقریر میں - لا رحمة الله تعالى في الدارين آمین والحمد لله رب العالمین
والصلاة والسلام علی حاتم البیہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین ۵

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو نہیں جس قوم کو برونے نشیمن تم ہو

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرم تم ہو پیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

ہوں کو نام جو قبروں کی تجارت کر کے

کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے ؟

علامہ اقبال مرحوم

(پیشکش داتا گنج بخش)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد المن سرتی سماء البحرین الشرفین بکوکب اسماء المنقین وحفظ من صر
تشیطان مارد لعین. لا یستعون. فی الملء الا علی ولقد فور من کل جانب دهوراً و
لهم عذاب واسباب الا من حفظ الحصص مکره وحره وانبغش شهاب ثاقب وشد
لمن مع الا ثمة الر سین حظا و فر من ورشة نوبة والمخلفات. المصطویة حو
ان تجل لكل منهم عد وانشیا طین لا نس وحن یوحی بعضهم لی بعض سرخوف النور
عرونا ولبسعون فی الاسر من فساداً شیع فاحسنة بین اومیین وتفریق عصا الرحمة
فیرداد وایسهم نفوساً کم عاقبتهم بجعل مر حر فانیهم ومغیر یا نهم سرهم فا وظهرهم
علی سر و س الا شهاده طهر اکید هم ومخرجاً کل واحد منهم عن سماء الرحمة مد
مدحوساً.

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ جَاءَ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ جَاءَ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
کره المتوکلون. وایات قاسمه الا عناق من اسرار ان یطفئ نور الله با فواحه
ویأبى الله ان یتیم نوراً و یوخط الفاسقون. وعلی الہ واصحابه الذیر
طهر والذین القویم عن ادناس الشیخ غیر میا ین بمن نا واهم من المعاندين و
بذ لوسیعهم فی اعز کلمة السنة و الجماعة عبر منقین الی مبتدعات اهل ال
هو اما سر قلین وعلی تابعهم با حسان واحدا من الی يوم الدین فانیهم هم الامة
علی الحق والناصحة للحق الی يوم القيمة فی العالمین لا یضرهم من نا واهم ولا یخذلهم من
خذلهم با عانة اسرحم الراحمین وهم الحافظ للشريعة الغراء والحنيفة النیفا
النبی الامین صلی الله علیه وسلم وعلی الہ وصحبه اجمعین.

اما بعد۔ خادم الطلبة حسین احمد بن السید حبیب الله الحنفی الحسینی الحشتی الصامدی الرشیدی
الفیض آبادی ثم المدی فی جملة اهل اسلام کان ہند کی خدمت اقدس میں عرض کرتا ہے کہ احقر ص
درانہ سے بمعیت اپنے والد ماجد رام مجدد اپنے وطن آبائی ضلع فیض آباد کو چھوڑ کر ظل طاقت نبوی
علی الصلوٰۃ والسلام معنی مدرسہ منورہ میں جاگزین ہو گیا ہے چونکہ عنقریب ان شباب بلکہ زمانہ طفولیت سے

نہیں کہ وہ کس شک غفلت کے شمس و معد اور کس رخ غایت کے بدر سا طہ ہیں، جبکہ حضرت
مجدد المکلف صاحب طارودیا رجا زید ہوئے تو غیب غیب جال مکر و فریب کے پھیلائے اور علی
حرمین شریفین کو انواع انواع کے حیل و کمرے دھوکہ دیا جو لوگ تا واقعہ سادہ دل تھے وہ بیشک
ان کے دھم تو دیر میں آگئے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قوت تمیز تام اور استعداد دہی
عطا فرمایا تھا یا ان کو کسی نے چوکنا کر دیا تھا وہ ہرگز ہرگز ان کے ہال میں نہ پھنسا پنے مقصد برابری
میں بے شک مجدد صاحب کو طرح طرح کی تکفیر و تشکیب و بے عزتیاں و بدنامیاں اشافی پڑیں
بلکہ اس شورش کی وجہ سے تملہ علماء ہند کو نظر اغیار میں ذلیل و خوار کیا گیا چنانچہ میں نے باہر
اس زمانہ اور اس کے بعد کے زمانہ میں اہل مصر و شام و حجاز وغیرہ کو ان حضرت مجدد المکلف
صاحب اور جملہ اہل ہند کی خدمت کرتے سنا۔ اگرچہ تہید شیطانی و ظیروں میں بھی بہت کی تقریریں مذہب
الکلی میں لیکن فی الوقت فقط چند معدود شخصوں کی ہیں اور وہ بھی جب تک کہ ان کو حقیقت کی
خبر نہ ہوئی تھی وہ نہ اہل حجاز نے عموماً آخر میں ان کی حالت معلوم کر لی تھی دیکھئے رسالہ مدینہ میں
کیا نہیں ان کی نسبت لکھا گیا ہے اور اس کی تفصیل میں آگے لکھوں گا چونکہ احقر اس زمانہ میں مدینہ
منورہ اور اللہ شرفا و ضفا میں موجود تھا اس لئے پوری طرح سے اس جملہ امور سے واقف ہے چونکہ
ان کو پیش آئے اور بخوبی ان لوگوں کو جانتا ہے جنہوں نے ان کی مزاحمت کا لطف کی۔

حضرات انہوں نے حضرات علمائے دیوبند اور ان کے اکابر پر سخت سخت افتراء پر وازیاں کی
تھیں اور ایسے طرز سے یہ بیان کیا کہ جس کو ہر ایک دیندار دیکھ کر سخت تعزیر اور اعراض ظاہر کرے
احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند اور گنگوہ کا خوشہ چیں اور ان کے ہی دامن ماطفت کا متشبث
ہے سات یا آٹھ برس تک میں اکابر کے بارگاہ کی خاک روئی اور ان کی جو سیموں کی سیدھی کر کے
خدمت سے مالا مال رہا ہے اس لئے ان حضرات کے عقائد و خیالات و اعمال سے بخوبی واقف ہوں
اسی وجہ سے اس زمانہ میں بھی ان کی مکاریوں اور افتراء پر وازیوں کا اظہار مدینہ منورہ میں کیا گیا
تھا اور ساقی اکابر لوگوں کو دکھلائے گئے تھے مگر جو لوگ قبل از اطلاع دستخط کر چکے تھے وہ
کہیں آگے ذکر کر رہے گا، وہ لوگ مجبور ہو گئے اور انہوں نے بعد از اطلاع یہی کہا کہ ہم نے اپنی
اپنی تقریظوں میں شرط لگا دی ہے الحاصل حضرت مجدد التقلیل صاحب اپنے اس مایہ افتراء کو
نہایت کوشش و تبلیغ وسیع و وسیع سے حاصل کرنے کی فکر میں جاز گئے تھے اور کچھ کچھ مدعا
کر کے ریح افغانی سنہ مذکور الصد میں مدینہ منورہ سے واپس ہوئے اور عرصہ تک

اس کو چھپائے رکھا جس سے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید کچھ عبرت ہوئی ہے اور اپنے افعال کی صورت پر شرمندہ ہوئے ہیں کیونکہ عام و خاص جبکہ قصد میں شریعتیں کرتے ہیں تو یہی مراد ہوتی ہے کہ ان مواضع میں کہ میں حاضری اور عبادات کی برکت سے ذنوب اور گناہوں کی تکفیر اور قلت ہوا اور مجد صاحب بریلوی نے یہ سفر محض بغرض گناہ بلکہ بغرض اکبر الکیا کیا تھا اور وہاں کے سادہ لوح پچے علماء کو سخت دھوکہ دینا گوارا کیا تھا۔ اپنے ساتھ ان بچاروں کو بھی گھسیٹا تھا مگر ان پاکبازوں کی کیا خطا انکو کیا معلوم تھا کہ ان بریلوی صاحب میں کیا کیا جوہر تفصیل و تفسیق و غیبت و غیرہ بھرے ہوئے ہیں انہوں نے جس کلمہ سے کام لیا اور ان کے قول و فعل کی تصدیق کی مستعد میں کہ یہ احقر بوجہ اپنی بعض ضروریات ذمہ کے فاروق دیا رہند یہ ہوا تو دیکھا کہ وہی مجموعہ دشنام و تکفیر کا برقع ان ہبروں کے طبع کیا ہو چکا ہے اور ادا و صراحت ہر لئے پھرتے ہیں عام مسلمانوں کو بل حق کی طرف سے درغلالت و بد عقیدہ کر رہے ہیں اور اپنے فقر و چرب حاصل کرنے کی طرح طرح سے فکر کر رہے ہیں اس کے دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ میرا خیال اصلاح کا بہ نسبت مجدد التکفیر صاحب بالکل غلط تھا بلکہ وہ فی قلوبہم مرض فزادہم دھما و مہما میں مبتلا ہیں اور صریحاً بکرمی مقصد لا یرجعون کے مصداق ہیں وہ اپنے ذاتی افعال اور اسلامی اخلاق سے باز آئی ہوئے نہیں۔ میں نے مدینہ منورہ ہی سے ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں پر جو حالتیں عہد و التخلیل صاحب پر پیش آتی ہیں ان کو بھی طرح بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کر دوں لیکن مجھے اس سے دو امر مانع ہوئے تھے اولاً یہ کہ متعدد دخیلین پہنچ چکے تھے کہ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی جی سے آئے ہیں چپ ہیں اور الصلح خیر سے رطب اللسان رہتے ہیں، پس مجھے خیال مذکور الصدر و المنکیر رہا و الثائب من الذنب حکمن الذنب لہ کا مضمون مانع عزم مذکور ہوتا رہا دوم یہ کہ مولانا شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی و مولانا منور علی صاحب محدث رامپوری اپنے اپنے لئے دلوں کو ان مجدد بریلوی کے احوال لکھ چکے تھے اور ان لوگوں نے ان کے جملہ وقائع کو اخباروں میں شائع کر دیا تھا مگر وہ رے ہوشیاری جیپ دیکھا کہ اب لوگ ان باتوں کو فراموش کر چکے ہیں اور وہ اخبارات ضائع ہو چکے تب اس زہر کو اٹھا جس کو اپنے ہمراہ وہاں سے لائے تھے انہیں کے واسطے یہ سفر مبارک طے کیا تھا اور ہزاروں روپے اس کوشش میں برباد کئے تھے اب مجھے لازم ہوا کہ ان کی کچی کچی حالت سچی سچی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے یا معتبرندہوں سے وہاں سنا ہے آپ حضرات کے گوش گزار کر کے ان کی افراط پر دازیوں اور ہیبتان بندیوں پر مطلع کروں کیونکہ حضرات علمائے دیوبند و سہارنپور وغیرہ تو اپنے مشاغل علیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ وہ دوسری

طریق تہجد بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو اپنی خرافات خیال کر کے اس طرف توجہ
 کرنا اپنی شان عامانہ کے خلاف اور طریقہ شریف کے خلاف جاتے ہیں اور ادھر حیلہ مبتدعین
 اور گروہ مخالفین امام مسلمانوں کو میدان ظلی پا کر ہر طرح سے گمراہ کرتے ہیں۔ پس ضرور ہوگا
 جو کچھ تمہید میں ان کی نسبت لاف و عجز و نفرت و انہیاں ماری گئیں ہیں ان کی حقیقت معلوم ہو جائے
 اور یہ بھی روشن ہو جائے کہ جن اکابر کے ذمہ امن و عصمت کو مجدد و صاحب دعبہ لگا نا چاہتے ہیں
 ان نجاستوں سے بالکل پاک و صاف ہیں۔ مجدد و صاحب کی خود غرضی اور طلب شہرت و جاہ دنیاوی
 کا اثر اس رسالہ میں مسطور ہوا ہے وہ کاروان خیالات قاسدہ ہے۔ کو سوں دور میں آپ
 حضرات اگر کوئی فکر سخت ان کے اور ان کے گروہ کی نسبت ملاحظہ کریں تو اس میں اس قدر
 معذور قصور کریں، مجدد و صاحب نے تمہید شیطانی اور حسام الحرمین کے اندر اندر جو الفاظ
 سخت و شست کہے ان کا مقابلہ اگر کیا جائے اس کے مقتضی کے موافق اگر جواب لکھے
 تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جائے میں اپنی طبیعت کو نہایت تمام کر اور سنبھل سنبھل کر گفتگو کرتا ہوں
 مگر کیا کروں کہیں کہیں اس ہنگام کی تجویز اور خرافات کی وجہ سے طبیعت قابو سے نکل جاتی ہے، پس
 بخیر ہو جاتا ہوں مگر تاہم وہاں بھی حتی الامکان شرافت و علم کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اور پورے
 اس باب میں تو ان کا وہی کر سکتا ہے جو ذیل التنبیہ و قبح الکفر و باطل اور اجتہاد ہو مگر یہ بھی ناممکن
 مجدد و صاحب میں لکھ جانے گا توں رسول علیہ السلام المسیت من مآذن علی الابدی نص صریح ہے
 صاحب نے اپنے طریقہ آجانی جوئی اسرائیل کا پیشکش کیا یعنی یفعلون الابدیاء بغیر حق زندہ کیا ہے
 ایں کار از تو آید مردوں جنس کنند آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں۔

صاحبوا جبکہ بریلوی صاحب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد
 ایک محترم طویل جناب شیخ محمد صاحب نقشبندی ہمدانی سلطنت کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا
 کہ شریف صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط اور تہنیر
 تھیں کہ فلاں بن فلاں، فلاں شہر کا رہنے والا وہاں حاضر ہوتا ہے یہ محض باطنی درجہ کی
 خواہشات نفسانی اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہے مسلمانوں کی عمر و مال اور عظام کرام اور عقائد
 نظام کی خصوصاً تفصیل و تفسیق کرتا ہے۔ اپنی شہرت اور خیالات قاسدہ کی وجہ سے سیکڑوں
 ملائکہ تکفیر اور سب و شتم میں رسالے لکھ ڈالتے ہیں۔ عقائد قاسدہ لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے اسے

زوج کو زوجہ سے بیٹے کو ماں سے، بھائی کو بھائی سے جدا کر ڈالا ہے۔ روز آئے نئے نئے تھے برا کرتا رہتا ہے، غرض کہ اسی قسم کے مضمون تھے، اور کچھ عقدہ بھئی کے اسمیں درج تھے، اور مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب اس کی تنبیہ اور واقعی قرار دادیں۔

الحاصل اس محضر پر حضرت آفتندی عبدالقادر شمسی کنبی برادر خانہ کبیر شریفی مقف ہوئے اس مضمون کو دیکھتے ہی بھرا گئے فصر سے کانپ اٹھے اور انہوں نے محضر نے لیا اور کہا کہ میں خود شریف صاحب کو دے دوں گا، الحاصل وہ محضر شریف صاحب کی خدمت میں پہنچا شریف صاحب بھی نہایت غضبناک ہوئے اور ارادہ قید کر دینے کا کیا، مجھے متعدد صحیح خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ اس ارادہ پر شریف صاحب اور شمسی صاحب عزم یا مجرم کئے ہوئے تھے، مگر جناب شیخ عمر صاحب اور مولوی منوئل صاحب نے شمسی صاحب کو بہت بکھایا اور کہا کہ آپ ایسا نہ کریں بلکہ اس سے اس کے خیالات و عقائد دریافت کر لیں شاید کہ اس نے ان سے توبہ کر لی ہو۔ یہ حضرت اگرچہ مجدد بریلوی صاحب سے خود بھی تکلیف شاقہ اٹھائے ہوئے تھے مگر غیرت قوی نے ان کی گوارہ نہ کیا کہ یہ قید خانہ کی سیر کرائے جاویں ورنہ جملہ اہل ہند کی بدنامی ہوگی۔ کاش یہ خیال ان کو دامن گیر نہ ہوتا۔ الحاصل اس رائے کو جب شمسی صاحب نے مان لیا تو شریف صاحب سے بھی اس پر زور دیا گیا، چنانچہ شریف صاحب نے کہا ان کے عقائد کے بارے میں ان سے سوال کرو چونکہ کوئی رسالہ مجدد بریلوی صاحب کا اس وقت موجود نہ تھا اس لئے فقط اس تقریظ کی نسبت جو انہوں نے کسی رامپوری نام کے مولوی کے رسالہ کے اخیر میں لکھی ہے۔ اس میں ان سے تین سوال قائم کئے گئے، اول یہ کہ تم نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازل سے ابد تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں۔ دوم یہ لکھا ہے کہ مثقال ذرہ بھی آپ سے غائب نہیں۔ سوم یہ کہ تم نے آخر تقریظ میں لکھا ہے وصلى الله على من هو الا قبل والاخر والظاهر والباطن۔ ان تینوں باتوں کی تفصیل اور جواب لکھو اور اپنا عقیدہ ظاہر کرو اور جب تک اس کا جواب نہ دے دو اس وقت تک تم کو یہاں سے سفر کرتے کی اجازت نہیں حالانکہ مجدد بریلوی صاحب ج سے فارغ ہو چکے تھے، مگر اس حکم کے آتے ہی سفر کرنے سے بند کر دیئے گئے اور ایک قسم کی قید میں پڑ گئے۔ بہت سٹ پٹائے لینے کے دیئے پڑ گئے کہ کہاں آئے تھے جناب مولانا خلیل احمد صاحب سلا کی فکر میں یہاں خود ہی پھنس گئے آٹھ دس روز تک اسی شش و پنج اور فکر و الم میں رہے کہ کس طرح اس گر داب سے بچوں اور

کیونکہ چھکارا ہو ہندوستان ہوتا تو شریف شیبی اہل مکہ سبہوں کی تکفیر کر کے ایک ہی تموار سے قتل کر ڈالتا مگر ہائے کیا کروں حجاز ہے دوسرا ملک ہے یہاں آزادی نہیں افسوس ریل می نہیں کہ بھاگ جاؤں، پر بھی نہیں کہ اڑ جاؤں اگر اقرار کرتا ہوں تو قید خانہ اڑدیا جیسا منہ سے ہوئے تیار ہے اور اگر انکار کرتا ہوں تو رسالہ مع ہر ورد تحفظ کے موجود ہے پھر معتقدین کو کیسے دکھاؤں گا، برسوں کی محنت برباد ہوئی جاتی ہے مگر جب کوئی صورت خلاصی کی نہ ہوئی تو اپنا اصل پیشہ اور ذاتی عمل کام میں لائے غلط ملط اور گڑ بڑ عمل کیا، اول سوال کا جواب لکھا کہ ازل وابد سے میری مراد وہ نہیں ہے جو کتب دینیہ اور دفاتر کلامیہ میں لیا جاتا ہے میری مراد ازل سے ابتداء سے دنیا ہے اور ابد سے انتہائے دنیا ما شاء اللہ سبحانہ اذہ

صاحبو! ذرا سوچنے کی بات ہے کہ یہ کس قدر فریب دہی اور مکر کی بات ہے جب مسائل دینیہ خصوصاً عقائد میں لفظ ازل کا آتا ہے اس کے یہی معنی ہوتے ہیں مالا ابتداء یعنی جس کی ابتداء نہ ہو اور اسی لئے خداوند کریم لفظ ازلی اور ابدی سے موصوف ہوتا ہے بعد صاحب التعلیل عالم کے واسطے عقیدہ تحریر کریں اور ایک من گھڑت معنی اپنے دل میں لے لیں بھلا اس کا کیونکر اعتبار ہو سکتا ہے یہ ہی فرمائیں کہ کوئی بولے لفظ آنب کا اور اس سے الٹی مراد لیوے تو کوئی اس کی بات مان سکتا ہے ہم نہیں مگر ایسا نہ کرتے تو مساوات علم رسول علیہ السلام یا علم الہی کے مواخذہ میں گرفتار بھی ہو جاتے، دوسرے سوال کا جواب یہ دیا کہ مثقال ذرہ نہیں کہا ہے، ترجمہ اردو سے عربی میں غلط کیا گیا ہے، حضرات! ذرا اس مکر اور خداع کو خیال کیجئے اس عبارت میں لفظ ذرہ بھر کا موجود ہے پھر عربی میں اس کا ترجمہ مقدار ذرہ و مثقال ذرہ نہیں تو اور کیا ہے، ہم دیکھو کتب سنت اور نماورات عرب کو کہ مثقال ذرہ اور اس کے امثال میں لفظ مثقال کے معنی مقدار اور وزن کے ہیں یا نہیں، مگر یہ جھوٹ اور فریب نہ کرتے تو چھٹکارا کیونکر ہوتا۔ حالانکہ خود ان کا اور ان کے مقلدین کا مذہب یہی ہے کہ کوئی چھوٹی اور بڑی چیز رسول مقبول علیہ السلام سے غائب نہیں، افسوس صد افسوس کہ مثل ردافض لقیہ پر کمر باندھی اور جھوٹی باتیں بنائیں، تیسرے اعتراض کا جواب یہ دیا کہ عبارت میں چھاپہ والوں سے غلطی ہوئی ہے میں نے یہ لکھا تھا صلی اللہ علی من ہو مظهر الاول والاخر مگر لفظ مظهر کا رہ گیا۔ حضرات ذرہ غور فرمائیں کہ یہ کیا دھوکہ دہی ہے اس جواب سے ہر ماقول ان کا عاجز ہونا اور غلیں جھانکنا اور فریب دینا سمجھ سکتا ہے کیا جب رسالہ طبع ہوئے کو گویا تھا کاپی کی تصحیح نہیں ہو سکتی تھی ہم نے مانا کہ ایسا ہی ہو تھا مگر بعد چھپنے رسالہ کے جب آپ نے دیکھا یا آپ کے معتقدین نے تو غلطی نہ کیوں نہ چھپوا کر ملحق کر دیا تھا

اس شرک صریح اور کفر خالص سے بچ جاتے مگر جس کو نہ حیا ہو نہ جھوٹ بولنے سے کچھ گریز اس کو ایسی باتوں کی کیا پروا۔ الحاصل یہ جو بات مع انہار ان کے عقائد کے علم غیب میں شریف صاحب تک بعد ایک مدت کے پہنچے، جملہ ارکین سمجھ گئے کہ محض بات بنائے کیونکہ تحقیق جو کیا تو جواب غلط تھا ذرہ بھر کے معنی جس سے پوچھے سبہوں نے منقول ذمہ بتائے ازل وابد کے معنی وہ خود ہی جانتے تھے مگر اس کو اس کلام پر بھی بہت جوش آیا کہ وہ کہتا ہے کہ ابتداء عالم سے انتہا تک کی جملہ ماکان و مایکون کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا یہاں تک کہ شیخ شعیب مالکی سے جو آجکل کے معظمہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور حلقہ درس بھی حرم شریف میں ان کے برابر کسی کا نہیں ہوتا اور نیز شیخ صالح کمال کی جو مجدد بریلوی کے وکیل مفضول اور مختار عام بڑی شکل سے ہو گئے تھے گفتگو سخت کی نسبت آئی شیخ صالح کمال مجدد صاحب کی طرف داری کرتے تھے اور یہ دونوں علماء جملہ اس کے خیالات و عقائد کا رد بہ دلائل واضح کرتے تھے اور بالآخر شیخ صالح کو جب کوئی جواب موقع کا نہ بن پڑا اور ان دونوں نے ان کو الزام دیا کہ اہل ضلال کی طرف داری کرتے ہو اور پہلے بھی تم نے ایسا اور ایسا ظال و جبر سے کیا تھا تو رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہو کر شریف صاحب سے ان دونوں حضرات کی بات کہا کہ آپ کی مجلس میں مجھ کو یہ لوگ اس قدر ذلیل کہتے ہیں، شریف صاحب نے گفتگو کرنے سے ان لوگوں کو منع کر دیا ان دونوں حضرات نے چاہا کہ اس شخص کو ضرور سزا بونی چاہیے، تاہم خود اگر عقائد فاسدہ سے توبہ کرے مگر چونکہ شریف صاحب اپنی مجلس ہی میں جھگڑا دیکھ چکے تھے انھوں نے فرمایا کہ اس شخص کو جلد یہاں سے نکال دینا چاہیے تاکہ عوام پر اس کا کوئی اثر قبیح نہ پڑ جائے، چنانچہ وہاں سے حکم آیا کہ تم جلد یہاں سے چلے جاؤ شریف صاحب کو جو جو طیش اور غضب اس شخص پر تھا وہ حضار مجلس ہی بیان کر سکتے ہیں مگر بخوف انتشار عوام، دوم بغرض رعایا کے جنبہ مناسب جانا کہ اس سے تعارض کرنا بہتر نہیں، اس تمام قصہ کو احقر نے مجملاً عرض کیا ہے جس کا جی چاہے تفصیل و شرح ضعیف صاحب مالکی مدرس حرم شریف مکہ معظمہ یا شیخ احمد فقیہ، یا شیخ احمد انقادری یا شیخ محمد معصوم صاحب یا مولوی منور علی صاحب محدث رامپوری سے یا ان لوگوں سے جو شریف صاحب کے اس زمانہ میں مصاحب تھے پوچھ کر پتہ ہو۔ مجدد بریلوی صاحب اس ذلت سے تو وہاں سے نکالے گئے مگر جدہ میں پہنچتے ہی یہ مشہور کیا کہ شریف صاحب تو مجدد صاحب کے مرید ہو گئے، بھلا اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہے۔ شریف صاحب نے تو ان کو منہ لگانے کے قابل نہ مانا ارادت اور مریدی تو کیا، بھلا شرفاء و اہل اہل سے مرید ہوں، چہ نسبت خاک را با عالم پاک، مجدد صاحب پر جب یہ لے دے ہو رہی

اور

تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفتوح کے ذریعہ شریف صاحب کے یہاں کبلا بھیجا کہ افسوس مجھ پر تو اس طرح لے دے ہو رہا ہے طلاق میں خواہ اہل سنت و الجماعت سے ہوں ایک شخص یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا (معاذ اللہ) اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم کہتا ہے اور اس پر کس قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے، چنانچہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی اس کا سننا تھا کہ ہر دو صاحبان شیخ شعیب اور شیخ احمد فقیہ و نیز دیگر اراکین مجلس نے اسی دم ان کے اکیس پر دکیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی مسلمان ایسا کلام نہیں کہہ سکتا ہے، محض افتراء اور بہتان ہندی ہے اور شریف صاحب نے بھی ایسا ہی کہا، چنانچہ وکیل صاحب بخت شرمندہ بھی ہوئے اس وقت تک جناب مولانا خلیل احمد صاحب اور شیخ شعیب صاحب سے کوئی ملاقات بھی نہ ہوئی تھی چنانچہ جب یہ خبر مولانا کو پہنچی تو ایک دو آدمیوں کو ساتھ لیکر شیخ شعیب اور مفتی صالح کمال وکیل مجدد صاحب کے پاس گئے اور ہر ایک سے لکڑی لگوا کر جس کا خلاصہ یہ تھا کہ میں نے سنا ہے کہ شریف صاحب کی مجلس میں کسی شخص کی نسبت یہ کہا گیا ہے، میں ہی وہ شخص ہوں جس کی نسبت یہ افتراء کیا گیا ہے میں ہرگز سکا قائل نہیں ہوں یہ محض افتراء اور بہتان ہے ہاں البتہ اقتناع بالغیر کا بوجہ مسئلہ جواز خلف وعدہ وعید کے قائل ہوں جیسا کہ رائے مشہور سلف کی ہے شیخ شعیب نے بہت شد و مد سے کہا کہ میں سنتے ہی بھگیا تھا کہ افتراء پر داری ہے اور اس مسئلہ کے جملہ مصلحین قائل ہیں اور اپنی اپنی کتب میں تصریح کر رہے ہیں اور علی ہذا القیاس مسئلہ علم غیب میں بھی مولانا نے حسب عقیدہ اہل سنت و الجماعت تقریر کی جس کی تشریح آئندہ آجا دے گی، اور بیان فرمایا کہ ہم نے اپنے رسالہ میں یہ کہا ہے اور اس مضری کذاب نے ہم پر یہ بہتان باندھا ہے، اصل عقیدہ میں شیخ شعیب صاحب نے پوری مطابقت فرما کر بہت سی آیات و احادیث حفظ فرمیں اور بہت زور شور سے ثابت فرمایا کہ بے شک یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے اور یہ قول جو اس مجدد بریلوی کا علم ہر ہر جزئیات کو غیرہ کا ہے باطل ہے ظاں ظاں وجہ سے ایک عرصہ تک نہایت انبساط اور تہذیب سے آپس میں باتیں ہوتی رہیں بعد ازاں مولانا صاحب ان سے رخصت ہو کر مفتی صالح کمال کے پاس بھی گئے، مفتی صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اور مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر ایسی باتوں کا اثر ہونا ضروری ہے مگر جب مولانا نے خفتت الحال کا انکشاف فرمایا اور میدان تفسیر میں جولانی فرمائی تو وہ کبیدگی مبدل بہ فرح و سرور ہو گئی اور جملہ تقریر

حضرت مولانا کو انھوں نے تسلیم فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔

الحاصل جب ان دونوں حضرات سے کماحقہ مولانا نے من وعین تذکرہ فرمایا تو اب چونکہ سفر دین
منورہ کرنا تھا اور چند قافلے اس کے پہلے روانہ ہو چکے تھے اس لئے خود بھی براہ منہج التفسیر
روانہ ہوئے مدینہ منورہ زاد با اللہ خرقا و فقفا برائے زیارت شریف ہو گئے۔ اور مجدد صاحب کی
وقت تک شریف صاحب کی طرف سے لمحوۃ عن اسفری تھے جب مجدد صاحب نے دیکھا کہ
شریف صاحب محو و ساغر میں گئے اور ہم پھنس گئے تو ایک نئی ترکیب سوچی اور وہ یہ کہ ایک خاص نیا
سفر تہذیب کرنا چاہیے جس سے یہ لوگ غلو و انفرغوا و خواص میں ہند سے گرجا دیں کوئی اعتبار ان کا
نہ ہے و مقصد اصلی ان کا یہ تھا کہ کسی طرح مولانا خلیل احمد صاحب امجدہ کی آبرو میں کوئی ہش
گئی و جس سے جب سے سفر کا حرم مولانا کا ساتھ اسی وقت سے تہذیب اپنے سفر کا کر لیا۔ بایں خیال
کہ بعد تصنیف برائیں قاطعہ مولانا کو یہاں آنے کی نوبت نہیں آتی ہے میں جا کر لوگوں میں مشہور کرونگا
اور ان کی عزت کے ذریعے ہوں گا مگر آپ حضرات تجویز جانتے ہیں کہ عداۃ حق پیشہ رہا۔ اللہ
رہتا ہے اور کہیں نہ ہو آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا ہے کہ میری امت میں پیشہ ایک
معاذ حق پر ثابت رہے گی قیامت تک ان کو فرزند پیدا کیگا جو شخص دشمن ان کا ہو گا وہ نہ
رہا کر سکے گا۔ جو اس کو رسوا کرنے کا قصد کرے۔ اس اثنا میں حضرت مولانا دام مجدہ نے حضرت
عقاب العالم حاتی امداد اللہ صاحب قدس سرہ العزیز کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مولانا کے کہیں
بکا باد حضرت گریہ امداد الہی کی تائید کی بشارت میں تھی تو کیا تھا جتن تہذیب اس کا ظہور واضح طور پر
ہوا اور مجدد صاحب ج سے پہلے تو یار ہو گئے اور کسی کام کے واسطے ہی نہیں رہے ج سے فارغ ہو کر
یہاں سے تو کچھ حرکت کرنا شروع کیا قافلہ لائے آسمانی نازل ہوئی اور ان کے اہل وطن کا محضر سنیا
اور شریف صاحب کے یہاں سے پرکشش اور لے دے شروع ہو گئی حضرت مولانا صاحب صاف
بنازید اللہ تقاے نسک دار اکین ج و خیرہ کر کے بالیمان تمام باہر حرکت و شوکت روانہ ہوئے
یار گاہ نبوت علی عاصیہا الصلوۃ والسلام ہو گئے کوئی بدخواہ ان کے ہاں کو ٹیڑھا
نہ کر سکا۔

الحاصل مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہر اردو طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور
بیہن بندیاں کی گئیں جن کو دیکھتے ہی دس سدان سیر اور اپنے عقل و خور سے نکل کر کلمات
سید شہم استغفار کرنے لگے آگے چل کر ہم جن وجہ مکر و فریب کو فرمود اللہ ذکر کریں گے مجدد صاحب کا یہ قول

جن بھولے بھالے علماء پر بھی کیا خصوصاً مدینہ وجہ کہ تقسیم و اکرام علماء اور سادات کا ایسی طرح کی جائے
 تاکہ جن کو دیکھ کر تعبیر کا بھی جگر ہو تو پانی پانی ہو جائے جس شخص کو بھی سیادت کی طرف منسوب دیکھو
 جاتا کہ یہ ذی عزت و شوکت ہے چاہے جاہل سے بھی جاہل کیوں نہ ہو مگر قدسوں پر گر پڑے اور چوتھے
 جوتے ہونٹ بھی گھسا دیئے پیر و انا تذلل اور فزع ظاہری کا علماء و سادات کے سامنے تو
 شکا تا ہی کیا تھا، مقصود ان سب امور سے فقط یہی تھا کہ اپنے آپ کو ان لوگوں کی نظروں میں نہایت
 خوش عقیدہ اور محبت ثابت کر دیں تاکہ حصول مقصد میں مدد ملے اور صرف یہ امر بھی کافی نہ ہوا بلکہ بعض
 اور بھی اعمال انکو جلبِ قلب کے لئے کرنے پڑے یا نہ ہو جو لوگ قحط و دیندار تھے یا ذکاوت و شعور
 کا مادہ ان میں قوی تھا وہ موافق قول نبوی ﷺ لقوا فضلاء المسلمین فانہ یبصر غور اللہ کی اولیٰ
 کی گفتگو اور اتدائی تحریرات بلکہ ملاحظہ صورت و سیرت ہی سے کھٹک گئے تھے یا وجہ سے بڑے بڑے
 مشہور و معروف علماء و مدرسین و اصحابِ یاقوت نے ہرگز ہرگز ان کی تصدیق و موافقت نہیں کی اور
 صاف جواب دیدیا چونکہ احقر بڑے بڑے مشہورین علماء کہ سے واقف ہے متوسلین اور اصاغر
 سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا اس لئے چند اکابر کے نام لکھتا ہے جنہوں نے مجدد صاحب کی
 موافقت نقطہ ای وجہ سے نہیں کی کہ مجدد صاحب کی تحریر و تکمیل کو قابلِ اعتبار نہ سمجھا اور جان گئے کہ
 ضرور اس تحریر میں شاہ بنفسانیت و افترا پر دازی ہے اور ضرور یہ شخص اصحابِ عقائد باطلہ میں سے
 ہے حضرت الشیخ الاسلام والفاضل الاول کل وحید عصرہ فرید دہرہ البحر النہام والبحر القمام نووی الزلم
 ورازکی الدور ان جناب الشیخ حب اللہ الملکی الشافعی یہ اقرانِ شیخ وطلان مرحوم میں سے ہیں علامہ
 وقت صاحب فہم و زکا متقی و پرہیزگار جملہ علوم عمونا اور قد شافعی و تفسیر میں خصوصاً حرمین میں ان کا
 کوئی نظیر نہیں عمر بھی تقریباً انی سے متجاوز ہے ان دنوں آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں اکثر علماء
 حرمین ان کے شاگرد ہیں، عموماً شوافع سے سنا جاتا ہے کہ کہ معظم میں مذہب شافعی میں ان سے بڑھ کر
 کوئی عالم نہیں جو شخص کچھ دنوں بھی کہ معظم میں رہ آیا ہے وہ ان سے ضرور واقف ہو گا۔ اور جس کا جی
 چاہے حرمین شریفین کے لوگوں سے ان کی حالت دریافت کرے، احقر نے ان کا وصف کچھ بھی کی
 حالت اصلہ کے مقابلہ میں بیان نہیں کیا، غرض کہ انہوں نے بوجہ احتیاط مجدد صاحب کے رسالہ کی تصدیق
 کرنے سے انکار کیا ہے شمس سہارا للتحقیق بد فظک استدقی جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع
 والاصول امام الحرمین و رئیس المفسرین مولانا الشیخ شعیب المالکی دامت برکاتہم الامام و الخلیف
 بالہرم الشریف المالکی علیہ القیاس ان کا حلقہ درس سب سے بڑا حرم محترم میں ہوتا ہے اور ہزاروں

حدیث ان کو مع استاد حق حفظ یاد میں حضرت الامام الخلیس والفاضل النبیل مرکز الزکاوة والفتوة
 یسیر الشیخات والسفاة مقدم فرسان العقولات الجامع قصبات السبق فی مبادین المنقولات مولانا شیخ
 حمد فقیہ الامام والخطیب المحرم الشریف دام فضاء آئینہ صاحب بھی نہایت تیز طبع ذی علم شخص میں
 دونوں حضرات حرم محترم کی نسبت تعلق خدمت امامت وخطبت کا رکھتے ہیں بوجہ وزارت
 ہم ووظانت اعلیٰ درجہ کے علماء سے شمار ہوتے ہیں شریف صاحب کے ندما میں سے ہیں حضرت
 بیس العلماء العالمین وسید الفضلاء الکاملین الماہر فی صناعات العربیۃ الفائق علی القرآن فی الفنون
 ادبیہ سید المحدثین و امام المتکلمین مولانا شیخ عبد الجلیل آفندی اصفیٰ قدس اللہ سرہ العزیز نہایت
 معروف و صالح شخص تھے حرمین کے مشہور و معروف علماء و اہل قیام سے شمار ہوتے تھے علم ادب میں
 ان کا نظیر کوئی نہ تھا علاوہ علم ادب دیگر علوم میں بھی دسترس کامل رکھتے تھے ابتدائے سلسلہ میں
 ان کی وفات ہو گئی، اگرچہ مدینہ منورہ کے علماء میں سے تھے مگر چند سال کہ معظم میں آ گئے تھے جب
 مجدد بریلوی صاحب وہاں رونق افروز ہوئے تو یہ کہ معظم ہی میں موجود تھے ان کے پاس بھی اپنا
 رسالہ لیکر اعلیٰ حضرت بریلوی تشریف لے گئے تھے مگر چونکہ وہ تجربہ کار ذی عقل و شعور بڑی عمر کے شخص تھے
 فوراً پہچان گئے کہ یہ شخص قابل اعتبار نہیں، یہ چاروں شخص بہت بڑے اور مشہور علماء کہ میں سے اس وقت
 تھے علم و فضل و کمال میں جو حالت ان کی ہے ہرگز ان لوگوں کی نہیں ہے جن کی ہر میں اور تصدیقیں مجدد
 نقیض کو ہاتھ لگی ہیں جس شخص کا جی چاہے خود اہل مکہ سے ان کی حالت معلوم کر لیوے علاوہ ازیں
 درجی بہت سے علماء میں جو اب تک موجود ہیں اور انہوں نے کسی طرح ان کی تصدیق کرنے پر تلم نہ اٹھایا
 البتہ جو لوگ طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے دام تزویر میں آ گئے انہوں نے بہرود و تحفظ
 میں تاخیر ہرگز نہ کی ان اسامی میں جنکو مجدد صاحب نے اہل مکہ سے نقل کیا ہے بہت سے ایسے ہیں کہ جن کو
 قوت طبع میں کوئی دخل نہیں اور نہ وہ درس و تدریس کے ساتھ مشغول ہیں علماء کہ میں ان کا شمار بھی نہیں ہوتا
 اگر ہم اس درجہ کے ان علماء کو ذکر کریں جنہوں نے ان کی مخالفت کی تھی تو ایک دفتر مستقل تیار ہو جائے
 مگر ان چار مشہور عالموں پر ہم کفایت کرتے ہیں۔

آج کچھ حال مدینہ منورہ کا سینے، چونکہ احقر اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا اس لئے وہاں کے احوال
 اس سے بھی زیادہ بیان کر سکتا ہے مگر تطویل رسالہ کے خیال سے اجمالاً عرض کرتا ہے، یہاں بھی وہی طریقہ
 فریب دہی اور اظہار اخلاص کا زائد از صدر تا اذ نہایت اخفاء کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص
 خاص لوگوں پر رسالہ پیش کیا اور چونکہ چند ابکات غریبہ میں جن میں علماء حرمین کو کبھی نظر اور فکر کی

نوبت نہ آئی تھی اور انھوں نے کچھ اقوال یاد کر رکھے تھے، ان کا مذاکرہ مجالس میں کرتے رہتے تھے۔
لوگوں کو کچھ خیال طہیت کا ان کی طرف اولا ہو گیا اور ہر ماہ جزا دے صاحب نے مشہور کر دیا کہ اب جان
علم میں امام اور فاضل اجل میں کہیں جذور و کعب کا ذکر کیا، کہیں علم المطلق اور مطلق العلم کا مسئلہ
کہیں نوٹ پر گفتگو کی، کہیں بعض ابجاث فرعیہ پر بحث چھیڑی، کہیں سین ستور سالوں کا مذاکرہ کیا اور
مناظرات عجیبہ اور اسکاٹ خصوص کا افتخار ظاہر کیا، لوگوں نے اولاً یہی خیال کیا کہ صاحب جزا دے صاحب
جو کہ شہر علم کا امام بتا رہے ہیں بہت ٹھیک ہے مگر باوجود ان سب باتوں کے نہایت خفیہ طور
اس رسالہ پر ہر سال کرائی گئیں، چونکہ ابتدائیاں مثل مکہ معظمہ کے کوئی جھگڑا پیش نہیں آیا تھا
لئے لوگ خالی الذہن تھے بعض بعض لوگ فریب میں آ گئے اور اکثر علماء مدینہ بالکل قسریہ
نہ آئے خصوصاً جو لوگ زیادہ تر مشہور و معروف ہیں ان کے نام بھی میں ذکر کروں گا بعض حد
کو آخر میں تنبیہ ہو اور اسی وجہ سے اکثر اہل مدینہ نے شرط لگا دی کہ اگر یہ قول ان لوگوں کا ہو تو اس
حکم ہے، حالانکہ وہ فریب بازی اس رسالہ میں کی گئی تھی کہ جو شخص سکان حجاز میں کچھ عقل رکھتا ہو،
دیکھتا بلاشبہ وہ تصدیق و تحفیر کرتا مگر بعد کی بے اعتباری پر لوگوں کو یہ شرط لگانا پڑی، مولانا سید
برزخی مفتی شوافع انہوں نے اولاً یہ خیال کیا کہ بیشک یہ شخص قابل اعتماد و ذی علم معلوم ہوتا ہے
وجہ سے ان کے رسالہ کی تصدیق فرمائی، اور لوگوں کو ترغیب اس کی دی مگر جب ان کی آخری مدعا
سید عبداللہ مدنی کے مکان پر شب کو ہوئی اور مسئلہ علم غیب میں گفتگو ہوئی اسی وقت ان کی حقیقت
علمی و اعتقادی کھل گئی اور ان کو اپنے فعل سابق پر تاسف ہوا اسی وقت تقریباً اپنی سنگا کر اپنی بہ کر
اور کہا معلوم ہو گیا کہ تلوگ اہل منال و نساد میں سے ہو اور محنت گفتگو کی نوبت آئی خود مفتی صاحب نے یہ
فرمایا کہ دوسرے روز بعد المصلین صاحب نے اپنے فرزند ارجمند کو میرے مکان پر بھیجا اور اس نے
میرے پیر اور ساتھ چوڑے اور کہا کہ ہر بانی فرما کر اس تقریباً پھر ہر کردیں اور اس کی تصدیق سے اعتراف
نہ فرمادیں، کیونکہ ان امور میں آپ سے کوئی مخالفت نہیں ہے باقی رہا مسئلہ علم غیب یہ اگرچہ آپ کی
میں ہماری رائے کی خلاف ہے پس اس کو علیٰ حالہ باقی رہنے دیجئے اور علاوہ اس کے نہایت تذلل و
کلمات و افعال کئے، مفتی صاحب نے بہت کچھ سخت سست کہا بالآخر اس کی عاجزی تذلل پر فرما کر
فرمایا کہ خیر پھر ہر کئے دیتا ہوں، مگر اس بات کو جان لینا کہ یہ ہر موقوف دینے والی نہیں کیونکہ میں نے شرط
ہے اگر ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے جو اس نے ذکر کیا ہے تو البتہ یہ حکم ہوگا، پس اس عبارت کی ذمہ
سے تمہارا مقصد ہرگز حاصل نہ ہوگا، آپ حضرات غور فرما کر معلوم کر سکتے ہیں کہ جب عموماً علماء حرمین

اپنی تھار لفظ میں شرط لگا دی ہے تو یہ حرمین کی سیف و سوار حقیقت میں اسی کذاب کی گردن کاٹ
 رہی ہے اور جن لوگوں نے نہیں شرط لگائی ان کا بھی مقصد ہا میں شرط ہے چنانچہ ان لوگوں نے متعدد
 مرتبہ ذکر کیا مفتی صاحب اس آخری ملاقات کے بعد نہایت پر غصہ و خشمناک ہو گئے تھے اور انہوں نے
 اسی دن سے ایک رسالہ مرتب فرماتا شروع کیا جس میں تمام بحث اس شب کی ذکر کی جو بعد صاحب سے
 پیش آئی تھی اور اس کو اچھی طرح سے واضح کر کے بیان کیا اور ثابت کر دیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کا
 اس مسئلہ میں وہ نہیں جو مجدد المصلین کا دعویٰ ہے یہ عقیدہ خلاف اہل سنت والجماعت اہل ظلال کا ہے
 بریلوی صاحب کی مقدار علی اور اصلی حالت کو اس میں خوب ذکر فرمایا ہے صاحب تہذیب شیطانی تو ان الفاظ
 پر پھولے نہیں سماتے جو بعض لوگوں نے مجدد المصلین کی شان میں اپنے صن اخلاق کی وجہ سے کہہ دیے
 تھے یا بعض نے محض ناواقفیت اور سادہ روی کی بنا پر ذکر کیا تھا مگر ہر بات فرما کر ان الفاظ کو بھی دیکھیں جن کو
 مفتی برزنجی صاحب نے اور جملہ علماء مدینہ نے ارشاد فرمایا تھا، وہ رسالہ اسی وقت ہندوستان میں
 شائع ہونے کے واسطے بھیجا گیا مگر بعد صاحب کے ہم وطن لوگ مولوی منور علی صاحب سے چھپوانے
 کے واسطے لئے گئے اور بالآخر روزِ فردا ہی اب تک ڈالے رکھا اب مولوی صاحب موصوف نے اس کو
 اپنے ہتھام سے چھپوایا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ سیف حرمین نے خود بریلوی صاحب کا لٹکا
 ہے ان کو اور ان کے متبعین کو ان الفاظ پر دھوکہ نہ کھانا چاہئے، بریلوی صاحب کی حالت جب اس
 شب کی گفتگو میں یہ ہوئی اور مفتی صاحب اس طرح ان سے بگڑ گئے اور مسائل میں اختلاف ہوا تو
 ان کو خوف ہوا کہ مبادا کری کرانی محنت سب غارت ہو جائے کیونکہ اب تو یہاں کے اکابر سے مخالفت
 شروع ہوئی ہے اور ایک مجلس میں مجھے سکوت کرنا پڑا ہے پس اور لوگ بھی اگر مسئلہ کی وجہ سے
 غافل ہو گئے اور علی گفتگوؤں کی نوبت آئی تو بالکل قلعی کھل جاوے گی اور یہ جہریں اور تصدیقات چھین
 جاویں گی اس لئے اب فرار اختیار کرنا چاہئے، چنانچہ یہ جاوہر بیت جلد مدینہ منورہ سے بھاگ آئے
 اور مدینہ میں آکر یہ مشہور کیا کہ ہم نے جلد علماء حرمین کو ساکت و عاجز کر دیا، بھلا اس دروغ کوئی کا کیا
 شکنا ہے کوئی ان سے پوچھے کہ بعد عشاء کے آپ کے مکان شیخ عبدالقادر طرابلسی خسی سے کیا گفتگو ہوئی
 تھی اور کس کو عاجز و ساکت ہونا پڑا تھا، آفندی ماموں یری صاحب کے مکان پر جب آپ تصدیق کرانے
 کے لئے گئے تھے تو کہیں انہوں نے تصدیق نہیں کی اور کیا گفتگو ہوئی جس میں آپ کو غیپا دیکھنا پڑا
 مفتی برزنجی صاحب سے کیا پیش آیا کہ حسین احمد صاحب نے جب بذریعہ سید اسحق صاحب
 بروہاتی مناظرہ کی استدعا کی تھی تو کیوں مناظرہ سے فساد کیا تھا اور یہ جان کر

کر ان کے اساتذہ یہاں موجود نہیں اور ملک ہندوستان جہاں وہ حضرات موجود ہیں کئی ہزار میل ہے
یہ بیان کیا تھا کہ تم ہمارے قرین نہیں ہو اپنے اساتذہ کو لاؤ آپ کے صاحبزادہ صاحب شیخ عبد القادر
غنی کے مکان پر سند علم غیب میں کیسا نچا دیکھا تھا۔ دیکھئے بڑے بڑے مدرسین و علماء کرام نے ان کی
موافقت و تصدیق نہ کی حضرت الشیخ الاجل والا امام الاولیٰ ارحمہم و رئیس الصوفیہ
المکرام امام العقلاء الحقا امام مولانا الشیخ السین مصری الشافعی جو کہ صحیح باب الرحمۃ کے پاس تصوف
اور فقہ شافعی کا درس دیتے ہیں تقریباً سترہ اسی آدمی کے دروس میں ہوتے ہیں حضرت امام العلماء
و رئیس الفقہاء الامین سید المحدثین و سید المعرفین مولانا الشیخ عبد القادر الشافعی
الحنبلی جو کہ بعد مغرب و عصر و ظہر حدیث و تفسیر و فقہ حنبلی وغیرہ کا درس دیتے ہیں اور نہایت معزز
بزرگ شخص ذی علم و تقویٰ ہیں اور اعلیٰ درجہ کے مدرسین ہیں جن سے ہوتے ہیں حضرت العالم الحسین
والفاضل البیل ذوالجہد الثاقب والرائی الصائب و حلیفہ الزمان و ابن مالک الدوسری
مولانا السید عبد الحمید صاحب البخاری الحنفی یہ بھی معزز اور صالح مستند مدرسین حرم شریف میں
ہیں بعد از ظہر و عصر و قبل از ظہر حرم محرم میں درس فقہ و حدیث وغیرہ دیتے رہتے ہیں مدرس اور
بلکہ مدرس اعلیٰ بھی ہیں حضرت شمس العبدانہ و البقاء و بدایہ الزکاة و الشفاء فی السنۃ السیما و
مبید البیدۃ الشوہاء علم الحنفی و فخر المدینین حضرت السید ملا مسقر البخاری الحنفی یہ
شخص نہایت صالح اور متقی ہیں صبح و ظہر و عصر و مغرب کو ہمیشہ علوم مختلفہ میں درس کتب دیتے رہتے
ہیں ہر روز بظہر ان سے مستفید ہیں حضرت جمید الزمان و مزنی الدوسری ان ترمذی عسکری و صاحب
دھرا مولانا الشیخ السید امین صوان الشافعی نہایت معزز اور صالح شخص ہیں، دلائل الخیرات کی کتاب
دینے والے شخصوں میں ان سے بڑا اس وقت کوئی نہیں صبح اور مغرب کے بعد درس حدیث کا اور فقہ
شافعی کا دیتے رہتے ہیں حضرت عمدة الخلف الصالحین و فخر السلف العارفین منبع الحیضہ
مخزن الفیوض المصطفویہ مولانا الشیخ الہدیٰ مامون بری شیعہ الخطباء الحرم السیما
المدنی نہایت صالح اور ذکی شخص ہیں بعد نماز ظہر درس فقہ حنفی کا دیتے رہتے ہیں، قائم مقام
الخطباء اور امام و خطیب ہیں حضرت رئیس العلماء الزاہدین و امام الفضل
عین سند الفقہاء المحققین سید النہاۃ المدقین مولانا الشیخ فالح الظاہری مدنی
یہ بھی معزز اور صالح شخص ہیں علم حدیث اور فقہ اہل میں نہایت معروف ہیں بوجہ بعض امرا
کے گھر پر ہی درس دیتے ہیں حضرت الحاکم الشریعۃ الغراء و القائم باحوال

الحیفۃ، البصاع، رئیس القضاۃ والحکام فی العدل والانصاف فی ہلدۃ سید الانام
مولانا القاضی دام عزہ یہ وہ علامہ ہیں جو سلطان العظم غلزلہ لکھ کی طرف سے حاکم شرعی ہو کر مدینہ منورہ میں
ہر سال تبدیل ہو کر آتے ہیں مالم طویل ہونا شرط ہے حصول السید الفخیمہ و المقلام العظیم البحر
المہام والحدائق المقام مولانا الشیخ نائب المفتی یہ بھی ایک شخص معمر ذی علم و فتویٰ ہیں شیخ اسماعیل
آفندی ترکی زمانہ دراز سے وہاں مشغلہ علمی رکھتے ہیں علاوہ ان کے اور بھی علماء و مدرسین و معتبرین
ہیں جیسے شہید عبداللہ اسعد حنفی و شیخ موسیٰ ازہری مالکی و شیخ محمد قہدی مالکی و مولانا محمد جماد آفندی الحنفی
و ابوبکر آفندی الحنفی و عمر آفندی امین الفتویٰ آفندی عمر الشافعی الکردی شافعی، مدینہ و شیخ السین
الشافعی جبرقی لقیب الفتویٰ و شیخ احمد السناد مالکی و شیخ احمد آفندی الحنفی امام طاہر و شیخ عینی
آفندی بوسنوی حنفی و شیخ احمد الحنفی، و ملا خاں محمد بخاری، و ملا عبد الرحمن بخاری و شیخ عبد الوہاب
آفندی ارزنجانی وغیرہ جن کے اسما و احوال لکھنے کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے اختصار کے
واسطے فقط ان مشہورین پر اکتفا کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اکثر مشغلہ درس و تدریس رکھتے ہیں اور جیسے
شخص کہ عبد صاحب نے اہل مکہ کے اپنی تصدیق کے واسطے لکھے ہیں اکثر ان میں کے ایسے
مرتبہ کے ہیں کہ مخالفین بریلوی صاحب کے اس درجہ کے ہزاروں تک دونوں جگہوں میں پہنچ
سکتے ہیں، اگر آپ حضرات کو احقر کے کہنے پر استناد نہ ہو تو آپ بذریعہ خطوط یا ان اشخاص کے ذریعہ
سے جو ہر سال جاتے ہیں دریافت کر لیجئے مگر یہ لوگ اہل شہر سے ملیں خصوصاً طلبہ سے تاکہ اہل
علم کی معرفت حاصل ہو چونکہ احقر عرصہ سے وہاں رہتا ہے مشغلہ بھی سوائے علم کے دوسرا نہیں
اس لئے جزئیات و کلیات علیہ سے وہاں کے بخوبی واقف ہے، الحاصل مجدد المصلین اور ان کے
اتباع کو ہرگز مایہ اقطار یہ تصدیقات نہ ہونی چاہئیں کیونکہ اولاً یہ سب افتراء اور دہوکہ دہی پر موقوف
ہیں جن کے وجود ہم آگے ذکر کریں گے، ثانیاً خود علماء مدینہ نے جنہوں نے ان کی موافقت کی تھی
بعد اطلاع حال و کشف خیال ان کی تفصیل و تجہیل کی اور رد میں رسالہ کھٹکے سمجھوں نے اس پر ہر
کی ہے، ثالثاً مخالفین ان کے کثر متقدمین و علماء و مدرسین ہیں جنہوں نے ہرگز موافقت درست نہ
رکھی، اہل مکہ کو بھی بعد کو متنبہ ہوا، چنانچہ جب شہر کے رمضان المبارک میں شیخ حبیب اللہ
صاحب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے اسی مجلس میں سمیں شیخ عبدالقادر صاحب
طالسی انیشی بھی موجود تھے بیان کیا کہ اس سال ایک فتنہ مکہ معظمہ میں ہوا، ایک ایسا گمراہ شخص آیا تھا اور
تمام قصہ بیان کر کے کہا کہ بعض نو عمر نا تجربہ کار اور بعض عمر در سادہ لوح اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔

لیکن شریف صاحب نے ان لوگوں کو بہت سی تہذیبات وغیرہ کیں اور وہ لوگ اپنے فعل پر ہشیان ہوئے
شیخ عبدالقادر صاحب طرابلسی شہسوی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چند پائٹھانے بنے ہوئے
ہیں اور جو لوگ اس رسالہ پر تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ ان پائٹھانوں میں جاتے ہیں چنانچہ میں بھی جا کر
تقصیر کر رہا ہوں، اس خواب کے دیکھنے کو جب سے ان کو تشبیہ ہوا اور بہت مال مٹول مہر کرنے میں کی لیکن
جب مفتی شافعی نے زور دیا تو تقریباً وہ بھی جس کی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہے اور اس کی کچھ حالت
ہم آگے ظاہر بھی کریں گے۔

صاحبان ان دونوں واقعوں کی تصدیق کرنا اگر آپ کو منظور ہو تو آپ بلا واسطہ خط بھیج کر شیخ عبدالقادر
صاحب طرابلسی شہسوی سے مدینہ منورہ میں دریافت کر لیں الحاصل احقر جب ہندوستان میں وارد
ہوا تو دیکھا کہ اس رسالہ کو بہت سے کندہ ناتراش جن کو الفسکے نام پر بھی پڑتا ہے ہوئے جا رہے
پھرتے ہیں اور لوگوں کو ترغیب دیکر اس کی اشاعت کی فکر کر رہے ہیں اور بہت سے اسی مجموعہ
کو لئے ہوئے دیہاتوں کا دکان کوڑی کوڑی چنڈہ دھول کرتے ہوئے پھر رہے ہیں اس لئے کہ سب
خیال کیا گیا کہ لوگوں کی اطلاع کے واسطے ایک مختصر رسالہ موسومہ الشہاب الثاقب علی المسترق، الکاذب
شافع کیا جاوے کہ جس میں حضرت مجدد المصلین کی افترا پردازی و دروغ گوئی اور بے لوث اکابر
کرام پر ہستان ہندی کی حقیقت اور ان کا مذہب کی تفصیل معلوم ہو جائے جو انہوں نے اپنی خواہش نفاق
اور ہوائے شیطانی کے پورا کرنے میں کی تھی اور جس کے غم و ہم میں شب و روز گئے رہتے ہیں
اس مختصر رسالہ میں دو باب ہیں اور خاتمہ۔

باب اول۔ فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب کیا گیا اس کا بیان اور اس کے بہت سے وجوہ ہیں
باب ثانی۔ درانظہار افترا پردازی براکبر و تفصیل جو یہ اور اس میں نو فصلیں ہیں فصل اول
در تفصیل اتہام بر مولانا، کو قوی رحمۃ اللہ علیہ فصل ثانی در تفصیل ختم نبوت اجمالاً فصل ثالث در
تفصیل جہمت بر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فصل رابع در تفصیل مسئلہ امکان و امتناع فصل خامس
در تفصیل جہمت بر مولانا سہارنپوری دام مجدہ۔ فصل سادس در تفصیل عبارت برابین تہذیب
فصل سابع در تفصیل جہمت ثانی بر حضرت مولانا سہارنپوری دام مجدہم۔ فصل ثامن در تفصیل
جہمت بر مولانا تھانوی دام مجدہم۔ فصل ناسم در توضیح عبارت مولانا کھٹانوی۔ در حفظ
ایمان۔

بَابُ أَوَّلُ

فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و فریب بازی کی گئی اس کا بیان

کید اول یعنی پہلا فریب جنہیں عالمان دین کی نسبت

ازام و اتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں، وروہ عقیدے اور خیالات کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمان ہندوستان تخت بیزار ہیں اور خود بھی ان کو کفر سمجھتے ہیں، حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیا اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب لکھا جاتا ہے اگر یہی سوال لکھ کر کسی شخص پر یہی الزام اور بہتان لگا کر ہندوستان کے ان مقدس عالموں کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر و شرک کا حکم لگا دیں گے چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہے خدا کو جھوٹا کہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاویٰ سے ان کی مہارت بھی نقل کریں گے اس لئے حرمین شریفین کے بعض عقلمند اور پر احتیاط عالموں نے یہ لکھ دیا ہے کہ اگر سائل کا بیان صحیح ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر و جہنمی ہیں، چنانچہ بطور نمونہ پسند عالموں کا قول فتویٰ میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں من قال بحدی لا ۱۰ قال معتقد الہدایہ کا ہی مبسوط فی حدیث الرسالۃ لا متبہۃ ان من الضالین یعنی جو شخص ان باتوں کا قائل ہو اور جس تفصیل سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے عقائد رکھتا ہو وہ بلاشبہ گمراہ ہے ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲۷ ص ۳۰۱ سطر (۲۰) حسام الحرمین یعنی فتویٰ عربی مؤلف بریلوی حدیث اللہ تعالیٰ دوسرے عالم لکھتے ہیں فہم مد الخاصل مادکس کعرقہ ما ساقون یعنی اگر فی الحقیقت ان لوگوں کا یہی حال ہے جو تم نے لکھا ہے تو وہ کافر ہیں خارج از دین ہیں، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۳ ص ۲ سطر (۵) تیسرے عالم فرماتے ہیں ان من ادعی دلائل شکی کفر یعنی جو اس کا دعویٰ کرے وہ بے شک کافر ہے (ملاحظہ ہو تقریظ ۲۲ ص ۱۳ سطر (۱۶)۔

جو جسے عالم نے تو نہایت ہی احتیاط کی اور بہت تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ اگر ان لوگوں سے وہ باتیں ثابت ہو جائیں کہ جنکو یریدو کی شیخ چلی نے لکھا ہے مینی غلام احمد سے دعویٰ نبوت کا اور مولانا رشید احمد صاحب دمولانا خلیل احمد صاحب دمولانا اشرف علی صاحب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تفصیل ثابت ہو جائے تو ان لوگوں

کے کفر میں اور واجب القتل ہونے میں کچھ شک نہیں، عربی عبارت یہ ہے ان ثبت معہم ما ذکرہ خدا
من اداء الذبوة للقادیانی و انتقام السی صلی اللہ علیہ وسلم من سرشید احمد و خلیل احمد و
اشرف علی المذکورین فلا شکی فی کفرہم و وجوب تنہم منہم تقریظ (۲۵۳)
پانچویں جگہ طویل تحریر میں یہ الفاظ میں ہد احکم فنو لا، الفرق والا تھا من ان ثبت معہم
خدا المقالات السیعة یعنی یہ اگر بڑے قول فی الحقیقت ان لوگوں کے ہوں تب ان کا یہ حکم ہے
جو ہم نے لگایا ہے تقریظ نمبر ۳۲ ص ۱۳۱

کسی نصف مزان نے تو احتیاط نصیحت کا حق خوب ادا کیا اور اسی جرم میں ان کی فتنہ تقریظ سب سے
آخر میں ڈال دی گئی ہے وہ کہتے ہیں فاذا ثبت و تحقق ما نسب فی هؤلاء النعم ما هو مبین فی السور
فصد ذلک بحکم بکرم ہم یعنی اگر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے اور تحقق ہو جائے وہ بات جو کہ ان لوگوں کیوں
منسوب کی گئی ہے جو رسول میں بیان کی گئی ہیں تب ان کے کفر کا حکم لگایا جائیگا (صفحہ ۱۱)
اپنے اردو رسالہ میں خود ہی دعویٰ نے عالموں کے اقوال کا خدا مر لکھا ہے وہاں نقل کیا ہے کہ جو ان کو
کا معتقد ہو وہ کافر گراہ ہے و مہمہ سطر، آگے چل کر نقل کیا ہے کہ جو حال قم نے بیان کیا اس پر دھکا
دین سے باہر ہیں (ملاحظہ ہو تمہید ص ۱۰۰)

ان بزرگوں کے اقوال کا نمونہ دیکھنے سے چند باتیں معلوم ہونیں اور جن حضرات کے کلام میں
یہ شرط غیبت مذکور نہیں ان کا بھی مطلب یہی ہے کیونکہ حکم تو اس شخص پر ہے جو ان امور کا معتقد ہو
یہ کہ الزام اتہام جو ان بزرگوں پر لگانے گئے وہ اس اتہام کو پہنچ گئے ہیں کہ ان حضرات علماء کو بھی
خود بخود شبہ ہو گیا ہے کہ شاید یہ باتیں محض فتر اور قبت ہوں اس لئے انہوں نے کلمات احتیاء کے
لکھے ہیں تاکہ جو کچھ وبال ہو وہ بریلوی کی گردن پر نہ پڑے ہم بری ہیں، دویم یہ کہ انھیں عالموں نے فتویٰ
دیئے جو ان مقدس مامان ہند سے، کل کسی قسم کی واقفیت نہیں رکھتے تھے جیسا کہ ہم نے کیر ستہ
میں ذکر کیا ہے اور نہ وہ اگر واقف ہوتے اور ان حضرات کو خدا انخواستہ بالیقین فاسد العقیدہ و
قابل تکفیر سمجھتے تو ان امتیالی الفاظوں در عبارتوں کی کیا ضرورت تھی اور اگر ان کی بزرگی اور تقدس
واقف ہوتے تو ان کے متعلق ایسا حکم کیوں لکھتے چنانچہ ذریعہ عقل رکھنے والا بھی ادنیٰ ثناء سے اس مر
کو کچھ سکتا ہے، سوم حرمین شریفین کے لوگ بھی مقدس بزرگان ہند کے ہم عقیدہ ہیں لیکن چونکہ سوں میں
ایسی باتیں لکھی تھیں جو بالاتفاق کفر میں لہذا دھوکہ میں آکر فتویٰ دیدیا۔

حضرات پھر خیال کیجئے کہ جب علماء نے خود یہ لکھ دیا کہ جن لوگوں کا ایسا عقیدہ ہو وہ کافر ہیں تو

بزرگوں کو کیا ضرر ہوا اور ان پر کفر کیسے لگ گیا ان کا یہ عقیدہ ہے دنیاں اگر لگا تو اس پر لگا جس نے بہتان تراشے اور مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے عالموں کو دھوکہ دیا و حلال بھادھوکہ کو اور سفر حرمین شریفین کیا ای دھوکہ دہی کے لئے

جو بہتان اور ہمت ان بزرگوں پر لگا کر کفر کا فتویٰ حاصل کیا گیا ہے اسکی کسی قدر تفصیل ملاحظہ کیجئے اور مجددات تفصیل کے ناخالصہ افعال و حول پڑھیئے۔

کید دوم

نکلتے ہیں کہ یہ سب لوگ ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتے

کید ثانی اور بہتان عظیم

ہیں، عربی عبارت یہ ہے والکروا ضروریات الدین و مساوا للہ رب العظیم و مساوا رسولہ الامین الملکین ملاحظہ ہو حسام الحرمین صلی اللہ علیہ وسلم اور تہیہ شیطانی منکرا پر لکھا ہے، "جب صاف صریح انکار ضروریات دین و دشنام دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول رب العالمین آنکھ سے دیکھی" مگر اتنی ہمت نہ ہوئی کہ کوئی مثال بھی دیدیتا کہ مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کونسی ضروریات دین کا انکار کیا ہے البتہ مرزا غلام احمد بعض ضروریات دین کا منکر تھا مگر اس کو ان کے کیا واسطہ اور کیا تعلق اسکا عقیدہ سب کے ساتھ کیسے چسپاں ہو سکتا ہے اس کی تفصیل و تکفیر یہ سب انکار خود ہی کرتے ہیں اور بار بار انکے فتوے اور اشتہارات اسکے باریں چھپ چکے ہیں دیکھو الخطاب الملیح۔

قادیانی کے تمام عقائد باطلہ اور دعویٰ نبوت اور دعویٰ جدیدیت و مجددیت اور اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کے افضل بتلانا اور وحی کا

کید ثالث بہتان قبیح

دعویٰ کرنا وغیرہ کو تین چار ورق میں تفصیل سے لکھنے کے بعد چند بزرگان و مقتدایان ہندوستان کا نام لیکر کہتا ہے کہ یہ سب باہم بڑی آفت میں شریک ہیں صرف بعض امور میں اختلاف ہے چنانچہ کہتا ہے کہ لغو لا مع اشتراککم فی تلک الداحیۃ الکبریٰ مفترقون فیما بینہم علی اسواء ترجمہ پس یہ لوگ باوجود مشترک ہونے ان کے کے اس بڑی مصیبت میں مفترق ہوئے آپس میں چند رایوں مختلفہ پر ملاحظہ ہو ص ۱۵۵ صرف علماء حرمین کو دھوکہ دینے کے لئے غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان بزرگان اہل سنت کیساتھ خط مط کر کے لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور خیال کے ہیں کچھ خفیف سا اختلاف ہو گا چونکہ مرزا غلام احمد بالکفاق اہل سنت والجماعت گمراہ ہے اور فی الحقیقت ضروریات دین کا منکر ہے، لہذا اہل حرمین نے کفر اور ارتداد کا فتویٰ دیدیا اور

سب پر ایک حکم لگا دیا کیونکہ وہ سب کو یکساں سمجھے اور کیسے نہ سمجھتے جبکہ ایک چالباز مغزی کذاب نے
صاف لکھ دیا کہ یہ سب لوگ باہم شریک ہیں، مگر ہندوستان کے عالموں پر بریلوی مجدد التفیل کا یہ جال نہ
جل سکا، کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں ع

کجا عینی کجا و حبال نا پاک

کجا یہ مومنین پاکباز اور کجا مرزا مدعی نبوت سبے نمازۃ البتہ مرزا قادیانی کے عقائد میں بریلوی شریک ہے
اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں ملاحظہ ہو ملاحظہ ہوتا ہے ایمانی (۱)
ابتداء میں مرزا نے بھی صرف یہی دعویٰ کیا تھا بتدریج ترقی کی ہے اسی طرح بریلوی کا حال ہے بنا۔ میر
انھیں حج و زیارت نصیب نہ ہوئی اور یہ گئے بہ نیت مکروا افترا جانیسے نہ جانا بہتر و یا کی رسوائی اور آخرت
کا وبال ساتھ لائے، بریلوی مجدد المیزین نے خدا سے خوف کیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی
کہ معاملہ و مدینہ طیبہ میں شیعت کا جال پھیلا یا مگر وہاں بھی وہی حضرات دھوکہ میں آئے جو بزرگان ہند سے
ذاتی واقفیت نہیں رکھتے تھے اور جو لوگ مقدس بزرگوں کے حال سے واقف تھے انہوں نے اس کو
دروازہ پر سے دھکے دیے۔ لَقُوْا لَھُمْ وَ لَھُمْ لَھُمْ۔

علماء حرمین کو دھوکہ دینے اور غصہ میں لانے کے واسطے اولاً غلام

چوتھا بہتان اور فریب

احمد قادیانی کو ذکر کیا اور اس کے اقوال خبیثہ کو تمام کمال تفصیل
کے ساتھ ذکر کیا تاکہ علماء حرمین کو یکبارگی غصہ آ جاوے اور مقصد براری مجدد میں بلوری طرح مدد و معاون
ہو جاویں ورنہ ہرگز مجدد صاحب کو غلط و غضب اہل ضلال سے نہیں ایسا ہوتا تو پھر یہ کے اقوال کو
سراسر دہریت سے پر اور ان کے دین کی تفسیر کی نہوں کو جو مراخضہ قطعیات کی مخالفت سے بھڑے ہیں ضرور ذکر
کرتے۔ علیٰ ہذا القیاس، غیر مقلدین ردوائف، قرآنیہ وغیرہ کے حالات اور تردیدات کی ضرورتیں کیا ہوا حق
نہ تھیں، یحیرت و دہریت کا زور شور اور انقلاب اسلام کا ان کے وجوہ سے علیہ جو کچھ ہے وہ ایک
عالم پر نمایاں ہے پھر کیا وجہ کہ مجدد و التفسیر صاحب نے ان کی تردید میں یا عیسائیت کی خلاف میں رہتے
کے جواب میں یا غیر مقلدوں کے ابطال میں رسائل تصنیف نہ کئے عموماً آپ کی تصانیف سب و شتم
اہل اسلام و تفسیق و تکفیر عائد دین سے بھری ہوئی ہیں آج تک کہیں نہیں سنا گیا کہ آپ نے کسی مجمع میں
عیسائیوں کے رد کا بیڑا اٹھایا ہو، یا آیروں کے ابطال کے لئے کوئی مجلس منعقد کی ہو، کسی وعظ میں کسی شتم
میں کسی اخبار میں ان کے مقابلے یا ردوائف کے مباحثے کی گفتگو کی ہو، مبلغ ہمت آپ کا وہ علماء اسلام
ہیں جن کو اپنے مشاغل علیہ و دنیہ سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ آپ کی ہفتویات و ہزنیات پر توجہ کریں اور

سب دشمن کا جواب کھڑے دیں اس اتباع سنت سفید اور سکوت و اعراض عن اللغو کی وجہ سے آپکو
 اسکی جزا ت ہوئی کہ جہان تک ہوا ان کی آبروریزی اور امانت کی کوشش کر کے اپنے لقمہ چرب اور شہر تکی
 تفصیل کیجائے اور کیوں نہ ہو آخر آپ کو علما و فقہاء ہند گروہ علماء میں سے شمار کرتے ہی نہ تھے اور نہ ہیں،
 جہاں میں بھی یہی حال رہتا تو آج یہ دولت یہ شہرت یہ شوکت کہاں نصیب ہوتی، یہ سب علماء حق کی گالیوں،
 ان کی تحقیر اور ان کی تنقیق کا طویل ہے خیر یہ بھی ان کی کرامت ہے کہ ان کی گالیوں کے ہی طفیل سے
 آپ کو اور آپ کے ہوا خواہوں کو روٹیاں ملتی ہیں نہ وہ حضرات آپ سے بے التفاتی کرتے نہ آپ کو
 شوق تہمت و مخالفت دامنگیر ہو کر موجب تکفیر عمار اسلام ہوتا، نہ یہ آپکی گرم بازاری ہوتی نہ علما دیوبند
 آپ کی ہتھیاریات اور اہل طیل کو گوز خریاں کر کے اس طرف توجہ کرنا بلے سودا اور خلاف شان افاضل شمار
 کرتے نہ یہ آپ کی لہن ترانیاں دروٹگوئیاں اور دعاوی باطلہ کو فردغ ہوتا بیشک آپ نے قول معروف
 مخالف بعضی پر عمل کر کے ترمہ مقصود حاصل کیا اگرچہ قصہ پیشاب کنندہ زمزم کا حال کیوں نہ ہوا ہوا
 پھر ایسا کرنا تو آپ کے فرقہ آپ کے طائفہ اور آپ کے گروہ کا دم ذاتی ہے آخر اہل ابواء و بدع کے فرقہ
 عظیم ضالہ روافض کے پھوٹے بھائی آپ حضرات ہی ہیں، صاحبو ان کے یہاں سب صحابہ و تکفیر ہمارے
 و انصار داخل دین ہے تو ان کے یہاں سب عمار و تکفیر علمائے دین رکن عقیدہ ہے چنانچہ مجدد صاحب نے
 اپنے رسالہ عقائد میں اور اس کے شارح حیدر آبادی نے خوب تفصیل اسکی کی ہے، اگر ان کے یہاں
 خواہش نفسانی کی وجہ سے حریم و متعہ وغیرہ حلال ہے تو ان کے یہاں جمیع احکام کے لئے سود لینا مناکیر شرعیہ
 سیوم جہلم، فاحشہ، گورپستی وغیرہ کے ذرائع شیر، دریں اور اگر ان کے یہاں تبراعن الصباہ رضوان اللہ
 علیہم داخل مجلس ہے تو ان کے یہاں تبراعن العلماء داخل مواظب ہے اگر ان کے یہاں ایذا اہل سنت موجب
 ثواب ہے تو ان کے یہاں تکلیف دہی و آبروریزی اہل حق مستوجب رفع مراتب ہے وہاں اگر افک
 بر انداز معطرات و افترابر صحابہ کرام دائرہ اعلام ہے تو یہاں بہتان بنادیاں بر علماء اسلام دروٹگوئیاں
 بر حفاظ شریعت ہیں وہاں اگر اظہار دعویٰ محبت اولیاء اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہ اگر
 لقمہ ہے تو یہاں براہنت ہے وہ اگر تکفیل صحابہ و ائمہ میں کوشاں ہیں تو یہ تقصیر امت مصطفویہ و توہین علماء امت
 محمدیہ سرگرم ہیں غرض کہ جلاخوان انکے ان سے جلتے ہیں جسکا نتیجہ ہے ان کی تقاضیف انکے عقائد انکے خیالات
 کی بخوبی تحقیق کرے سب پر چل جائیگا اور اہل حق کی یہی حالت انکے مقابلہ میں پائیگا جو اہل سنت کی مقابلہ روافض
 میں ہو اور انکی وہی حالت ظاہر و باہر دیکھے گا جو روافض کی حالت مقابلہ اہل سنت میں ہے اور اسی وجہ سے
 ان لوگوں کی کبھی تائید اسلام اور تقویت دین ظہور میں نہیں آتی آپ نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ کسی روافض نے

عیسائیوں، آریوں، دہریوں کے مقابل میں کوئی کتاب لکھی یا ان کا رد کیا ہو، لیکن اسی طرح اس جماعت کو بھی پائیں گے، یہاں پر گادیانی کا ذکر بھی مجدد صاحب نے فقط استردادِ ادا اور وسیلہ المقصدہ کیا تھا۔ چنانچہ تنبیہ شیطانی کے ملاحظہ اور مضامین حسام کے فکر کرنے سے بخوبی ظاہر ہے کہ مبلغ علم و ہمت و غایت کوشش و سعی ان کی اکابر دین ہی کی طرف متوجہ ہے اور یہ بیشک بہت بڑا کمزور تھا کہ جس کی وجہ سے علماء حرمین کو موقع شک و شبہ کا باقی ہی نہ رہا اور دل ہی سے ان کے دل ان احتمالات طیبہ و وجوہات عقلیہ سے خالی ہو کر جس کی طرف نظر کرنا ہر عالم کو خصوصاً کفیز سلیمین میں واجب تھا مگر تاہم اہل حقیقا ط نے شروط وغیرہ لگا دیے اور زیادہ تر محققان و لوگوں نے جب بھی یہ نہیں دیکھا اور صاف جواب دیدیا، اگر یہاں نہ چلی جاتی تو بیشک مقصد براری میں تختیاں و دشواریاں پتیاں آتیں۔

پانچواں بہتان و مکر

حضرت شمس الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شمس الانعام مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ و جناب مولانا مولانا غلیل احمد صاحب و مولانا مولوی اشرف علی صاحب دامت فیوضہما باوجودیکہ اکابر اور دیگر حضرات علم دیوبند و سہارنپور و امرتسر و مرد آباد و غیرہ ایک ہی چمنستان ہدایت کے گلہائے خلقت اور ایک ہی گلستان سعادت کے سردہائے زینت و بندہ ہیں، جنہائے امداد الہی کے یہ جملہ حضرات اشجارِ مشرقہ اور غنائد انہائے دہانہ الہی کے یہ سب نو نہال درختائے مزہرہ ہیں عرق اسانید حضرت شاہ شیخ عبدالغنی الدہلوی ثم المدنی اور حضرت مولوی احمد علی صاحب قدس اللہ سرہما العزیزان اکابر کی ذات پاک سے مسلسل الی غیہ التہذیب ہیں اور انہار برکات طرق اربعہ خصوصاً طریقہ چشتیہ صریحہ قدوسیہ امدادیہ ان کے الفاس طیبہ سے جڑ لاتی الفایہ ہیں۔

الحاصل یہ جملہ اکابر ایک روح چند قالب اور ایک معنی اور چند الفاظ ہیں۔ ان کے خیالات و عقائد و اعمال ایک ہی ہیں، ان کے معتقدین، مریدین، تلمیذ سب ایک خیال و یک عقائد ہیں اوقات ان کے اعمال صالحہ و مضریات نبویہ سے معمور ہیں، ان میں مختلف فرقے ہیں اور ان کی مخالف راہیں مگردوار المجددین کو چونکہ عظمت بھول باور امرِ خطیر ثابت کرنا تھا اس لئے ان سب کو علیحدہ علیحدہ فرقہ گردانا اور ہر ایک کو اپنی اپنی آراء میں متخالف ثابت کیا ہر ایک کا گروہ علیحدہ ظاہر کیا تاکہ ان لوگوں کو زیادہ تر قوج کرنی پڑے اور وہاں المجددین کا مظلوم ہونا جس سے رسالتی ابتدا کی گئی ہے ثابت ہو کر ضرورت نفی و مدد محقق ہو جاوے اور عیاں ہو جاوے کہ وہ نہاں ہو کر کتے فرقہ و رجاعتوں کا مقابلہ کر رہا ہے اللہ اکبر صاحبِ جواد اور انہی کیساتھ ملاحظہ فرمادیں۔ یہ فریب تھوڑا نہیں ہے بلکہ خاص مکر شیطانی ہے جس کو

اس نے اپنے استاد خاص ابیس لعین سے لکھا ہے۔

چٹا بہتان اور مکر عظیم

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجدین اور اس کے اتباع کا ہی
 کہ جس کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اہل ہند میں غمونا اس
 طائفہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اسی نام کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں یہ جملہ
 مکاریوں کی اصل اور تمام دغا بازیوں کی بنیاد ہے صاحبزادہ محمد بن عبدالوہاب نجدی امتداد تیرہویں صدی میں
 نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ یہ خیارات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت
 سے قتل و قتال کیا ان کو باجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا۔ ہاں ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھ
 گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اہل حجاز کو غمونا اس نے تکلیف
 سے تو پہنچی تھی۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے لفظ استعمال کئے بہت
 سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس
 کے اور سکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ ان کا صلہ وہ ایک ظلم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ
 سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے، در اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود
 سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہود سے غرض کہ وجوہات مذکورۃ الصد کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ
 سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکلیف دی ہیں تو ضرر ہونا بھی چاہیئے وہ لوگ
 یہود و نصاریٰ سے استعد ر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہ اہل عرب سے رکھتے ہیں۔ چونکہ محمد المظہر اور اس
 کے اتباع کو اہل عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں غمونا ان کے ہی خوہ اور دوسروں
 کو رکا دشمن دین کا قاتل ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس لقب سے بڑھ کر انکو کوئی لقب اچھا
 معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو قبیح شریعت و تبلیغ سنت یا پاچٹ و بابی کہہ یا تاکہ لوگ متنفر ہو جاویں اور ان لوگوں
 کے مصالح اور ترغیبات میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، صاحبزادہ شراب
 بیہ، ڈاڑھی منڈاؤ، گوہرستی کرو، نذر خیر اللہ مانو، زنا کاری، افلام بازی ترک جماعت و صوم و صلوة جو
 کچھ کرو یہ سب علامات اہل سنت والجماعت ہونے کی ہو اور اتباع شریعت صورتہ و عملاً جس کو حاصل ہو وہ
 وہابی ہو جاوے گا مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہم نشین سے کہا کہ میں نے سنا ہے
 تم وہابی ہو، انھوں نے جواب دیا حضور میں تو ڈاڑھی منڈاؤ، تاکہ میں کیسے وہابی ہو سکتا ہوں میں
 تو خالص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی جو نیکی ڈاڑھی منڈاؤ، تاکہ میں سنی ہو جاؤں اور اس رسالہ میں اس
 غافل خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں آکر تمللا جاویں اور بلا

پہچھے کچھے بغیر تامل محفیر کا فتویٰ دیدیوں اور پھر غلط دہا بیت کو متعدد جگہوں میں مختلف عنوانوں سے الفاظ میں سے یاد کیا ہے حالانکہ عقائد وہابیہ ان اکابر کے معتقدات و اعمال میں زمین و آسمان بلکہ اس سے زائد کا فرق ہے، یہ حضرات بالکل سلف صالحین کے عقائد پر ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور فقہائے حنفیہ کے طریق پر ہر طرح علما و علما کار بند میں سرمولقاوت کرنا نہیں چاہئے سلوک اکابر طرق اربہ خصوصاً چہرہ و صاحبیہ ان کا معمول بہا ہے۔

اب میں چند عقائد وہابیہ کے اور اس کے مقابل ان اکابر کے کلام مختصر عرض کرتا ہوں کہ مشنہ نمونہ خرمار سے آپ بہوں پر واضح ہو جائے کہ کس درجہ کا افتراء ان بزرگوں پر کیا جا رہا ہے اور طریق دجال اور اس کے اتباع کس قدر اہل حق پر ظلم و ہیبتان بندی کر رہا ہے، محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے حضرت یہ دونوں بیشک نہایت عظیم الشان امر ہیں۔ اب دیکھئے ان کا بریں اتباع اس امر کا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو کون حقیقتاً محمد بن عبد الوہاب کا ہے، اول امر کی تحقیق تو ابھی آتی جاتی ہے مگر امر ثانی کے بارہ میں آپ خود خیال فرمادیں کہ دجال و الجددین نے جملہ اہل دین و وہابیہ کی تفسیق و تفسیل کی جس میں اس وقت سیکڑوں عالم شریک تھے، جملہ علماء و دیوبند کی تفسیل و تکفیر و تفسیق کی حالانکہ ان حضرات کا مجمع روئے زمین پر پھیلا ہوا ہے مولانا دیار بند یہ و افغانیہ وغیرہ، علماء و مدرسین و فضلا متدینیں یہی لوگ اور ان کے تلامذہ و متبعین ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء ان میں سے ہیں اور ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ العزیز علیٰ رحمہ الموسوٰی یوم القیام ہو کر رہیں گے یہ مردود بھی مشنہ اپنے شیخ نجدی کے ان جملہ اکابر سے مناکحت جاستد فیہ حرام جیسا کہ ہے ان کو ایذا دینی اور عزت ہتک کرنی اور تکالیف نفسی اور مالی پہنچانی واجب کہتا ہے، چنانچہ اس کے رسالہ کی اجراء و آخر سے بخوبی نمایاں ہے، پس درحقیقت یہ پورا پورا مشنہ اپنے شیخ نجدی کا ہوا اور خود وہ اور اس کے اتباع دہابی ہیں، اب ہر کلامات مختصراً اکابر دین کے دکھاتے ہیں کہ مسئلہ تکفیر مسلمین و تفسیق مؤمنین میں کس قدر احتیاط کو کام میں لیا ہے۔

لطائف رشید یہ ص ۳۱ میں حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز شرح حدیث: حورین یدخل الجنة میں فرماتے ہیں: "تیسرے یہ کہ حق تعالیٰ رحمت شان ایمان و مؤمنین کی اس قدر سے ظاہر فرماتا ہے کہ چونکہ حدیث بخاری میں ہے کہ جب شفاعت سے وہ لوگ بھی نارے نکالے گئے

جن کے حق میں یہ حکم تھا من قال لا الہ الا اللہ دینی قلبہ ادنیٰ ادنیٰ من خردن تو فخر عالم علیہ السلام
 بعد اس کے شفاعت ان کی کریں گے جو لفظ لا الہ الا اللہ کہنے والے تھے تو حق تعالیٰ ان کے باب میں
 شفاعت کو قبول فرما کر خود ان کو نکال کر افواہ جنت پر ڈالیں گے اور جب اہل لیاات سے وہ جلد مثل نور نور
 ہو کر جنت میں داخل ہو جاوے گی تو ظہر اس حدیث سے واضح ہے کہ یہ قوم لا الہ الا اللہ کہتی تھی مگر
 کوئی درجہ نیگران کے قلب میں نہ تھا اور تھا تو یہاں تک کہ کسی مخلوق کو معلوم نہ ہوتا تھا تو ایسی جماعت بھی
 ایک دفعہ درجہ پر پہنچی تو رحل اس جماعت سے بھی ادنیٰ درجہ میں تھا کہ جس کو اس تدریج سے درجہ پر پہنچایا
 اور یہ تدریج ہی دلیل اس کے کئی مرتبہ کی اس قوم آخر سے ہے تو ایمان کا وہ درجہ کہ کسی ملک اور رسول کو
 بھی مفہوم نہ ہو عند اللہ موجب نجات و معتبر ہے پھر کسی مومن کو قطعی ناری کہنا اور کسی درجہ مخفی ایمان
 کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہیے اسی واسطے فقہاء امت عظیمہ رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ سو وجوہ ہیں اگر
 ایک وجہ ایمان کی بھی ہو کہ تو تکفیر مومن کی نہ کرنا چاہیے سو یہ نو درجہ فرمانا فقہاء کا متحد یہ نہیں بلکہ کثیر
 ہے ہزار میں سے ایک وجہ موجب بھی تکفیر نہ کرے کہ ایمان کی بہت بڑی عظمت ہے کہ تصدیق تو حید حق تعالیٰ
 صفت خاصہ حق تعالیٰ کی ہے قد ہو اللہ احد پھر جس کی جلد میں یہ نور صفت خاصہ داخل ہے اگرچہ کسی وجہ
 خفیہ میں ہو وہ کس طرح مقبول اور جنتی نہ ہو دخول نارا اس کی تہذیب اور اصلاح کے واسطے ہے نہ تحقیر و
 تہذیب کے واسطے مگر بظاہر صورت عذاب ہے جیسا دشمن کو مارنا اور اپنے دلہ محبوب کو تربیت کے لئے مارنا
 مشابہ ہے مگر دونوں میں فرق ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ المملک ولہ الحمد وهو علی
 کل شئی قدير اس سے قید کرنا چاہیے کہ جس کے قلب میں قرآن شریف کل یا جزو ہو گا اس کا کیا مرتبہ
 ہے روح القرآن فی اہاب ثم النقی فی النار ما احترق حدیث صحیح ہے اور جس کا قلب بکفویت مشاہدہ حق
 تعالیٰ زندہ ہے وہ کس درجہ کا نور معیت سے مالا مال اور محفوظ اور مقرب حق تعالیٰ کا ہو گا یہ حدیث تدریج
 اس مرتبہ کے تحصیل کا شوق دلاتی ہے۔ انتہی کا امر الشریف۔

حضرات اب غور فرمائیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز اور ان کے اتباع کس قدر تکفیر
 اور مشرک کہنے وغیرہ میں احتیاط فرماتے ہیں اور کس طرح سلف صالحین کے اتباع میں سرگرم
 میں بخوف و ہابسیہ کے کہ تمام کو ادنیٰ شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دماء
 کو حلال جانتے ہیں۔ ع

ہیں تفاوت راہ از کجاست تا کجی

البتہ نجد الدجالین اور ان کے اتباع نے شک و ہابسیہ کے قدم بہ قدم ہیں۔ اور دور کے لزومات

زہنیہ اور وجوہات اختراعیہ خیر لہ لیکر کافر بنانے کی کوشش دیتی کرتے ہیں دائرہ امت محمدیہ کی تفسیق و
تصغیر کرنیکی فکر میں دن رات کیجاتی ہیں کیا یہ لوگ محب رسول علیہ السلام یا مؤید امت ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں
کیا علماء امت کا یہ کام ہے کہ زور لگا کر معنوں کو بگاڑ لگا کر عبارتوں کو قطع و برید کر کے مسلمانوں کو
کافر بنایا جائے یا ورثت نبوت اور علم شریعت کا یہ تقاضا تھا کہ زور شور لگا کر کافروں کو اسلام میں اور شرک
کو اسکان میں منہ نقول کو ایقان میں داخل کرتے کیا رسول اللہ علیہ السلام نے یہی طریقہ برتا تھا، کیا ائمہ
کرام نے اسی کی تعلیم کی تھی کیا سلف صالحین کا یہی شعار تھا: افسوس صد افسوس خداوند کریم کا خوف دل
سے اٹھ گیا ہے غین و ختم خداوندی ان کے قلوب پر چھا گئی ہیں، بلکہ یہ لوگ تو وہابیہ سے اس وصف تکفیر
و تضلیل مؤمنین میں بدرجہا بڑھ گئے، کیوں نہ ہوں آخر مجدد ہیں ورنہ یہ وصف خلاف ہو جاوے گا فخر
الفساد فی البر والبرخند لعمد اللہ قائم فی الدنیا والاخرۃ آمین۔

(۱۲) نجدی اور اس کے تبع کا ایک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زور
تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو
حیات ہے تو وہی حیات۔ برت ہے جو آحاد امت کو ثابت ہے بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں
مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفکر کہہ کر جن کا زبان پر لانا جائز نہیں و بارہ حیات
نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے رسائل و تصانیف میں لکھا ہے، اب طور فرمائیے
کہ ان اکابر کے رسائل اور عقائدات بالکل اس کے مخالف ہیں حضرت مولانا نذوقی قدس اللہ سرہ فرماتے
نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب تحریر فرمائی جو کہ مشہور بین العالم ہے اس میں کس زور و شور سے حیات نبوی کا
اثبات کیا ہے اور مذہب اہل سنت و الجماعت اور فضائل نبوت میں کس درجہ اور قوت کے دلائل درج
فرمائے ہیں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ ہدایۃ الشیعہ اور رسالہ حج وغیرہ میں بھی اسکی تفریح و تائید فرماتے
ہیں چونکہ اس مسئلہ میں خصوصاً ان حفت کی مابین بہت طویل طویل واقع ہو رہی ہیں اور متعدد دراصل اس
مضمون میں تفصیلاً و اجمالاً چھپے ہوئے مشہور ہیں اس لئے بخوف طول میں نقل نہیں کرتا ہوں جس کا نتیجہ ہے
آپ حیات، و ہدایت الشیعہ و اجوبہ اربعین و تحالف قاسمیہ و زبدۃ المناسک وغیرہ رسائل میں دیکھ لیں
یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس میں وہابیہ نے علماء حرمین کی مخالفت کی اور بار بار جدال و نزاع کی نبوت
آئی اس مسئلہ میں اور مسئلہ آئندہ کی وجہ سے وہاں دہائی سنی سے متمیز ہوتا ہے۔

(۱۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضور کی آستانہ شریفہ و دل حظہ و مدظلہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت
حرام وغیرہ لکھتا ہے، اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے لکن اللہ تعالیٰ

۱۔ ثلثہ مساجد ان کا مسئلہ ہے بعض کہیں کے سفر میں رات کو مواذاتہ لغائی زمانہ کے درجہ کو پہنچاتے ہیں اگر مسجد نبوی میں جاتے ہیں تو صلوٰۃ و سلام ذات قدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں پڑھتے اور نہ اس طرف متوجہ ہو کر دعا وغیرہ مانگتے ہیں۔ حدیثیں ہمارے کار ہر اس مسئلہ میں بھی ہر طرح سے خالف اس حائف غیبیہ کے ہیں وہ ہمیشہ سفر پر گئے نہ رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہتے ہیں من حج و عمرہ یدرقی سے خائف اور من راتی کے ہمیشہ صاف ہیں ان حمد اکابر کو بار بار حضور کی حریم کی نوبت آتی ہے اور کبھی آستانہ نبوی پر حاضر ہونے سے نہ چوکے اور کیونکر چوکیں کہ محبت و عقیدت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے رگ و پے میں سریت کئے ہوئے ہے اور شرب احد ص و عقیدت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں۔ کیونکر ممبر اس بارگاہ مانی سے کر سکتے ہیں اگرچہ حق سے رقتی ست مالا مال ہیں۔ مگر قاضی اور فرب ظاہری کے شب و روز محتفی ہیں اور کیونکر نہ ہوں ان کا عقیدہ ہے کہ سفر زیارت قبر حضور اکرم علیہ السلام افضل مسجبات میں سے ہے بد فرب و جب کے ہے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زیارۃ المناسک مشہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "اب جانے کہ زیارت روضہ مطہرہ سرور کا کیا ثناء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستجابات سے ہے بلکہ بعض نے قریب و حب لکھا ہے اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی میری زیارت کو آوے اور اس آنے میں اس کو شخص زیارت ہی مقصود ہو اور کوئی حاجت نہ ہو تو پھر حق ہو گیا کہ میں اس کا قیامت کو شفیع ہوں اور فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد انتقال میرے کے زیارت قبر کی کرے تو مثل اس کے ہے جس نے حال حیات میں میری زیارت کی ہو پس جس شخص پر حج فرض ہو تو دل اس کو حج کر لینا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے کہ چاہے حج پہنچے کرے یا مدینہ منورہ پہلے ہو تو اسے غرض جب عزم مدینہ کا ہو تو بہترین ہے کہ نیت زیارت قبر مطہرہ کی کرے جاوے تاکہ مصداق اس حدیث کا ہو جاوے کہ جو کوئی شخص میری زیارت کو آوے شفاعت اس کی مجھ حق ہو گئی انتہی کلام الشریف، اس عبارت شریفہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اول۔ یہ کہ سفر پر گئے زیارت حضور اکرم علیہ السلام کو جائز ہے بخلاف وہابیہ کے کہ وہ اس کو حرام جانتے ہیں دوم۔ یہ کہ ریم عبادت میں سے ہو گا اور آخرت میں خاص اجر اس کا ملے گا۔

سوم۔ یہ کہ عبادت یا تو مستجابات میں اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے تب تو سنن مؤکدہ کے طبقہ علیا میں ہوئی یا قریب واجب ہے۔ چہاں۔ یہ کہ جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب قابل اعتبار و عمل ہیں ان سب باتوں میں وہابیہ خائف مرتب ہیں اور وہ جملہ احادیث کو اس بارہ میں موضوعاً یا اعلیٰ درجہ کی ضعیف جانتے ہیں۔

بفتح۔ یہ کہ جب سفر مدینہ منورہ کا کرے تو مثل قول دہا سب مسجد ہی کی نیت کرے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ
 طیبہ کو سفر کرنا جائز نہیں مگر ب نیت مسجد شریف اور حضرت مولانا قدس اللہ سرہ العزیز صریح مخالف ہو کر فرماتے
 ہیں کہ فقط زیارت قبر مطہرہ کی نیت ہوئی چاہے اب دیکھے دونوں مذہبوں میں کس قدر فرق ہو گیا۔
 شششم۔ یہ کہ شفاعت حضرت رسول مقبول علیہ السلام کی ثابت مانتے ہیں بخلاف وہاں کے کہ مسئلہ شفاعت
 میں ہزاروں تاویلیں اور گھڑت کرتے ہیں اور قریب قریب کار شفاعت کے بالکل منہج جاتے ہیں۔
 ۴۷۔ شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہاں نہایت گستاخی کے کلمات استعار
 کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ماعنی ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تہوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ
 کی مانتے ہیں اور اپنی شہادت علمی و تحقیقی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے رہبر
 لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ
 ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور یہی وجہ سے توسل و عامیہ آپ کی ذات پاک سے بعد وفات
 ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مغلوبہ مولانا غل کفر نہایت کہ ہمارے ہاتھ کی نامعنی ذات برکات
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کچھ کو بھی دفع کر سکتے ہیں۔ ورنہ
 خیر عام صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے ہاں اس کے مقابہ میں ان ہمارے حضرات اکابر کے قوس
 عقائد کو مل حظ فرمائیے یہ تہذیب حضرات ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ نبوت
 الہیہ و میزاب رحمت غیر متناہیہ عقائد کے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ارل سے اب تک جو جو جنتیں
 عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ مہ ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات
 پاک ایسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہوا اور چاند سے نور ہزاروں قوسوں
 میں غرض کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقہ واسطہ جلال کمال عالم و عالمیاں ہیں
 یہی معنی ولادت لما خلقت الا ولادت اور اول ماحلق اللہ فوری اور اضافی الانبیاء و انبیاء وغیرہ
 کے ہیں اس احسان و انعام میں حمد عالم شریک ہے علاوہ اس کے آپ کی ذات مقدس
 کو ارواح مؤمنین سے وہ خاص نسبت ہے کہ جس وجہ سے آپ باپ روحانی حمد مؤمنین
 کے ہیں اور یہ احسان بھی ابتداء عالم سے آخر تک کے مؤمنین کو عام ہے علاوہ اس کے مؤمنین
 سرخروہ کے ساتھ اسواۃ کے اور بھی خاص علاقہ ہے جو کہ اور ائمہ کے مؤمنین کو نہیں، حضرت سرور
 علیہ السلام کے احسانات غیر متناہیہ کی تفصیل اگر معلوم کرنی منظور ہو تو رسالہ آبجیات حضرت مولانا
 رحمۃ اللہ علیہ کا۔ و نیز رسالہ قبہ نما۔ واسطہ اربعین و تحذیر الناس وغیرہ دیکھئے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ کس قدر

خصوص و عقیدت و قیمت ذات پاک مصطفوی سے ان حضرات کو ہے اور کیسے اتنی درجہ کی عظمت و عظمت
ان کے قلوب میں بھری ہوئی ہے قصیدہ بہار یہ میں جو کہ لغت حضور سرور کائنات علیہ السلام میں حضرت
مولانا نوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے در قضاوند قاسمی میں شائع ہو چکا ہے کہ تعظیم کے اور خلوص
کے لفظ استعمال کئے ہیں اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو سب کو نقل کرتا مگر بعض اشعار پر قناعت
فرماتا ہوں۔

تو فخر کون و مکان زبدہ زمین و آسمان
تو بوسے گل ہے اگر گل میں درختی
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
جلو میں تیرے سب آئے عزم کو تاج و در
لگا تا تھا نہ پتلے کو بوا البشر کے خدا
سما کے تری خلوت میں کب نبی و ملک
کہاں بلندی طور اور کہاں تیری معراج
گرفت ہو تو تیرے ایک بندہ ہونے میں
غرض کہ نہایت تعظیم و تکریم کے کلمات استعمال فرما کر فرماتے ہیں

خوش نصیب یہ نسبت کہاں نصیب میرے
نہیں گنتی میں ہر گز تیرے کسا لوں کو
یہ سن کے آپ شفیع گناہ گاراں میں
کفیل جرم اگر آپ کی شفاعت ہو
گناہ کیا ہیں اگر کچھ گنہ گار ہیں نے
مدد کر اے کرم احمد سے کہ تیری سوا
بڑی ہو ہی ہو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

یہ دونوں طوالت تمام قصیدہ کو نہیں لکھتا ہوں مگر اہل فہم سمجھ گئے ہوں گے کہ مولانا کو کس قدر عقیدت
و محبت و عشق ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کس قدر تعظیم آنحضرت علیہ السلام کی ان کے
قلب النور میں بھری ہوئی ہے فی الحقیقت یہ قصیدہ نہایت سچا اور پاکیزہ واقع ہوا ہے کہ جس کو دیکھتے
نماز جان کرنے کو بے اختیار چاہتے ہیں سال آج حیات و قیامت و اتوار و جمعین وغیرہ۔

در کلمہ السلام علیکم یا رسول اللہ اور بہت پکار کر نہ بولے آہستہ حضور اور ادب سے بڑی عرض
کیے، اتنی کلامہ الشریف۔

اب اس عبارت میں فکر کریں کہ کس قدر ادب اور سمیت و تنظیم حضور سرور کائنات علیہ السلام کی لفظ
عظمت کی ہے اور کس طرح لوگوں کو ہدایت آنحضرت علیہ السلام آپ کے آثار کی تعلیم و محکم فرماتے
میں اور زیارت آنجناب باعث نجات از دوزخ و سوز حساب و غیرہ سمجھتے ہیں اس تمام عبارت
میں فی ملت و ہر سیدہ بات بات سے ظاہر ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے، نیز
مطالعہ رشیدیہ ص ۳۰۰ میں دربارہ استعمال لفظیت یا صم یا خوب ترک یا فقہ عرب بہ نسبت حضور
سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبور بوسنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مراد نہیں رکھتا
بلکہ معنی بازی مقصود لیتا ہے مگر تاہم ایہام گستاخی و اہانت و ازیت ذات پاک حق تعالیٰ شامہ اور جناب
رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راہ بولنے سے منع فرمایا اور
انظرنا کا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایا الخ۔

اس بحث کو نہایت بسط کیا تھ ذکر فرمایا ہے اور جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا ان
کو بھی باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے کہنے
و اسے کو منع کرنا خدید چاہئے اگر مقدور ہو اور اگر باز نہ آوے قتل کرنا چاہئے کہ موزی و گستاخ شاہ
جناب کبریٰ تعالیٰ شانہ اور اسکے رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اتنی کلامہ الشریف۔

آپ خود فرمائیں کہ کس طرح حضور علیہ السلام کی تعظیم کرنے کی ہدایت اس زمانہ بد و فساد ظاہری
میں فرمائی اور الفاظ سوہوہہ کو بھی باعث کفر قرار دیا آیا یہی طریقہ و ہدایہ ہے کیا یہی خیال نجد یہ
کا ہے ہرگز نہیں جس کا جی چاہے ان کے الفاظ ان کے کلمات زبانی یا تحریرات سے سنے کہ کتھ
گستاخی اور بے ادبی ان کی گفتگو میں پائی جاتی ہے یہ جملہ حضرات رضی اللہ عنہم جس قدر ادب و تعظیم
واجب بہ نسبت حضور علیہ السلام جانتے اور کرتے ہیں کوئی طاغوت روئے زمین پر ات اس درجہ پر نہیں
جناب مولانا نانو تو می رحمۃ اللہ علیہ چند منزل را بر و نٹ پر سوار نہ ہوئے حالانکہ اونٹ ان کی سواری
کا موجود تھا اور خالی رہا پیر میں زخم پہ گئے تھے، کانٹے لگتے تھے پتھروں نے ٹھکرا ٹھکرا کر حال درگوں
پاؤں کا کر دیا تھا۔ تمام عمر کینچت کا جو تہ اس وجہ سے نہ بہت کہ قبر مبارک سبز رنگ کا ہے، اگر کوئی
برے لے آیا تو کسی دوسرے کو دیدیا۔ ان کے احوال اگر اتباع سنت اور افعال غلبہ محبت نبوی کے
ذکر کئے جاویں تو دفتر بھی کافی نہ ہوں، ان اشعار سے عاقل اندازہ کر سکتا ہے

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید یہ ہے
 جیوں تو ساتھ سگان حسم کے تیرے پھر
 جو یہ نصیب نہ ہوں اور کہاں نصیب میرے
 اڑا کے بد میری مشیت خاک کو پس مرگ
 وے یہ رتبہ کہاں مشیت خاک قسم کا
 سگر نسیم مدینہ ہی گرد باد بسنا
 غرض نہیں مجھے اس سے بھی اب رہی لیکن
 لگا دہ تیر غم عشق کا مرے دل میں
 لگے وہ آتش عشق اپنی زبان میں بس کی
 صدائے صوفی قیامت ہو اپنا اک نالہ
 چمچے کچھ ایسی مرے نوک غار غم دل میں
 یہ ناتواں ہوں غم عشق سے کہ جائے نکل
 تمہارے عشق میں درو کے ہوں نحیف اتنا
 یہ لاغری ہو کہ جان ضعیف کو دم نقص

کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
 مردوں تو کھائیں مدینہ کے کھجے کو مور و
 کہ میں ہوں اور سگان حسم کی تیرے آتش
 کہے حضور کے روضہ کے آس پاس ت
 کہ جائے کوچہ اطراف میں تیرے بن کے منب
 کشاں کشاں مجھے لیجا جہاں ہے تیرا مزار
 خدا کی اور تری الفت سے میرا سینہ لگا
 ہزار پارہ ہو دل خون دل میں ہو سہر
 جلائے چرخ سنگمر کو ایک ہی جھونکا ر
 بجائے برق ہو اپنی ہی آہ آتش بار
 کہ چھوٹے آنکھوں کے رستے سے اک لہو کی فو
 ذرا بھلی جان کو اوپر کا سانس دے جو
 کہ آنکھیں چشمہ آبی ہو میں درون غم
 نہ ہو دے ساتھ اٹھاتا بدن کا کچھ دشو

حضرت ان اشعار کے مضمون پر غور فرمائیں کہ کس قدر اخلاص و محبت و عقیدت بات بات سے چلتی ہے گو
 محبت قائم المرسلین علیہ السلام میں جو چہوڑ میں اس قدر نہنک ہیں کہ سو کی خبر نہیں ارگ و پے میں رک
 اخلاص سرایت کئے ہوئے ہے کی یہی حالت و باب کی ہے کیا یہی کلمات ان کی زبانوں
 سے نکلتے ہیں کیا ہی قسم کی لطیف اور دل آویز تحریرات ان کے ناپاک قلموں سے شاخ ہوتی ہیں ہر گز
 نہیں وہ اس قسم کی گفتگو کو معاذ اللہ بدینی و شرک خیالی کرتے ہیں ان مفاہین کو و ابیات و اشعار
 میں مندرج کرتے ہیں بلکہ اگر حقیقت الامر کو دیکھیں تو تو کہ اس بریلوی عہد کو زلی بخش و عداوت سے
 حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی اور ہمارے ان مقدس اکابر کے تصور علیہ السلام کے
 عشق و غلبہ محبت میں وہ اقوال اخلاص و افعال عشقیہ تھے جن کی خوشبو بھی مشام عین تک کہیں پہنچتی
 تھی پس اس عہد پر رسول علیہ السلام اور بغض خیر الامام کو سخت ناگوار ہوا اور چاہا کہ ان پر دوزخ
 کر کے ان حضرات کو مسلمانوں کی طرف سے گراؤں اور لوگوں میں بدنام کروں اس کے لیے
 جھوٹے الزام منسب اپنے آباء و اجداد کے مقدس بزرگواروں پر لگائے اسے عہد و بریلوی نے

خدا کی قسم دکھلا تو سبھی تیری زبان یا تیرے قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص مند ان کلمات کبھی خواب میں بھی نصیب ہوئے ہیں اور کیوں ہوتے تیرا باطن قبیح تو عجاہب رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے۔ ان نوار کی گنجش کہاں؟ زبان سے دعویٰ محبت سہل ہے مگر بدن کے رد میں ردیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور پٹھے پٹھے سے اس کا ظاہر ہونا کارے دارد۔ حضرت مولانا سنگو ہی قدس اللہ سرہ العزیز کے حالات جس نے مشاہدہ کئے ہیں وہ بیشک آپ کی محبت مصطفویہ اور تعظیم احمدی کا اندازہ کر سکتا ہے ہم چند باتیں قلم دیدہ کہن سے اکثر حضرات واقف ہوں گے بیان کرتے ہیں۔

حضرت مولانا کے یہاں تبرکات میں حجرہ مطہرہ نبویہ کے خلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا ہر روز جمعہ کبھی کبھی حاضرین و خدام کو حجب ان تبرکات کی زیارت خود کر یا کرتے تھے تو صندوق خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر دل اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے جومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے۔ اس مہکونہ اروں نے ملاحظہ کیا ہوگا۔ بھلا یہ امر وہاں سید کے نزدیک بدعت و حرام نہیں تو کیا ہے۔

مدینہ منورہ کی کجوریں آئیں تو نہایت عظمت و حفاظت سے رکھی جائیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور حضار ہمارے گاہ فاصلین کو بھی نہایت تعلیم و ادب سے ایسی طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمت غیر مترقبہ اور شمار جت ہاتھ آگئے ہیں حالانکہ بقرہ، سندہ وغیرہ کی کجوریں ہمیشہ آتی رہتی تھیں مگر ان کی وقعت اس سے زیادہ ہرگز نہ تھی کہ جمعہ میں سے یہ بھی ایک میوہ ہے۔

مدینہ منورہ کی کجوریوں کی گھنٹیاں نہایت حفاظت سے رکھتے لوگوں کو پھینکنے نہ دینے اور نہ خود پھینکتے تھے، انکو ہون دستہ میں کتوا کر نوش فرماتے، مثل چھالیوں کے کتوا کر لوگوں کو استعمال کرنی ہدایت فرماتے تھے۔

تھماہ بیح الاول من السنہ میں جمعہ ہی بھائی محمد صریح صاحب جب صاف خدمت ہوا تھا تو بھائی صاحب سے پہلے ہی حاضر میں حضرت قدس سرہ اللہ سے دریت دیا کہ قرعہ شریف علی عا جہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں چونکہ وہ اس قدر کے پاس موجود تھی اس سے بازب ایستادہ پیشکش خدمت اقدس کیا تو نہایت وقت اور عظمت سے قبول فرما کر سر میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشا خواب استراحت فرماتے وقت اتنا مال لے اس سر میں کہ آخراً تک استمال فرماتے رہے اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں بعض فاضلین نے کچھ کپڑے مدینہ منورہ سے خدمت اقدس میں تبرکات ارسال کئے حضرت نے نہایت

تعظیم اور وقت کی نظر سے انکو دیکھا اور شرف قبول سے متاثر فرمایا بعض طلبہ حضار مجلس نے عرض بھی کیا کہ حضرت
 اس کپڑے میں کیا برکت حاصل ہوئی یورپ کا بنا ہوا ہے تاجر مدینہ میں مائے وہاں سے دوسرے لوگ
 خرید لائے اس میں تو کوئی وجہ تبرک برتنے کی نہیں معلوم ہوئی حضرت نے شبہ کو رد فرمایا اور
 یوں ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ کی اسکو ہوا تو لگی ہے ہی وجہ سے اس کو یہ اعزاز اور برکت حاصل
 ہوئی پس خیال کرنے کی بات ہے کہ اس شخص کا محبت نبوی میں حال ہو کہ وہ یہ محبوب کی گھٹیاں اور
 خاک جو کہ محبوب کے روضہ کے ارد گرد پڑے چہ سے آہڑی ہو کیونکہ قبر مبارک تک بوجہ دوستی دیوہوں
 کے جملہ استیسا کا پہنچنا محال ہے اس عظمت سے بھی جاوے اور وہ چیزیں کہ جن کو کفار نے دار لکھ
 میں اپنے ہاتھوں میں بنایا ہوا تھا وہ محبوب کے حیدر روزہ ہو کھانگی وجہ سے تبرک عظیم بنجاویں اگر فہ
 مجنوں بنی عام جیسا نہیں تو کیا ہے وہ اگر سنگ کو چنے لیلی پر قد تھا تو یہ خاک کو چہ اظہر مصطفوی پر جان
 نشاں وہ اگر بوجہ غلبہ محبت لیلی ہے ختم تھا تو یہ وجہ عشق مصطفوی ہے قرار میں کہاں ہیں بد نصیبان جہاں
 کہاں ہیں غیوان بے یگانہ نہیں دیکھیں تو یہی کیا یہ عالم کسی وہابی کو نصیب ہوا ہے کیا وہ ایسے
 عقائد اور خیالات رکھتے ہیں کہ گز نہیں خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین واسنے ان کچھروں کے جو صحن
 خاص مسجد نبوی میں نصب ہیں کی ساں لا کر تضرع اعلیٰ کی خدمت میں پیش کئے تھے اس کی حضرت
 نے اس قدر وقت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے ان کے سر سے کچھ زائد جھٹے فرما کر اپنے اقرار و
 غصین و عین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا صاحبوا ہزاروں مدعین محبت سے
 احقر کو ملاقات کی نوبت آئی اور وہ خاص کچھریں ان کو دی گئیں لیکن کسی کو اس اخلاص و عظمت کیسا تھ
 لیتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا۔

حجرہ مطہرہ نبویہ کا جلا ہوا زیور کا تین وہاں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعض غصین نے ارسال کیا
 تھا حضرت نے باوجود نزاکت طبعی کے جس کی حالت میں لوگوں پر نہا ہرے اس کو پی ڈال دالا کہ ادنائتوں
 کا تیل خود سے منہ ہوتا ہے شامیہ بعد بلنگوں میں اور بھی تغیر ہو جاتا ہے طبخ کثیف بھی ایسے کام
 پر جرات نہیں کریں چنانچہ مشاہدہ ہے درجہ اقدس میں کرتا بھی ہے تو نکھیں اور بھوس چڑھا کر اوجھا
 و طرق استعمال کر کے مگر وہ اسے عاشق سید ارسل و شیدائے خاتم الانبیاء علیہم السلام باوجود
 اس نزاکت و نظافت کے پتیا پی بل بھی نہ پڑنے دیا گویا کہ نہایت خوشگوار لذیذ چیز نوش
 فرما رہے ہیں۔ خود احقر نے سوال کیا کہ بعد چالیس روز کے جالی شریف میں اندرون حجرہ مطہرہ
 اہل مدینہ بچوں کو داخل کرتے ہیں اور خادم روضہ مطہرہ سکونیا کر سامنے روضہ اقدس کے قبلہ کی طرف لٹا دیتے ہیں

دردِ غما مکن ہے بعض کیس ہے تو آپ نے انکسار فرمایا ورنہ ہند کیا، ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ کیا وہاں سید ان افعال کو جانتے ہیں یا ان کو وہ شرک و کفر و بدعت وغیرہ نہیں کہتے، یہی وجہ ہے کہ اپنے بچوں کو بھی دین میں باہر تھرا رہا، نبویہ میں داخل کیا ہے، ایک مرتبہ احقر نے دوبارہ اس فقیر کے جو کہ حضرت امام عظیم الامام ابو حنیفہ سے مقرب ہیں دریافت کیا کہ مثل کتب میں دیکھا ہے کہ امام صاحب خانہ کعبہ شریف میں ایک شب داخل ہوئے اور تمام رات ایک ہی ہاتھ سے مکرر پورا قرآن شریف ختم فرمایا ورنہ میں یہ الفاظ فرماتے: **اللہم عرّفنا حق معرفتنا و ما عندنا حق عندنا** پس اس کے ظاہری معنی یہ نکلا، فرمایا: ورنہ فرمایا کہ خداوند کا یہ عمل دینی شان کا مرتبہ تو نہایت اعلیٰ ہے یعنی آدم تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی معرفت حق معرفت ہیں کر سکتے، چنانکہ ان کی ذات پاک سے ایک قسم کی جانست و مقربیت محقق ہے پس جناب باری عز و شانہ کی معرفت حق معرفت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ خود سرور کائنات **سید الصلوٰۃ والسلام** صاحب حق معرفت فرماتے ہیں: **حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام کی تاویل** علما نے کتب تراجم میں ذکر کی ہے اس جواب سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہرگز مولانا اور ان کے متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں کہ جو وہاں سید دیکھتے ہیں۔ ورنہ اس قول کے کیا معنی ہوں گے ورنہ افعال کے جو کہ غایت خلاص و محبت پر دل ہیں، کیا صورت ہوگی ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات **سید الصلوٰۃ والسلام** کو باوجود افضل المخلوق و خاتم النبیین، نئے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے ہر عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں یعنی جملہ کمالات خلائق علی ہوں یا علی نبوت ہو یا رسالت عدلیت ہو یا شہادت، سخاوت ہو یا شجاعت، علم ہو یا مروت، فتوت ہو یا وقار وغیرہ وغیرہ، سب کیساتھ اولاً بالذات آپ کی ذات والامصفات جناب باری عز و شانہ کی جانب سے منتصف کی گئی اور آپ کے ذریعہ سے حمد کائنات کو فیض پہنچا جیسے کہ آفتاب سے نور قمر میں آیا، نور قمر سے نور ہزاروں آئینوں میں بلکہ وجود کو، عمل حمد کمالات کی ہے اس کی نسبت بھی ان حضرات کا یہی عقیدہ ہے، اس مضمون کو نہایت تفصیل سے آٹھ حیات، قبلہ نما، اجواب، زمین، حمزہ، اناس وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے، اسی واسطے برائین میں صاف تصریح کر دی گئی ہے کہ کمالات روحیہ میں کوئی شخص حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مماثل اور مقارب ہو ہی نہیں سکتا، ورنہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور درحقیقت کمالات تو کمالات روحی ہی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان روح ہواور یہ جسم خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے، مدار فضائل کا عقلاء کے نزدیک انھیں کمالات روحی پر ہے جسمی پر نہیں، پس باعتبار جسم اطہر کے اگرچہ آپ اولاد آدم اور بنی آدم ہیں لیکن باعتبار

روح کے آپ سب کے امام اور باپ میں باوجود اس کے بہ نسبت حضرت علیہ السلام کے جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کو کمالات جسمیہ میں بھی خلائی میں یکتائی تھی اور ہے چنانچہ قصیدہ فختیہ حضرت مولانا ناتوئی رحمۃ اللہ علیہ سے بخوبی ظاہر ہے مگر اشتراک جسمی و نوعی بشری سے انکار بھی کسی طسرت جائز نہیں یہی عقیدہ محققین اہل سنت والجماعت کا ہے و بایں ان مضامین کے پاس بھی نہیں پہنچتے ہیں اعتقاد کیا حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ العزیز ادا السلوک ص ۱۱۱ میں بحث خلوت میں تحسین نہ مانتے ہیں۔

۱۔ حضرت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ابے خلوت صرف سیرت فخر الہام صلی اللہ علیہ وسلم فتوحات میشد و بیک جلسہ چند ان معارف و غرائب علوم حاصل می شد کہ دیگران خلوت ساہا سال میسر نہ باید و ایں مرازیں بود کہ ارادت چنانکہ گفتہ اند ترک عادت باشد و عادت صحابہ رضی اللہ عنہم سوم باہت بود چوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنان کرد کہ ہر صبح امر سر مو تاجہ در طاعت نیکی نہ بدل و جان را غنی ہو نہ حق ثانی و درویشاں ایدان مشیت و بنور ہدایت خود تائید فرمود کہ باو عفت فی طاعت اہل مال و اکتساب مناجات و جہاد بندہ کمال بودند و ہمہ بہت ایشان متابعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و ملاحظہ جمال ہا کمال آں سرملقہ جو بان بود و حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہمہ فضائل و کمالات بودند چوں ایشان را بصدق ارادہ و اسخ دیدار شمس قلب شریف خود کسے انداخت و بچشم عنایت سرا سر ہدایت نظر افروخت و بانوار نبوت و بانعت جوہر معدن رسالت تشریف بخشید چنانکہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرد کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ انہو حق تبارک و ربیبہ من نہ اختہ بود در سیرۃ ابوکر و اند ختم پس تراغ قلوب ایشان بآن نور روشن شد و مشکوۃ وجود ایشان منور گردید و صفات بشری ایشان بالکل مضمحل گشت زہار و غبار و علماء و حکماء و غفار و متوحیدین و راسخین در عمہ موم شدند و از انوار معارف ایشان بر تاباعین عکس قیام و جان ایشان نور محض گردید و علی بن ابی القیس رضی اللہ عنہم اجمعین چنانکہ حضرت فرید صلی اللہ علیہ وسلم کہ اصحاب من مثل ستارگان نہ بہر کہ پیروی کنی راہ یا بید پس چوں یک نظر آں آفتاب کمالات بایں سادات رساند کہ ام خلوت اولی ازین مجاہست بود و کدام عقل مست کہ بریں چنیں صحبت خلوت گزیند چہ خلوت برائے آں گرفتہ اند تا آنچہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجاہست حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند و دادہ

حضرت اس عبارت میں ذرا غور فرمائیں کہ کس طرح فضائل نبوت و محبت کا اظہار و بیان کیا گیا ہے اور عقیدہ کا مدنیہ کی کیفیت واضح کی گئی ہے کیا وہ قلب جس میں یہ عقود راسخ ہو اور ان انوار سے منور ہو چکا ہو وہ کوئی کلمہ گستاخی کا بہ نسبت حضور سرور کائنات علیہ السلام کہہ سکتا ہے یا اعتقاد کر سکتا ہے، حاشا وکلا خداوند کریم ان افتراء پر دوزلوں کا منہ کا مار کرے جو عمارتوں میں قطع و بربادی کر کے اور معنی بگاڑ کر ان مقدس حضرات کی طرف منسوب کرتے ہیں خذ بعذر اللہ تعالیٰ فی الداسا۔

اس قسم کے مضامین ان کا برکی تحریرات میں جا بجا مسطور ہیں، لیکن ظالمین ان کو چھپا کر اپنے مقصد روئیہ کے حاصل کرنے کی فکر کرتے ہیں، بوجہ تطویل عبارت کے زیادہ نقلیں نہیں عرض کرتا ہوں، جسے دیکھ کر خیالات و عقائد پر نظر ڈالی ہوگی واضح طور پر معلوم کرے گا مثل اس عبارت کے ہرگز وہابیہ کا عقیدہ نہیں وہ اس قسم کے عقائد کو ضلال سے کم تیار نہیں کرتے یہ مقدس اکابر ہمیشہ اولیاء کرام دنیا عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے فقیہین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں جسکو وہابیہ مثل شرک ناجائز و حرام جانتے ہیں، حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ طویلہ دربارہ توسل مشائخ سلسلہ علیہ حشیتہ صابریہ تحریر فرمایا ہے جو کہ امداد السلوک کے اخیر میں و نیز دیگر رسائل کیساتھ شائع ہو چکا ہے اگر جملہ اشعار کو نقل کیا جاوے تو تطویل ہو جاوے گا اختصاراً چند فقرات اخیر کے ذکر کرتا ہوں۔

| | | |
|-----------------------------|------------------------------|---------------------------|
| برحق مقتدائے مقتدایاں | حسن بصری امام پیشوایاں | برحق شیراز داں شاہ مرداں |
| در علم لدنی فیض رحسان | طلح بحر رحمت منبع فیض | تعلی گاہ یزداں مطلع فیض |
| علی ابن ابی طالب کہ غور شید | نبوہ خاک پائے اور خشید | بحق آنکہ او جانِ جهان ست |
| فدائے روضہ شہت آسمان ست | برحق آنکہ لبویش گریستی | برائے خویش مطلوبش گریستی |
| پسندیدی زجملہ عالم آں را | بسا گنڈاشتی باقی جہاں را | گزیدی از ہمہ گھلا تو اورا |
| نمودی صرف او ہر رنگ و بوزا | ہمہ نعمت بستام او نمودی | دو عالم را بکام او نمودی |
| بآں کو رحمۃ العظیمین ست | بدرگاہت تنفیج امد بنین ست | برحق سرور عالم محمد |
| برحق برتر عالم محمد | بذات پاک خود کار اصل ستی ست | ازد قایم بلند یاد پستی ست |
| مثال او نہ مقدر جہاں ست | کہ کنش برتر از کون و مکان ست | ولم از نقش باطل پاک فرما |
| | براہ خود مرا چالاک فرما الخ | |

برائے خدا آپ انصاف فرمائیں کہ آیا وہابیہ اس قسم کے الفاظ کہنا جائز رکھتے ہیں یا نہیں جو حضرت سرور عالم سے قصیدے پر نظر فرمائیں گے وہ بخوبی معلوم کر لیں گے کہ یہ اکابر بالکل از سر تا پا مخالف مابین عقیدہ

ہیں ان کے نزدیک تو سل انبیاء علیہم السلام جائز نہیں اور یار سے تو درکنار پھر الفاظ حق ظالم استعمال
اور بھی زیادہ اس کے یہاں مکروہ ہے علاوہ ازیں اس قسم کے مدعی وہ جائز ہی نہیں کہتے اور مولانا گنگوہی قدس
الشہ سرۃ العزیز متوسلین کو ہمیشہ تو سل اور یار طریقت کا ارشاد فرماتے رہے اور شجرہ طہیۃ خاندان چشتیہ قدوسیہ
امدادیہ کو عطا فرماتے تھے جس میں یہ الفاظ ہوتے تھے الہی بجز مہ سیدنا مولانا قدس بن ظلال الخ وہ خود
اپنے خاندان صابریہ قدوسیہ کے شجرہ کو بطور حکما ران الفاظ سے نظم فرماتے ہیں دیکھئے امداد السلوک ص ۱۴۸

| | |
|------------------------------------|------------------------------------|
| بہر امداد و بنور حضرت عسبد الرحیم | عبد باری، عبد بادی عضد دیں مکی دلی |
| ہم نسیمی و حب اللہ شاہ بر سعید | ہم نظام الدین بلال و عبد قدوس حوی |
| ہم محمد عارف و ہم عبد حق شیخ ملاں | فہس دیں ترک ملا الدین فرید ہونہی |
| قطب دین و ہم معین الدین عثمان شریف | ہم محمود و ابو یوسف محمد احمد سی |
| بوصحاق و ہم بمشا و دبیرہ نامور | ہم حذیفہ و ابن ادیم ہم نصیب مرشدی |
| عبد واحد ہم حق بھری علی فخر دیں | سید مکنین فخر العالمیں بشری بنی |
| پاک کن قلب مرا تو از خیال غیر نویش | بہر ذات خود شفا یم دہ ز امراض دلی |

و بابیہ کے متعدد رسائل اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں کہ وہ صراحتہ تو سل از حضرت سرور کائنات علیہ
السلام کو و نیز تو سل بلا و یار الکرام کو منع کرتے ہیں جس کا جی چاہے تحقیق کرے مگر ان حضرات کے تو سل
اور اہل بدعت کے تو سل میں بڑا فرق ہے یہ حضرات تو مثل و بابیہ کے منکر ہیں اور نہ مثل اہل
جوا کے قالی۔ ان حضرات اکابر کے رسائل و تصانیف جن جن الفاظ مدحیہ و تعظیمہ سے پر ہیں ان کو
اگر نقل کیا جاوے تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جاوے جس کا جی چاہے انکی تصانیف کو ملاحظہ کرے ہم نے
بطور نمونہ کچھ احوال و الفاظ نقل کئے ہیں، اگرچہ مجدد بریلوی صاحب موافق اپنی عادت افتراء پر داری
کے ان حضرات کی نسبت بھی افتراء کر رہے ہیں کہ وہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں
کا استعمال کرتے ہیں، معاذ اللہ، اگر یہ افتراء مدعی نہیں تو کیا ہے۔ ہم خود پہلے لطائف رشیدیہ ص ۱۴۸
سے عبارت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی قدس الشہ سرۃ العزیز فرماتے ہیں کہ جو الفاظ
موجہ تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو
مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس بحث کو بوضاحت تادم حضرت مولانا نے مع دلائل کے
ذکر فرمایا ہے تو اب کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات کوئی کلمہ گستاخی کا جناب سرور کائنات علیہ السلام
کی شان میں فرمائیں البتہ مجدد بریلوی اگر کہیں اس قسم کی باتیں اپنے خیالات و لوازمات بعیدہ سے

نکالیں تو یہ فقط ان کی گندہ خیالی اور فطح و برید کا شرہ ہو گا نہ یہ کہ ان اکابر کے کلام پاک کا اثر جہد نقیض
حضرات اکابر موجود ہیں اور چھپتی ہوئی جگہ دست یاب ہوتی ہیں دیکھو جس جگہ حضور علیہ السلام کا نام پاک
آتا ہے کس انقب و الفاخ سے متصوۃ و سلام آپ کا نام نامی ذکر کرتے ہیں عموماً قبل آپ کے
اہم مبارک کے لفظ فرعام ذکر کیا جاتا ہے یا اور مثل اس کے مگر فحوس کہ ہے غرض نفسانی کے
حصول اور طلب شہت کی نیت سے مجدد و برید کی صاحب اور ان کے ہوا خواہ ان جملہ محاسن و بھلائیوں
کو پس پشت ڈالے دیتے ہیں جن سے ان بزرگوں کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور جو خود متین و
بھائیوں ان کی دربارہ دین تو یہ مثل آفتاب کے اہل علم پر نمایاں ہیں اور جو اقوال و الفاظ ان کے
فہم کے خیال میں قبیح محسوب ہوتے ہیں ان کو اپنے خیال کے موافق برے معنی پہنچ کر کے تفسیر عوام
مسمیٰ کی غرض سے پر کا کیو تر بنا کر ظاہر کرتے ہیں حدیث اللہ تعالیٰ فی الدارین ان کا حال وہی ہے
و قرآن شریف میں متبعین متشابہات کے حق میں فرمایا گیا ہے بعد جو احسن و گوں نے جہد عالم پر مثل آفتاب
کے ظاہر کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کس طسرت کرنا چاہئے، سلف صالحین اور ائمہ
مجتہدین کا اقتداء کس طرح کرنا چاہئے، وہ اکابر و رحم علیہ الاما غر کا طسرت کیا ہے جنہوں نے چالیس
چالیس برس تک جماعت اولیٰ اور عجمیہ اولیٰ فوت نہ ہونے دی ہو سفر اور مفر میں قیام شب و تہجد کو
کبھی ضائع نہ ہونے دیا ہو ذکر زانی و قلبی و روحی سے کسی وقت سوتے جاگتے میں غافل نہ ہوئے ہوں
اسٹے بیٹھے، سوتے جاگتے پلٹے پھرتے حضور سرور کائنات علیہ السلام کی مادتوں اور سنتوں پر علم و آدر رکھا
اور ایک ادنیٰ چیز کو فوت نہ ہونے دیا ہو جن کی زندگی بھی ہوئی تو موافق زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وہ اسلام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور وفات بھی ہوئی تو گو یا کہ نقشہ وفات سرور کائنات
علیہ الصلوٰۃ والسلام کھینچ گیا تھا چنانچہ جو لوگ اس وقت حاضر تھے بخوبی جانتے ہیں اور جو موجود نہ تھے وہ
باز وصل الجیب ملاحظہ فرمائیں حضور خدمت و ملاحظین رسالہ سب کی زبان سے یہی لفظ بشرط واقفیت
از احوال حضور علیہ السلام نکلتا ہے کہ وہ وفات سرور عالم کا نمونہ ہے۔ ان کے اخلاص و قوت روحانی
و فیوض یزدانی و قبولیت سادگی کی دلیل کیا دنیا میں اس سے قوی کوئی ہو سکتی ہے کہ آج ان کے تلامذہ
و تلمذین میں جو درجہ دینداری و اتباع سنت و ادب اکابر ماضین و استقامت کا موجود ہے اس میں
مغزو زمین پر شرقا و غربا جنوفا و شمالا اپنا مائل نہیں رکھتے ہیں اگر غرور و انصاف نہ رہا میں تو آپ خود
اس کو ملاحظہ کریں گے کہ مخالف و موافق جملہ اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ علوم دینیہ و کتب درسیہ
میں آج کل صفو زمین پر علماء دیوبند اور ان کے تلامذہ سے زیادہ ملنا مشکل ہے جنہوں نے فقط علماء ہند

زردیک کوئی چیز نہیں ہیں و مثل خدا اب ذرا غور فرمائیں اور ان مقدس اکابر کے احوال کی طرف
 توجہ کریں یہ جملہ حضرات طرق صوفیہ باطنیہ میں منسلک ہیں۔ ریاضت و دوام فکر و ذکر ان کا شعار ہے
 دونوں حضرات مولانا نانوتوی و مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ انہما نے ظہور و ستر میں حضرت قطب
 عالم مولانا الحاج امداد اللہ صاحب تھانوی ثم الملکی قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت کی اور اذکار و افکار
 و رتوبی و روحیہ میں اس درجہ کو پہنچے کہ خلافت و شرف اپنے مرشد کامل سے ملنے و حبہ اتم و اکمل
 میں فرمایا حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے جو جو اوصاف کمالیہ ان دونوں حضرات کی نسبت
 صیادہ القلوب میں تحریر فرمائے ہیں وہ ہر کہ دیکھ پڑتا ہے کہ کس علوم مرتبت و رفعت و قدر پر
 وہ لکھتے ہیں۔ یہ جملہ اکابر مثل سلف صالحین اور اجداد و اشغال تصوف کے اسی طرح حامل تھے جیسے
 کہ سلف صالحین و اکابر امت ہمیشہ سے رہے ہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ
 العزیز نے ایک رسالہ مخصوصہ اس فن میں مسمیٰ بہ امداد السلوک لکھا ہے جو کہ شاخ بھی ہو گیا ہے۔ مگر یہ
 بظاہر رسالہ کبر کا ترجمہ ہے مگر اظہار سلسلہ از تصنیف حضرت علیہ الرحمۃ ہے کیونکہ ترجمہ لفظی کی
 روایت نہیں کی گئی زوائد اس میں درج کئے گئے ہیں اور اس کی مدائح و غنیدہ ہمیشہ حضرت علیہ الرحمۃ
 کرتے رہے ہیں۔ اس کے اجزاء میں اپنے شیخ کا مل کو ان الفاظ سے ذکر فرماتے ہیں۔

”وہنام نامی و اسم سامی و افتخار المشائخ الاعلام مرکز الخواص و العوام منبع البرکات
 القدسیہ مظہر الفیوضات المرضیۃ معدن المعاسر و الانبیاء محزون الخفاقی لجمع الدقائق
 سراج اقرانہ قدوة اهل زمانہ سلطان العارفين ملک التامر کیں غوث الکاملین غیاث
 الطاسین الذی کللت السلسلۃ الاقلام عن مدائحہ البالغۃ و المعجزات التوفیق شامللہ الکرام السامی
 یغبط الاولون و الاخرین من بشعاسماء و یجسدہ العاجرون و العاقلون من دنثارہ مرشدی
 معتقدی و سلسلۃ یومی و غدی مولائی و معتقدی سیدی سیدی الشیخ الحاج المشہور بآمداد اللہ المفاروق
 التھانوی سلسلۃ اللہ تعالیٰ بالاسماء و المہدایۃ و ازال بذاتہ المظہرۃ الفضلۃ و الغوایۃ الخ“

صاحب اس عبارت کے الفاظ و معانی پر غور کرو اور بنظر انصاف فرماؤ کہ فرقہ و بابیہ کیا اس قسم کے الفاظ
 اور اس نوع کے اعتقادات کسی کی نسبت رکھتے ہیں یا نہیں اس عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت
 قطب عالم حاجی امداد اللہ قدس سرہ العزیز کی جتنی تصانیف و عقائد ہیں ان کے حضرت مولانا گنگوہی
 رحمۃ اللہ علیہ بالکل موافق اور متبع ہیں اور وہی عقائد رکھتے کہ جن کے ذریعہ سے وہ صبیہ و اہل بیت
 بالکل زائل ہے۔ اس سال امداد السلوک کا صفحہ صفحہ ۱ اور سطر سطر پوری دلیل اور قوی برہان

شیخ را بدو در در ربط قلب پیدا آید و هر دم مستعید بود و چون مرید در صل و صومعت است
 یورش ز قلب حاضر آورد و در حال سوزی که بدو روایت شد باذن سر تعالی اور لقاح و بد
 کرد و بطام شرط است و لسط ربط قلب شیخ سان از افاق بیورد و سوسے حق تعالی ر
 می کشاید حق تعالی اور محبت میکند چنانکه حضرت علی (علیه السلام) فرمود که در مبتدای سبقت
 کوشش در ستارے بود و گرچه در می مدت بهم ستاد و عمر ست رضی الله تعالی عنه
 بی قلب غرضی الله عنه سبب نکاس ربط خود با سرور کائنات علی (علیه السلام) چنان احق تعالی
 ارتقاء مت که در حق تعالی مهم میشود و بهی مواقیع راسته و در می نشاند و می آمد و مواقیع
 راسته و در می نشاند و زیاد و در سیر و گذشت و الله تعالی علم

اور بعد از س کے شرط شیخ و حوال شیخ کامل بہایت تفصیل سے ذکر فرماتے ہیں اور جملہ آداب و طریق سلوک
 و مرتبہ عارفین وغیرہ سے مشائخ و صیغہ سے س میں مذکور ہیں کہ دیگر کتب سلوک میں یہ تحریر ضبط نہیں
 آتی باظہر من انوار مذکورہ دریں جو حوالہ و اقوال مولانا کے نقل کئے گئے ہیں کیا یہ وہاں سیر کے
 شوق کے موافق ہیں کیا یہ سبب کے احاطہ کے قابل کو قیاس سے مست حیاں کرتے ہیں آیا ان سبب
 توں کو حدود و معصیت سے نکال کر اپنی لکھت و خدمت بجاوت کے سبب درجات و شریک تک نہیں پہنچتا
 کیا وہ سبب حیاں کو سیر پستی وغیرہ نہیں کہتے ہیں کیا وہ ضابطہ و قیاس و انوار و بقا و دیگر شی
 و مراتب و اذکار و اشغال وغیرہ کو بدعت سنیہ و ضلالت حیاں نہیں کہتے ہیں افسوس صد
 افسوس کہ ایسے زہمان میں ہل شدھوں نے کام عمر ہی تجرید و تقرید میں گوارہ ہزاروں کو مشائخ
 سلوک طے کرے ان کی محاسن سے ذکر و فکر نقل و درجہ کے جملہ وسایع دیاویہ و لغائیہ سے
 پاک ہے ہیں وہ تو دانی کہے جاتے اور جنکی حالتیں یہ ہوں کہ سود کھا دی طوطا شہو اسید ضانیہ میں عمری
 سو اب مثل ریل گاڑی گلوچ میں دس دس تھوڑی میں حیل و کمر کے ہزاروں طریقے ملائے امت
 عمری کی کنیہ کے واسطے علی میں لاویں و حیل و تملی و ارادت ہو یہ حد کا طبلکہ قال ہا تو کی معی بھی یہ
 بلکہ جواب میں بھی راستے ہوں وہ اہل سنت و مسلم تار کے جاتے دیں فان الله المستکفی من سعادتی و قد صدق
 جونا و طلائع و کفر و قباحہ

۱۰۰۰ ایہ کسی حرام کی تقلید کو ترک کی اس لئے ہے ہیں اور ائمہ ربیعہ اور ان کے مقلدین کی شان
 میں الفاظ و اسیرہ استعمل کرتے ہیں و س کی وجہ سے سبب میں وہ گروہ اہل سنت و امامت
 کے مخالف ہو گئے چنانچہ غیر مقلدین سوائے حاکم تفسیر کے بیرونی وہاں سید محمد عرب اگر جب وقت

ظہر دعویٰ ضعیفی ہونے کا قرار کرنے میں نیکی عمل در آمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔ وہ بھی ایسے فہم کے مطابق جس حدیث کو خلاف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں سکی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا بھی مثل غیہ مقصدی کے کا برمت کے شان میں اغداگستہ غاۓ ادا بانہ استعمال کرنا معمول ہے اب آپ خیال فرمائیں کہ یہ کاروں امور میں بھی بالکل مخالف اس طائفہ کے ہیں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ مسائل سولیہ و فروعیہ میں مقدمہ میں ائمہ اربعہ میں سے ایک شخص کی تقلید کو واجب کہتے ہیں جب پنجہ حضرت مولانا انونوی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف قاسمیہ میں اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سبیل ارشاد میں اسکو مفصل طور سے لکھا ہے کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ فقط وجوب تقلید فقہی میں چھپا ہوا ہے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ کے رد میں جبکہ ان لوگوں نے امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب پر چند مسائل میں زبان درازی کی تو چند رسائل تصنیف فرمائے، مثلاً ہدیۃ مقتدی فی الامعات مقتدی جس میں قرأت خلف امام کے مسئلہ پر موقوفہ گفتگو فرما کر مخالفین کے دلائل کے ضعف کو ظاہر فرمایا ہے اور جن میں دلائل و استدلال وہابیہ کو ناز تھا ان کی حقیقت کو عین کر دیا ہے۔ "رای النجیح فی مدد رکعات ستر و سب" اس رسالہ میں وہابیہ کے ان نیالات و کلمات کا ابطال کیا ہے جو وہ بطلان بل سنت و اجماعت مسئلہ تراویح میں استعمال کرتے ہیں اور میں رکعات کو بدعت طریقی دعوہ و اغدا شنیدہ کیسے تھے یا کرتے ہیں اس میں حضرت مولانا نے ان کے جملہ اعتراضات کو رد کیا ہے اور مذہب حنفیہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا اور عیاں کر دیا ہے کہ جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں رکعتیں بدعت ہیں وہ فی الحقیقت ضابطہ مستقیم پر نہیں ہیں حضرت مولانا انونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسئلہ قرأت خلف امام میں توثیق الکلام فی بصاحت خلف امام نے فرمایا ہے جو چھپرکشان بھی جو چکا ہے جس میں دلائل عقیدہ تقلید سے بخوبی حضرت امام صاحب کے مذہب کو ثابت کر دکھایا ہے۔ در مسئلہ تراویح میں بھی دو رسالہ مصباح التراویح اور الحق الصریح فی مدد رکعات ستر و سب تصنیف فرمائے ہیں نہایت عجیب اور قابل دید رسالہ ہیں حضرت مولانا گنگوہی نے مختلف مسائل مختلف وہابیہ کی رد میں رسالہ سبیل ارشاد بھی تصنیف فرمایا اور ان کے مختلف مسائل کا پورے طور سے رد فرمایا ہے۔ اوقاف القرآن کے بارہ میں علماء طائفہ ہدیۃ نے بدعت جو نیکا فتویٰ دیا تھا اور جملہ معشرہ قراء سلیہ کو اہل بدعت و جور قرار دیا تھا اس کا رد حضرت مولانا گنگوہی نے رسالہ الطغیان فی اوقاف القسہ آفین وضع طور سے فرمایا۔ اکثر وہابیہ نے مذہب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر دربارہ مسئلہ عدم جواز جمعہ فی القرئی اعتراضات سخت کئے تھے حضرت مولانا نے ان سب اعتراضات کا رسالہ اوقاف القرئی میں عدم جواز الجمعہ فی القرئی میں دفرمایا اور مذہب

حقیقہ کو پورے طور سے ثابت فرمایا اور جبکہ بوجہ وقت مسائل خاصین نے نہ بچھا اور میں چار رسالے لکھ کر اس کے رد میں لکھے تو حضرت مولانا دیوبندی سلا الشرح الی نے ان جملہ رسالوں کے رد میں رسالہ احسن العری فی توجیع ادق العری لکھا جس کی کیفیت ملاحظہ سے ظاہر ہے علاوہ اس کے اور بھی رسائل ان اکابر کے رقعہ و بابسیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کو ہر کہ وہ ملاحظہ کر سکتا ہے مگر عہدِ بریلوی اور ان کے اتباع اپنے خواہش نفسانی کی وجہ سے جملہ ماسن کو ان اکابر کے جھپٹتے ہیں اور افزاء پر دازیوں کے ذریعہ سے ان مقدس بزرگواروں کو فرقہ غدار کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہسود اللہ و جمعہ فی الدنیا والآخرۃ وحذل جنودہ فی الداس من۔ آمین۔

فتاویٰ رشیدیہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ و بابسیہ غیر مقلدین کو فاسق و فاجر فرمایا ہے اور ان کے اقتدار کو مکروہ کہا کہ سلف صالحین و ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فسق عائد ہوتا ہے یہ جملہ اکابر اپنے تعلقات درس حدیث وغیرہ میں ہمیشہ تائید مذہب حنفیہ و عقائد سننیہ کرتے رہے اور کرتے رہتے ہیں۔ انھیں حضرات کے فیض مام کا ثمرہ ہے جو آج دیوبند میں اس پر آشوب زمانہ میں عقائد اسلام و اہل سنت کے مافی النظر آتے ہیں ورنہ دہریہ و غیرت، بدعت و فطالت کی وہ ہوا چلی رہی ہے کہ میں نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کو احاطہ اسلام سے خارج کر دیا انھیں حضرات کا طفیل ہے کہ مذہب حنفیت کو اس زمانہ آرا دی میں جبکہ ہر شخص اپنے آپ کو ابو حنیفہ و شافعی خیال کرتا ہے قوت و سلامتی رہی انھیں حضرات کی کوششہائے لینہ کا ثمرہ ہے کہ جا بجا مدرسین علم دین موجود ہیں جو حمایت شرع متین و دین میں راز کا اقدام و مسئلہ مزاج ہیں۔ انھیں حضرات کی توجہات کی رکت سے علم طریقت بلا بدعت و فطالت سرسبز و تاب ہے ہزاروں مقصد اصلی پر پیچھا کامیاب ہوتے ہیں۔

العلوی نعمہ و دین لا حول الاکذاب من۔ آمین۔

علاوہ ان اس مذکورۃ الصد کے اور بھی مسائل ہیں جن میں وہابیہ اہل سنت کے مخالف ہوئے ہیں اور یہ اکابر طریقہ اہل سنت پر ثابت قدم رہ کر اس طائفہ کی فتنہ کرتے ہیں۔

۱۔ مثلاً علی العرش استوی وغیرہ آیات میں طائفہ و بابسیہ استوا ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے مگر یہ مقدس بزرگواران سب آیات و احادیث نہایت سلف بنفی لوازم حدوث و جسمیت توقف فرماتے ہیں اور یا مثل خلف ان کی تاویلات جائز فرماتے ہیں مثلاً اقصیٰ، مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں اور یہ حضرات بائیت تفصیل فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ یا رسول اللہ علیہ السلام اگر بلا لحاظ کسی ایسی طرح نکلا ہے

جیسے لوگ بوقت مصیبت و تکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلا شک جائز ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کلمہ
 معنی درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہوگا علیٰ ہذا القیاس اگر کسی سے غلبہ محبت شدت و حدود تو
 میں نکلا ہے تب بھی جائز ہے اور اگر اس عقیدے کے ہمارے کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل و کرم سے
 ہمارے اند کو پہنچا دے اگرچہ ہر وقت پہنچا دینا ضروری نہ ہوگا مگر اس امید پر وہ ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے تو ہمیں
 بھی کوئی حرج نہیں علیٰ ہذا القیاس اصحاب ارواح طاہرہ و نفوس ذکیہ جو کونہ مکانی اور کثافت جسمانی اپنے عزائم
 کی جلیق مانع نہ ہوں اس میں بھی کوئی قبح نہیں مگر ہر دو طریقہ اخیرہ میں عوام کے سامنے ذکر ناچاہئے
 کیونکہ وہ اپنی کم فہمی کے باعث سے حضور اکرم علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ ٹھیسراتے ہیں کہ جیسے جناب باری تعالیٰ
 پر جملہ اشیاء ظاہریہ و باطنیہ حقیقی نہیں اور ہر جگہ کے جملہ امور اس کے نزدیک حاضر و معلوم و مسموع ہیں اسی
 طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام اشیاء معلوم ہیں اور آنجناب کو عالم الغیب خیال کرنے لگتے
 ہیں حالانکہ عالم الغیب والشہادۃ ہونا وہ ذات مختصہ جناب باری عزائم سے ہے اور اس طرح خدا اگرناہم
 علیہ السلام کو معنی باریں اعتقاد کر آپ کو ہر منادی کی مدد کی خبر ہو جاتی ہے نا جائز ہے وہاں یہ صورت
 نہیں نکالنے اور جملہ انواع کو منع کرتے ہیں چنانچہ اہل بیہ عرب کی زبان سے بار بار سنا گیا کہ وہ الصلوۃ والصلوۃ
 علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حنین پر سخت نفرتیں اس تدار اور خطاب پر کرتے ہیں اور
 سستہ اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت
 اور جملہ صورت اور درود شریف کو اگر پرہیز و خطاب و مذاکیوں نہ ہوں مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین
 اس کا امر کرتے ہیں اور اس تفصیل کو مختلف تعانیف و فتاویٰ میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ براہین قاطعہ میں
 مفصلاً مذکور ہے وہاں یہ تجویز بھی عقائد رکھتے ہیں اور بر ملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت بغیر
 اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی ان کے نزدیک سبب مخالفت کی ہے حالانکہ یہ اکابر مقدس دین
 متین اس کو ان اقسام استعانت میں سے شمار نہیں کرتے جو کہ مستوجب شرک یا باعث کفایت ہو البتہ اگر ان
 چیزیں سوال کیا دیں کہ جن کا اعطاء مخصوص بخواب باری عزائم ہے تو البتہ ممنوع اسی وجہ سے نہ اور بلفظ یا رسول
 اللہ اور خطاب حاضرین مسجد نبوی و اہل گاہ مصطفوی کے واسطے جائز و مستحب فرماتے ہیں اور وہاں یہ
 بھی منع کرتے ہیں، دو وجہ سے اولیٰ یہ کہ استعانت بغیر اللہ تعالیٰ ہے اور دوم یہ کہ ان کا اعتقاد یہ ہے
 کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالیوم
 البرزخہ اسکی مرتبہ سے ہیں پس جو حال دیگر مؤمنین کا ہے وہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے
 ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر

ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہو، جو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں تھے
 یہ تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ
 و بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال غبیضہ و اقوال و اہم کی وجہ سے اب عرب کو ان سے نفرت بیشمار
 ہے۔ مجدد مدظلہ و ان کے اتباع نے جب ان بزرگوں کو دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا تو ان لوگوں
 نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت اٹھان سے ان کو اطلاع ہی نہیں
 ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگوں کے موافق ہیں

وہابیہ کثرت صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدہ
 بردہ و قصیدہ ہمزہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و درود بنانے کو سخت قبیح و مکروہ
 جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً

یا اشرف الخلق مالی من الخوذبہ سواہ عند حلول الحادث العمم

لما حصل لولیات یہ کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بحسب یہ بوقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متبعین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو
 کثرت درود و سلام و تحریب و قرأت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں ہزاروں کو مولانا گنگوہی و
 مولانا ابوالکلام رحمۃ اللہ علیہما نے اجازت عطا فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ
 علیہ مثل شعر یہ وہ فرماتے ہیں۔

مدد کر اسے کرم حمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قائم کیس کا کوئی مالی کار

جو تو ہی ہکون پوچھے... تو کون پوچھے گا بنے گا کون بار تیرے سوا علم خوار

حضرت مولانا فاضل القاری صاحب مرحوم و مغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدہ بردہ کی اردو میں شرح
 فرمائی اور اس کو باعث سعادت خیال فرمایا۔ غرض ہمیشہ یہ جملہ مباحات سب کی قرأت وغیرہ کی اجازت دیتے ہی
 رہا۔ مولانا جیسے کو کھالے اور اس کے پینے کو حق میں ہو یا سنگار میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور
 اکبر لکھا اُن میں سے شمار کرتے ہیں ان جملہ کے نزدیک معاذ اللہ نہ نا اور سرقہ کرنا یا مال مقدس ملامت نہیں
 کیا جاتا جس قدر تمباکو استعمال کرنا یا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے مجاورت سے وہ نفرت نہیں کرتے
 جو تمباکو کے استعمال کو میسر سے کرتے ہیں۔ ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگان دین تمباکو کے
 استعمال پر سوائے کہ اہت تنزیہی و خلاف ادنیٰ ذرہ کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں اور بعض بعض حضرات
 یہ امر ضرورت خود استعمال فرماتے ہیں چنانچہ متعدد دفعت ولی اور تصانیف میں یہ امر شائع ہو چکا ہے۔

(۱۱) وہابیہ امر شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ ہر لازم کے پہنچا دیتے ہیں، حالانکہ یہ اکابر ظاہر اور باہر، توحید اور شہادت شفاعت کے حضرت رسالتاً صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ و صحابہ وسلم کے لئے قائل ہیں اور اقسام غرہ مذکورہ کتب کلامیہ سب آپ کے واسطے خصوصاً در غلو بہت آسان ہیں اور زائد کو حکم کرتے ہیں کہ بوقت حضور می بارگاہ مصطفوی اسکا سوال کرے، زنیۃ مناسک باب الزیارت ملاحظہ ہو۔

(۱۲) وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع معلوم سر حقائق وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خالی جانتے ہیں اور یہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ علم احکام و شرائع و علم ذات و صفات و افعال جناب باری عز و مجد و سر حقائق کو نہیں وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ السلام و السلام کو، رجسٹر کر کے مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا، علم اور ماسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عز و مجد مرتبہ حضور علیہ السلام کا ہے علوم اولین و آخرین سے آپ مال مال فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم اور بگ کمالات میں نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ آپ سے افضل ہو اور نہ احاطہ بجزئیات و کلیات کو نہ کہ مخصوص بکتاب باری تعالیٰ سے عزا کند ہے، وہی علم الغیوب و الشہادات ہے، پس دیکھئے کس قدر فرق ان حضرات کے عقائد اور وہابیہ کے عقائد میں ہے اگرچہ مجدد ربیوی اور ان کے اتباع قطع و برید اور تقرقات خبیثہ کر کے ان حضرات کی طرف امور وہابیہ لایعنیہ اور عقائد فاسدہ نسبت کرتے ہیں سو اس کا مزہ عنقریب چکھیں گے، مثل مشہور ہے خدا کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں سرور و وہ امور جن کو ہم نے ذکر کیا ہے فقہ رسائل و فتاویٰ میں ان حضرات نے ذکر فرمایا ہے چنانچہ برہن قاطعہ کی عبار میں صاف طور سے اسیرالہ ہیں اور نظائر فقہ قاسمہ آبکیات وغیرہ رسائل توہمات و کفایت و دلالت کر رہے ہیں۔

(۱۳) وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ السلام کو فہم و بدعت کہتے ہیں اور مطلقاً اسے مذکورہ اولیا کرام رحمہم اللہ قلمے کو بھی برہنہ کرتے ہیں اور یہ جملہ حضرات نفس ذکر ولادت شریفہ کو جبکہ بروایت مشہور ہو مندوب اور مستحب رکھتے ہیں، لہذا ان قیود کو مست کرتے ہیں کہ جگو جہلا زمانہ نے زیادہ کر کے لازم ٹھہرایا ہے اور ان کی وجہ سے شرعاً کوئی قباحت پیدا ہو رہی، حظ ہو برامین قاطعہ اور طریقہ مراد، مجدد الدہالین کی روٹیاں سیدھی ہونی محال تھیں اس لئے ان پر طرہ طرح کے جھوٹے الزام لگائے ہوئے ہیں، کاتھ کی ہانڈی تو ایک ہی ہر چڑھتی ہے اب وہ وقت آیا جاتا ہے کہ کواہل کا میلہ ہو جائے گا فطرین صاحبان آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے چند امور ذکر کر دیئے گئے ہیں جنہیں وہابیہ نے عملاً حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جیکہ انھوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین

ہند کلمہ ہو گئے تھے ہزاروں کو تہنیت کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذا میں پہنچائیں اور بااثر ہستیا ہوئے ان سب امور میں ہمارے اکابر ان کے سختی و عافیت میں پس تو بہ اور وہابیت کا بزم گستاخانہ سخت افرا اور بہتان بندی ہے۔ چونکہ ان لوگوں کا جاں بہایت قوی لوگوں کو بدگمان کرنے کا ہی ہے۔ اس لئے ہم نے اس میں زیادہ تفصیل کی ہے۔ مقلدین پر کچھ لکھا ہو گیا ہو گا کہ یہ کتنا بڑا کفر اور مرید ہمدرد بریلوی کا ہے اور کس قدر با بریں سمیں کی گئی ہیں دلائل مجازی و الیہ المثلکی اور یہ طریقہ ان لوگوں کا ایسا ہے جیسا کہ وہ نص نے بن سنت اور اکابر ہمدرد شیخین کو دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طحطاحہ عاجیہ میں سے شمار کیا ہے یہی بیحد طریقہ ان چھوٹے رخصیوں کا ہے۔

مجدد بریلوی کہتا ہے کہ برہمیں قاطعہ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے تصریح کی ہے کہ بدعتیوں کے استاد یعنی ابلیس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے بریلوی کے علمی لفاظیہ میں عامہ صوحانی کتاب التبرہین لقا طعہ بان شیخہ ابلیس اوسم ملنا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۰

مسند نو تیس خدا کی قسم ذرا نصاف سے کہو یہ بے حیائی اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ نہ کسی کتاب میں نہ تصریح مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے کئی مولانا خلیل احمد صاحب نے نہ ان کے کسی مرید اور خادم نے مجدد صاحب نے عیانی کار بقہ پسنکر جو بزم دل میں آیا گیا اگر کچھ بھی بت درمیا ہے تو یہ تصریح ان بزرگوں کے کسی رسالہ میں دکھلا دیں ورنہ لعنہ اللہ علیہ لکھنؤ کا طوق گلے میں ڈال کر کو دیا

۲۱ کھتا ہے کہ بزمین کا مصنف بھی مولانا خلیل احمد صاحب اور ان کے استاد
آٹھواں بہتان وغیرہ اس بات پر ایساں لائے ہیں کہ بیس صد کا شرعیہ اعلیٰ لفاظی بریلوی کے کہنے ہوں تو صحت سطر میں پر دیکھو لکھتا ہے کہ آمن بان ابلیس شریعت لہ تعالیٰ بھدا کسی ادنیٰ مقولہ سے کو یقین آ سکتا ہے کہ مولانا رشید احمد صاحب اور ان کے شاگرد و خدام یہ عقیدہ رکھتے ہوں جو شرک و بدعت کے جانی دشمن اور بھی توحید پھیلانے والے تھے سبحانہ ان هذا البیہتان سطریم تب لیسے جھوٹ پر کمر باندھی چوسے اور ایسی بڑی تمب لگائی جاوے تو حرمین شریفین کے عارف و خواہ کافر کا فتویٰ نہ بیگے اور کیا ہو گا لیکن یہ ظاہر ہے کہ ان یا خد بزرگوں کو تو کچھ بھی ضرر نہیں سارا کفر پھر چوڑا کر حسب قاعدہ شرعیہ ہی مرکز اصل یعنی گمراہ کنندہ عامہ مجدد و بریلوی پر چڑھ گئے

مولانا رشید احمد صاحب کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ اس کا قائل ہے کہ خدا بے لفظ جھوٹا ہے
نواں بہتان اس نے جھوٹ تو یا اور جھوٹ بدعتا ہے دیکھے میں بریلوی نے تمہید سے ایسا فی

۱۵۔ خدا کی مایہ جوئے بہتان بندوں پر پس ایسے ازمات کیو جسے علمائے کفر کا فتویٰ دے دیا اور جس شخص سے پوچھیں وہ بھی فتویٰ دے گا۔ حالانکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خادم و معتقد اس عقیدے سے ہزار ہا منزل دور ہیں۔ چنانچہ آئندہ فصل میں ہم اصل عقیدہ بہت تحقیق اور تفصیل سے لکھیں گے یہاں صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ مجدد صاحب اگر کہے ہوں تو تمہیں خدا کی قسم ہے ان بزرگوں کی کتاب میں یہی الفاظ دکھا دو ورنہ کا ذہن کا اصلی طوق زیب گردن ہوگا۔

بندوستان کے مشہور معرور و یگانہ آفاق عالم یعنی حضرت مولانا سیدنا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بریلوی نے یہ بیان کیا ہے کہ مولانا موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونیکا نکار کرنے میں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آجائے تو کچھ مضائقہ نہیں چنانچہ تمہید شیطانی ص ۲۶ پر لکھا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی جدید ہونا کچھ منع نہیں اور حسام اشرین ص ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ بھی ملاحظہ ہو۔

جب بے حیائوں نے یہ عقیدہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ظہر کیا اور کمال شقاوت و افترا پر وازی اور بہت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا تو اہل حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا اور اس کے سوا کچھ بھی کیا سکتے تھے لیکن جیسا کہ سابق عرض کیا گیا ہے بعض اہل فہم نے جواب میں یہ نصرت فرمادی کہ اگر ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے جو سائل نے بیان کیا ہے تب کا فرمیں اور چونکہ مولانا علیہ الرحمۃ اس عقیدہ اور خیال سے بالکل بری اور پاک ہیں اسلئے اس کفر کا اثر ان کی متبرک ذات تک تو ہرگز نہیں پہنچے بلکہ چاروں طرف سے پھر پھر کر بریلی پہنچا اور نشان پر درخت کر کے گھومتا ہوا پگل خانہ کے اسی سٹاں میں جا پڑ جہاں سے نکل تھا کل شئی یوجہ اتی اصلہ ہم اس مسئلہ کو بھی اگلی فصل میں مشرت کھکھ دکھادیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ماننے والا اور آپ کی خاتمیت کا ثبوت دینے والا مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے برابر اس آخر زمانہ میں تو کوئی ہوا ہی نہیں ملائے ساقین میں بھی کوئی مشکل سے نکلتے گا۔ اس جگہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی ناقد رواں مفری کذاب میں ہمت اور جرات ہے تو یہ عقیدہ اور الزام مولانا قدس سرہ کی کسی کتاب کسی رسالہ میں دکھا دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہ تھے۔

کیا یہ سوال بہتان
مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ نبی کو چوپایوں کی مانند سمجھتے ہیں چنانچہ ایک عربی فتاویٰ ص ۱۶ میں لکھتا ہے کہ سیوی بی بی سلمۃ صلی اللہ علیہ وسلم ولین کذا وکذا اور تمہید شیطانی کے ص ۱۸ سطر ۱۸ پر لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عوام کو جانوروں پاگلوں سے ملا دے۔

بارہواں بہتان

مولانا شرف علی صاحب کے اوپر یہ بھی الزام لگایا ہے کہ ان کو نبی میں اور حیوانات میں کچھ فرق معلوم نہیں چنانچہ قادیانی عربیہ کے صفحہ ۲۲ سطر ۳ میں لکھتا ہے

کہ اخذ یسال عن العرق بین النبی والحيوان۔ اور تمہید بے ایمانی ص ۱۸ سطر ۴ پر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جانوروں اور پانگلوں میں فرق نہ جاننے والا۔

بھلا اس بہتان بندی اور دیدہ دلیری کا کچھ ٹھکانا ہے۔ کیا کوئی باری اور حتمی مں مولف کذاب کی یہ عبارت مولانا کے کلام میں دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔

مسلمانو! یہ دونوں الزام بھی دیگر الزامات کی طرح بالکل بے اصل ہیں۔ دروہی یہودیوں والی تحریف بریلوی نے کی ہے۔ مولانا ظہیر نے مخالفین کو الزام دیا تھا کہ تم لوگوں کے کہنے کے موافق حیوانات کو بھی عام الغیب ماننا پڑتا ہے اس کا جواب تو بن نہ پڑا نہ بریلوی سے نہ اس کے استاد معلم سے تو یہ جہت ترشی کہ یہ لوگ نبی اور حیوانات کو برابر سمجھتے ہیں۔ عقل کا دشمن یہ نہ سمجھا کہ مولانا تو اس خیال فاسد کی بیخ کنی کرتے ہیں کہ اگر اپنے عقیدے پر جمے رہو گے تو تم کو ایسا کہنا پڑے گا، لہذا اس خیال کو چھوڑو خود ایک خیال فاسد جمانا اور دوسروں کے ذمہ اس کو پیچ کر کفر کے فتوے لے کر اپنے گلے کا طوق بنانا۔ بریلوی کو مبارک ہے ان بزرگوں کو تو نہ اس سے کچھ دنیا کا ضرر ہے نہ دین کا۔

مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مولانا اللہ

تیرہواں بہتان

خدا تعالیٰ کا جھوٹا کہنا بہت سے علماء سلف کا مذہب تھا اس جگہ صرف یہ

کچھ لینا چاہیے کہ یہ بالکل افتراء اور سفید جھوٹ ہے اگر بریلوی کے تمام چھوٹے بڑے شیاطین الانس و جن مل کر بھی زور لگائیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بلکہ ان کے کسی شاگرد اور خادم کی کتاب میں بھی یہ بات ہرگز نہیں دکھلا سکتے اور اصل مسئلہ کی تحقیق علیحدہ فصل میں ہوگی جیسا کہ ہم نے پانچویں درجے بہتان کو نقل کرنے کے بعد وعدہ کیا ہے۔

یہ گھڑا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ اور قوس ہے کہ زبان سے لا الہ

چودھواں بہتان

الا اللہ کہنے کے گویا خدا کا بیٹا بن جاتا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہہ

لیا ہے چاہے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کذاب کہے۔ چاہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبزی سڑی محاسیان دے اس کا اسلام نہیں بدل سکتا دیکھو تمہید بے ایمانی ص ۱۸

سطر ۵ و ۱۱۳۔

اے مسلمانو! ذر غور تو کر بھلا کی اتنی سے ادنی مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے یا کوئی ذرا کی عقل والا بھی اعتبار کر سکتا ہے کہ کسی مسلمان کا بھی ایسا عقیدہ ہو گا چہ جائیکہ وہ بزرگوار جن کی خدمت کو آج سیکڑوں ملک نے اپنا مایہ فخر سمجھ رکھا ہے، بریلوی مجدد کو اتنی بھی تو شرم نہ آئی کہ کیسا غیث عقیدہ جس کو زبان سے نکالنے میں کا فخر بھی شامل کرے کیسے بزرگوار کی طرف منسوب کر رہا ہے جنہوں نے دنیا کی ساری راحت و عزت کو آخرت پر بچھا کر دیا اور افسوس ہے ان سمجھوں پر جنہوں نے بریلوی کے اس بہتان کا یقین کر لیا اور ایمان لے آئے یہ انتہا درجہ کا دجل اور فریب ہے جس کو مولف کذاب نے سحیانی کے ساتھ دلیریں کر گا تھا اور بہت بڑے ہندوستان پر بے اہل اور خارج از عقل الزام اور اتہام لگائے اگر صحیح النسب ہے تو بہت جلد ان علماء حقانی کی کت بوں رساں فتاواؤں میں یہ بات دکھا دے۔ فان لم تفعلوا۔ لن تفعلوا فاقفوا النار التي الا یہ۔

یہ گایا کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ خدا قائل کے بتلانے پندرہواں بہتان سے ایک بات بھی بنی کو نہیں معلوم ہو سکتی اور خدا قائل سے ساری چیزیں غائب ہیں اور وہ کسی کو ذرا سا بھی علم نہیں دے سکتا، عین تمہید شیطانی کی یہ ہے۔

جو ایک بات بھی خدا کے بتلانے سے بھی بنی کو معلوم ہونا محال و ناممکن ہوتا ہے اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے۔

یہ وہ نزام ہے جو ان بزرگات ہندوستان کے بھی خیال میں بھی نہیں گذرا اور صرف عوام کو دھوکا دینے کے لئے اور اپنے شیطانوں میں پھنسانے کے لئے بریلوی نے محض فتنہ کیا ہے تب تو اس کی کیا حقیقت ہے اگر اس کی تمام فوج شیطان بھی جلسے تو یہ کلمات و عبارتیں بزرگوں کے رسائل و تصانیف میں یا ان کے معتقدین کے کلام میں ہرگز نہیں دیکھ سکتے نہ خود بریلوی کا یہ عقیدہ ہو تو کچھ عجیب نہیں کیونکہ اس کے نزدیک ہزار ہا سور قدرت اللہ خارج ہیں۔ ففقدہ اللہم ففقدہ علی ہرؤس الخلائی یوم الحشر و حدیثی الدارین آمین۔

باب ثانی

فصل اول

تفصیل اتہام بر مولانا نانو تووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین رحمۃ اللہ علیہ رامین مرکز دارۃ تحقیق واندیشہ قطب اندک الحکم و سرار التشريع و تحقیق مولانا محمد قاسم انصاری الحنفی الصدوق الہدی الی انقشہندی نقادری السہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی نسبت یہ بہتان باندھا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہونیکے منکر ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ تحفۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد دوسری کا آنا ممکن ہے اور جو شخص اس کا قائل ہو اور صراحۃً کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین اور خاتم المرسلین ہیں وہ کافر نہیں ہے بلکہ چنانچہ فلاں اور فلاں کتاب میں مذکور ہے اور اس فقرہ کے قوت دینے کی سہولت سے قطع برید کے عبارت تحذیر الناس کی اس طرح نقل کی کہ ایک سطر مٹا کی سی درپھر اس کے ساتھ ایک سطر مٹا کی لاد دی پھر کے ساتھ دوسرے سطر کی لاد دی اور ہمیں عبارتوں کو مٹا کرنے کی غیبت اور فاسد مکتوبہ کی شاعرانہ بات لا تقدوا الصلوٰۃ زہیمہم بخاطر است و از امر یہ داندہ کلا و اشکر لوامرا

جیسے اسنے نماز کے حرام ہونے پر لا تقدوا الصلوٰۃ سے استدلال کیا تھا اور انقدر سکا دری کو حذف کر دیا تھا ایسے ہی اس مفری کذب قطع برید کر کے مولانا نانو تووی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھا ہے فاخلدہ اللہ فی الدارین حضرت ذرا غور کیجئے، انصاف فرمائیے عقل و دانش کو کام میں لائیے، یہ کیسا فقرہ خالص اور کذب سفید ہے حضرت مولانا کا رسالہ تحذیر الناس موجود ہے بارہا چھپ چکا ہے ہزاروں نسخے مل سکتے ہیں اس میں از سر تا پا اس کے خلاف مہرح ہے حضرت مولانا عارف طور سے تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانہ کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے اور پھر اس کے دلائل ذکر فرمائے میں اولاً یہ ان کی بابت نقل کر کے آپ کے سامنے پیش کرنا ہوں اور پھر آپ کی خدمت اقدس میں تفصیل اس مرقی بھی عرض کروں گا کہ اقرار خاتم النبیین ہونے میں جس قدر حضرت مولانا بڑھے ہوئے ہیں اور جس فضیلت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ ثابت فرما رہے ہیں مجدد لدجائین اور ان کے لیختہا پشت کو کبھی خوب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی مٹا سطر کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔

”سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمت زمانی بدالت التراجیح ضروریات ہے اور تصریحات نبوی مثل انت معی بمنزلہ حارون من موسیٰ الا انہ لا یجحدی اذکماں جو بظاہر بطور مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون دو چیز تو اتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر جماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بند متواتر منقول نہیں ہوئے عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنی طبعی ہوگا جیسا تو تواتر ادراکات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ عادیث مشعر تحدید درکات متواتر نہیں صیغہ ان کا منکر کا فرس کا منکر بھی کا فر ہوگا۔ اس۔“

حضرت! دیکھئے اس عبارت میں کس طرح تصریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کی فرما رہے ہیں اور آپ کے خاتم زمانی ہونے کے منکر کو خود کا فر کہہ رہے ہیں پس اس شخص گمراہ کفندہ عالم مجدد الدجالین کی جرأت اور ورور و غلوئی کو دیکھئے کہ کس طرح ان کی نسبت لکھتا ہے اور شبہ کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزماں ہونے کے منکر ہیں اور آپ کے دوسرے نبی کے آنیکو جو نز فرما رہے ہیں، بھلا اس خیانت اور نجاست کا کیا ٹھکانا ہے، اس عبارت میں حضرت مولانا نذوقی رحمۃ اللہ علیہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم زمانی ہونے کی پانچ دلیلیں ذکر فرما رہے ہیں تین دلیلیں آیت قرآنی سے اور ایک حدیث سے اور ایک اجماع امت سے آیت قرآنی اس بارہ میں ہے خالکان محمد نبیاً آخداً من ستر خابکم ولکن رسل اللہ وخاتم النبیین۔ پس لفظ خاتم النبیین یا قوام مانا جاوے کہ جس کے دو افراد ہوں ایک خاتم مرتبی اور دوسرا خاتم زمانی اور لفظ خاتم کا دونوں پر اس طرح اطلاق کیا جاتا ہے جیسے کہ مشترک معنوی ہے متعدد افراد پر اطلاق کیا جاتا ہے پس اس دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر دو وصف اس آیت سے ثابت ہوں گے یہ دلیل اول کی تقریر احاطہ ہوئی اور دلیل ثانی کی تقریر یہ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی حقیقی خاتمت مرتبی کے لئے جاویں اور خاتمت زمانی معنی حقیقی نہ ہوں بلکہ باری ہوں لیکن آیت میں مراد ایسے معنی ہوں کہ جو معنی حقیقی اور مجازی دونوں کو شامل ہوں بطریق عموم مجاز کے اس صورت میں ہر دو وصف کا ثبوت آپ کی ذات پاک کے لئے ظاہر ہے اور دلیل ثالث یہ ہے بلائی حقیقی خاتم کے خاتمت مرتبی کے ہیں، لیکن خاتمت مرتبی کو خاتمت زمانی لازم ہے اس لئے بدالت التراجیح آیت خاتمت زمانی پر دلالت کرے گی اور اس آیت سے خاتمت مرتبی اور زمانی کا ثبوت لازم آئے گا۔ دلیل چہارم یہ کہ احادیث متواترہ سے ثابت ہو گیا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اس لئے ثبوت خاتمت زمانی کا ضرور ہوگا، اور منکر اس کا اسی طرح کا فر ہوگا جسے

کہ منکر احادیث متواترہ کا۔ لیکن ان احادیث کا تو اثر لفظی نہیں تو اثر معنوی ہے دلیں پھر یہ کہ اجماع امت کا منعقد ہو گیا ہے کہ آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین زمانا ہیں اور اقرار اجماع کا کرنا ضروری ہے، اور منکر اس کا کافر ہے۔

اب خیال فرمائیے کہ انکار ختم زمانی کیا ہے یا اس کا اثبات ہو رہا ہے اور دلیلیں قائم کیا رہی ہیں اور اس کے منکر کو کافر ثابت کیا جا رہا ہے اسی لئے اسی مناسطہ میں فرما رہے ہیں۔
اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف میں الجلتیں اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمت بھی بوجہ حسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ الخ۔

اور مشطرہ میں فرماتے ہیں: "بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں۔ سو آپ کے اور انبیاء علیہم السلام موصوف بالعرض اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والسلام کو اقل یا اوسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر خالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آجاسا لاکہ خود فرما رہے ہیں مَا سَلَّمْنَا مِنْ دِينَةٍ اَوْ مَنِّسَعَانَا نَاتٍ بِخَيْرٍ مِنْهَا اَوْ مَنَّا بِهَا اور کیوں نہ ہو یوں نہ ہو تو عطاء دین منجملہ رحمت نہ رہے آثار غضب میں سے ہو جاوے ہاں اگر یہ بات مقصود ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کے علماء کے علوم ادنیٰ درجہ کے علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا یہ سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علوم مراتب علوم پر موقوف ہے یہ نہیں تو وہ بھی نہیں اور انبیاء متاخرین کا دین اگر خالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیاء متاخرین پر وحی آئی اور افادہ علوم کیا جاتا اور نہ نبوت کے کیا معنی سو اس صورت میں اگر وہی علوم دین محمدی ہوتے تو جب وعدہ حکم اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهُ لَمَّا فَنكُلُوْنَ کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہئے بہ شہادت آیۃ وَمَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جامع العلوم ہے کیا ضرورت تھی اور اگر علوم انبیاء متاخرین علیہم السلام علوم محمدی علیہ السلام کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا مبادیٰ لکل شئی ہونا غلط ہو جاتا ہے، بالجملة آپ جیسے نبی جامع العلم کے لئے ایسی ہی کتاب چاہیے تھی تا علوم مراتب نبوت جو لاجرم علوم مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا میر آئے، ورنہ یہ علوم مراتب نبوت بیشک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ہے، ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔ چنانچہ اضافت الی البقیین یہاں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے اس کا مفہوم اضافت الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں اور ظاہر ہے کہ در صورت ارادت تاخر زمانی مضاف الیہ حقیقی زمانہ ہوگا اور امر زمانی معنی نبوت بالعرض ہاں اگر بطور اطلاق یا علوم کا تاخر زمانی خاتمت کو

زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ الخ۔

حضرت ذرا اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے مولانا مرحوم کس تصریح کے ساتھ خاتمیت زمانی کو اپنے معنی راجع یعنی ذاتیت مرتبی کیلئے لازم مانتے ہیں اور ثبوت خاتمیت زمانی کی واسطے دلائل قائم فرما رہے ہیں یہ عبارتیں صاف طور سے بتا رہی ہیں کہ مجدد و التظلیل نے عمدہ عبارتوں کی قطع برید کر کے ان پر دھاری کی ہے اور لا ماقابہما تعترضہ بین ایدیکم پر عمل غلات اور آیت کذالک جعلنا لکل نبی عدواً شیاطین الانس والجن کا مصداق بنکر اپنے آپ کو شیاطین انس میں ثابت کیا ہے اور موافق من یرسمہ بریثا فقد اقبل الایۃ انتم میں داخل ہو کر طوق کفر و لعنت اپنی گردن میں حسب حدیث مشہور ڈالا ہے کذلک الله تعالى في الدارين وسود وجهه ووجهه انما بدنی الکونین آمین ویرحمہ اللہ ہذا قال امینا حضرت مولانا نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز منہ سطر اول اسی رسالہ تحذیر الناس میں فرماتے ہیں مگر در صورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا جس کے آنے پر حرکت فتنی ہو جائے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لئے لفظ ذات محمدی منتہی ہے اور یہ نقطہ اس ساق زمانی اور اس ساق مکانی کے لئے ایسا ہے جیسے نقطہ اور اس کا زاویہ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کون و مکان زمین و زماں کو شامل ہے۔ اور پھر اسی صفحہ سطر دس میں فرماتے ہیں۔ بعد از حرکت سلسلہ نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی وہ حرکت مبدل بسکون ہوئی البتہ وہ حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے الخ۔

ان دونوں عبارتوں کو ملاحظہ کیجئے کہ کس تصریح کے ساتھ مولانا ممدوح فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نبی آخر الزماں ہیں اور سلسلہ نبوت بوجہ انقطاع حرکت ارادی و بارہ نبوت اب بعد ظہور سرور کائنات علیہ السلام باطل منقطع ہوگی کسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی دجال غیث دعویٰ نبوت کر کے حق میں کالی حاصل کرے پھر تعجب ہے مجدد بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے اور کذب خالص کو مشہور کر رہا ہے لعنہ اللہ تعالیٰ فی الدارين آمین۔

جس صفحہ ۳۴ کی عبارت اس مفتری کذاب نے نقل کی ہے اور اس کے معنی کو خراب کیا ہے اسی صفحہ کی بارہویں سطر میں حضرت مولانا تصریح فرما رہے ہیں باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے مستبدان دعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعویٰ کر کے غلامی کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ماکان محمد، با احد من سما جاکمہ اور جملہ وکلن رسول اللہ

وخالہ ۱ سبب میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی خدا کے کلام معجز نظام میں تعریف نہیں اگر مذہب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے بلکہ نہایت اہمیت اور بامقصد ہے جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و مالا ہو جاتی ہے اور نہ اس عبارت کو ملاحظہ کریں کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے آیت نکار نبی آخر الزماں ہونے کا یا قرآن خود فرما رہے ہیں کہ "بنی خاتیت اور بات پر ہے جس سے تاخیر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے" اس سے صاف طور سے ظاہر ہو گیا کہ مولانا مرحوم حضور علیہ السلام کے نبی آخر الزماں ہونے اور اس کے لازم از معنی آیت ہونے کے مقرب ہیں کہ جو شخص بعد حضور علیہ السلام کے دعویٰ ہوت کا کرے بیشک جھوٹا اور کذاب ہے اور یہی آیت اس دعویٰ و زعمیوں کو رد کرے گی ہرگز ہرگز نہ ہوگا کہ کوئی متنبی بوجہ اس آیت کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو مگر مجاہدین نے اپنے توت دعا کے واسطے اس عبارت و نیز دیگر عبارت مسطورہ کو بالکل مبہم کر دیا ہے اور جس قدر کہ ان کو خواہش شیطانی پورا ہونے میں کافی تھا ذکر کیا اور بکھنے کی طرف توفیق نہ تو یہ نہیں کی اور یہاں بچھا چونکہ لوگوں کو غلطی میں ڈالنا مقصود تھا اس لئے اس کے معنی کو خراب کیا۔

اب بنی جہاد مبارکوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ حضرت مولانا ابو قوی رحمۃ اللہ علیہ ہرگز نبی الخیراں اور خاتیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ اس وصف کے بموجب ضروری اور واجب سمجھتے ہیں اس لئے کہ اس مقدس تک کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا اور اہل حرمین کو بوجہ نادانیت دھوکہ ہوا۔ کہ اب نے ان کے ساتھ مکر کیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس وجہ سے کوئی فائدہ مجدد بریلوی کو نہیں ہوا۔ مگر بوجہ اس افراء کے خود طوق لعنت میں گرفتار ہوا۔ اور موافق حدیث نبوی لازم کفر ہوا اور اس نے تہذیب حرمین کو پناہ گواہ بنایا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے مدینہ منورہ جاکر حضور سرور کائنات علیہ السلام کی زیارت اور امتزاج بندی کی ہے اور حضرت علیہ السلام قبر مبارک میں زندہ ہیں ان کے روح القدس پر اس رسالہ کو لایا کہ اپنی خواہش شیطانی کو پورا کیا ہے۔ پس اس کی تکفیر میں اور حضرت مولانا ابو قوی رحمۃ اللہ علیہ کی برأت میں خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہوئے اور توفیق آیت ومن یردفہ باحاد بظلم مذقہ من عذاب الیمۃ کر۔ اور چونکہ مکہ معظمہ میں واقع ہے اس لئے مجدد بریلوی عذاب الیم کا مستحق ہوا۔ لعنۃ اللہ تعالیٰ علی الخاذلین فی الداسمین۔ اب اجماعاً حقیقۃ کلام مولانا ابو قوی رحمۃ اللہ علیہ سنئے۔

فصل ثانی

تفصیل ختم نبوت اجمالا،

ختم نبوت کے دو معنی ہیں۔ اول ختم زمانی کہ جس کے معنی یہ ہیں کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں کے آخر میں ہو اس کے زمانہ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ ہو اس کو ختم زمانی کہتے ہیں، پس جو شخص سب کے بعد ہو زمانہ میں اس کو خاتم اس معنی کے اعتبار سے کہہ سکیں گے چاہے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دویم رتبی اور ذاتی اور وہ اس سے عبارت ہے کہ مراتب نبوت کا اس پر خاتمہ ہوتا ہو اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو جتنے مرتبے اس سلسلہ کے ہوں سب اس کے نیچے اور اس کے حکوم ہوں مثلاً سلسلہ انوار میں عالم اسباب میں آفتاب خاتم مراتب نور ہے۔ جتنی روشنیاں نور میں موجود ہیں مانتاب میں ہو یا کو اکب سیارہ میں ہو یا دوسرے ستاروں میں یا زمین و زمان آئینہ وغیرہ میں سبکی سب آفتاب پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ یا مرتبہ حکام مملکت سلطانی میں خاتم مراتب حکومت وزیر عظم ہو تلے وہاں پہنچ کر جملہ مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں اس کو حاکم الحکام و خاتم الحکام کہا جاتا ہے جسے ملازمین حکومت ہوں پیادہ سے بیکر وزیر ادنیٰ تک سب اس کے ماتحت شمار ہوتے ہیں۔ جو حاکم آریہ پر آتے ہیں بذریعہ وزیر اعظم آتے ہیں جیسے کہ جو کچھ روشنی چاند و کو اکب دگر میں آتی ہے۔ بذریعہ آفتاب ہی آتی ہے علیٰ ہذا القیاس۔ زمین و کہسار آتش و درو دیوار وہیں سے مستفید ہوتے ہیں کشتی کو حرکت دلایا مارا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے بیٹھنے والے کو حصہ پہنچتا ہے۔ پس سلسلہ حرکت کشتی پر ختم ہو جاتا ہے اس صورت میں کشتی کو موصوف بالحرکت اولاً بالذات کہیں گے اور جانشین کشتی کو ثانیاً بالعرض جبکہ آپ یہ معنی خیال کر چکے تو یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ چونکہ یہ مرتبہ نہایت بڑا ہے اس لئے خاتم سلسلہ کو تمام سلسلہ سے افضل اور اس وصف میں اعلیٰ ہونا ضروری ہے اسی وجہ سے وزیر اعظم کا جملہ حکام زیر دست سے اعلیٰ تر ہونا اور آفتاب کا سب روشنیوں سے قوی تر ہونا ضروری ہے جیسے کہ کشتی میں بھی یہ امر ہے۔ پس جو شخص خاتم نبوت ہو گا اس کو نبی الانبیاء اور سید الرسل ہوں

ضروری ہے اور جتنے کمالات نبوت ہوں گے وہ سب اس میں اور وہ بذات کامل درجہ کے موجود ہوں گے اور دوسروں میں اس کا فیض ہوگا۔ جہاں کہیں نبی ہوں اور جس زمانہ کے رسوں ہوں سب کا وہ سردار اور رئیس اعظم ہوگا سب اس کے خوشتر ہیں ہوں گے اور وہ کسی کان میں سے محتاج نہ ہوگا مگر ایسا شخص اس تمام مرتبہ کا خاتم ہو سکتا ہے چاہے کسی زمانہ میں پایا جاوے۔ بنظر اس کے علو مرتبے کے اور اس کی ذات والا صفات کے لئے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر اگرچہ اور دوسرے درجہ سے اس کا آخر زمانہ میں ہونا ضروری ہو پس بنظر اس کے وصف اصلی اور کمالات ذاتی کے ممکن ہوگا کہ کوئی نبی اس کے بعد آوے اگرچہ یہ ممکن کسی وجہ خارجی سے ممکن ہو گیا ہو یہ ہی مطلب اس عبارت کا ہے جو صلا میں مجدد بریلوی نے نقل کی ہے کہ اگر فرض کیا جاوے وجود کسی نبی کا بعد آپ کے تو آپ کی خاتمیت میں خلل نہ ہوگا یعنی خاتمیت ذاتی کے مفہوم میں اگرچہ بنظر امور خارجہ مذکورہ بقدر خاتمیت زمانی لازم ہو اور دوسروں کا آنا قبیح ہو گیا ہو۔ جب یہ بات ظاہر ہو گئی تو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ آیت و کین س مؤمنی اللہی و سائنہ البتین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ خاتمیت مہتمی جو کہ دوسرے معنی ہیں وہ نہیں حضرت مولانا، نو تو ہی رحمۃ اللہ علیہ اس حصہ پر انکار فرما رہے ہیں کہ اگر خاتمیت زمانی ہی مراد لی جاوے تو اس میں کوئی خاص مدح اور شرافت حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات میں بہ نسبت دیگر انبیاء کرام لازم آنا ضرور نہیں اور چونکہ یہ صفت مدح کی ہے اس لئے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے فضیلت اعلیٰ درجہ کی ثابت ہو اور خاتمیت زمانی بھی قائم رہے اس کے تین طریقے ذکر کئے ہیں۔

اولاً یہ کہ لفظ خاتم مشترک بالاشتراک المعنوی اور یہاں آیت میں اس کے دونوں معنی مراد ہوں جیسے کہ مشترک معنوی کے دونوں افراد مراد ہوتے ہیں۔

دوم یہ کہ لفظ خاتم حقیقتہً خاتم رتبی میں استعمال کیا جائے اور خاتم زمانی معنی مجازی ہوں اور بطریق عموم مجاز کے ہر دو معنی مراد لئے جائیں ان ہر دو طریق پر لفظ خاتم البتین کے دونوں معنی مراد ہوں گے اور حقیقتاً طریقہ یہ ہے کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتمیت رتبی ہے اور اس کو خاتمیت زمانی لازم ہے جس کی دلیل پہلے نقل کر چکا ہوں۔ پس آیت میں اگرچہ ایک ہی معنی مراد تھے لیکن اس سے آخر الزماں ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لازم آگیا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ فقط اس بارہ میں ہے کہ اس آیت میں کون سے معنی

لینے چاہئیں۔ اور کون سے معنی اعلیٰ و احسن ہیں اس میں ہرگز بہنیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں یا نہیں وہ بے شک بالاتفاق و نیز نزد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ آخدا انبیاء ہیں اور اس کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے مگر مجدد الدجالین عند اللہ تعالیٰ کی عقل و حیا پر پردہ جہالت پڑا ہوا ہے کہ تفسیر کلمات کو نہیں دیکھتا ہے۔ حضرت مولانا کی مراد پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فقط اس طبقہ کے انبیاء کا خاتم نہیں کہا جاوے گا بلکہ آپ کی نبوت زمانا اور ذاتاً ختم کرنے والی ساتوں طبقات کے انبیاء کے واسطے ہوگی۔ ہر طبقہ کے لوگ جناب علیہ السلام کی ذات والا صفات سے مستفیض ہوں گے اور جتنے انبیاء کہیں گندے ہیں سب کے سب حقیقہً محمدیہ سے اسی طرح مستفیض ہوں گے جس طرح جانشین کشتی کشتی سے اور نجوم ہائے آسمان آفتاب سے کہیں بھی ہوں اس تفصیل کو نہایت بسطاً اور شرح کے ساتھ مولانا دایم شہید ارضوان علیہ نے تحذیر الناس میں بیان کیا ہے جس کا تم چاہے ملاحظہ کر لے۔ اب غور کیجئے اس معنی میں اور اس معنی میں جس کو عامتہ مفسرین مراد لے رہے ہیں، زمین و آسمان کا فرق ہے یا نہیں اور فضیلت نبوی دو بالا بلکہ زائد اس سے ہوگی کہ نہیں۔

منہجین شیطانی۔ بدعین دجا جملہ نے بجائے اس کے کہ اور شکر یہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا کرتے اور کفران نعمت میں کوشش کی فسود اللہ تعالیٰ وجوہ حقہ مگر اگر ان کو مثل روافض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس فضیلت کو دیکھ کر دم نکلا جاتا ہے اور عین نبوت کی تکفیر کی جاتی ہے۔ آخر بنی اسرائیل میں سے ہیں کیوں نہ کریں۔ فص آباؤی محبوب خاطر ہے۔ بعض نبی اسرائیل نے اس طریق سے ظہور کیا ہے کہ انبیاء قتل کرنے کو نہ لے تو دوسرے انبیاء علیہم السلام پر ہاتھ صاف کرنا چاہا۔ مگر کیا کریں گو رنٹ کے خوف سے قتل تو ممکن ہی نہ تھا۔ تکفیر میں کوشش کی۔

فالحمد للہ فی الدارین سلب اللہ تعالیٰ

ایمانہ و ادخلہ فی الدارۃ الاصل

مع المناقین والمشرکین

امین یا رب العالمین

فصل ثالث

تفصیل تہمت بر مولانا گنگوہی قدس الشہداء العزیز

حضرت مولانا شمس العلماء العالمین و بدر الفضلاء الکامین ابو حنیفۃ الزمان جنید الدوران امام ربانی و محبوب جہانی جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد صاحب گنگوہی حنفی چشتی صابرقش بندی بہروردی قادری ایوبی قدس الشہداء العزیز کی نسبت اہل عرب کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ میرے پاس ایک فوجی گران فتویٰ کا موجود ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی خداوند قائل بل شائد کو یا افضل جھوٹا کہے (نوذ یا لشر) تو اس کی تکفیر نہ کرو بلکہ تعقیق اور تظلیل بھی نہ کرو اور بہت سے لوگ سلف صالحین اور ائمہ ماضین کی اس کے قائل ہوئے ہیں اور مع اس کے اپنی جھوٹی بیانیوں کو اولاً مولانا موصوف الصدر مسئلہ امکان کے قائل تھے اور پھر میں نے ایک رسالہ ایسا لکھا اور یہ واقعہ پیش آیا غرض کہ اپنی ہر طرح سے لیاقت و کمال علی کا اظہار کیا خدا نہ اللہ تعالیٰ فی الداسین۔

اب آپ حضرات ذرا اتفاق فرمائیے اور اس بریلوی دجال سے دریافت کریں کہ جو امر نہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی تصنیف میں موجود نہ ان کے کسی معتقد و مرید و تلمیذ کو معلوم نہ کہیں کسی نے سنا نہ دیکھا وہ آپ کی نسبت کر دینے اور جعلی فتویٰ بنائے سے کیسے ثابت ہو سکے گا ہم ہزاروں طریقے سے ان کی تصانیف میں ان کے معتقدین و تلامیذ کے کلام سے اس کے خلاف دکھلانے کو تیار ہیں یہ ایک ایسی جھوٹی نسبت اور بہتان بندی حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی گئی ہے کہ جس کا کبھی کسی کو خواب خیال بھی نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا آخر مجدد الدہالین اور رئیس الکذاب میں ہیں مجدد و جاہلیت ہی کیا ہوئی اگر ایک عظیم الشان افتراء نہ ہا نہ حال اگر نئے سے نیا طریقہ افحلال خلق کا نہ اختراع کیا تو مجددیت قرن رابع عشر ہی کیونکر ہوگی اگر جلسازی بدیہی دیکھاری بریلوی اس امر میں کام نہ آئی تو کب سبکی ہو سکتی کہ اگر اسرائیلیت سے آفتاب انصار و ابنتاب ہند و امام ہند و امام حدیث و تفسیر کے حق کرنے کی فکر نہ کی تو اتباع آباء میں قانع کیونکر ہوں گا اگر ایسا کذب سفید نہ بولوں گا لہذا چرب کیونکر آدھ آدھ اگر ایسا مزج خالص جھوٹ نہ نسبت کروں گا تو اہل عرب کیونکر موافقت کریں گے۔ تقویٰ طہارت خوف خداوندی اسلام اور ایمان سے پہلے ہی ہاتھ دھو چکا ہوں اب اگر ایسے ایسے افحال نہ کروں تو دنیا بھی ہاتھ سے جاتی ہے ماذ اللہ اگر بچائی ہو تو ایسی ہو اور اگر بے ایمانی ہو تو آپ جیسی ہو اسے فائدہ صحت

اور یہ فتویٰ عربی ہو کر کہ مغلہ میں بھی گیا جو کہ صلا میں بیحد منقول ہے اور اس کی تصدیق علماء کہ مغلہ نے بھی کی ہے۔ الحاصل مولانا گیسوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس شد و حد سے اپنے فتاویٰ میں اس کو تحریر فرمایا کہ جو شخص نسبت کذب باری عز و شانہ کی طرف کر لگا رہے گا فرعون سب سے ہرگز مومن نہیں پھر یہ معلوم کہاں سے اس مجدد و التفیل نے یہ خبیث فتویٰ اختراع کیا مسئلہ امکان کے البتہ حضرت مولانا اور ان کے متبعین حسب رائے اکابر سلف صالحین قائل تھے اور میں مگر امکان ذاتی کے مع الامتناع بالغیر امکان وقوعی کے جملہ حضرات منکر ہیں، چنانچہ اس فتویٰ میں بھی اس کو فرمایا اس مسئلہ میں البتہ مولانا کا خلاف معروف ہوا اور لوگوں نے رسالے تصنیف کئے جیسے مولوی احمد حسن صاحب کا پمپدی کا رسالہ تنزیہ الرحمن اور مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی کا رسالہ عبادۃ الرب و غیرہ اور ان رسالوں کے جوابات بھی دیئے گئے اور پھر کئی شائع ہوئے جو کہ یہ رسالہ مضامین علیہ سے پُر اور طریقہ علماء سے ملو تھے ان کے جوابات کی طرف توجہ ہوئی مجدد و التفیل صاحب نے خیال کیا کہ ہم بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جائیں چٹ ایک رسالہ سنی صحاح المسبوح لکھ کر کھنچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو سوائے گالی گلوچ اور خرافات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا کہ جس کی طرف توجہ کیا جائے علاوہ ازیں کبھی کسی عالم نے ان کو اہل علم سے شمار ہی نہ کیا اور نہ کچھ علمی باتیں تھیں بازاروں کی سی گنگو تھی اس لئے ان کے رسالے کے رو کی طرف توجہ کرنا نافع ہے سو دیگر خلاف شان و ہتک عزت شمار کیا گیا اور جو بعض باتیں قابل جواب تھیں ان کا جواب دو سرے رسائل میں آچکا تھا۔ مگر مجدد و بریلوی نے اس سے یہ کہا کہ افوہ پچھو مادہ یگرے بہتہ جیسے یا جوج یا جوج نے خیال کیا کہ ہم نے آسمان فتح کر لیا ایسے ہمارے انہوں نے کہا کہ ہم نے سود فراموش کر دیا۔ مجدد صاحب ان رسائل کو ملاحظہ کریں کہ جو اس مسئلہ کی تحقیق اور اعتراضات مخالف کو رد میں شائع ہو چکے ہیں انشاء اللہ مثل الشمس فی نصف النہار روشن ہو جاوے گا کہ ان کی اور ان کے ہم خیال لوگوں کی جملہ لہجہ و لیس ہباء و منشور ہو گئی ہیں، ہاں البتہ ان کی گالیوں اور دشنام کا جواب نہیں دیا گیا کہ یہ فعل اہل علم نہیں ہے اس لئے بعد میں زیادتی و ضاحت کے لئے مسئلہ امکان کی تقریر تفصیل الکا بر کے کلام سے نقل کرتا ہوں کہ جس کی وجہ سے آپ جملہ حضرات پر ظاہر ہو جاوے کہ مجدد و متبعین مجدد و التفیل جو افتراء اکابر اہل سنت پر کہتے ہیں اور ان حضرات کی طرف فتویٰ منسوب کرتے ہیں وہ محض کذب اور دروغ خالص ہے ان اکابر کا دامن تقدس اس سے بالکل صاف اور پاکیزہ ہے۔

فصل رابع

تفصیل مسئلہ امکان و امتناع

بعد الضالین صاحب فرماتے ہیں کہم گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بعض اتباع مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ امکان کے قائل ہوئے ہیں یہ قول انکا محض افتراء اور جہالت ہے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین امت مرحومہ کا اجماع کیا ہے تمام اشاعرہ بلکہ تمام ماترید یہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس مسئلہ میں متفق ہیں کتب معتبرہ علم کلام کی شاہد ہیں۔ اور ان کی نصوص صراحتہ موجود ہیں ششورح موافق میں اس مسئلہ کو اس طرح نہیں جگہ ذکر کیا ہے مشامصوٰۃ میں بھی تفصیلاً مذکور ہے تقریر اصول شرح تحریر الاصول میں متفق ابن ہمام صاحب فتح القدر اور ان کے تلیذ ان امیر الحاج رحمہما اللہ نے اس مسئلہ کو اور یہ کہ یہی رائے اکابر اہل علم اور معشر اہل سنت اشاعرہ ماتریدہ کی ہے نہایت وضاحت سے بیان کر کے یہ دکھلایا ہے کہ بعض لوگوں نے جو درمیان اشاعرہ ماتریدہ کے اس مسئلہ میں خلاف ثابت کیا ہے وہ محض نزاع لغوی ہے اور اس کی تقریر فرمائی ہے۔

علامہ کلینوی نے مافیہ شرح عقد جلالی میں اس مسئلہ کی پوری تقریر کی ہے اور جمہور اشاعرہ کا یہی مذہب ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس مسئلہ میں مخالف مذہب نہیں ہے۔ قاضی عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح تقریر الاصول ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ میں اس مسئلہ کی صاف طور سے تقریر فرمائی ہے علاوہ اس کے اور بھی کتابیں علم کلام کی اس مسئلہ میں توضیح کر رہی ہیں مگر اعتماد کیونچے یہ کتب مذکورہ بھی کافی ہیں اگر زیادہ تحقیق کرنی منظور ہو تو حیدر المقل فی تنزیہ المعز والہذال کو ملاحظہ کریں۔ رسالے کے طول کا خوف نہ ہوتا تو ان کتب مذکورہ بالا کے نصوص کو ذکر کرتا مگر ان نصوص کا بہت بوجھد المقل سے چل جائے گا بعد المظہین صاحب کی قلت واقفیت اور عدم تجربہ اس کے باعث ہوتا ہے کہ گمان کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تصریح علماء امت اور سلف صالحین میں سے کسی نے نہیں کی۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اور یہ گمان بھی انہ کہ قائلین اس مسئلہ کے مخالف اہل سنت والجماعہ میں محض بے بضاعتی اور کم چھی اور عدم واقفیت پر مبنی ہے فہرہانی فرما کر انکی کتب کو ملاحظہ کریں اور اپنے خیالات فاسدہ اور عقائد کا سدہ سے رجوع کریں۔ اگر ان کو اتنی قابلیت نہ ہو کہ خود ان نصوص کو کتب اے مذکورہ بالا سے نکال سکیں تو ہم کو لکھیں ہم جلد و صفحہ و سطر لکھ دیں گے اور اگر ضرورت ہو

تو عبارتیں ہیں ان کتابوں کی نقل کریں گے اور استدعا کریں گے تو ترجمہ بھی بزبان اردو با محاورہ لکھ دیں گے
 چونکہ اکثر لوگ ہمارے اکابر کے مقاصد اودان کی مراد سے غافل ہیں اس لئے مسئلہ امکان کذب میں کچھ
 کا کچھ سمجھ جاتے ہیں اور مخالفین اس کو خلاف واقعہ بیان کر لیں گے لوگوں کو برا بیگنہ کرتے ہیں حالانکہ
 ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مسلمان جناب باری عز اسمہ کی بارگاہ عالی کے واسطے کسی درجہ کی منقصت اور
 عیب کا وہم و خیال بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی عقیدہ فاسدہ اپنے قلب میں جمالیوے پس کیونکر ہو سکتا
 ہے کہ ایسے علمائے محققین و فضلاء نے متقین جن کے علم و فضل زہد و تقویٰ کا ایک عالم ہو جانے ہوئے
 ہے کوئی منقصت اور عیب جناب باری میں جائز رکھیں گے۔ لہذا باللہ بلکہ ان کا مطلب وہ ہے جو کہ جہد
 الملحق حصہ اول صفحہ ۴۴ میں مسطور ہے مذہب کریں۔

تحریر مقدمات کے بدترین مبحث بھی ضروری ہے تاکہ یہ امر معلوم ہو جاوے کہ مسئلہ کذب میں جو اہم نزاع و
 خلاف ہو رہا ہے اس کا منشا کیا ہے، و قتیکہ اس کی تعین معلوم نہ ہوگی دلائل شرعیین کا سقم و محو
 بخوبی کھ میں نہ آئے گا۔ اور صاحب تنزیہ الرحمن نے بوجہ شرط شوق ثبوت مدعی اس سے پہلے کہ منشا
 نزاع فریقین کو معین فرمادیں اپنے دلائل تحریر فرمائے شروع کر دیئے ہیں۔ واضح رہے کہ جملہ فرق
 اسلام حق تعالیٰ شانہ کے متکلم ہونے کے قائل ہیں کیفیت تکلم و حقیقہ کلام میں مختلف ہونا جدا امر ہے
 مگر کلام لفظی کے عقد و اصدار کو سب مقدمہ باری کہتے ہیں۔ بالخصوص اہل سنت و اجماعت تو ان عقائد
 کلام لفظی کو پوری صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں کسی کا نزاع ہی نہیں۔ البتہ تیسرے وہم صدی کے بعض
 علماء نے یہ اختلاف کیا کہ جملہ غیر مطابق الواقع کا عقد و تنزیل قدرت قدیمہ سے خارج ہے یعنی حالت قیام
 زید میں تو حق تعالیٰ شانہ جملہ زید قائم کو منعقد اور نازل فرما سکتا ہے لیکن حالت قعود زید میں جملہ مذکورہ
 کا ارشاد و انعقاد اس کی قدرت سے خارج اور اس کے خیابار سے ذات واجب معذور و عاجز ہے
 اور ایک دوسرے فریق کا یہ قول ہے کہ اہل سنت کے نزدیک یہ جملہ مذکورہ کے تکلم پر دونوں حالتوں
 میں سرمو تفاوت نہیں مگر چونکہ وہ ذات بابرکات اپنے صفات و افعال میں جملہ قبائح سے منزہ اور
 تمام ذمائم سے مقدس ہے اس لئے کسی کلام غیر مطابق واقع کے تکلم کا ارادہ محقق نہیں ہو سکتا اگر بالفرض
 آدم علیہ السلام سے اکل شجرہ یا فرعون لعین سے دعویٰ ربوبیت محقق نہ ہوتا تو بھی جملہ عصی آدم کتابہ
 اور حقانی آثار جنگہ ماؤذہ علی کے عقد و تکلم پر حق تعالیٰ کی ایسی ہی قدرت حاصل ہوتی جیسے اب ہے لیکن بعد
 کمال صدق و حکمت اور بہ سبب مقتضائے تقدس ان جنہوں کے تکلم کی نوبت آتی حال ہی اور جس قدر کلام
 حق تعالیٰ شانہ کی ظاہر ہو چکی ہیں اور جن کے تکلم و ظہور کی نوبت آگئے آئے گی سب فروری الصدق

میں کسی کلام میں بھی اگر کوئی بوجہ احتمال کذب اس کی تصدیق و تسلیم میں متائل ہو تو نزدیک و ملحد اور اسلام سے خارج ہے۔ خلاصہ نزاع یہ نکلا کہ صدق کے وجہ اور کذب کے امتناع پر سب متفق ہیں مگر حضرت مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ اور ان کے امتناع بوجہ ارادہ و اختیار حق تعالیٰ شانہ صدق کو ضروری اور کذب کو محال فرماتے ہیں اور فریق ثانی بوجہ عدم قدرت و عبوری صدق باری کو واجب اور کذب ممکن جلاتا ہے یعنی ان کے نزدیک تو ایزد تعالیٰ نے اپنے اختیار سے صدق کا التزام اور کذب سے احتراز فرما رکھا ہے اور ان کے نزدیک بوجہ عبوری و غیر حق تعالیٰ سے صدق صادر اور کذب متروک ہو رہا ہے۔ ا۔

اس تمام عبارت کے ملاحظہ کرنے سے آپ پر پوری طرح سے مسئلہ ہذا کی تفصیل منکشف ہو گئی ہوگی اور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مجدد صاحب اور ان کے متبعین جن اکابر کی آبرو میں دیر لگائے واسطے غوام و خواص میں مسئلہ امکان لیکر جھپٹے جلتے ہیں اور اس کے معانی اور تفصیل بنیاد مختلف و مہارت ہٹے مختلف بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے نزدیک معاذ اللہ خدا و مہاکرم جل و علا شانہ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے کلام میں جھوٹ ہو یہ سب باطل غلط اور افتراء قطع ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس کے مستعد کو کافر نزدیک کہتے ہیں وہ صاف طور سے تصریح فرما رہے ہیں کہ خداوند کریم جملہ عبود سے منزہ اور پاک ہے اس کا کاذب ہونا ناقص بالذات ہے اور کوئی کلام باری عزوجل کا کذب اور جھوٹ نہیں ہو سکا اور نہ ممکن الوقوع ہے کذب کا شأنہ بھی اس کے کلام میں پایا جانا محال ہے اور اس کا بچا ہونا ضروری ہے لیکن یہ امر اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے یہ نہیں کہ وہ اس میں مجبور و عاجز ہو گیا ہو۔ اب اس امر میں خود فرمائیں کہ اس مسئلہ میں جناب باری عزوجل کی تنزیہ و تقدس میں سر مو غلط نہیں آتا اور نہ اس کی قدرت کاملہ کی تقصیر ہوتی ہے البتہ مجدد الدہالین اور اس کے مستعدین نے اس امر کو گوارا کیا کہ قدرت کاملہ میں جو نقصان آوے کچھ پاک نہیں۔ مگر تنزیہ میں فرق نہ آوے وہ مغل فلاسفہ و معتزلہ گمان کئے ہوئے ہیں کہ افعال قبو کے مقدور نہ ہونے سے اگرچہ ان کا صدور محال ہی کیوں نہ ہو تنزیہ و تقدس میں فرق آتا ہے جیسے کہ معتزلہ قدرۃ علی الظلم و القباخ میں صاف طور سے کہتے ہیں اور فلاسفہ قدرۃ علی البطل و غصیرہ میں تصریح کرتے ہیں اور اسی طرح سے ہر دو فریق ان اشیاء کے الشہاد کو واجب علیہ سبحانہ قرار دیتے ہیں اور بالافطر ان کے صدور کے قائل اور عبوریت کے مقرر ہو کر اہل سنت و الجماعت پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ باوجود ان قبائح و شرور کے مجدد صاحب

السہروردی السہارنپوری دامت بحب فیوضہ باطلتہ آمین۔ مؤلف براہین قاطعہ پر تہمت لگائی کہ سنا
 اللہ شیطانی لعین کو حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم وواسع علماً کہتے ہیں اور یہ
 بھی کذب محض اور دروغ گوئی ہے۔ براہین قاطعہ حضرت مولانا دَامِ نفلہ کی بابا رجب چکی ہے اور
 ہزاروں نسخے اس کے عالم میں موجود ہیں کہیں سے یہ ایماندار اس کی تصریح کیوں نہیں دکھاتا حسام
 الحرمین میں لکھتا ہے کہ فائدہ صوح فی کتابہ البراہین بان شیخ محمد ابلیس اوسم علما من رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کا ترجمہ یہ لکھتا ہے کہ اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ
 ان کے پیر ابلیس کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے دیکھو ۱۱۵ اور اسی قسم
 کے الفاظ تمہید شیطانی میں بھی نقل کئے ہیں اور پھر نسیم الریاض کی وہ عبارت نقل کر کے جس میں یہ
 لکھتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم کہے تو وہ کافر ہے
 دیکھئے حضرات ذرا غور کیجئے کہ اس کا ذب نے دعویٰ تو کیا ہے کہ وہ براہین میں تصریح کر رہے ہیں
 کہ ابلیس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ ہے اور وہ آپ سے علما اوسع ہے اور اس عبارت
 کا کہیں تمام براہین میں پتہ نہیں اور پھر اپنے مدعا کے اثبات کے واسطے وہاں کی عبارت جو نقل کی
 ہے وہ برگزینہ اس سے نہیں دیکھئے عبارت جو نقل کی ہو یہ ہے: شیطان ملک الموت کو یہ وصیت نص و ثابت ہوئی فخر عالم کی وصیت
 علی کی کوئی نص قطعی ہے: الخ اب اس میں کہاں وہ الفاظ مذکور ہیں جس پر دھال بریلوی فتویٰ کفر کا لگا رہا ہے
 کہیں لفظ اعلم کا آئی دیکھیں ابلیس کو اوسع علماً کے ساتھ تعبیر کیا ہے یا کہیں یہ کہا ہے کہ معاذ اللہ ابلیس کا علم حضور علیہ السلام
 سے زائد ہے یہ بحث ۱۱۶ سے بیکر شدت تک بھی ہوئی ہے مگر کوئی متنفس ان الفاظ کو کہیں سے نکال سکتا
 ہے اور اگر یہ کہے کہ اس عبارت سے یہ بات کچھ میں آتی ہے کہ معاذ اللہ ابلیس حضور علیہ السلام
 سے اعلم اور اوسع علماً اور زائد ہے تو بندہ خدا یہ تصریح کہاں ہوئی، اس دریدہ دین سے تو
 علمائے حریم کے نزدیک یہ ظاہر کیا کہ براہین میں ان کی تصریح کی ہے۔

صاحبوا تصریح تو جب ہی ہوگی جب دعویٰ کو ملاحظہ اسی طرز پر تحریر کیا ہو اور اگر آپ کی کچھ
 میں کسی عبارت سے کوئی بات آرہی ہو تو تصریح کہاں ہوئی یہ کہو کہ براہین کی عبارت سے یہ کچھ میں
 ہے یا وہ عبارت اس مقصد کو لازم ہے یہ تصریح کہنا، اگر افسر محض اور دروغ نہیں تو کیا ہے جس
 سے علما حرمین کو دھوکہ دیا گیا اور کچھ میں آپ کے آئیہ بھی آپ کی کچھ ناقص اور رائے نارسا کی خوبی ہے
 اور تمام عبارتیں اگلی اور پچھلی کے حذف کر دینے سے یہ مرض ہلک پیدا ہوا ہے کہ جسکو ہم آگے
 چل کر صاف طور سے ظاہر کر دیں گے کہ دجال بریلوی نے یہاں پر محض بے بھی اور بے

عقلی سے کام لیا ہے اور تحریف و قطع برید پر جملہ اعتراضات کا مٹی ہے۔ آپ نسیم الریاض کی عبارت سے بخوبی معلوم کر لیں گے کہ تکفیر اس شخص پر ہو سکے گی۔ وہ معاذ اللہ کسی کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اس کے علم کو حضور علیہ السلام سے علی الاطلاق زائد بتا دے اور جبکہ یہ بات براہین میں موجود نہیں تو تکفیر ہرگز عائد نہ ہوگی بلکہ لوٹ پھیر کر مجدد بریلوی کی گردن پر حسب ارشاد نبوی سوار ہو جاوے گی۔ اب ہم آپ کو خود براہین کی عبارت دکھلاتے ہیں جس سے بخوبی اس کے خلاف ظاہر ہو جائے گا۔

ملا میں تحریر فرماتے ہیں۔ پس کوئی ادنیٰ مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقرب و شرف کمالات میں کسی کو مائل آپ کے نہیں جانتا ہے اور

اس قسم کے مضامین متعدد جگہ ذکر فرمائے ہیں آپ خود خیال فرمائیں کہ جملہ کمالات میں اعلیٰ درجہ کا کمال علم ہے۔ بلکہ مدار کمالات کا علم ہی ہے۔ پس جبکہ کسی کو آپ کے مائل ہی شرف کمالات میں نہیں کہہ سکتے تو آپ سے بڑھ کر کیونکر کوئی خیال کر سکتا ہے کوئی ہو یہ محض سفسطہ و جال ہے کوئی ادنیٰ مسلمان بھی ایسا خیال بہ نسبت حضور علیہ السلام نہیں کر سکتا کہ کوئی بھی آپ سے اعلم ہو چہ جائیکہ ایک عالم متبحر جس کی تمام عمر دنیات کی کتابیں پڑھاتے ہوئے ہو گئی ہزاروں علماء اس سے کتب درسیہ و دینیہ پڑھ کر مدرس و ہادی خلق بن گئے یہ خیال ہرگز ہرگز نہ اس کا ہو سکتا ہے اور نہ وہ لکھے گا اس وجہ سے حضرت مولانا گیسوی قدس اللہ سرہ العزیز نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین کو رسول مقبول علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علما کہے وہ کافر ہے اسی وجہ سے شریف کہہ کی مجلس میں جب یہ افتراء و جال بریلوی نے بمبیا سب نے سنتے ہی کہا کہ سبحانک ان هذا لا یجتان عظیمہ سوائے افتراء اور کذب کے کوئی امر دیگر نہیں ہے پس اگر یہ عبارت صراحتاً بھی موجود ہوتی تب بھی یہ قسریہ حالی ایک ایسا قرینہ قوی تھا کہ جس کی وجہ سے ضرور بالضرور اس کے ظاہری معنی سے پھر نا ضروری تھا حالانکہ یہ عبارت بھی موجود نہیں۔ بلکہ اس عبارت کے الفاظ اور لاحق و سابق بالکل اس کے خلاف پر صریح دلالت کرتے ہیں۔ مجدد الدجالین نے فقط تحصیل مقصد کے واسطے ان جملہ عبارتوں سے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔

اب تفصیل اس عبارت کی ملاحظہ کیجئے۔

فصل سادس

تفصیل عبارت براہین قاطعہ

آپ جملہ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ انواع علوم کے دنیا میں بہت سے ہیں علم حدیث و تفسیر و اصول حدیث و اصول فقہ و منطقی و فلسفہ و صرف و نحو و معانی و بیان و بدائع و عروض و آداب و تاریخ و جغرافیہ و حساب و پیمائش و علم زراعت و علم تعمیر و کھانتہ و رمل و علم تجارت و غیرہ وغیرہ اور یہ بھی ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہر علم میں باعتبار اس کے کثرت مسائل کے نہایت وسعت ہے مثلاً علم جغرافیہ و نحو ہے کہ اس میں بھی ہزاروں عالم موجود ہیں اور ہوئے اور ایک دوسرے سے اعلم اور اوسع علم ہے بایں معنی کہ جس کو اس علم کے مسائل بہت سے یاد ہیں وہ دوسرے سے جسکو اس قدر مسائل یاد نہ ہوں اعلم کہیں گے مگر اس فن میں مثلاً یہ کہیں گے کہ زید عمر سے نحو زیادہ جانتا ہے یا جغرافیہ و تاریخ میں اس سے زیادہ وسعت علمی رکھتا ہے

الحاصل ہر علم میں خواہ علم کلی ہو یا علم جزئی علوم شریفہ میں سے ہر ایک علم زدہ میں سے متعلق ذات و صفات ہو یا مطلق اجساد عالم اس میں اعمالی سے بحث ہو یا عقائد سے ایک خاص وسعت رکھتا ہے جس کا مدار باہر اس علم کے مسائل و جزئیات کے عکس و تعدد اور اس کی مطلوبات کی زیادتی و کمی پر ہے۔ اس کے بعد آپ یہ بھی خیال فرمائیں کہ جملہ عقلاء کے نزدیک علوم میں تفاوت عظیم ہے، اہل اسلام و حکماء یونان کے نزدیک اشرف علوم علوم الہیہ ہیں جو کہ متعلق ذات و صفات و افعال باری عز و جل ہیں جس قدر اس میں کسی کو کمال ہو گا وہ ان کے نزدیک افضل خلق ہو گا اہل اسلام کا مدار ان علوم میں نقل و مجاہدات وغیرہ ہیں اور حکماء فقط عقل سے کام لیتے ہیں۔ اس کے بعد علوم متصفہ بالعباد ہیں کہ جن میں احکام الہیہ کا نزول ہوا ہے اور اس کے بعد جملہ علوم غیر الہیہ ہیں جیسے صرف و نحو منطقی وغیرہ اسی وجہ سے اہل اسلام کے یہاں بعض علوم فرض بعینہ ہیں اور بعض فرض کفایہ یعنی واجب بعین مستحب بعض مباح بعض حرام بعض مکروہ وغیرہ، اہل دنیا و عقلاء یورپ کے نزدیک بھی جملہ علوم ایک درجہ میں نہیں ہیں، اعلیٰ درجہ تاریخ داں و جغرافیہ وغیرہ کے عالم کی برابری وہ گنہگار نہیں کر سکتا ہے جو کہ اپنے حصر فکر کے جملہ جزئیات سے واقفیت تامہ رکھتا ہے غلام کلام یہ ہے کہ جملہ عقلاء کے نزدیک علوم میں کفایت مراتب ہے اس وجہ سے تفاوت مراتب علمیہ ہوتا رہتا ہے اور ہر عقل بدرجہ اسکو بھی

جانتا ہو کہ ادنیٰ درجہ کے علوم پر اطلاع نہ ہونا کسی شخص کا اس کے اس کمال میں جو اس نے باعتبار علوم کیا یہ
 معارف علیا حاصل کئے ہیں سر مقلات نہیں ڈالتا آپ ہی خیال فرمائیں کہ نجاست کا کثیر وجود ان رات
 نجاست میں رہتا ہے بے شک نجاست کے احوال و خواص سے، مقدار و وقف ہے کہ جالینوس و افلا
 طون و مجدد بریلوی کو ہرگز اس کی خبر نہیں علیٰ ہذا القیاس، گذر یا بکریوں و اس کے چرانے وغیرہ
 سے اس قدر واقف ہے کہ بڑے سے بڑے مؤرخ و ڈاکٹر کو اس کی اطلاعات نہیں اس کو اپنے
 ادنیٰ علم میں اس قدر بڑی وسعت حاصل ہے کہ اتنی وسعت ہرگز ہرگز اس مؤرخ و ڈاکٹر کو
 حاصل نہیں اسی طرح علم شعر میں قتبی اور ابوتمام اور فردوسی و غالب کو جو وسعت حاصل ہے حضرت
 امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل نہیں مگر اس کی وجہ سے کوئی عاقل نجاست کے میڑوں کو
 جالینوس و افلاطون و مجدد بریلوی سے عالم اور وسیع علماً نہیں کہہ سکتا اور نہ گذریئے کو ابن خلدون
 و ابن تہلکان و سقراط سے اور نہ متنی وغیرہ کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اعلم و افضل کہہ
 سکتے ہیں کوئی مجدد بریلوی جیسا کوڑ مخز ہو تو درکنار جب یہ عرض سابق آپ کے خیال مہارک
 میں آگئی تو آپ اس کو بھی خیال فرمائیں کہ انبیاء علیہم السلام جیسے افضل ترین حقایق اور اشرف مخلوقات
 ہیں ایسے ہی ان کے علوم بھی نہایت اعلیٰ درجہ کے مطابق واقع کے صحیح صحیح ہیں اور کیونکر نہ ہوں آخر
 نبوت بھی تو کمالات علمی میں سے ہے جس کی تحقیق تفصیلی کتب کلامیہ و تصانیف حضرت مولانا نانوتوی
 قدس الشرف العزیز میں ملنی وہ اتم موجود ہے پھر حضرت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس کمال
 میں مرکز میں جملہ کمالات انبیاء علیہم السلام کے واسطے ذات والا صفات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
 منع اور واسطہ ہو رہی ہے پس جو کچھ فیوض کمالات علیہ کے انبیاء عظام و ادبیاء کرام پر ہوتے
 ہیں وہ سب آپ میں اولاً بالذات علیہ ہوئے اور دوسروں میں ثانیاً وبالعرض پس آپ مصداق
 اعظم علم الاولین والآخرین اور اعظم الخلائق قاطبہ ہوئے کوئی ادنیٰ شخص بھی حضور علیہ السلام
 کے اعلم الخلائق قاطبہ بالذات والصفات والاعمال تعالیٰ اور حکم و اسرار و کلیات کوئی وغیرہ
 ہونے میں شک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اس کے خلاف کا معتقد ہو البتہ جو چیزیں کہ خلاف شان
 نبوت ہوں یا کمالات نبوت میں اس کی وجہ سے کوئی زیادتی مدح نہ ہو اس کا ثابت
 کرنے بے شک خلاف عقل ہو گا خود باری تعالیٰ فرماتا ہے مَا عَلَّمَ النَّاسَ السِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ
 اِنْ سَمِعْتُمْ مِنْ شَرِّهِمْ فَلَا تُخْبِرُوهُمْ وَلَا يُخْبِرُوْكُمْ اُولَٰئِكَ سَمِعُوا لَكُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ لَكُمْ سَمْعٌ وَلَٰكِنْ سَمِعْتُمْ مِنْهُمْ
 شَرًّا فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْسِدُونَ (سورۃ النحل) اور نہ ان کے لائق تھا پس معلوم ہو گیا کہ بعض علوم
 روئے کا نہ جانتا انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں نقص نہیں ڈالتا اگر کوئی زویل شخص اس کو چاہتا ہو تو اس کا

انبیاء سے اعلم ہونا لازم نہیں آتا، دیکھئے حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں ہد ہد کا یہ قول اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے، احطت بما لا تحيط بہ کہ میں نے ایسی چیز کا احاطہ کیا ہے کہ جس کا تم کو احاطہ نہیں ہوا۔ پس ہد ہد کا ایک ایسی جزئی کو جان لینا اس کا باعث ہرگز کسی کے نزدیک نہیں ہو سکتا ہے کہ اس کو حضرت سلیمان علیہم السلام کو اعلم اور اوسع علما کہیں، وجہ یہ ہے کہ ان جزئیات دنیاویہ و حادثہ کا علم کوئی کمال نہیں ہے خود رسول مقبول علیہ السلام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرماتے ہیں کہ اَنْتُمْ اَفْلَمُ بِمَا مَوْجِبُ دُنْيَاكُمْ کہ تم اپنی دنیا کی باتوں کے زیادہ جانتے دلتے ہو اس کی وجہ سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ سواذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم تھے اور نہ ان امور جزئیہ دنیاویہ کا بعض جگہ حضور علیہ السلام سے غائب ہو جانا اور نہ جانتا آپ کی طہیت میں نقص ڈالتا ہے، اسی طرح جزئیات کو نبیہ کے بعض افراد کا علم اگر خبیث ابلیس کو بوجہ اس کے کہ وہ عالم اطلال و امتحان کے لئے پیدا کیا گیا ہے دیدیا گیا ہو اور وہ خبیث ہر وقت اپنی توجہ کاملہ کو اسی طرف متوجہ رکھتا ہو جیسا کہ متعدد آیتیں اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور حضور علیہ السلام سے اس قسم کی جزئیات غائب ہوں باوجودیکہ علم ذات و صفات و اسرار و غیرہ کمالات مشاہدہ میں آپ اس درجہ کے ہوں کہ اس کے ارد گرد کو سوں تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا، اور ایسے جزئیات کے جاننے سے بوجہ عدم ورود نفوس صریحہ انکار کیا جاوے، علاوہ بریں ان کی طرف توجہ کرنا خود حضور علیہ السلام کے منصب علیا کے مناسب نہیں جیسے کہ شعر و کلام و حکم و غیرہ کی طرف توجہ کرنا خلاف شان کمالی حضور علیہ السلام ہے تو کسی طرح ابلیس لعین کا آپ سے اعلم اور اوسع علما ہونا لازم نہیں آتا البتہ مجدد الدجالین اور ان کے ہم خیال ان چیزوں کے نظر اقدس سے غائب ہونے کی وجہ سے آپ کی شان عالی میں منقصت شمار کرتے ہوں گے، ہزار ہا احادیث اس قسم کی موجود ہیں کہ آپ کو بہت سی جزئیات مفصوہ کا علم نہ ہوا۔ اور ہزار ہا احادیث اس قسم کی بھی موجود ہیں جہیں بہت سی جزئیات کا علم ہو گیا پس مدار کمال و فضل یہ جزئیات ہرگز نہیں رہیں نہ ان کی وجہ سے اعلیت و اوسعیت علم تھی۔

بریلوی مجدد نے بوجہ اس کے کہ ان کی عقل اور حیا پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس طرف ہرگز توجہ نہ کی کہ صاحب انوار ساطعہ کس چیز کو ثابت کر رہا ہے اور کس علم کی وسعت میں گفتگو کر رہا ہے جس کا جواب حضرت مؤلف براہین قاطعہ سے رہے ہیں وہ بھی لفظ اسی وسعت کا اثبات ابلیس لعین اور اس کے جواز نفی از حضرت فخر عالم علیہ السلام پر بحث فرما رہے ہیں وہاں مطلق علم کی وسعت پر ہرگز بحث نہیں اسی وجہ سے لفظ (یہ) کا فرما رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وسعت یعنی جس میں بحث ہو رہی ہے اور جسکو

ماہب انوار سامع نے ذکر کیا ہے اور پہلے جس میں گفتگو ہوتی چلی آرہی ہے پس مضمون اس تقریر براہین کا یہ ہے کہ ایک خاص علم کی وسعت آپ کو نہیں دی گئی ہے اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے کہ جسکی وجہ سے وہ اضلاع عالم کرے اور بدایت معلوم ہے کہ اس سے اس خبیث کا عالم اور اوسع علما ہونا ہرگز لازم نہیں آتا دیکھئے کوئی بھی سیویہ اور ابن حاجب کو امام ابو حنیفہ سے اعلم نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اسکی متعدد نظریں سابق میں پیش کر دی ہیں، اسی عبارت میں مذکور ہے "اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز نہایت نہیں ہونا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ پس بحث ایک خاص علم کی وسعت میں ہو رہی ہے اور اسی کا جواب دیا جا رہا ہے اس لئے بار بار تفسید لفظاریہ اور ان کے ساتھ کر رہے ہیں مگر مجدد الدہالین اور اس کے اتباع غناذ کہتے ہی نہیں یا عوام کو جانکر و حوکہ دے رہے ہیں۔ بحسبہ اللہ تعالیٰ

الحاصل جملہ عقلا اور ہمارے مقدس زمرگان دین کے نزدیک کسی کے اعلم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ وہ شخص ایسے ایسے علوم قریفہ و معارف کمالیہ کو حاوی اور جاننے والا ہو جن کو دوسرا شخص نہ جانتا ہو پس ان علوم نہ جاننے والے سے اس شخص کو اعلم اور اوسع علما اور زائد فی العلوم کہیں گے اگرچہ اس شخص ثانی میں علوم موجود ہوں جو کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے بہ نسبت شخص سابق کے علوم کے ہیں پس حضور علیہ السلام کو جملہ خلائی اولین و آخرین سے اعلم کہنے کے یہی معنی ہیں کہ جس قدر علوم شریفہ کمالیہ ہیں ان سب میں آپ کے برابر کسی مخلوق کا رتبہ نہیں ہو سکتا بعد مرتبہ خداوندی آپ ہی کا مرتبہ ہے تا جواز خدا بزرگ تو فی ذمہ مختصر۔ اب ہم مجدد صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک اعلم ہونے کے کیا معنی ہیں؟ آیا یہ معنی ہیں کہ کلی جنہ فی شریف ہر یار دی علوم کمالیہ اور علوم دنیویہ چھوٹے اور سب کی سب معلوم ہوں تو اس وقت میں بہت سے اکابر و افاضل کو عوام الناس بلکہ حیوانات سے اعلم کہنا نہ محم ہو گا بلکہ موافق قاعدہ بریلوی کے یہی ہے کہ بعض جزئیات کے علم کی وجہ سے کسی شخص کو اعلم کہہ سکتے ہیں لازم آویگا کہ نجاست کا کثیر احمد صاحب سے اعلم اور اوسع علما ہو جاوے اور اگر اعلم کے یہی معنی ہیں کہ جو ہم نے بیان کئے کہ علوم عظیمہ و معارف کمالیہ میں وہ دوسرے یعنی مفضل علیہ سے بڑھا ہوا ہو تو حضور علیہ السلام کا اعلم ہونا پوری طرح سے مسلم اور باقی رہا اور شیطان کا بعض جزئیات کو نہ جانتا موجب اس کے اعلیت کا ہرگز نہ ہوا۔ اب یہ اعتراض کیونکر مذہم پر وارد ہوا اور نسیم الریاض کی نصیحت کو کیونکر مفر ہوئی الحاصل حضور علیہ السلام کا اعلم الخلق اور اوسع الخلق علما ہونا ہمارے اور مجدد بریلوی کے نزدیک ہر طرح مسلم ہے لیکن نزاع فقط اس امر میں ہے کہ اعلم کے معنی کیا ہیں اب مجدد صاحب ہر دو شکوک مذکورہ میں یہ تعین فرماوے

ثانیاً ہم مجدد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اقرارِ اعلیٰ رسول علیہ السلام کا داخل ایمان ہونا اور انکارِ اعلیٰ کافر ہونا آیا بعد از وفات ہے یا اس وقت سے جب سے کہ آپ رسول بنائے گئے اگر اول مراد ہے تو پہلے کہ قبل وفات آنحضرت علیہ السلام اعلم الخلق نہ ہوں کیونکہ ہزاروں قصص جزئیہ آپ کے عدم علم پر دلالت کرتے ہیں اور ہم نے جو معنی بیان کئے اس کے موافق حضور علیہ السلام اجداد رسالت سے اعلم الخلق ہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص حضور علیہ السلام سے کسی وقت میں وصفِ اعلیٰ کی نفی کرے وہ مستوجبِ تکفیر و تفسیق ہے عین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

اب مجدد صاحب اگر یہ نہیں منہ ڈال کر فکر کریں کہ کون شخص عقل کی بات کہہ رہا ہے اور کسکو محبت نبوی زیادہ تر ہے اور نصِ نسیم الراضی پر کون شخص زیادہ عامل ہے ان ہر دو سوالوں کے جواب تحریر کریں اور دیں صحیح ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ حضرات غور کیجئے تو درحقیقت موافق نصِ نسیم الراضی بریلوی خود کافر ہے کیونکہ وہ اعلیٰ حضور علیہ السلام کا لفظ اسوقت قائل ہے جبکہ نزولِ قرآن پورا ہو چکا تھا یعنی قریب ہفت سو سے آپ انعم الخلق جو سنے پہلے نہ تھے اور ہم حسب تحریر سابق اس وصف کو ہمیشہ سے آپ کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔

فصل سابع

تہمت ثانی بر مولانا سہا ز پوری دام مجدہ

حضرت مولانا دام مجدہ پر یہ تہمت بھی لگائی کہ وہ براہین میں شیطان یعنی کوباری تعالیٰ کا شریک ہونا مسلم رکھتے ہیں اور اس کے مومن ہیں اور رسول مقبول علیہ السلام کی نسبت اس کا انکار ہے اور فرماتے ہیں کہ اگر علم محیط زمین کا شیطان کے واسطے ثابت کیا جاوے گا تو شرک نہ ہوگا اور اگر رسول اللہ علیہ السلام کے واسطے ثابت کیا جاوے گا تو شرک ہو جاوے گا۔

نعوذ باللہ عز وجل یہ بھی محض افتراءِ خالص اور دروغِ سفید ہے نہ اتنی سمجھ ہے کہ عبارت کو بکے اور نہ اتنا تدبیر کہ عبارتوں کی قطع برید کرنے سے ڈرے اور نہ انصاف و تحقیق مطلوب ہے کہ عبارت کے جملہ وجوہ پر نظر ڈالے۔

صاحب! خود مؤلف براہین ملا و معہ میں تصریح فرما رہے ہیں کہ علم باری تعالیٰ کا ذاتی اور علیٰ ہذا القیاس جملہ صفات کمالیہ اس کی ذاتی ہیں بندہ میں جو کوئی بھی صفت پائی جاتی ہے وہ عطیہ

باری تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ جس کو اپنی صفت کمایہ کے نمل میں سے کچھ حصہ عنایت ہوتا ہے پس جو کچھ صفت باری عزوجل میں ہے وہ حقیقی ہے درجہ بندہ میسب وہ مجازی ہے اگر کسی نے وہ صفت کی طرح جیسی کہ باری تعالیٰ میں ہے دوسری نفوق میں ثابت کی تو شرک ہوگا وہ نہ نہیں شیطان کو برائے، ضلال عالمیان علم بعض جزئیات حادثہ کا باری تعالیٰ سے دیدہ یا نفوس قرآنہ احادیث نبویہ سے ثابت ہو چکا ہے پس اس کے قائل ہونے میں کسی طرح شرک لازم نہیں آتا چنانچہ عبارت براہین میں من طور سے فرمایا ہے "پھر جس کو جس قدر وسعت علم و قدرت وغیرہ عطا فرمادی ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس قدر وسعت دی؟ ۱۰۱۔"

سمرقند میں فرماتے ہیں "اور ملک موت و شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا ماں شاہدہ و نفوس قطعیہ سے معلوم ہوا۔" پس جس طرح قرار ہے یعنی یہ کہ یہ علم ان دونوں کا ذاتی نہیں بلکہ اعطاء اللہ تعالیٰ ہے جیسے کہ لفظ ویدیت کا متعدد جگہ موجود ہے وریہ بھی واضح رہے کہ جس قدر علم جزئیات دنیاویہ و رخیہ کا ان دونوں کو دیا گیا ہے وہ سب جزئیات کو مشتمل نہیں ہے بلکہ بعض جزئیات کہ جن سے ان کا مقصد حاصل ہو دیا گیا ہے۔ مجدد صاحب لفظ نعم محیط ارض دیکھ کر یہ سمجھ گئے کہ صاحب براہین دونوں کے لئے جملہ جزئیات کے علم کے قائل ہیں یہ مخصوص باری تعالیٰ کے ساتھ نہیں حضرت رسول مقبول علیہ السلام کے علم کمائی کو اگر کوئی شخص ذاتی قرار دے گا بیشک بوجہ مشارکت بصفۃ اللہ تعالیٰ مشرک ہوگا اور اگر غیر ذاتی بلکہ اعطاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعتقاد کر لیا ہرگز مشرک نہ ہوگا، پس صاحب براہین نے جو حکم شرک کا لگایا ہے وہ صورت اولیٰ میں ہے صورت ثانیہ میں نہیں دیکھو ص ۱۱۲ صاف طور سے تحریر فرماتے ہیں "یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کہے جیسا کہ جملہ کا یہ عقیدہ ہے اور اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاعات دیکر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسی بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے۔" اور صفحہ ۱۱۲ میں فرماتے ہیں کہ ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہو گیا، اگر آپ فزع عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے مکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کفر نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔

ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مؤلف براہین فقط علم ذاتی کو شرک فرما رہے ہیں اور اعطاء اللہ تعالیٰ سبحانہ کو جائز فرماتے ہیں مگر بوجہ عدم ثبوت لخصوص شرعیہ اس کے اعتقاد سے منع فرماتے ہیں اور یہ بھی واضح رہے کہ جملہ بحث ان مخصوصات شخصہ و جزئیات حادثہ میں ہے جو

روزانہ زمین پر حادث ہوتے رہتے ہیں اور ہر کس و نا کس سے متعلق میں علوم کلیہ و معارف شریفہ میں نہیں ہے پس ان جزئیات کے احوال میں سے بعض احوال کے علم پر نصوص دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت سے شیطان و ملک الموت کو دیدیا۔ پس اس کی وجہ سے نہ شرک لازم آیا نہ معصیت نہ انکی انتقار کی وجہ سے علم نبوی میں جو کہ کروڑوں اور لاکھوں ایسی ایسی معلومات کو مشتمل ہے کہ کوئی خلق جن و بشر اس تک نہ پہنچ نہ پہنچ سکیگا (چہ جائیکہ اہل بیت علیہم السلام) اور جملہ علوم شریفہ و کمالیہ میں کوئی بھی نقص لازم نہ آیا اور نہ اس کی وجہ سے خبیث اہل بیت کا محاذ اللہ حضور علیہ السلام سے اعلم اور اوسع علمائے زمانہ در علوم ہونا ثبات ہوا۔ اب بخوبی ظاہر و باہر ہو گیا کہ کچھ فہم و جاں محض افتراء پر داندی بخوبی عبارت کر رہا ہے۔ اور لوگوں پر غلاف واقع امور ظاہر کر رہا ہے اس کے بعد جو اس نے آیات و غیرہ علوم نبویہ علیہ السلام کے بارہ میں ذکر کئے ہیں ان کا کب کسی کو انکار ہے علوم نبویہ میں اور اس کی وسعت کمال کے بارہ میں سیکڑوں۔ سائے ہمارے اکابر نے تالیف کر دیئے ہیں یہ جملہ آیات و احادیث علی الراس و اعین ہیں حضور علیہ السلام اعلم الخلق علی الاطلاق و اشرف الخلائق بالاتفاق ہیں کسی کو اس میں کلام ہی نہیں البتہ اطلاق عالم الغیب خصوصیت باری تعالیٰ عزوجل کی ہے اور اس کے دلائل کتابیہ و حدیثیہ معروف و مشہور ہیں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ نے اگر اس عبارت کو باعتبار اسناد کے بے اصل قرار دیا تو بوجہ دلائل آخریہ مقبول المعنی ہونے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ہے پس بحسب المعنی قابل احتجاج ہے حتیٰ کہ خود رجال بریلوی اعلیٰ علم ذوقی کا اس طرز پر موافق حدیث منقول قاری اس کے بعد مجد الدجالین علیہ علیہ نے اپنے تفاخر و تعالیم میں کسی شخص سے گفتگو اپنی اور مذاکرہ نقل کیا ہے وہ شخص خو ہے کیونکہ معلوم ہو گیا کہ مولف براہین نے اپنی تمام کتب میں کہیں بھی تصریح اس کی نہیں کی۔ البتہ اس کے کلام سے کچھ فہم بریلوی نے یہ منی بطور تلازم نکالے ہیں لیکن اگر انصاف ہوتا یا عقل پر عمل کرتے تو دیکھتے کہ یہ کلام مولانا سہارنپوری مدظلہ العالی کا کس بات کے جواب میں ہے تاکہ مطابقت فرمے نہ ہو کیونکہ جواب عقلاء کے نزدیک اسی بات پر محمول ہوا کرتا ہے جو سوال میں مذکور ہو ورنہ جواب نہ ہو گا۔ پس بحث فقط اسی علم کی وسعت و عدم وسعت میں ہے جو صاحب انوار ساحلہ نے ذکر کیا تھا۔ مجد د بریلوی۔۔۔ اپنے مرض قلبی سے اس وسعت سے مراد تمام انواع علوم کی وسعت لے بیٹھے۔ اور پھر مؤلف دام مجدد نے فقط قرینہ جواب پر بھی کفایت نہ کی بلکہ ہر جگہ اس وسعت کو تخصیص کرتے گئے اور لفظیہ اور ان کا استعمال کرتے رہے مگر اس مجید بریلوی نے چونکہ حق سے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں اس لئے نہ حق باتیں اس کو دکھائی دیتی ہیں اور نہ

نہج میں آتی ہیں۔ ہم نے ہزاروں مصنفین پر یہ عبارت براہین کی مع عبارات انوار ساطعہ پیش کی
جن کو پہلے سے بوجہ تشہیر اس کلام نوری کے سوا ظنی حضرت مؤلف براہین مدظلہ العالی سے جو چکی
غی انہوں نے جب بہ تامل دونوں عبارتوں کو دیکھا تو دیکھتے ہی اور فکر کرتے ہی خود بخود کہنے لگے
کہ بیشک حضرت مؤلف براہین پر افتراء محض ہے ہرگز یہ عبارت اس عبارت پر جو تہمال زمانہ انکی
مردن نسب کرتے ہیں نہیں دلالت کرتی۔

ما جوب! مضمون دقیق نہیں، عبارت عربی در ترکی نہیں سلیس اردو ہے، ذرا غور فرمائیں موصو
فہم تا صفحہ ۴۸ عبارت کو مع عبارت انوار ساطعہ ملاحظہ کریں اور پھر انصاف سے فرمائیں
کہ کسی طرح بھی اس دجال کا دعویٰ عبارت سے ٹکلتا ہے یا نہیں یہ محض اس کا دجل ہے اور قریب
ہے جب لوگوں سے گفتگو کرتا ہے فقط ایک دو جملے کتاب کے کھول کر دکھاتا ہے اور تحریف معنی
ار کے لوگوں کو ہکا پھکا ہے فخذہ اللہ تعالیٰ فی الدارین۔

حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ صاحب عقل فہم تھے، طبیعت نہایت سلیم رکھتے، مسلمانوں
کے ساتھ جیسا کہ حسن ظن کا حکم نبوی علیہ السلام ہے عملدرآمد رکھتے تھے، انہوں نے بیشک براہین
کے ملاحظہ کو دیکھا اور اس کو صحیح و صواب پایا۔ اور مطلب مؤلف کو بخوبی بجھے اور تصدیق کی اور
موت ما لہ سے مؤلف موصوف کو سرفراز فرمایا فہنیاً لہ۔

ہم یہ تفسیر گفتگو کا اگر مجدد التسلیل کا بچا بھی ہو تو اس علم کے نہ سمجھنے سے کوئی امر لازم نہیں
آتا ہزاروں دنیا میں مولانا گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے تلامذہ ہیں ان میں ذکی، غنی، ذی
الفری، ذی علم ہر طرح کے ہیں اس سے کوئی علو مجد و بہات کا ثابت نہیں ہوتا۔ اگر
ملاحظہ اعلان حق منظور تھا تو ہم نے جب مجدد صاحب سے مدینہ میں ان امور اربعہ میں گفتگو طلب
کی تو کیوں فرار کیا تھا۔ اور کیوں کہا تھا کہ اپنے استادوں کو بلاؤ تم ہمارے قرین نہیں ہو
ما جوب! اظہار حق اور تفہیم حق میں قرین و عدم قرین کی کیا ضرورت ہے؟ اب پھر عرض ہے
کہ کو وہ دعاوی باطل جو آپ گھر بیٹھے ان بزرگوں پر کر رہے ہیں میدان میں نکال کر دکھا دیں اور ہکو
بہاولیہ ورنہ عذاب قبر سے اور تکالیف عذاب سے ڈریئے۔ موت نہایت قریب ہے۔

سلب اللہ ایمانک و سودو جہلک فی الدارین و عاقبتک بما عابد بہ ابا جہل و عبد اللہ
ن الہما یا سائیس المہبت عین آمین۔

لکھائے حنفیہ نے جو دعاء سلب ایمان کو جائز کہا ہے شاید ان کو بھی کسی ایسے ہی سابقہ پڑا ہوگا۔

فصل ثامن

تفصیل تہمت بر مولانا تھانوی دامت برکاتہم

وہاں نماز نے حضرت شمس العلماء العالمین و ہدایہ الفطراہ الکاملین محی السنن النزار قاضی الزما
 و علماء امام اہل سنت، الجماعت لبید اہل الکفرۃ و الفساد مولانا الحافظ الحاج المولوی اشرف علی خان
 الحنفی القادری تھانوی الہندی نقشبندی القادری السہروردی دامت برکاتہم پر یہ تہمت
 لگائی کہ معاذ اللہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو زیرِ عمر کر کے بلکہ چوپایوں اور چوہوں
 کے علم کی برابری کہتے ہیں۔ عبارت اس مبتدع کی منہ میں یہ ہے۔ اس نے ایک چھوٹی سی جہ
 تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا کہ علم رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانہ اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔
 اور سطر پندرہ میں کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنس اور جنسوں میں۔ ۱۰۔

آپ حضرات زرا غور فرمائیں اور انصاف کریں عبارت حفظ الایمان کی موجود ہے آیا یہ
 میں مسطور ہے یا نہیں۔ صاحبو بعض دروغ اور افتراء بندی پر اس گمراہ کتدہ عالم نے کمر باندھ لیا۔
 اس جواب و ہمتاں بندی پر تعجب و حیرت کیسا کہ غصہ پر غصہ آتا ہے مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجبورین
 کے شایان شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔

اولاً میں عبارت حفظ الایمان تماماً نقل کرتا ہوں تاکہ آپ کو جملہ عبارت اگلی اور پچھلی منظر ہو
 اور ظاہر ہو جائے کہ مجدد التفسیل نے معنی اور عبارت دونوں میں تحریف کر کے اپنے آپ کو
 یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے، مولانا تھانوی دامت برکاتہم ص ۱۵ میں فرماتے ہیں
 غیب سے مراد اطلاق شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے اندر
 سے کوئی واسطہ اور سبب نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب اراد اللہ
 اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بالقرینہ
 مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راغی کی حالت
 حدیث مسلم میں عبدی و امتی در بئی کہنے سے نہیں اکی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرورہ صلی اللہ علیہ وسلم

عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہ تاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہوگا کیونکہ آپ ایک اور انکار عالم کے سبب میں بلکہ خدا بخشنے، لک اور مہر و معنی مطاع کہن بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم الغیب بالمعنی الثانی یا واسطہ الشرحات کے لئے ثابت نہیں ہیں اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی شخص یوں کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں رہے تو خدا تعالیٰ اس کو منہ پر لکھائے کی کوئی ماقول متدین اجازت دے گا اور اگر سکتا ہے اس بنا پر تو ہاں تو القیروں کی تمام تر یہود و صدائیں بھی خلاف شریعت نہ ہوں گی۔ تو شرع کیا ہوا بچوں کا کہیں ہو کہ جب چاہا بنایا اور جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید جمیع ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر غیبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ اں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی فیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

اس عبارت پر جناب مجدد مضمحلین صاحب کو بہت بڑا غیظ و غضب ہے اور بڑے شدد سے دعوتی ہے کہ جناب مولانا تھانوی نے حضور سرور کائنات علیہ السلام کے علم مبارک کو چوپا لیا اور مجاہدین کے علم سے سادھی کر دیا اور یہ کفر و ضلال ہے اور فرماتے ہیں کہ اس میں سراسر سیر الانام علیہ السلام کی توہین ہوئی بلکہ بیانتک کہتے ہیں کہ یہ لوگ منہ بھر کر حضرت سرور انام علیہ السلام کو گایا سے رہے ہیں محاذ اللہ تعالیٰ مگر افسوس صد افسوس کہ اپنے گھر کی خبر نہیں یہ الزام فقط مولانا صاحب ہی تک پہنچتا ہوتا تو امر کچھ سہل تھا یہ تو مجدد صاحب کے روحی اور جسمی باپ دادوں کو بھی نہیں چھوڑتا۔

ماجہ اگر یہ کلام معذور علیہ السلام کے دشنام ہونے پر دال ہے اور توہین نبوی اس پر صراحت ہو رہی ہے تو مجدد صاحب کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب معذور و مرحوم مارہروی اور مجدد صاحب کے دادا صاحب یعنی مولوی رضا علی خان صاحب بریلوی کا کلام تو اس سے بھی زیادہ تر صریح گواہی اور توہین میں ہے معاذ اللہ وہ بھی کافر ہوئے اور حسب بیان و تحریر مجدد صاحب ان دونوں کا کفر نہ کہنے والا بھی کافر ہوا۔ دیکھئے جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ پندرہ میں ارقام فرماتے ہیں وہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب و الشہادۃ ہے جو شخص اس خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا ہونا محتاج سے غیب کہنا گمراہی ہے اور جمیع مخلوقات نعوذ باللہ عالم الغیب ہے۔ اتہا از سیف النقی۔

حضرات اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ مجدد صاحب کے دادا پیر صاحب کے قول پر نہایت وضاحت سے علم غیب میں جملہ مخلوقات دیوتائی جن بحوت کٹرے کوڑے مجنون و پھل گڑے یا کتے وغیرہ معاذ اللہ رسول مقبول علیہ السلام کے مساوی ہو گئے اب ان کو بھی حسام الحسن میں سے یہ عہد الدنیا والدرہم شہید کرے اور اقرار کرے کہ میرے پیر ان عظام کافر ہیں اور اس کلام صریح میں کوئی تاویل نکالنا ہے تو مولانا تھانوی کا کلام جو اس کلام سے بدرجہا اس افرا سے دور ہے کیوں نہ اس تاویل کا عمل ہو گا اس کلام میں جناب شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب ظاہر کر دیا کہ جناب مجدد عبدالنیا گمراہ بیدین ہیں بلکہ جملہ جماعت مجدد کی بقول ان کے پیروں کے گمراہ بیدین ہو چکی واللہ الحمد اور اس عبارت سے صاف طور سے تائید اہل حق و تقویٰ مذہب جناب مولانا تھانوی ہو گئی اب تو شاید مجدد بریلوی جناب شاہ صاحب مارہروی مرحوم کی قبر کھودے اور ان کی مبارک ہڈیوں کی تقدیس کی فکر کریں گے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

علاوہ ازیں جناب بندہ درہم و دینار کے دادا یعنی مولوی رضا علی خان صاحب ہدایت الاسلام مطبوعہ صبح صادق سینٹاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ تھا یعنی بذریعہ وحی کے قطعاً معلوم ہوتا تھا۔ یہ عقائد مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بذات کا اعتقاد رکھنا معضی الی الکفر ہے اور نفس قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بیدین کا کام ہے الخ (از سیف النقی)

اب مجدد صاحب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی سب کو علم غیب بتاتے ہیں اور

اس تصریح سے تو گدھے کے پھر بندہ وغیرہ وغیرہ کو آپ کے شریک عالم انبیاء ہونے میں کر رہے ہیں
بقول اس مجدد بریلوی کے پھر ہم تعجب کرتے ہیں کہ بالعرض محال اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور
ان کی تحریک کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے جب آپ ہر دو ادوکی یہ عبد الدنیا ر تکفیر
نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے۔

شاد م کہ اند قیاس دامن کشاں گشتی گو مشب غاک با ہم برادر فتہ باشد

نبالہ سائر الایام واللیالی اب اس کے بعد آپ غور فرمائیں کہ جو کچھ بریلوی نے تھتیس مولانا تھانوی
پر لکھی ہے آیا وہ موجود ہیں یا نہیں؟ دیکھئے منہ کی سطر سطر میں لکھا ہے نا نظر علی آثار الخ جس کا
ترجمہ میں اس طرح کر رہا ہے میں کہتا ہوں۔ لفظ تالی کی ہر کافر دیکھو یہ شخص کسی برابری کر رہا ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنس اور چناں میں احد یہ مضمون دروغ خالص نہیں تو کیا ہے ہم نے حفظ الایمان
کی تمام عبارت نقل کر دی ہے آپ خود دیکھ لیں کہیں بھی یہ موجود ہے، معاذ اللہ حضور علیہ السلام پر
میں زید و عمرو و بکر وغیرہ کے اس شخص کو ہرگز ہرگز شرم و حی نہیں جو چاہت ہے، بان سے بک دیتا ہے اور
خدا تعالیٰ سے خوف اور رسول علیہ السلام سے شرم بالکل نہیں کرتا کیوں نہیں عبارت مولانا کی دکھاتا
پھر بعد اس کے دوسرا اتہام غیث دیکھئے کہ منہ سطر آٹھ میں کہت ہے وصو الخ جس کا ترجمہ یہ کہتا
ہے اور اس میں تصریح کی غیب کی باتوں کا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے ایسا تو ہر بچہ اور
ہر بگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے اب اس غیث عبارت میں ڈھونڈئے کہیں بھی پتہ
نہیں چلتا ہے اس مضمون کے ثابت کرنے کے واسطے ایک دوسرے حفظ الایمان کی نقل کر دی ہے
اور اگلی پچھلی عبارت حذف کر دی تاکہ لوگوں پر اصلی معنی اور مقصد مؤلف کا کھنجاوے اور اس
کے کراہت و بہتان کا ظہور نہ جاوے فسود اللہ وجہہ فی الدارین خود مولانا تھانوی اس رسالہ میں
اور اسی بحث میں فرماتے ہیں کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں اب خیال فرمائیے کہ حضور
علیہ السلام کو سبب ایجاد کو زمین اور سبب بقائے عالم فرما رہے ہیں اور معلوم ہے کہ جس کے سبب
کوئی چیز ہوا کرتی ہے وہ ہمیشہ تابع اور خیر مقصود بلکہ بمنزلہ عبد و خدام کے ہوا کرتی ہے وہ کیسے
اصل مقصد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے پس کیونکہ یہ ہو سکیگا کہ وہ حضور علیہ السلام کو برابر جنس چناں
کے اعتقاد کریں یا وجود اس تصریح کے آپ جملہ عالم کے سبب ہیں ان کے کلام سے کوئی شخص اسکو
جسکے کہ وہ سبکو برابر کر رہے ہیں ہم نے جو عبارت بعینہ حفظ الایمان کی نقل کی ہے اس میں آپ
صاف طور سے ملاحظہ کریں گے یہ موجود ہے کہ نہیں، اس عبد الدنیا نے اپنے مقصد کے بنانے کیئے اس

عبارت سے اپنی آنکھوں کو بند کر رہا ہے، پھر دیکھنے والے کی سطر ۲۱ میں فرماتے ہیں پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تہہ بہ تہہ حاصل ہو گئے تھے۔ الخ۔

اس عبارت سے کیا نکلتا ہے؟ آیہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاد اشر حضور علیہ السلام اور زید غر و بکر وغیرہ کے علوم میں مساوات ہے یا بہت کم فرق ہے حضرت مولانا کی عبارت صریحہ دلالت کر رہی ہے اگر ہم تفسیر بھی کر لیں کہ حضرت مولانا کی عبارت سی بات پر دلالت کر رہی ہے جو مجدد بریلوی نے مولانا کا توحیدی کی نسبت لکھا ہے تو حسب یہ عبارت اس صوفی اس کے بعد مذکور ہے پس یہ معنی نکالنے میں عبارت سے کسی طرح صحیح نہ ہوں گے اور نہ ان کے دامن تقدس کو کوئی دھبہ لگ سکیگا، جب مولانا ان تمام علوم کو جنکی ضرورت نبوت کی واسطے مسلم ہے حضور علیہ السلام میں تھا وہاں حاصل ہوتے ہیں اب آپ اسکی تفصیل کو اگر ملاحظہ کریں تو خود ہی جان میں گئے کہ جتنے علوم ضروریہ نبوت کی واسطے ہیں وہ اس قدر ہیں کہ کوئی شخص ان کے بعض میں بھی بدامیاء علیہم صلوٰۃ والسلام کے کامل نہ ہوا مثلاً نہایت ضروری ہے کہ خداوند عزوجل و عباد کی ذات و صفات اور افعال و تشریہ وغیرہ وغیرہ کا نہایت کامل اور پوری علم ہی ہو نہایت اعلیٰ درجہ کی معرفت اس کو حاصل ہو (یعنی جہاں تک امکان میں داخل ہے) اب انھیں دونوں کو آپ دیکھیں کہ کتب علم توحید و کتب تصوف ان سے کیسی طرہ پر ہیں یا ان دونوں انواع علوم میں کوئی بھی ہم پر کسی نبی کے ہو سکتا ہے پھر نبوت کی واسطے ملائکہ کا علم تقدیر کا علم قیامت کے احوال کا علم حشر و نشر کا علم دوزخ و جنت کا علم صلا و حریم کا علم رستہ سابقین کا علم قرآن شریف کا تفصیلی علم ہرگز کی ہدایت کا علم واصلات کا علم زہد و تقویٰ کا علم ایمان و کفر وغیرہ کا علم اور علاوہ اسکے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنکا جاننا بہت ضروری ہے جن کے کو سو کوں تک کوئی فرد بشر بلکہ فلوق کا کوئی فرد نہیں پہنچ سکتا حضرت مولانا گنگوہی قدس اللہ تعالیٰ عنہ سرور اعز امداد السلوک میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عین وقت معصیت میں مشاہدہ حق جن مل کا نام نہ کیا اور ابلیس سین کو عین اوقات طاعت میں حاصل ہوا اب دیکھئے کہ مشاہدہ باری عزوجل جن سے کسی وقت میں ممکن نہیں ہوتا اور علم مشاہدہ وہ باریک علم ہے کہ جس پر مدار کمالات و تقریب ہے اگر میں علم نبوت کی تفسیر کروں تو ایک رسالہ تیار ہو جائے گا آپ کو اس کی تفصیل کی ضرورت ہے تو منصب امامت مصنف جناب مولانا مولوی اسماعیل صاحب طاحہ فرمادیں اور پھر معلوم کریں کہ اس قدر عظمت انبیاء علیہم السلام اور ان کے علوم کی ہے اور حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کس طرح اعلیٰ درجہ کے معتقد انبیاء علیہم السلام کے ہیں و نیز رسالہ آب حیات قبلہ نماہیت الشیعہ وغیرہ رسالہ جناب مولانا مولوی توحید رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھیں کہ جیسے وہ علوم و مضامین معلوم

ہوں گے کہ جن کو محمد و صاحب کی سات پشت سے خوب میں حضور علیہ السلام کے فضائل کی بابت نہ
دیکھا ہو گا خود قرآن شریف کا علم جو کہ لازم نبوت ہے وہ اس قدر ہے کہ ہزاروں کتابیں تفسیر میں لکھی
گئیں مگر ایک اس کا، عاط نہور کا حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے قریب ہی جلد کے تفسیر قرآن میں لکھی
تھیں اور نصف قرآن تک نہ پہنچ سکے اور پھر وفات ہو گئی حالانکہ ان جملہ معانی کا جو قرآن میں ذکر کئے
گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتے والا بالاتفاق کوئی یہ میں نہیں اور جو کوئی کچھ
جانتا ہے وہ ایک قطرہ آپ کے بحرناپید کنار سے ناسا ہے
الحاصل جبکہ جملہ علوم لازم نبوت بتما تھا آپ کے واسطے مہل میں در اس کی تصریح خود مولانا
تھانوی ذکر فرما رہے ہیں تو اب کوئی مخلوق آپ کے درجہ علی کے قریب بھی پہنچ سکتی ہے خود انبیاء
علیہم السلام تو پہنچ ہی نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی مخلوق دیگر ہو کہ سماہا علوم کا جانتا مخصوص آپ کے
ہی ساتھ ہے ولنعلم ما قیل۔

فکلمہ من رسول اللہ ملتس قطرا من البحر اور شفا من الدیم

پس سب کے سب رسول اللہ ہی سے چاہ رہے ہیں کہ قطرہ دریا سے یا ذرا سا پانی ابر باران
سے افسوس صد افسوس کہ باوجود اس تصریح کے خائنین خدا لعنہ اللہ تعالیٰ مولانا کی نسبت یہ جہت
لگاتے ہیں کہ وہ زید و عمر و بکر بلکہ مجنون و بہائم و چوپاؤں کے علم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو
برابر کہہ رہے ہیں اور خدا اور رسوں سے شرم تو تھی ہی نہیں خلق سے بھی شرم نہیں کرتے صاف عبارت
کو حذف کئے ڈالتے ہیں در تہمتیں لگاتے ہیں پھر اگر ہم اس سے بھی قطع نظر کریں تو ان کی دھوکہ دہی
پر نظر ڈالئے کہ گفتگو کس بات میں ہو رہی تھی اور بات کوئی لاکالی صاحب گفتگو اس بات میں تھی کہ
حضور علیہ السلام پر اطلاق لفظ عالم الغیب جائز ہے یا نہیں حضور علیہ السلام کے علم اور مقدار علم میں تو
بحث ہی نہیں ہو رہی ہے آپ ابتداء سے لیکر آخر تک عبارت دیکھیں کہ مولانا تھانوی دامت برکاتہم ہمیں
بحث کر رہے ہیں کہ اس لفظ کا بولنا آپ کی ذات مقدسہ پر جائز نہیں ہے اس میں تو یہاں گفتگو ہی نہیں کر
رہے ہیں کہ آپ کو مغنیات میں سے کسی چیز کا علم ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنے مغنیات کا ہے
اور ہر عاقل کسی چیز کے ثابت ہونے اور لفظ کے اطلاق کرنے میں فرق جانتا ہے جس کی تفصیل
میں آگے لکھوں گا پھر اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت
میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اشتا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اشتا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال
ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے

اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی کو کسی سے تشبیہ دیا کرتے ہیں تو سب چیزوں میں مراد نہیں ہو کرتی مثلاً لوگ کہتے ہیں کہ زید شیر جیسا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ زید کے ہاتھ پاؤں دم سر وغیرہ مثل شیر کے ہیں فقط شجاعت میں تشبیہ دینی مقصود ہے دیکھئے خود حضرت سرور کائنات علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم قیامت میں اپنے رب کو ایسا دیکھو گے جیسا سورج کو دیکھتے ہو اور بعض روایتوں میں لفظ بدر کا ہے اب یہاں پر بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ معاذ اللہ باری تعالیٰ کے واسطے تدویر اور رنگت اور کثافت اور شوع اور مقابلہ اور تقیید بالزمانہ وغیرہ ایسی ثابت ہوں جیسے کہ یہ چیز شمس و قمر میں پائی جاتی ہیں بلکہ فقط اتنی بات میں تشبیہ دینی منظور ہے کہ جیسے آفتاب اور ماہتاب کے دیکھنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور سب کے سب ان کو دیکھ لیتے ہیں ایک دوسرے کا حاجب نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن جملہ مومنین کو رویت باری تعالیٰ عزا منہ نصیب ہوگی بلا حجاب مانع کے بلکہ نفس و جسد بشری انجلا و ظہور کی مقدار میں بھی بہت بڑا فرق ہے دیکھئے باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَدْ اَتَمَّأْنَا هَؤُلَاءِ مِنْكَ يَوْمَئِذٍ لِّمَنِ الْكَافَرُ كَوْضَعُہُ کر کے کہہ دو کہ جزا میں نیست کہ میں تم میاں بشر ہوں بھیر و محی کیا جاتی ہے اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجات کا مرتبہ اظہار قرآن میں آگیا ہے ان کی بے عقلی و لغفلت کا آیتوں میں بار بار ذکر کیا گیا ہے ان کی مماثلت ظاہر کیا جاتی ہے مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے اور دوسرے اوصاف سے کوئی عزم و تعلق نہیں ہے اس لئے کوئی امر خلاف نہ ہوگا حضرت امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایمانی کا ایمان جبرئیل اور بعض نصوص میں کا ایمان الانبیاء فرمایا گیا حالانکہ ایمان انبیاء اور ملائکہ کا اس درجہ میں قدرت رکھتا ہے جس میں شائبہ شک اور وہم کا نہیں درجہ عین الیقین کو بھی متجاوز ہو کر حق الیقین تک پہنچا ہوا ہے اور ہم افراد امت کا ایمان اور یقین جو کچھ بھی ہی معلوم ہو جائے

پائے استدلالیاں جو میں بود پائے جو میں سخت بے تکلیں بود

اس کی مرتبہ نص ہے مگر چونکہ امام رحمۃ اللہ علیہ نے نفس الایمان میں تشبیہ دی ہے اس لئے جملہ علماء نے اس کلام کی تصدیق کی، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ معاذ اللہ حضرت امام اعظمؒ نے احاد امت کو جبرئیل علیہ السلام اور انبیاء کے برابر کر دیا نفس ایمان سب مومنین میں موجود ہے اگرچہ ایمان انبیاء اور رسول ملائکہ کا نہایت قوی ہو اور ہمارا ایمان نہایت ضعیف چنانچہ ظاہر ہے جس طرح سات سمندر پر پانی کا اطلاق ہوتا ہے ویسے ہی ایک قطرہ پر بھی علیٰ ہذا القیاس بشریت انبیاء علیہم السلام کی اگرچہ کامل تھی اور دیگر نبی آدم بشریت میں بھی وہ کمال نہیں رکھتے لیکن بوجہ تحقیق نفس بشریت مثل کہا گیا الغرض اسکی

بہت سی نظریں شریعات میں آپ پائیں گے جہاں پر تشبیہ دی گئی ہے وہاں تشبیہ سے فقط ایک صفت میں مشابہ اور مشابہ کا افتراک مقصود ہے دوسری چیزوں میں شراکت مقصود نہیں پس اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم مغنیات میں تشبیہ مقصود ہو کیونکہ خودی فرماتے ہیں کہ جملہ علوم لازمہ موت تھا ہا آپ کو حاصل تھے اور یہ چیزیں زید عمرو بکر وغیرہ میں کہاں اور لفظ اتنا نہیں کہا بلکہ تشبیہ فقط بعفیت میں دے رہے ہیں اس لئے کل مغنیات سے اگر یہ فرد بھی کم ہوگا تو وہ بھی بعض ہی ہوگا حضرت اگر سب سمندر بھی ہو تب بھی وہ حمام پانی کا بعض ہوگا۔

الحاصل نفس بعفیت سب کے علم میں اس تقدیر پر متحقق ہوگی ہاں اگر تمام غیوب مراد ہوں تو البتہ بعض غیب آپ کے علم میں متحقق نہ ہوگا پس وجہ تشبیہ فقط یہی صفت ہے دوسری صفتیں نہیں دیکھئے اگلی عبارت حفظ الایمان کی ہماری گفتگو پر صاف طور سے دلالت کرتی ہے جس کو اس بریلوی نے اپنے مدعا کے مضر مجہ کر حذف کر دیا ہے وہ یہ ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے الخ۔

اس عبارت سے صاف طور سے معلوم ہو گیا کہ فقط اتنی بات میں اشتراک ثابت کرنا منظور ہے کہ ایک بات بھی غائب از دیگران کا علم ضرور بالضرور ہر شخص کو حاصل ہے نفس بعض مغنیات کا علم سب میں ہو گیا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مغنیات اس کی حضور علیہ السلام میں کیا ہے اور دوسروں میں کیا اور اسی وجہ سے لفظ ایسا کو بعد بعض کے فرمایا گیا ہے۔ دیکھئے عبارت یہ ہے اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس پر حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب الخ۔ پس ایسا سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہوا ہے وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اس کا تو ذکر بھی نہیں اور اس کی تصریح ہم آگے چل کر اور بھی کریں گے جس شخص کو ادنیٰ درجہ کا بھی سلیقہ عبارت دانی کا ہوگا وہ صاف طور سے یہی کہے گا کہ ایسا سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے اور اسی میں گفتگو ہے۔ غرض سیاق عبارت اور سیاق کلام ہر دونوں بوضاحت دلالت کرتے ہیں کہ نفس بعفیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے مقدار بعفیت میں نہیں ہے کہ اعتراض لازم آوے البتہ کچھ فہم بریلوی جو حیرت بے عقلی و بے علمی کے اتنا شعور نہیں رکھتا کہ ایسی باتیں کہجے اولئک کا الا نعام بل ہم اھل۔ اب ہم آپ کو اصل معنی اس عبارت کے بتاتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیں اور انصاف سے کام لیں۔

فصل تاسع

در توضیح عبارت مولانا تھانوی مدظلہ العالی

قبل اس کے ہم اصل عبارت کی طرف متوجہ ہوں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ پر واضح کر دیں کہ کسی چیز کا نفس الہام میں متحقق ہونا دوسری بات ہے اور اس پر کسی لفظ کا اطلاق کیا جاتا دوسری چیز ہے بسا اوقات کوئی چیز متحقق ہوتی ہے مگر اس کے اسم کا ہونا ممنوع ہوتا ہے دیکھ جملہ اشیاء کا پیدا کرنا خداوند کریم ہے لیکن اسکو خالق القدرۃ والختارۃ یعنی پیدا کرنا والا سورتوں اور بندوں کا کہنا ممنوع ہے اسے بوجہ شہادت کے علیٰ ہذا القیاس خود باری تعالیٰ فرماتا ہے ہم تزدعونہ ام نحن المرادعون مگر لفظ زاع کہنا ممنوع ہوا کہ موہم امانت ہے اس قسم کے بہت سے الفاظ ہیں کہ باعتبار معنی کے صحیح ہوتے ہیں مگر ان الفاظ کا ہونا ذات خداوندی عزوجل یا ذات مائت کاب علیہ السلام کی واسطے ممنوع ہوتا ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے الفاظ کے بولنے میں کوئی شرط درکار ہوتی ہے مثلاً علم کا لفظ ہر اس شخص پر ہونا عرفاً جائز نہیں ہے جو کہ ایک مسئلہ کا جملے والا ہو بلکہ اگر کسی نے اس پر پند رہ بھی مسئلہ یاد کر لے تو اس کو بھی کوئی عالم نہیں کہہ سکتا اگر ہم باعتبار وقت کے وہ عالم ہو گیا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر والا کو سمجھ نہیں کہہ سکتے ہیں دیکھئے نعت میں تم خواہ دینے اور کھانا کھانے کر رزق کے ساتھ حیر کرتے ہیں مشہور کتب میں مذق الامیر الجند یعنی میر نے لشکر کو رزق دیا مگر لفظ رازق اس قدر کا ہونا پھر درست نہیں سب بہت سی مثالیں شروع سے دہریں موجود ہیں پس جناب مولانا تھانوی مدظلہ العالی اس بحث میں فقط اس امر سے بحث فرما رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا اور یہ کلام ہونا آیا جائز ہے یا نہیں میں کلام نہیں کر رہے کہ معنیات میں سے کسی چیز کا علم آپ کو آیا حاصل ہے یا نہیں کیونکہ ہر اہم معلوم ہے اور خود مولانا بھی بعد کو تصریح کر رہے ہیں کہ جتنے معنیات لازمہ برائے نبوت ہیں وہ سب آپ کو تھا مہا معلوم کر دیئے گئے علاوہ ان کے اور بھی بہت سی چیزیں غیر لازمہ بھی آپ کو بتلائی گئیں جن کے ذکر سے احادیث بھری ہوئی ہیں پس خلاصہ مولانا کی بحث کا یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب کہنا آپ کی ذات مقدسہ کی واسطے جائز نہیں اور اس کے لئے دو دلیلیں ذکر فرمائیں اول یہ کہ حسب قول سائل حضور علیہ السلام کا علم غیب ذاتی نہیں ہے بلکہ بتعلیم اللہ تعالیٰ ہے اور چونکہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جس کا علم ذاتی اور بغیر تعلیم کے ہوا اور اسی وجہ سے خداوند کریم اپنے آپ کو

عالم الغیب فرماتا ہے اس نے حضور علیہ السلام کو یہ لفظ کہنا ممنوع ہو گا جیسے کہ مفسر رازق و خالق
خدا و معبود وغیرہ کہنا ممنوع ہوا اگرچہ یہ الفاظ دوسرے معانی کے اعتبار سے صحیح ہوں گے مگر
کے سبب ناجائز ہونے دو شکری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذات مقدسہ
نبویہ پر ہوا ہے کس معنی کے اعتبار سے کرتے ہوئے اگر عالم کے یہ معنی ہیں کہ تمام منیبات کا جاننے
والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں بلکہ منیبات کا علم سوائے خداوند کریم کسی کو نہیں اور اگر
اس لفظ کے یہ معنی ہیں کہ بعض منیبات کا جاننے والا ہو تو بعض کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کر و ردہ
کر و ردہ بھی بعض ہے اور ایک بھی بعض ہے غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شکلیں فرمائی
میں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ رہے کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام
کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں دیکھئے اگر کوئی
کہے کہ زید مالدار کو سیٹھ نہ کہتا چاہیے کیونکہ سیٹھ کے یہ معنی ہیں کہ تمام قسم کے اموال اس کے
پاس ہوں تو زید کے پاس یہ موجود نہیں کہ اگر یہ معنی ہیں کہ بعض مال کے پاس ہوں تو ایسا مال تو
ہر شخص فقیر و غنی کے پاس بھی ہے کیونکہ ہر شخص کے پاس کوئی نہ کوئی مال موجود ہوتا ہے
تو آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ کوئی اس سے یہ کہے گا کہ زید کو ہر فقیر و غنی کے برابر کر دیا
علیٰ ہذا القیاس اگر کوئی کہے کہ زید کو مولوی عالم نہ کہو کہ اگر عالم ہے یہ مراد ہے کہ تمام مسائل کا
جاننے والا ہو تو یہ بذات خود ہی معلوم ہے کہ زید ایسا نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ بعض مسائل حتیٰ کہ
الف تا و کا جاننے والا بھی عالم ہے تو یہ ہر ہر کے اور ہر شخص میں ہے پس ہر ایک کو عالم کہنا
چاہئے تو آپ ہی فرمائیں کہ کوئی شخص بھی اس عبارت سے یہ کہے گا کہ زید کو ہر کے کے برابر
کر دیا منسوس کہ مجدد بریلوی اتنی بھی قابلیت نہیں رکھتے کہ صاف عبارت اردو کی سمجھ سکیں
اور اس پر دعویٰ امامت اور افتاء بلکہ تجدید دین کا کر رہے ہیں۔

میرزا بیٹ زمین عقل منعم گردد بخود گمان نبودیج کس کہ نادانم
یہ عقل و شعور رکھ کر دعویٰ یہ ہے کہ ہم علماء محققین و فضلاء و تفتین کے قرین ہیں خذلہ اللہ
تعالیٰ و اخذہ فی الدارین پس مولانا تھانوی نے لفظ ایسا علم غیب جو کہا ہے اس کے
وہ معنی مراد ہیں کہ جس کو مخاطب نے غیب سے مراد لیا ہے چنانچہ ہر ذی شعور پر ظاہر ہے
اور اسی وجہ سے عموماً لوگوں نے اس رسالہ کو دیکھا مگر کسی کو خیال میں بھی نہ آیا کہ معاذ اللہ صاحب
لفظ الایمان نے حضور علیہ السلام کو سب کے برابر کر دیا مگر آفریں ہے فہم مجدد پر کہ وہ بات اور اک کرتے ہیں

جس کو جملہ اہل عالم نہ کچھ سکیں، اسی تقریر سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ اعتراض مولانا تھانوی پر محض
 دجل و فریب کا نتیجہ ہے یا غیبات و سورہ فہم کا غرہ ہے حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا دامن
 تقدس بالکل پاک و صاف ہے اب اس کے بعد جو عبدالنیر کی فہم نے اعتراض کیا ہے کہ مولانا تھانوی
 کی کچھ میں یہ بات نہ آئی کہ علم زید و عمر بجز غیر کا غیب کے ساتھ نہیں ہو گا مگر ظن یہ محض جہالت ہے
 کیوں صاحب جبکہ علم بالواسطہ و التعلیم آپ کے نزدیک غیب ہے تو جتنے منغیبات کی معرفتیں ہیں
 آدم کو خصوصاً مؤمنین کو حاصل ہوں گی وہ ظن ہی ہیں یقین نہیں ہیں اگر یہ بات ہے تو پہلے آپ
 اپنے لواحقین کے ایمان کو سنبھالے کیونکہ ایمان بالغیب ہی اس وارد دنیا میں ہو رہا ہے عموماً امور من
 منغیبات میں سے ہے پس آپ کو اور آپ کے متبعین کو ان کا ظن ہی فقط ہے یقین ہی نہیں اس لئے
 بقول خود آپ کا فرغ سے دیکھئے آپ کی صریح عبارت آپ کے کفر پر دلالت کرنے والی یہ ہے جو
 صحت کی سطرہ میں درج ہے ان علم زید و عمر و اعلم عطاء خدا المشیخ الدین سہام بالغیب لا
 یكون الا ظناً یہاں پر آپ بصیغہ حصر فرما رہے ہیں یعنی ان سمجھوں کا علم نہیں ہو گا مگر ظن یہ کلباڑا
 آپ نے اپنے ہی پیر میں مارا ہے اور چونکہ ہم علم بالواسطہ کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہتے اور ہر جو
 کچھ جس کو بطریق قطعۃ انبیاء علیہم السلام سے پہنچا ہے یا بواسطہ عقل صحیح معلوم ہوا ہے وہ یقیناً فائدہ
 علم کا دیتا ہے اس لئے ہمارے ایمان کا آفتاب نہایت اونٹ کمال پر رہے گا آگے چل کر جو
 آپ ہذیان بکتے ہیں کہ علم یقینی تو اصلاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملتا ہے اور غیر انبیاء کو جن
 چیزوں کا یقین حاصل ہوتا ہے وہ فقط بذریعہ انبیاء علیہم السلام کے حاصل ہوتا ہے اور کسی
 ذریعہ سے نہیں بلکہ کو آپ کی کج فہمی سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ ابھی تو آپ ماسوا انبیاء کے علم کو ظن
 میں حصر کر آئے تھے اور پھر بھی آپ اس کے خلاف فرما رہے ہیں اور مع اس کے اس عبارت
 کے تحریر کرنے سے آپ کو کونسا فائدہ ہوا انبیاء علیہم السلام کا علم یقینی مسلم ہے لیکن ان کو بھی تو
 بذریعہ وحی یا ملائکہ حاصل ہوا ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ وحی بمعنی اقسام جب ان کو بتائی والی ہوئی
 تو ان کا بھی علم بالواسطہ ہوا اور غیر انبیاء کے علم میں بھی واسطہ موجود ہوا چاہے ایک واسطہ ہو
 یا زیادہ تو جیسے علم غیب انبیاء کے واسطے آپ باوجود واسطہ کے اطلاق کر رہے ہیں ایسے ہی غیر
 پر کیوں نہیں کرتے ہاں اگر کوئی مقدار واسطہ کی آپ کے نزدیک ہے تو اس کو بیان کیجئے اور ثبوت
 دیجئے پھر جب آپ کے نزدیک علم بالواسطہ بھی غیب ہے تو علوم یقینیہ بذریعہ عقل حاصل ہوں وہ بھی
 غیب ہوں گے پھر آپ کی اس پھر عبارت کے کیا معنی ہوں گے مجدد صاحب الکل انا نفع نہیں

دینا ہوش میں آئے ورسوچ سمجھ کر باتیں کیجئے اور اگر ہم اس عبارت کو تاجمان بھی لیں تو آپ نے
 جو اپنے عقائد میں اولیاء اللہ کے واسطے بھی علم غیب ثابت کیا ہے اس کی کیا سبیل ہوگی جن اولیاء کو حضور علیہم السلام
 سے لقا ہری کی نوبت ہی نہ آتی ہو ان کو بذریعہ انبیاء علیہم السلام کیسے غیب ہو گیا اس کے بعد آپ
 نے استدلال مطلب کی واسطے آیت و ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب الا یہ کو ذکر کیا ہے ذرا ہر بانی
 فرما کر تفسیر کی کتابوں کو ملاحظہ کیجئے اور تفصیل استدراک ولاکن اللہ الا یہ کا دہ بیان کر کے پھر استدلال
 کریں حالانکہ مع ان معانی کے جو کہ آپ نے لئے ہیں ہم پر کوئی خلاف لازم نہیں آتا البتہ آپ ہی کا
 گھر ڈھایا جاتا ہے واللہ الحمد والمنة اس کے بعد جو مجدد صاحب نے مطلق العلم اور العلم المطلق کی
 بحث لکھ کر اپنی معقولیت بھاری ہے اس کو دیکھ کر بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہے ۔
 ظہور حشر نہ ہو کیوں کہ کلچر ہی گنجی حضور بلبل بستاں کرے نوا سخی
 معقول کا تو آپ نام ہی نہ لیتے خواہ مخواہ دخل در معقولات دیکر اس بیچارے فن معقول کو کیوں
 نام معقول کیا مگر آپ نے بھی سمجھا کہ عام لوگ تو ان بھاری بھاری لفظوں سے معقول سمجھ ہی لینگے
 ادبیات کے سمجھنے والے اور کھوٹے کھرے کو پرکھنے والے کچھ بولتے ہی نہیں اس لئے جہالت پر
 پردہ پڑا ہے گا آپ فرماتے ہیں کہ علم بالعرف والخرقین اور علوم خارجہ و اعداد میں فرق نہ کیا ایسے
 کم فہم سے تو میں کیا غلطی کر دوں مگر کوئی ہو تو مجدد صاحب سے پوچھے کہ آیا علم طلق کے از عدد و حد ہو
 سکتے ہیں یا نہیں کیا تنہا ہی احاطہ فیہ قنای کا کر سکتا ہے یا نہیں احصی کل شئی اور حصدہ اعدا کے کیا معنی
 ہیں ذرا التفاسیر کا ملاحظہ کریں پھر اس سے بھی قطع نظر کر کے ہم آپ کی خدمت کفر بکت میں عرض
 کرتے ہیں کہ علوم خارجہ عن الحد والعد تامہ اور استغراق حقیقی سے خارج ہیں یا نہیں اگر خارج نہیں
 ہیں بلکہ عین احاطہ تامہ اور استغراق حقیقی ہے تب تو بطلان کے دلائل عقلیہ و نقلیہ قائم ہی ہیں اور خود
 آپ بھی تسلیم کرتے ہیں ورنہ مآذ اللہ مساوات علم خالق و مخلوق ہوتی ہے اور اگر داخل ہیں تو
 استغراق اضافی اور احاطہ ناقص ہو گا اس کے کب مولانا تھانوی منکر ہیں آپ ہر بانی فرما کر اسی
 صلوٰۃ حفظ الایمان کی انٹارویں سطر کو ملاحظہ کر لیئے جس سے آپ نے اپنی آنکھوں کو بند کر رکھا ہے
 وہ فرما رہے ہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوٰۃ میں دارمی کی روایت سے
 حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے فعلت ما فی السموات وما فی الارض یا مثل اس کے تو مجھ
 لینا چاہئے کہ یہاں عموم استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحوالہ پر دلیل عقلی و نقلی سے
 ثبات ہو چکا ہے بلکہ عموم و استغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے وہ علوم ضرور یہ متعلقہ

یہ نبوت میں عموم فرمایا گیا پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم و ضروری
ہیں وہ آپ کو جما ہوا حاصل ہو گئے تھے پس حضور علیہ السلام کے اس درجہ مغنیات کے علم میں ان
کو ہرگز کلام نہیں آپ نے محض دھوکہ دینے کی غرض سے عبارت مولانا کی نقل نہیں کی ہے اب
اس کے بعد آپ ہی فرمائیں کہ یہ رب علم غیب کا مطلق العلم میں داخل ہے یا العلم المطلق میں اگر تانی میں
ہے بدیہی البطلان ہے اور اگر اول ہی میں ہے تو مولانا نے کیا قصور کیا باقی آپ کا یہ ردناکاران کے
نزدیک نقص منحصر انہیں دو قسموں میں ہے یہ محض آپ کی بے عقلی و بے بھی ہے وہ بیانیہ تفصیلت
نبوی اور کمالات علمی سے بحث نہیں کر رہے ہیں اور نہ اس کو بیان کرنا ان کا مقصد ہے جہاں یہ بیان
کرنے کا موقع ہو ہے اس جگہ بیان ہی کر دیا ہے اور خود ان کی عبارت جس کو میں بھی عرض کر آیا ہوں حضور
علیہ السلام کے کمال علمی پر صریح دال ہے ان کا مقصد اس بیان سے فقط عظم عالم غیب کا اطلاق کرنے
کی بحث حضور علیہ السلام پر ہے یا اس قدر عموم کے احاطہ پر جو کہ فی نفسہا بہت زیادہ اور جملہ خدا
سے اکثر ہیں مگر جملہ جزئیات کو نہ محیط میں نہ بالذات حاصل ہوئے ہیں یا حضور علیہ السلام کو عالم اعلیٰ
کہہ سکتے ہیں یا نہیں مگر آپ کا قصور جب آپ کو سمجھ ہی نہ ہو تو آپ کیا کریں اب ہم آپ سے اس کی تشریح
کرتے ہیں کہ لفظ عالم غیب در عالم غیب میں الف و لام اور اضافت چار احوال سے خالی نہیں
یا ہوائے عہد خارجی ہوگی یا برائے جنسیت یا استغراق یا عہد ذہنی اگر عہد خارجی ہے تو اس کا بطلان
بیرہی ہے کیونکہ خارجاً کوئی یقین ان مغنیات کی واقعہ نہیں ہوئی آپ کا یہ فرمانا کہ خارج عن العد
والحد یہ بالکل نوسہ ہے نہ فی نفسہ صحیح ہے نہ یقین پر دال ہے ہاں آپ کوئی عدم مقرر کر دیں تو اس
وقت میں یہ ارادہ صحیح ہو سکے گا اور اگر استغراق حقیقی مراد ہے تو وہ مرتبہ العلم المطلق کا ہے جس کا
بطلان صریح ظاہر ہے اور اگر استغراق اضافی مراد ہے تو اگرچہ آپ کے علم میں وہ مسلم ہے
لیکن بوجہ ایہام اس لفظ کا اطلاق ناجائز ہوا اور اگر جنسیت یا عہد ذہنی ہے تو دونوں ارادہ بعض
افراد کو مستلزم ہیں جب کو علماء فرد ماسے تعبیر کرتے ہیں اور یہی شق اول اور مرتبہ مطلق العلم پر غرض
کہ مولانا کی تقریر جملہ وجوہ غلطہ کو حادی ہے حتمال عہد خارجی کو نہ بدیہی البطلان ہونے کے چھوڑ دین
ہے مگر مجدد صاحب کو اتنا فہم کہاں جو اس کو سمجھیں اور اس تقریر کو بعد علم میں جاری کرنا محض لچر ہے کیونکہ
وہاں اطلاق کسی لفظ کا جس میں استغراق وغیرہ مہموم ہوں نہیں ہے علاوہ ازیں لفظ علم کا ممکنات میں
باعتبار قوت قریہ و ملکہ حاضریہ ہوتا ہے جو کہ ایک دو معلوم کے حاضر ہونے سے متحقق نہیں ہوتا اور یکہ
بیانیہ متحقق نہیں اور آپ کا اس تقریر کو قدرت باری عزوجل میں جاری کرنا نہایت کج فہمی اور

کم عقلی پر دلائل کرتا ہے اولاً میں کہہ چکا ہوں کہ طلاق فقط سے بحث ہے اعتقاد معنی سے کوئی
 تعلق ہی نہیں اور اگر اس سے قطع نظر کیا دے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص زیر و عمر و بحر
 میں قدرت کسی خلق کی ثابت کرے آپ کو علم کلام سے مس بھی نہیں معلوم ہوتا کسی طالب علم
 سے شرع موافق ہی کی ابکات پڑھ لی ہو ہیں کیا قدرۃ خلق کسی فرد بشر میں یا کسی مخلوق میں متعلق
 ہے کیا ذہب علمائے سنت یہی ہے ہرگز نہیں ذرا ابکات علم کلام کا ملاحظہ کیئے اور اگر تسلیم
 بھی کیا جائے تو قدرت تبار کے یہ معنی آپ کے کس نے بیان کئے کہ وہ واجبات ذاتیہ و
 ممکنات و ممکنات ذاتیہ سب کے ساتھ متعلق ہو سکے یہ فقط آپ کے اجتہاد فکر کا نتیجہ ہے قدرت
 تبار کے یہی معنی ہیں کہ جسد ممکنات ذاتیہ کے جس کا تعلق تاثیر ہو سکتا ہو یا شاعر ہر دو تعلق ملوی
 و فعلی کے قائل ہیں اور اترا وید یہ فقط تعلق ملوی کے معنی میں ہیں یہ جملہ تقاریب آپ کی محض لائینی
 میں برائے خداوند سہ دروہند یا سہارنپور کے کسی فاضل علم سے کوئی کتاب علم کلام میں پڑھ لیئے تب
 مشکوٰۃ علیہ میں کیئے الحاصل یہ جملہ اعتراضات اس مجدد التعلیل عبدالہ یار والدہم کے
 عناد و افتراء یا کج فہمی و کم عقلی پر مبنی ہیں جن پر اس کو اور اس کے متبعین کو تازہ ہے اور اس حالت
 پر وہ کوس لیا ملک اور یحیٰ من دیگرے عیبت مثل دجال مار رہا ہے اور سلف صالحین و ائمہ
 متبرین کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے فسود وجہ فی الدارین واسکنہ بنیوۃ الدار
 لا یصل من النار مع احدہما سید الکومین علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین یا رب العالمین۔

ختم شد

اس کے بعد ہم کو اس قدر عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بیان الہی کے بحر و اقیانوس پر گیا
 ہے کہ جو کچھ دجال بریلوی نے ان اکابر کی طرف نسبت کیا ہے محض افتراء اور بہتان بندی ہے یہ
 اکابر بالکل ان امور لایعنیہ اور مزخرفات خبیثہ سے پاک و صاف ہیں مجدد بریلوی نے محض طلب
 شہرت و طلب دنیا و درہم و اغواء خلق کی وجہ سے یہ مکر و فریب کیا ہے لہذا جتنی تقریظات و
 تصدیقات علماء حرمین شریفین کی ہیں ہباء امثوثا ہو گئیں کیونکہ ان سب کا ابتناء فقط ان حضرت
 کے ان مشیاء خبیثہ کے قائل ہونے پر تھا اور جب کہ وہ اس سے پاک ہوئے کوئی دھبہ ان کے
 دامن تقدس کو نہ لگ سکا اور اسی وجہ سے اکثر علماء نے اپنی اپنی تحریر و دل میں لکھ دیا ہے کہ اگر
 یہ اعتقاد اور قول ان لوگوں کا ہو تب ان پر حکم مذکور لگ سکتا ہے ورنہ نہیں البتہ یہ سب تقریظیں

واقوال مجدد بریلوی کے گردن کی بار ہو جاویں گی اور قیامت کو ان سب کا بوجھ ان کی گردن پر ہونگا کیونکہ وہ حضرات علمائے حرمین بیچارے ناواقف ان اکابر کے احوال سے ہیں مجدد بریلوی نے ان کو دھوکہ دیکر تکفیر کرائی پس وہ سب ان کا دامن پکڑیں گے بلکہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی تک کی تکفیر بقول نبوی علیہ السلام عائد ہوتی ہے کہ نفس مرتکب حدیث معجم میں موجود ہے کہ وہ جس نے تکفیر یا لعنت کسی پر کی وہ دونوں میں سے ایک پر ضرور عائد ہوتی ہے اگر مستحق وہ شخص ہو تو اس پر در نہ قائل پر لوٹ آتی ہے پس چونکہ حضرات اکابر دیوبند و سہارنپور اس سے بری تھے لہذا یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے لئے موجب خروج ایمان و ازالہ تصدیق و ایقان ہوں گی۔ اور قیامت میں ان کے جہڑ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انک لا تدسای ما احد تو ابد و اور رسول مقبول علیہ السلام و جلال بریلوی اور ان کے اتباع کو سمعاً مطعاً فرما کر اپنے حوض مورد و غفاعت عمود سے کٹھن سے بدتر کر کے دہشتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر و ثواب و منازل و تقسیم سے محروم کر کے باویں گے۔

سود الله وجوههم في الدارين وجعل قلوبهم قاسية فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب والاعذاب الا ليمنائين يا سارب العالمين وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد خاتمة النبيين ومسيد المرسلين و على آل وصحبہ اجمعين۔

راقمہ بیانات و قالہ بلسانہ فقر طلبۃ العلم الی عفور بہ احمد عبد الممدوح مجتہدین احمد غفرلہ والدیہ و مشائخہ مولانا الاحمد الحقی مذهباً والجنشتی الصابری الرشیدی مشرباً والدیو بندی اقامہ والحمیدی

نقل الانام من غير تمامه على حضرت احمد بن محمد بن الحسن المسمى بالشيخ الحاج نظام داد الله شافا ووقى مهاجر كبرى
بسم الله الرحمن الرحيم شيخنا وصي علي بن ابي طالب الكرام

از فقیر امداد اللہ جیستی۔ نجدست محبان عموماً۔ اندرون بعض خستہ ہندوستان سے اس فقیر کو پاس
آنے اسمین یہ تھا کہ مولوی رشید احمد صاحب کراچی بعض لوگ سواظن کہتے ہیں کہ ہم مولوی صاحب کو
کیسا سمجھیں ہندو فقیر کی جیسے مشہور اردو اور پنجاب کے مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی قابل ثناء ہیں صاحب
کا نمونہ ہیں جامع بین الشریعہ واطریقہ بین شریعت و زنا اور کتب سوانح کی ضامندی میں مشغول رہتے ہیں حدیث پر غما
شغل رکھتے ہیں مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب کے بعد میں ان قسم کا فیض عام ایک مولوی صاحب سے جاری ہوا ہے
ہندوستان میں مولوی صاحب ایک فرد واحد ہیں مسائل شکر کی عقد کشی مولوی صاحب کے ہوتی ہر سال میں پیر
آدمی کو قریم علم حدیث پر حجاز سے سند لیتے ہیں اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو میں محبت رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق خداوندی میں متفرق ہیں حق گو میں لایعنا فون قومہ کاظم کے مصداق میں اسکا پور پور طور
توکل رکھتے ہیں بدعات کے پورے طور سے مجتنب ہیں شاعری سنت انکا پیشہ ہر عقیدہ کو خوش عقیدہ بنانا انکا حرفہ ہے
انکی محبت الہی سلام کی واسطے کیا اور اگر سیر غم پر انکے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آتا ہے یہی اللہ والوں کی علامت ہے متقی اور
تاکل دنیا میں باغیباں الی آخرۃ میں تصوف اور سلوک میں کامل میں میر غریب انکے نزدیک جیساں میں سبکی طرف
توجہ برابر ہر لاطح میں۔ فقیر نے جو کچھ انکی ثنا میں ضیاء القلوب میں تحریر کیا ہے وہ حق ہے اور اب فقیر کا حسن ظن و محبت
یہ نسبت پہلے کے انکے ساتھ بہت زیادہ ہے فقیر انکو اپنے واسطے زریعہ نجات کا سمجھتا ہے یہ صاف کہتا ہوں کہ جو شخص مولوی صاحب
کو برا کہتا ہے وہ میرا دل کھاتا ہے میرا دین ایک مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم دسکر مولوی رشید احمد صاحب انکے باقی ہر کو
بھی نظر لگاتے ہیں میرا اور مولوی صاحب کا ایک عقیدہ ہے میں بھی بدعات کو برا کہتا ہوں جو مولوی صاحب کا اور دینیہ میں مخالفت وہ میرا
مخالفت ہے اور خدا و رسول کا مخالفت ہے اور بعض جہلا جو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت ہے اور طریقہ ہے اور مخالفت انکی کم فہمی ہے طریقہ
یا شریعت خدا کے گمراہ قبول نہیں صفائی قلب کا کوئی حال ہو جاتی ہے قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے آئینہ زنگ آلود ہے تو
پیشاں سے بھی صفائی ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صفائی ہو جاتا ہے لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہر دلی اللہ کے سپرد ہے
اسطے اتباع سنت کو سوائے جو متبع سنت ہو اسکا دوست ہے اور اگر متبع ہے تو محض بیوردہ خرق عادات تو
بقال سے بھی بہت ہوگی خدا فرماتا ہے قل انکم تجبون اللہ فاشعونی جو رسول اللہ کا پیروں ہو اور مروج بدعات
ہوگا وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا اس فقیر سے جو اہل علم محبت رکھتے ہیں یہ امر باعث اتباع سنت کے ہر کسی کی مخالفت
سے مولوی صاحب کا نقصان نہیں ہے آپسے بد ہے جو عقیدہ میر نہیں۔ مولوی صاحب وہ شخص ہیں کہ خواص کو چاہئے کہ

شیخ العرب العجمی حضرت مولانا

حسین احمدی

نور اللہ مرقدہ

| | |
|-------------------------------|------------------------------|
| حسین احمد ہیں ملت کے نگہبان | سبے شاہد اس پہ مکہ اور مدینہ |
| لکھاتے ہیں رموزِ علم و حکمت | دکھاتے ہیں ترقی کا وہ زمینہ |
| امیر المند والاسلام ہیں وہ | رواں ہے ان سے ملت کا سفینہ |
| نہاں ہے ان کے دل میں حبِ مذہب | پراز سوزِ وطن ہے انکا سینہ |
| کہاں سے لائیں گے قوال غازی | امیر المند کا سا صاف سینہ |
| وہ سینہ جس کے ہر گوشہ کے اندر | نہاں ہے عشقِ سرکارِ مدینہ |
| وہ سینہ جس میں ہے عزم و شجاعت | بجائے بخش و پرفاش و کیمنہ |
| وہ سینہ جو ہے حریت کا معدن | وہ سینہ جو ہے جرات کا خزینہ |
| وہ سینہ علم و قرآن جس کے اندر | وہ سینہ جو ہے شکستہ سینہ |

میری جانب سے یہ اعلان ہے کہ دو

مجاہد سے نہیں اچھا یہ کیمنہ

فیہم احمد صاحب فیدی

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيْسَ إِلَهُهُ
سِوَايَ : آپ کو دیکھ کر میں دآسمان میں کون کس شخص عیب میں جا رہا ہوں گے
۱۹۵۱ء

احمد، مسلمان صاحب کا مڈاؤں عقیدہ عجیب، ص ۷۷ محمد علی

غایۃ ہمت و اُمول فی تہمتہ

منہج الوصول فی تحقیق علم رسول

لیتبع العاقل الکامل ایجابات میں معقول و معقول حادثی مفعول و افعال
علامہ ازہارن لہامۃ الموان حال و تحقیق مالک ازہارن لہامۃ قی حصرۃ
مولانا اسید احمد قندی بہ نیکو معنی مفسر المدینۃ سورہ رحمۃ افعال
ناشر

انجمن ارشاد مسکین

۴، بی۔ شاداب کاون۔ جمیہ نظامی روڈ۔ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله العلی العظیم
اللطیف الحبیر المتعالی عن
الشبه والظیر لیس کمثلہ
شیء وهو السبع المعیر

فہو اللہ الاحد الصمد
لا اله الا هو وقد
حار العالمون فی حکمہ بانہ
و عظمہ و تاہوا و مدہ معاج
الغیب لا یعلمہا الا هو القہ
مہما المعیات الحسن فلا
یت رکہ فیہا لابی مرسل
ولا ملک مقرب فی حضرة
القدس فہو العلیہ المحيط
بحکمل شیء مبدہ ملکوت ما
فی السموت و ما فی الارض
من کل جماد و میت و حیات
و الصلوة و السلام علی من

تہم تفریق اس قدر ہے بزرگ و بزرگ
ہیں جو بہت جانتے و انانیت مہربان
و عزیز ہے، باخبر ہے و شہید و قیصر ہے
بند و بالائے جس کے مثل کوئی شی نہیں اور
وہ ست ستے اور دیکھنے والا ہے۔

صرف وہی کیلا و بے نیاز خدا ہے اس کے
سا کوئی معبود نہیں تمام جہان اس کی
عظمت و کبرائی میں حیران و سرگردان ہے
اس کے پاس - فیصلہ کنیاں - ہیں جن میں
اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ ان میں
سے مہیات خمسہ ہیں۔ جن کے علم میں خدا
کے ساتھ کوئی خدا کا فرستادہ پیغمبر اور خدا
کی بارگاہ مقدس کا کوئی مقرب فرشتہ شریک
نہیں۔ وہی سب کچھ جانتے والا اور ہر چیز
کو محیط ہے۔ اس میں زمین کے تمام ممالک
اور زندہ و مردہ صرف اس کے قبضہ قدرت
میں ہیں۔ اور وہ اس کے ہوا اس ذات

لَوْ أَنَّ الْآيَاتِ الْهَبِيَّاتِ وَالْمَجْرِبَاتِ
الْبَاهِرَاتِ سَيِّدًا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ
خَيْرُ الْمَوَاقِلِ فَخَالِ حِينَ سَنُو
عَنِ السَّاعَةِ مَا السُّؤْلُ عَمَّا
بَاعِلُهُ مِنْ السَّائِلِ . وَعَلَى
جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى
أَقْدَمِهِمْ وَمُحِبِّهِمْ وَالْمُتَعَلِّقِينَ .

اما بعد :

بَعْدَ كَثَرَةِ الْمَقَاتِلِ رِسَالَةٍ
مُخْتَصَرَةٍ حَرَامًا مِنْ سَوَالِ
وَرَدِّ قِيَمَةِ الْقَمَدِ مَحْضُومًا مِنْ
وَقَعِ تَارَعِ بَيْنِ عُلَمَاءِ
الْمَنْدَلِ عَلَيْهِ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَلْ هُوَ مُحِيطٌ بِجَمِيعِ
الْمَغْشِيَّاتِ حَتَّى الْحَرَمِ الْمَكْنُونِ
فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ
يَعْلَمُ الْغُيُوبَ وَيُنْزِلُ الْقَيْتُ قَتْمَ
أَوْ حَيْرٍ مُحِيطٌ بِذَلِكَ وَاسْتِ
جَمَاعَةِ مِنَ الْعُلَمَاءِ ذَهَبُوا إِلَى
الْأَوَّلِ وَالْآخِرُونَ إِلَى الثَّانِي
فَمَعَ أَيْ الْفَرِيقَيْنِ يَكُونُ الْحَقُّ

پر بے کھلی ہوئی نشانیاں اور بڑے بڑے
معجزات دیکھنے کے جو سندس آقا و مہدی
میں جن کا ہم اہل حق و راستہ کی امت
و علم ہے۔ جو بہترین دلیل ہیں جن سے
قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو دریا
کو جس سے سوال کیا گیا ہے وہ قیامت کے
بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا اور
اس کے ساتھ ہی دیگر تمام انبیاء و مرسلین
اور ان کی آل و اصحاب و اتباع پر بھی
تالیم ہے !

بہندستان سے آنے والے ایک سوال
کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا
تھاجن کا مضمون یہ تھا کہ

۔۔۔ طلبہ ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی کئی کئی جگہ پر کیا ہے کہ آیا آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم منہیات گنہگاروں کا
ذکر آیت اِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلِيمٌ غُیُوبِ
میں ہے، میت تمام فضیلت کو محیط ہے یا
نہیں۔ حل کی ایک جماعت پہنچتی تھی کہ کمال

مرید منجھ میں دلائل مالاظہ
الشافیۃ ؟

والفقت تلك الرسالة وميت
بها انه صلى الله عليه وسلم
علم الحلق وانه علم محيط
بجميع مهمات الدين ومحيط ايضا
بمهمات الحقائق في الدنيا
والآخرة . ولكن المصنف المحسن
لا تدخل تحت سؤال علم شريف
للاذلة الواضحة الدالة على
دلائل من الكتاب والسنة وكلام
السلف وان دلائل لا يحد من
وقب حد من في علوم مقامه و
رقعة درجته متفقوا رسالت
المذكورة كمحال الرغبة وهدية
القبول .

تعمد دلائل وردت في
التي سورة السورة رجل من علماء
قصد يدعي احمد رجب خان
طما اشتهر في اخباري اولاد
في الهند اناس من اهل فكفرو

ہے اور دوسری دوسری شق کی۔ ہم چاہتے
ہیں کہ آپ شافی دلائل سے یہ بیان فرمائیں کہ
حق کس جماعت کے ساتھ ہے ؟
پس میں نے وہ سابقہ رسالہ تالیف
کیا اور اس میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب
سے زیادہ علم ہے اور آپ کا علم جمیع دینی
امور کو محیط ہے ۔ ملک دنیا و آخرت کے تمام
اجہ امور کو محیط ہے لیکن قرآن و سنت اور
کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر غیباً
خمسہ آپ کے علم شریف میں داخل نہیں
ہیں اور یہ بات آپ کے مقام کی بڑی اور
بلندی و است میں ذرا سحر قاذب نہیں ہے
پس انہوں نے میرے اس رسالے کو نہائی
رجح و پروری قبولیت کیساتھ لے لیا۔
پھر اس کے بعد علامہ ہند میں سے
ایک شخص جسے احمد رضا خان کہا جاتا ہے
مدینہ منورہ آیا جب وہ مجھ سے ملا تو اولاً
میں نے مجھے یہ بتایا کہ ہند میں اہل کفر و ضلال
میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک
غلام احمد دیوانی ہے جو سچ علیہ الصلوٰۃ والسلام

الصلال منهم غلام احمد القادری
 فانه يدعی مماثلة السید والوسی
 الیہ والسوة . ومنهم الفرقۃ
 السماة بالامیریة . والفرقة
 السماة بالسیدیریة . والفرقة
 السماة بالقادییة . يدعون
 انه لو مر من حب رسة علی الله
 علیہ وسلم . من وحدث بعده
 سنی حدید لم یحل ذلك
 بخاتمتہ . ومنهم الفرقۃ
 الوهابیة المکذوبة انتساع
 رشید احمد الککوهی المتائل
 بعدم تکفیر من یقول هو قویع
 الکذب من الله تعالی بالفضل
 ومنهم رشید احمد الدی بدعی
 شوت انتساع العلم للشیطان
 وعدم ثبوتہ فنی علی الله علیہ
 وسلم . ومنهم اشرف علی التابی
 المتائل انت صحیح الحکم علی
 ذات السی علی الله علیہ وسلم
 تعلم المعیبات صحا ینقول به

کے مثل ہونے اور اپنے لئے دسی اور ہوش
 کا حوسے کہتے۔ انہیں میں سے ایک نے
 امیریر سے۔ ایک دیریر سے ایک قادی
 ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کر لیا جائے
 ہوگا اگر آپ کے بعد کوئی نبی پید ہوگا
 تب بھی آپ کی غایت میں کوئی فرق نہیں
 ہوتا انہیں میں سے ایک فرقہ وہ ہے کہ
 ہے جو رشید احمد ککوی کا پیروست جو
 اللہ تعالیٰ سے افضل کہتے ہیں کہ اقوال کا
 قول کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتے انہیں
 میں سے ایک شخص رشید احمد ہے جو دعویٰ
 ہے کہ دست علم شیطان کے لئے ثابت ہے
 لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں
 انہیں میں سے ایک اشرف علی التابی سے
 جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
 پر اعتراضات کا حکم لگایا بقول یہ صحیح ہوتا
 سوال یہ ہے کہ اس کی مراد انہیں معنیات
 میں یا سب ؟ اگر اجنبی مراد میں تو اس
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص یا
 علم غیب تو زید عمرو۔ بکو بلکہ جمیع

جیونات وہام کو حاصل ہے۔

اس نے مجھے بتایا کہ اس نے
ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کے باطل
کرنے کے لئے ایک رسالہ موسومہ

”اعتقاد مستند“ لکھا ہے۔ پھر اس نے

مجھے اس رسالہ کے علاوہ حسام انجمن پر

مطالعہ کیا جس میں صرف ان فرقوں کے اقوال

دکروہ کا بیان اور ان کا مختصر سا رد تھا اور

اس رسالہ ”حسام انجمن“ پر قصہ سیرت

و تقریر فلسفہ کی سمجھنے اس پر تقریر و

نقدیں لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر

ان لوگوں سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں

تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ کیوں کہ یہ سب

باقی اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی

تقریر کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال

کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف

مبھی اشارہ کیا

پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خان

نے اپنے ایک اور رسالہ پر مطلع کیا جس

میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہر چیز کو

یہ فالسٹول ہے نہ مادہ الاراد

یہذا فی المعص انصوب ام کلھا

ہذا فی المعص فامی خصوصیتہ

بخصوص رسالۃ فاب مثل ہذا

بالعجب حاصل فرید و عسروں کل

صی و محووں بل جمیع بحیو مات

واسیہ شہ

وامہ الف رسالۃ فی رد عیہم

و نال اقوالہم سہا معتد السہ

سہ طلعنی علی خلاصہ عن تلک

الرسالۃ فیہا بیان اقوالہم لہ کورۃ

نقط والرد عیہم علی سبیل لاحتی

و طلب تقریطا و تصدیقا علی ذلک

فکتابہ التقریط و التصدیق الطریقت حاصل

ماکتا نہ ان تبیت عن ہؤلاء تلک

المقالات الشنیعۃ ہمراہل کفر و

صلال لان جمیع ذلک حاکم لاجماع

الامۃ و اشرفنا فی ضمن ذلک الی

معص الادلۃ فی انطال اقوالہم

شہود ذلک احضری احمد رضا

خان اللہ حکوہ علی رسالۃ لہ و ہب

ضیاء الی اہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علمہ محیط بکل شیء حتی المعیبات
 المحسوس وادہ لا یستثنی من ذلك الا
 العلم بالتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاتہ
 المقترنة۔ وادہ لا یرقی بین علم
 الباری سبحانہ و تعالیٰ وعلمہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحاطة
 للذکورة الذالقة بالحدوث۔ و
 ان له علی مدعاء حد مرہ ما
 قاطعاً و هو قوله تعالیٰ و نزلنا علیہ
 الکتاب نبیاناً لیمضی شیء۔ علم
 جمہد فی بیان ان لا تدور
 لا تکمل علی مدعاء دلالة تمصیت و
 ان الاحاطة العلمیة بحسب
 المعلومات الی لا انت ہی محصہ
 ما للہ تعالیٰ ولم یقر بحصولہ
 لغیرہ تعالیٰ احد من انہ تدین
 فلو میرجع علی اللک و اصر و عد و لما
 حکان رعمہذا غلطاً و حراً
 علی تفسیر کتاب اللہ بغیر دلیل
 احببت الآن ان اجمع کلاماً مختصراً

متحد ہے حتی کہ مغیبات خمسہ کو بھی
 یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے
 متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے
 علم سے مستثنیٰ نہیں۔ ورنہ کہ خدا تعالیٰ
 اہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 علم کے درمیان عاقلہ مذکورہ میں حد
 حدوث امتداد کا فرق ہے ورنہ اگر
 کے پاس ہے اس معنی پر دلیل قویہ
 تعالیٰ کا قول و نزلنا علیہ
 نبیاناً لیمضی شیء۔ علم
 ہم سے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان
 بنا کر نازل کیا ہے، پس میں سے
 کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کہ
 مذکورہ اس کے معنی پر لا قطعہ کے
 طور پر دلالت نہیں کرتی اور یہ کہ
 معلومات غیر کتابیہ کا احاطہ علم
 ات خاصہ کے ساتھ خاص ہے و
 تہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ
 سے غیر کتابی کے عاقلہ کا قول
 نہیں کیا۔ لیکن احمد رضا خان نے ہے
 قول سے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ یہاں

مکون تمتة رسالتنا الاصل

بہ بیان مطلق سدا لہ

علی مدعہ نا ذیۃ المدکورہ

مستدری بعض مہمات یہ کہ

لہ کورۃ الہی ذکر ہا نا شیدا

توہ فیما نقصہا و عدم

صحتہا میں وجوہ عدمیہ

سلا یطرح من اطلع علی تقریظا

مدکورۃ اب و احصاء فی ہذا

الطلب فاقول و ما بقہ التوفیق ان

رسالت ہمدہ تقسم انی ما بین

ادب لاول فی الوحوہ الدالۃ علی

عدم صحۃ دعواہ - و الباب الثانی

لہ ذکر لصوص ائمۃ الدین الدالۃ

علی صحۃ ما حرر بیما علیہ

عہدہ لرسالۃ و فی النی قلیہ

پر اظہار اور حق سے عنا د کیا۔ چونکہ اس کا

یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر

طویل تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ایک

مختصر کلام جمع کروں جو جلد سے پہلے رسالہ

کا ترجمہ میں جانتے جس میں اس کے اپنے دعوے

پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطل

ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے رسالہ

کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے

ساتھ ہی شدہ وجوہ سے اس رسالہ کے نقض

اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کر دیا جائے

اگر شخص بھاری مذکورہ تقریظ پر مطلع ہو وہ

یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس

کی موافقت کی ہے پس اللہ کی توفیق سے کہتا

ہوں کہ ہمارے رسالہ دو بابوں پر تقسیم ہے پہلا

باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے

دعویٰ کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں

اور دوسرا باب ائمہ دین کی ان تصریحات کے

بیان میں ہے جو جلد سے موجودہ اور سابقہ

رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے

پر طالع ہیں۔

الباب الاول

الباب الاول في الوحدة والحد
على عدم صحة دعواه.

الموجز الاول

ما حود من : كذا : الاحتاط

حلل الد من السوملي في : كذا

في النوع الخامس : السوملي في : كذا

رحمة لله تعالى : قال القضاة من

اراد تصدير كتاب القوس عليه

اولا من القرون ما حمل منه

في مكان فقد سر في موضع آخر

وما احتصر في مكان فقد

بسط في موضع آخر وقد

اس الخورح كذا فيما حمل

من القرون في موضع ومسر في

موضع آخر منه واشترت في

مثله منه في نوع المسحودان

اعياه ذالك طلبه من السنة

فانها شارحة للقرون وموضحة

پہلا باب : ان کے بیان میں ہے

اس کے دعویٰ سے کہ وہ اس کے بیان میں ہے

پہلی دلیل

عاطف حلال الدین سیو ملی مر

کے اس کا کہتے ہیں کہ اس کے بیان میں ہے

تفاتی میں غلطیوں میں بیان میں ہے

تیسرے فرمایا کہ : " عاقلہ کہتے کہ

اس کے قرآن عزیز کی تفسیر کا راہ دہ کرے

وہ اون اسے قرآن ہی سے طلب کرے

کیوں کہ قرآن میں جو بات ایک جگہ بیان

ہوتی ہے کبھی دوسری جگہ اس کی تفسیر

دی جاتی ہے اور جو بات ایک جگہ مختصر

بیان ہوتی ہے بسا اوقات دوسری جگہ

وہ مفصلاً ذکر کر دی جاتی ہے۔ اور علماء

جوڑی دینے ان باتوں کے بارے میں ایک

کتاب لکھی ہے جو ایک جگہ مختصراً بیان

ہیں اور دوسری جگہ ان کی تفسیر کر دی گئی ہے

اور ان جیسی آیات کی طرف میں نے بھی

و قد قال الشافعی رحمہ اللہ عنہ
 حکم ما حکم بہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فهو مما فہمہ
 من القرآن قال تعالیٰ " انا نزلنا
 الیہ الکتاب بان یحییٰ شحطہ
 من الناس ما کانت اللہ
 فیہ ایت أخر وقد صلی اللہ علیہ
 وسلم " لانی ایت المر
 رتبہ معہ " یمین لسلطان
 ہم بعدہ من السنۃ رجوع الی قول
 الصحابۃ فامہم اور علیہ اللہ
 لما شاهدہ من القرآن
 الاحوان علیہ سرودہ ولہ حصوا
 لہ من العلم والنام والعلم
 الصحیح والعمل الصالح وقد قال
 العاکم فی المستدرک ان تعدید
 الصحابی انذی شہد الوحی والتدریج
 بہ حکم المروج " استھی یت
 فباء علی ہدہ ایت عدۃ وجنا

کی نوع میں اشارہ کیا ہے اور اگر وہ قرآن
 میں نہ پاسکے تو سنت سے طلب کرے
 کیوں کہ سنت قرآن کی تاراج اور اس کی جھٹکا
 کرنے والی ہے امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
 چیز کا حکم دیا ہے وہ قرآن ہی سے تنبیہ
 ہے۔ لہٰذا اسے کافر مانا ہے۔ " بیشک
 ہم نے آدمی تیری طرف کتاب پی کی تو انھیں
 کرے لوگوں میں جو کچھ کھا دے تجھ کو ایت "۔
 دوسری آیات میں، اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ مجھے قرآن
 اور اس کا مثل دیا گیا ہے یعنی سنت اور
 اگر سنت میں بھی نہ پاسکے تو صحابہ کرم علیہم
 الرضوان، کے ارشاد ایت کی طرف رجوع کرے
 کیوں کہ وہ فعل قرآن کے وقت قرائن و
 حالات کے مشابہہ کے باعث قرآن کو زیادہ
 جاننے والے ہیں۔ نیز انہیں خصوصیت کے
 ساتھ فہم عام علم صمیم اور عمل صالح حاصل ہے
 حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں کہ جو صحابی نزل
 قرآن کے وقت موجود تھے ان کی تفسیر مروج
 کے حکم میں ہے۔ ایتھی۔

بنابرین آیت مذکورہ ، و منزلنا علیک
الکتاب تبیاناً لكل شئ منہم
کی تفسیر میں ہم نے قرآن کریم کی دوسری
آیت کی طرف رجوع کیا مثلاً اللہ تعالیٰ
کا فرمان ہے ، آیت ۱۰۱ ، اے پیغمبر پروردگار
تجھ سے قیامت قائم ہوئے گا پر تجھے
میں تو کہہ اس کی خبر میرے رب ہی کے
پاس ہے وہی ظاہر کر دے گا اس کو اس
کے وقت پر ۔

آیت ۱۰۲ ، پھر اگر وہ منہ نہیں تو تو
کس سے میں نے خبر کر لی تم کو دونوں طرف
برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا
دور وہ چیز ، قیامت ، جس کا تم سے دور
ہوا ہے ۔

آیت ۱۰۳ ، تو کہ میں نہیں جانتا کہ
تو کیسے ہے جس چیز ، قیامت ، کا تم سے
دور ہوا ہے ۔ یا کہ دے اس کو میرا رب
کیسے دے کے بعد ۔

فی تفسیر الایۃ المدحورۃ الی
نقیۃ احب القرآن التدریج
کقولہ تعالیٰ یسئلونک عن
الساعۃ ایان مرسمها قل اما
علمنا عند ربی لا یعلیہا - الیۃ
و کقولہ تعالیٰ

فان تو را عقل آدمی کہ علی سواء
وان ادریم اقرب ام بعد ما
تو عدوت =

و کقولہ تعالیٰ

قل ان ادری اقرب ما تو عدون
ام یجعل له قلب احد =
و کقولہ سبحانہ

یسئلونک عن الساعۃ ایان
مرسمها فیم است من ذکرہا
لی ریک مستہا اسما انت مدور
من یخشاہ =

و کقولہ تعالیٰ

وعدہ مفتح الغیب لا یعلما
الا هو =

و کقولہ

ان الله عنده علم الساعة الآية
مع ضمیة مافی الصحیح .

مفاتیح الغیب خمس لا یعلمهن
الا الله وتلا ان الله عنده
علم الساعة الآية ومارواه
احمد صر فو حنا

« اوتیت مفاتیح کل شیء »

الا الحسن ان الله عنده علم
الساعة « الآية

کما نقله العلامة ابن حجر
فی مشور الاربعین وقد رواها
فوجدناها مائل دلالة واضحة
على تخصیص عموم قوله تعالى
« تبیاناً لكل شیء »

على التفصیل الا ان بیانه اما
ماعدا الایتین الاحیرتین
فامرہ واضح .

واما الایتان الاحیرتان فدلالتها
على ذائق واضحة ایضا
تضمیة ماذکرناه من السمة
لانه صلى الله علیه وسلم

آیت ہے ، تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت
کے بارے میں کب ہوگا قیام اس کا تجھ
کو کیا کم اس کے ذکر سے تیرے رب کی
طرف ہی پہنچے ہے اس کی ۔ تو ۔ تو ڈر سکتے
کے واسطے ہے اس کو جو اس سے ڈرتا ہے
آیت ۵ : اور اسی کے پاس کنجیں
ہیں عیب کی کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس
کے سوا : ۔

آیت ۶ : اللہ ہی کے پاس ہے
قیامت کا علم ۔

پھر ہم نے سنت کی طرف رجوع کیا تو علم
ہو کہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عیب کی کنجیں پانچ ہیں
جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ اور
یہ آیت تلاوت کی « ان الله

عنده علم الساعة » الام احمد
نے فرمایا روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزوں کے

علاوہ جن کا ذکر ان اللہ عمدہ علم
الساعة والی آیت میں ہے تمام
چیزوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ جیسا کہ علامہ
بن حجر نے انہیں کی شرح میں اس
کو نقل کیا ہے۔ اور ہم نے ان آیات میں
غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ
کے قول سانا لعل سنی کے عموم
کی تخصیص پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں
جیسا کہ اس کا مفصل بیان آگے آئے گا
امیر کی دو آیتوں کے سوا باقی آیات کی
دلالت واضح ہے۔ اور ہماری ذکر کردہ
احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے آخری
دو آیتوں کی دلالت بھی واضح ہے
کیوں کہ مصدق علیہ السلام قرآن کے
معنی (جامعی طور پر) دوسرے سے زیادہ
جانتے ہیں اور آپ نے مذکورہ بالا دونوں
آیتوں سے معنیات غمہ کے علم کو اللہ
تعالیٰ کی ذات ہی میں منحصر کیا ہے۔
لہذا۔ احمد رضا خان کا ان آیتوں کو حسن
صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوئے معنی
کے علاوہ دوسرے معنی پر محمول کرنا بہت

اعلم بمعنى ما امر الله من
غيره فالاحتماح وقد فهم
صلی اللہ علیہ وسلم من
الآيتين اللہ حکور بن حصر
المغيبات الخمس فی اللہ حل
دکھ۔ محاورہ اللہ کو جس
الآیتیں اللہ حکور بن علی عبر
ما فهمه صلی اللہ علیہ وسلم
مهما حطاء عظم و سمانہ
انصح قلت بلا لب محاورہ ما دله
من ان قوله تعالى
عليك الكتاب تبيا فاللہ سنی
برہاں قاطع علی الاحاطة الحق
ادعاهما وان تصح علی الایة
اللہ کورہ و تفسیرہ یا ہا ما
ذکر مصداق قول الامام الک
مصور الماتریدی۔ التفسیر
المقطع علی ان المراد من المقطع
هذا والتبادة علی اللہ انہ علی
بالقطع هذا فاذا قام دليل مقطوع
به فصحيح والا فتفسیر بالرأی

و هو المهي عليه .. كما نقله الامام
السيوطي في الاتقان في شرح
الصانع والسعفين -

واما قلنا انه احمد ف
ذلك لانه قطع على لانه لا يه
بكرامة طب مدعا ولا دليل
تضمن بل بعد ما دل عليه
الادلة قطعية -

ۛ

بڑی فعلی ہے ۔ اور اس نے آیت ۔
مدیا مال کل شیئ کو جو جو اپنے دھرمی
کے لئے ذیل قاطع قرار دیا تھا اس کا ہل
مرد اس تحریر سے بے شک و شبہ واضح
ہو گیا۔

اور اس کا بے سوچے بکے آیت مذکورہ
کا وہ تفسیر کرنا جو اس سے آیت کے عموم
پر محرم کر کے کی ہے ۔ امام ابو منصور اتریک
کے اس قول کا مصداق ہے کہ تفسیر اس بات
پر جن کرنا ہے کہ لفظ کی یہی مراد ہے اور
اور گو اسی دینا کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ
سے یہی مراد لیا ہے پس اگر اس پر دلیل
قطعی قائم ہو تو صحیح ہے ورنہ تفسیر بالرای
سے جو منوع ہے جیسا کہ سید علی نے
اسے اتقان میں نوع میں نقل کیا ہے
اور ہم نے جو کہا ہے کہ اس کی تفسیر اس قول
کا مصداق ہے وہ اس لئے کہ اس نے
بلا کسی دلیل قطعی کے یہ یقین کر لیا ہے کہ
آیت مذکورہ اس کے دھرمی پر دل ہے
بلکہ اور قطعیہ اس کے خلاف ہیں ۔

الوجه الثاني

ان ائمة التفسير اتفق على انهم
في تفسير هذه الآية واية
وما من دابة في الارض ولا
قد شر يطير يخاصمها الا افسد
امتنا حكم ما مر في الكتاب
من شيء

على ان العموم المعلوم
منها من الدلالة على كل
معلوم تفصيلا على
ظاهرة وان المراد به العموم
على وجه التفصيل في بعض
والاحمال في بعض مع اختلاف
في العموم التي فيها التعميم هل
هي دينية وغيرها او دينية
مقط

وماذا نصوصهم في تفسير
قوله تعالى وما من دابة في
الارض الا تية

قال الامام ابن حزم لطري
يقول تعالى ذكره لنبيه محمد

الوجه الثاني

آيت مذكرة بالا اور آيت وما من
دابة في الارض الآية کی تفسیر
ائمہ تفسیر کا کلام اس بات پر متفق ہے کہ
ان دونوں آیتوں سے معلومیت یہی مانی ہے کہ تمام مخلوق
تعمیلی ذکر ان میں سے وہ پنہاں پر نہیں
اور اس پر بھی ان کا اتفاق ہے کہ
بعض میں عموم تفصیلاً مراد ہے اور بعض
میں احتمال۔ اور جن علوم میں تعمیم ہے
کے واسطے میں اختلاف ہے کہ کیا دین
وینسیہ اور غیر دینیہ دونوں میں یا صرف
علوم دینیہ۔ چنانچہ آیت وما من دابة
الایہ کی تفسیر میں مفسرین سے جو کچھ
ہے ملاحظہ ہو۔

امام جریر طبری نے فرمایا کہ ان میں
اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے فرماتے ہیں کہ اے نبی اپنے
اعراض کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی
آیات کو جھٹلانے والوں سے کہہ دیجئے کہ
اے قوم! اللہ تعالیٰ کو اپنے اعلیٰ
جوگز غافل نہ سمجھو اور نہ سمجھنا کہ وہ نہ

من الله عليه وسلم - قل هؤلاء
 المرضي عنك المكد بين -
 ريات لله ايها القوم ۱ راتين
 لله عافلا عما تصونن و
 به غير محاربكم على ما
 نكسبون و كيف يحصل من
 عما حكمه او يترك محاربتكم
 ملها وهو غير عامل من
 من سن د ب من الارض
 معبر وكبير ولا عمل حائز
 بطر محاربة في المواد بل
 معد ذلك حكمة احسان حكمة
 صافا مصفا يعرف كما تعرفون
 وتصرف بها سحرته له كما تصرف
 معطوط عليها ما حملت من عمل
 ما عليها و منعت كل ما
 من عماها في ام الكتاب
 لله تعالى ذكره صيته شعر
 مشرف و محاربها يوم القيامة
 عمر اعمالها يقول فان رب الذي
 ضيع حفظ اعمالها ثم والدول

گے کا بدلہ نہیں دے گا۔ اور وہ تم سے
 کیسے غافل ہو سکتا ہے یا کیسے تمہارے کئے
 کا بدلہ نہیں دے گا مالا نکہ وہ تو زمین پر
 چلنے والی کسی بھی چھوٹی بڑی چیز اور ہوا میں
 اڑنے والے پرندہ کے عمل سے بھی غافل
 نہیں۔ بلکہ اس لئے سب کو مختلف احساس
 و اصناف بنا دیا ہے جو جانتے ہیں جیسا
 کہ تم جانتے ہو اور اپنے لئے مسخر شدہ
 چیزوں میں ایسے ہی قدر کئے ہیں جیسا کہ تم
 کرتے ہو۔ اور جو کچھ انہوں نے اچھا یا
 برا کیا وہ سب لوح محفوظ میں موجود اور
 محفوظ ہے پھر نہ تمہارے ان کو بدلنے
 دوبارہ زندہ کرنے۔ اور قیامت میں
 ان کے عمل کا بدلہ دینے والے ہیں۔
 جس باب نے جو پایوں، ایگر، زمین پر
 چلنے والے جانوروں اور ہوا میں اڑنے
 والے پرندوں کے اعمال و حرکات و
 افعال کو جمع نہیں کیا بلکہ ان کو بھی
 لوح محفوظ میں محفوظ کر لیا پھر وہ ان کو
 قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں
 کے ہوئے اعمال کا انہیں بدلہ دیگا۔

فی الارض والطیر فی السواء
 حتی حفظ علیہا حرکاتہا و
 مقامہا وانت ذالک مہما فی
 ام الکتاب وحشرہا ثم حارہا
 علی ما سلف مہما فی ذرا سلاہ
 اخری ن لا یصیح عیالکم ولا
 یصرط فی حفظ امالکم استی
 تجتر حوہا ایہا اساس حتی
 یحشر حکم ببحر بحکم علی
 جمیعہا اس حین حیرا وان
 شرمنا اذ کان قد احصکم
 من قبلہ ولسط علیکم من
 بعدہ ما لا یعد بہ غیرکم فی
 الدنیا وکمتم لکم وہ الحق وبعثتہ
 واجبہ علیکم اولی الامر اعطاکم
 من العقل اندی نہ میں لاشیاء
 تمیزون والفہم الذی نہ
 یعطہ السمیع والطیر الذی نہ
 بین مصالحکم ومضارکم تفرقون
 ثم نقل معنی ذالک عن مجاہد
 وقتہ وہ والتدحی وابن جریر

ترسے وگروہ زیادہ لائق ہے کہ تمہارے
 اعمال کو ضائع نہ کرے اور تمہارے افعال
 کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرے وہ نہیں
 قیامت کے دن اکٹھا کر کے تمہارے
 تمام اعمال کا بدلہ دے گا۔ پہلے اعمال
 اچھا بدلہ اور برے کا برا بدلہ۔ کیونکہ میں
 نے تم پر مخصوص انعامات کئے ہیں اور تم
 پر تنبیہاں کیا ہیں کہ دنیا میں تمہارے
 علاوہ کسی پر نہیں کیں۔ تم پر اس کے شکر
 کا زیادہ حق ہے اور تم پر اس کے حقوق
 کا جتنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اس نے تمہیں
 عقل دی ہے جس سے تم اپنے برے
 میں تمیز کر سکتے ہو۔ اور تمہیں وہ سمجھ دی
 ہے جو جو پایوں اور پرندوں کو نہیں
 دی۔ جس سے تم خبیث اور صغیر میں فرق
 کرتے ہو۔ پھر اقام جس پر برے لے
 مجاہد۔ قتادہ۔ سعدی ابن جریر
 اور ابن عباس اور ابن زید رحمہم
 اللہ سے اس کے معنی نقل کئے ہیں
 اور "در فتور" میں بھی انہیں
 ائمہ کرام سے اسی کے واسطوں سے

وامن عباسی وامن رید و نقل فی
لدر المتور عن هؤلاء لاثمة
یضا مثل ثالث وهد الحکام
کله علی ان المراد بالخطاب
الایة ام الکتاب وهو اللوح المحفوظ
وعليه فلا تعلق للایة بما نحن
بصدده متنبه له۔

وقال الامام محمد بن الوائلي
" وبي المراد بالكتب قولان۔
الاول المراد منه الكتاب المحفوظ
فی العرش وعالم السموات السبع
على جميع احوال المخلوقات على
التفصيل التام كما قال علي السلام
"جف القلم بما هو كاشف الى يوم
القيامة"

والقول الثاني

ان المراد منه القدر وهد
ظهر لان الالف واللام ادخلتا
على الاسم المصروف الى
العهد السابق والعهد السابق
من الكتاب عند السابق هو القرآن

یہ سدا کلام اس بات پر مشتمل ہے کہ
آیت میں آنے والے لفظ کتاب
سے مراد لوح محفوظ ہے۔ اس تفسیر
کے مطابق آیت کا ترجمہ مسئلہ
سے کوئی تعلق ہی نہیں آگاہ رہا۔

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے
ہیں کہ لفظ کتاب کی مراد میں دو قول
ہیں۔ پہلا یہ کہ اس سے مراد وہ کتاب
ہے جو مسمیٰ و عالم سموات میں محفوظ
ہے جو مخلوق کے لیے تفصیل حال
پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ قیامت تک
ہونے والا ہے اسے لکھ کر قلم
نوشک ہو چکا ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے۔

کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ اے
یہی زیادہ ظاہر ہے کیوں کہ الف لام
جب کسی مفرد اسم پر داخل ہو تو اس وقت
اس سے معہود و معلوم چیز مراد ہوتی
ہے اور مستانوں کے نزدیک کتاب
قرآن پاک ہی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ

اس آیت میں آنے والے لفظ کتاب سے مراد بھی قرآن جو جب یہ ثابت ہو گیا تو مستتر عن اعتراض کر سکتا ہے کہ لفظ تعالیٰ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ ہم نے کتب اقرآن میں کسی بھی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا۔ حالانکہ کتاب (قرآن) میں نہ تو علم طب و حساب کی تفصیلات ہیں اور نہ دیگر ہر شے سے مباحث و علوم کی تفصیل میں نیز اصول و فروع میں لوگوں کے غائب اور ان کے دلائل کی تفصیلات بھی نہیں ہیں ؟

فوجب ان يكون السواد من الكتب في هذه الآية القرآنية : اذا ثبت هذا لمقتضى ان يقول كيف قال تعالى ما حرطنا في الكتاب من شيء مع انه ليس فيه تفاصيل علم الطب و تفاصيل علم الحساب ولا تفاصيل كثير من المباحث والعلوم وليس فيه ايضا تفاصيل مداهم الناس و دلائلهم في علم الاصول والفروع .

والجواب ان قوله : ما حرطنا في الكتاب من شيء . يجب ان يكون موصوفاً ببيان الاشياء التي يجب معرفتها و الاحتاط بها و بياناً من وجهين .

الاول : ان لفظ التقريب لا يستعمل نقياً واثباتاً الا فيسما يجب ان يبين لان احداً لا ينبغى ان التقريب والتقصير

جو مبیہ ہے کہ آیت مذکورہ میں لفظ "شیء" سے صرف وہی اشیاء مراد ہیں جن کا جاننا اور احتاط کرنا ضروری ہے اور اس کا بیان دو طرح سے ہے۔
اول یہ کہ لفظ تقریب نقیاً واثباتاً میں چیزوں میں استعمال ہوتا ہے جن کا بیان کا ضروری ہے۔ کیوں کہ کسی بھی شخص کو غیر ضروری چیزوں کے ذکر کرنے میں تقریب و تقصیر کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا کہ یہ لفظ اسی وقت ذکر کیا جاتا ہے جبکہ

کئی شخص ضروری کام کے کرنے میں کوتاہی
کرتے۔

دوم یہ کہ

تمام آیات قرآن سیر یا کثر آیات مطابقت
یا تضاد یا التزام اس بات پر دال ہیں کہ
کتبوں کے تامل کرنے کا مقصد دین
کا بیان ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور اس
کے احکامات کی معرفت ہے۔ جب
یہ تفسیر صحیح قرآن سے معلوم ہے تو
یہاں پر بھی مطلق اسی تفسیر پر محمول ہوگا
باقی رہا مقررین کا اعتراض کہ یہ کتاب
اور قرآن جمیع اصول و فروع پر مشتمل
نہیں ہے تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ
”علم الاصول“ تو تمام قرآن میں موجود ہے
کیوں کہ دلائل اصل قرآن مجید میں انتہائی
بین ظہر پر موجود ہیں باقی مذاہب کی
روایات اور اقوال کی تفصیلات تو
اللہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

اور ”علم الفروع“ کی تفصیلات تو
تو ہم کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں علماء کے
دو قول ہیں۔

فان لا یفعل ما لا حاجة الیه
واما یدکر هذا اللفظ فیما اذا
قصر فیما یمتاج الیه۔

والتلف

ان جمیع آیات القرآن او
الکثیر منها دالة على مطابقة او
التقصیر او الالزام علی ان
القصور من امثال الحکمت
بیان الدین و معرفة الله و
معرفة احکام الله و اذا
حکمت هذا التفسیر معلوما
من حکم القرآن کان المطلق
ہما محمولا علی الله للفقہ۔
اما قوله ان هذا الكتاب
غیر مشتمل علی جمیع الاصول
والفروع فنقول۔

اما علم الاصول فانه تمامہ
حاصل فیہ لان الدلائل الاصلیة
مذكورة فیہ علی ابلغ الوجوه
فاما روايات المذاهب و
تفاصيل الاقاويل فلا حاجة

پہلا قول

یہ ہے کہ قرآن پاک دلائل کرتا ہے کہ
اجماع - خبر واحد اور قیاس شریعت
میں جڑ میں - لہذا مردہ فرعی سنیوں پر
ان مینوی اصولوں میں سے کوئی اصول
دلائل کر رہا ہو وہ درحقیقت قرآن ہی
میں موجود ہے۔

اور دوسرا قول

اس آیت کی تفسیر میں اس شخص کا ہے
جو کہتا ہے کہ قرآن میں احکام بیان
کرنے میں کافی ہے۔ اس کا بیان یہ
ہے کہ تمام تکالیف شرعیہ کی اصل
برای الاثر جہاں ہے۔ لہذا مشوریت
کے لئے کسی تفصیل کیسے کی ضرورت ہے
اور حق امر میں تکلیف و رد ہی نہیں
ہوئی ان کا سبب بیان کرنا کمال ہے
کیوں کہ امت محمدیہ قیاسی ہیں۔ اور
غیر مستثنیٰ کا تفصیل بیان کرنا کمال ہے
ابتداء قیاسی امر کا بیان ممکن ہے مثلاً
بندوں پر اللہ تعالیٰ کے ایک سزا
احکام میں جن کو قرآن کریم میں ذکر کر رہا

الہما واما بقا صیل علم الصروع
فمقول للعلماء ہہ قولان۔

الاول : انہم قالوا ان
القرآن دل علی ان الاجماع و
حسن الواحد والقبس حجة فی
الشریعة فكل ما دل علیہ احد
ہہ الاصول الثلاثة مكان
ذالک فی الحقیقة موحد الخ
القرآن الی ان قال۔

والقول التالی فی تفسیر
ہہ ہ الا یہ قول من یقول الصریح
واف بیان جمیع الاحکام و فقیرہ
ان الاصل سراء الد مة فی حق
جمیع التکالیف وتعل الد مة
لامد فیہ من دلیل مفصل

والتفصیل علی اقسام مالم
یرد علیہ التکالیف مستمع
لان الاقسام لتی لیرد التکلیف
فیہا غیر متساویة۔ والتفصیل
علی مالا مہدیة له محط۔ بل
التفصیل اما یکن علی التماہی

متدا لله تعالى الف تكليف

على العباد وذكره في القرآن و

من محمد صلى الله عليه وسلم

تبيين ذلك الف الى العباد

قال رحمه الله ما شرط في

كتاب من شيء . . مكان معناه

انه ليس لله على حقوق له ذلك

الا ان تكليف آخر ثم كده

لاية مقوله . اليوم كنت لكم

ديكم وقوله

رطب ولا يابس لاني كتب

مبين فترتيب مدعوب

هو والاستقصاء فيه

يليق الفقه اه

وقال الامام البيضاوري .

محو ما قبل الامام الرازي

وقال البيضاوري قوله

فترط في الكتب من شيء

الوجه المحفوظ فانه مشتمل على ما

يجري في العالم من التحليل و

الذيق له يعمل فيه امر حيوان

ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو بندہوں تک ان احکام کی تسلیل کا

حکم دے دیا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ

میں نے کتاب و قرآن میں کسی چیز

کا ذکر نہیں کیڑا۔ تو اس سے مستثنیٰ

ہوں گے کہ مستثنیٰ ہیں۔ اس لیے احکام

تکلیف کے بعد کوئی اور حکم تکلیفی نہیں

پھر اس آیت کو ہے

مکہ کر دیا کہ آج کے دن میں نے

تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا

اور تمام طیب و یا پس چیزوں کا

قرآن میں ذکر ہے پس اس مذہب

والوں کی دلیل کا اجمالی بیان یہ ہے کہ

تفصیل اصول فقہ کے مناسبت

امام پیشاوری نے بھی امام زنی

کے مثل فرمایا ہے

اور قاضی بیضاوری ما شرط

في الكتب من شيء

تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کتاب سے مراد

یا تو راجح محفوظ ہے کیوں کہ وہ مشتمل

ہے عالم میں ہونے والی ہر چھوٹی بڑی

چیز پر ۔ اس میں حیوانات و جمادات کی کوئی بات نہیں بھڑھی گئی ۔ یا کتاب کے علاوہ قرآن ہے ۔ کیوں کہ مضروری دینی امر اس میں اجمالاً یا تفصیلاً مدون ہے

اور شہاب اپنے حاشیہ میں صریحاً بیضادیہ کے قول مفصلاً اور جملہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قاضی بیضادیہ اس تقسیم کے ذریعہ اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جو چیز بھی قیوں و قیوں ، سنت اجماع ، قیاس کے ثابت ہے ۔ وہ قرآن میں موجود ہے کیوں کہ انہوں نے ” ما استمرءا یا اوطی الابصار “ میں قیاس کی طرف اور ” ما تاحکم الرسول فخذوه “ میں سنت کی طرف اشارہ بخایا ہے ۔ بلکہ کہا گیا ہے کہ اس طرح قرآن سے تمام اشیاء کا مستنبط کرنا ممکن ہے ۔ جیسا کہ کسی علم کے کسی عالم سے سوال کیا کہ قرآن میں مسئلہ پچانے کا کہاں ذکر ہے ؟ تو علم کے جواباً فرمایا ۔

او حیاد أو القوام ما به قد دون فيه ما يحتاج اليه من امر الدين مفصلاً او محصلاً

وقال اشهاب في حاشية قوله : مفصلاً او محصلاً .

يستدل بالان ما ثبت بالادلة الثلاثة ثابت بالقرآن لا تارته محو قوله : ما اعتبروا يا اوطی

الابصار . في القياس وقوله : وما اتاكم الرسول فخذوه

في السنة من قبل انه بهذه الطريقة يمكن استنباط جميع

الاشياء منه حكما سأل بعض اللحدین بعضهم عن طبع

العلوم ابن وكرنف القرآن فقال في قوله تعالى

ما سئلوا هل الذكر اذ وهاك نصوصهم في تفسير

قوله تعالى و نزلنا عليك الكتاب

قال ابن جریر فی تفسیر قوله تعالیٰ « ومن لم علیک الكتاب تبیاناً لكل شیء » بقول رسول علیک یا محمد هذا القرآن بیانا لكل ما ما لیس الیه الحاجة من معرفت الحلال والحرام والثواب والعقاب وهدی من الضلالة ورحمة من صدق به وعمل بما فیہ من حدود الله و امره ونهیہ فاحذر حلاله وحرمه خرمه وستر علی المسلمین یقول ونشارة لمن طاع الله وخص له بالتوحید واذع له بالطاعة یشره ببجریل نوابه فی التحریر و عظیم کرامته ثم نقل ذالک من مجاهد وابن جریر . ونقل عن ابن مسعود انه قال اسرل فی هذا القرآن حکم علم و حکم شیء قد بین لانی هذا

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون . میں اس آیت و فرما علیک الكتاب تبیاناً لكل شیء . آیت کی تفسیر میں تفسیر کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

ابن جریر نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر یہ قرآن آتا ہے کیسے اس حال میں کہ یہ حلال و حرام اور ثواب و عقاب ایسے تمام امور کو بیان کئے والا ہے جن کی لوگوں کو ضرورت ہے اور اگر اسی سے ہدایت و سب سے اور الگ کئے جائیں باحتمل رحمت ہے جنہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس میں بیان کردہ اللہ تعالیٰ کے حدود اور اوامر و نواہی پر عمل کیا۔ چنانچہ اس کے حلال و حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ اور مسلمانوں کو غرضش غیری دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن بشارات ہے اس شخص کے لئے جو اللہ کی اطاعت کرے اور اور اس کی توحید کا اقرار کرے اس کے

القرآن ثم تلا هذه الآية
استهى . وقول ابن مسعود رحم
هذا اما انب يحمل على علم
الاحكام وهو الاظهر بدليل ما
قبله او يحمل على ما يتعلق
بالاحكام وغيره لكن على
وجه التخصيص في بعض الاحمال
والاشارة في بعض المسائل
توضيحه .

وفي الدر المنثور

ابن مسعود رحم قال ان الله ارسل
في هذا الكتاب نبيا ما كان
شئ ولا تعد عدنا متصا بها
بين لتألف القرآن ثم تلا
و مرنا عليك الكتاب تبيا نا
لحكم شئ . و عنه ايضا من
اراد العلم فليستقر القرآن فان
فيه علم الاولين والاخرين
وهذا العموم الواقع في كلامه
يجب حمله على الوجه الذي
ذكرناه انما .

سائے جھک جائے ۔ اور اس کی اطاعت
کا اقرار کر کے اس کا فرمانبردار بن جائے
قرآن سے جس کو آخرت میں بڑے ثواب
اور عظیم اجر کی بشارت دیتا ہے ۔ پھر
ابن جریر سے یہی تفسیر مناجات اور ابن جریر
سے نقل کی ہے

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا : اس قرآن
میں جو علم آتا ہے اور اس میں جو چیز
ہمارے لئے بیان کر دی گئی ہے پھر
استدلال کے طور پر اس آیت کی تلاوت
فرمائی ۔ انتہی ابن مسعود کا یہ قول یا تو
احکام کے علم پر محمول ہے اور بقریرہ قبل
یہی زیادہ ظاہر ہے ۔ یا اس علم پر محمول ہے
جو احکام اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں
سے متعلق ہے ۔ لیکن بعض میں تفسیر
بعض میں اجمالاً و اشارۃً جیسا کہ محققین
اس کی توضیح آئے گی ۔ اور درمختار میں
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ۔ اللہ تعالیٰ
نے قرآن میں جو چیز کا بیان آتا ہے

اور جس قرآن میں بیان کر دے بعض چیزوں کا علم ہے۔ پھر آپ نے آیت و منزلہ علیہ کتاب قیہ تلاوت کی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص تحصیل علم کا ارادہ کرے وہ قرآن ہی میں غور و خوض کرے کیوں کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے انتہی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کلام میں واقع ہونے والے علوم کو اسی پر محمول کرنا واجب ہے جو بھی علم لے کر کیا ہے اور امام بازی نے فرمایا: (مسئلہ)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے اس سے کہ علوم یا دینیہ ہیں یا غیر دینیہ۔ غیر دینی علوم کا تو اس آیت سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ یہ بات جائزہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی تعریف اس کے علوم دینیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کی ہے۔ رہے وہ علوم جو علوم دینیہ ہیں سے نہیں ہیں تو ان کی طرف کوئی التفات ہی نہیں۔ اور علوم دینیہ بعض اصول ہیں بعض فروع علم الاصول

وقال الامام الوارث
مسئلة الثامنة : من الناس
من قال القرآن ثمان لكل
شيء وذلك لان العلوم
دينية او غير دينية
والعلوم التي ليست دينية
لا تعلق لها بهذا الآية لان
من العلوم بالضرورة ان
الله تعالى اصنام القرآن
لكنه مشتت على علوم الدين
فاما ما لا يسكن من علوم
الدين فلا التفات اليه
واما علوم الدين فاما
الاصول واما الفروع ما علم
لاصول فهو بمثابة موجود
في القرآن واما علم الفروع
فالاصل براءة الذمة الا ما
ورد على سبيل التصيل في
هذا الكتاب وذلك يه ل
على انه تحليف من الله تعالى
الامم ورد في هذا القرآن

واذا كان كذلك كان
القول بالقياس باطلا و
كان القرآن رافيا بيان كل
الاحكام واما الفقهاء فانهم
قالوا القرآن اسما كان تبينا
لما في شئ من الامور يدل على
ان الاجماع وحبر الواحد و
القياس حجة .

فاذا ثبت حكم من
الاحكام بالحدود والاصول
كان ذلك الحكم ثابتا بالقرآن
الله

وذكر النيسابوري في نظير
ما ذكره الرازي . وقال البيهقي
تبينا ما بيانا لطيفا لكل شئ من
امور الدين على التفصيل
او الاجمال بالاحاطة الى السنة
او القياس .

قال الشهاب قوله " على
التفصيل او الاجمال " اختاره
لبقاء كل على معناه الحقيقي

تو قرآن میں تمام موجود ہے۔ اور علم الفروع
میں اصل انسان کا بری الذمہ ہونا ہے۔ اس
میں احکام کے حواس کتاب میں تفصیل ذکر
ہوئے ہیں۔ اور یہ اس بات پر دلالت کرتے
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہی احکام
کا انسان مکلف ہے جو قرآن میں مذکور ہیں
لہذا قیاس کو محبت ماننا باطل ہوگا اور قرآن
ہی تمام احکام کے بیان میں کافی ہوگا

نقدار کہتے ہیں کہ قرآن ہر چیز کا بیان
کرتا ہے کہ وہ اجماع، قیاس و حد
کے محبت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس جو
حکم بھی ان اصول میں سے کسی اصل کے ذریعہ
ثابت ہوگا وہ، گویا، قرآن ہی سے ثابت
ہوگا۔ مثلاً یہی وہ ہے بھی امام رازی کے
مثل ہی ذکر کیلئے۔ قاضی بیضاوی نے
فرمایا ہے کہ " تبانا " کے معنی ہیں
کہ قرآن بیان طبع ہے تمام امور دینیہ کا
تفصیل یا اجمالاً سنت و قیاس پر حوالہ
کرتے ہوئے۔

شباب فرماتے ہیں کہ قاضی بیضاوی
نے علی تفصیل او الاجمال کی تعریف

لکنہ ضمن عموم شیء بقیہ
او وصف مقدر بقریۃ للقام
وان لعنة الایماء علیہم الصلوۃ
والسلام انما ہی لبیان قدین
ولہذا قال علیہ الصلوۃ والسلام
” اتم اعلم ما مودد سباکو “

ولہذا اجیبوا عن سوال الاہلۃ
بما احییوا وقیل کل فتکتیں
والنسیحہ کما فی قولہ تعالیٰ
مد مر کل شیء ما مر بہا

اذ ما فی المعاطلۃ والنسیحہ
ما فی التبیان من لسانہ

فی البیان وانہ قولہ من امود
الذین تحصیص لا یقتضیہ المقام
وقد علمت رد الثاني واما الاول
مقد رد ہاں واللہ بحسب

الکیۃ لا التکیفیۃ . ملکل وجہ
والرحیم للاول ابقاء کل علی
حقیقتہا فی الحملۃ قولہ

” بالاحوالۃ الی السنۃ او القیاس “
الظہر علی بدل الی لکنہ

لفظ کل کو اس کے حقیقی معنی پر باقی رکھنے
کی بنا پر اختیار کی ہے لیکن لفظ شیء

کے عموم کو بقریۃ مقام قید مقدر یا وصف
مقدر کے ساتھ خاص کر دیا . اور اس لئے
کہ انبیاء کریم علیہم الصلوۃ والسلام کی لعنۃ
صرف دین بیان کرنے کے لئے ہوئی ہے
اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
کریم علیہم الصلوۃ والسلام سے فرمایا کہ تم اپنے
دنیاوی امور کا زیادہ علم رکھتے ہو۔ لہذا
میں انہیں چاند کے بدلے میں جو جواب
دیا گیا وہ ظاہر ہے، اور کیا گیا ہے کہ

لفظ کل تکثیر و تہمید کے لئے ہے جیسا کہ
” مد مر کل شیء ما مر بہا “

میں تکثیر و تہمید کے لئے ہے . اس لئے کہ
اعاطہ اور تعمیم میں وہ ” مبالغہ فی البیان “
نہیں ہے جو ” تبیان “ میں ہے .

اور بینادی کا قول ” من امور الدین “
ایسی تخصیص ہے کہ مقام جس کا تحقیق نہیں
ہے ثانی اعتراض کا رد تو جان چکا
ہے . بسا اہل اعتراض تو اس کو بایں طہ
نہ کیا گیا ہے کہ یہ اعاطہ و تعمیم کیست بہت

تسمیہ فیہ اوھمنہ معنی
 الصرحت وھودع لان الاحوال
 ینافی البیان البلیغ بانہ لما
 ینتہ السہ اوھلہ بالقیاس
 ھان معلوما منہ میما نہ
 وانخیر فی نعصہ والذہ
 فلا یجاز واستلاء المراسعین
 وقیمیز العالین وشرک الاحماع
 اکتفاء مد کرھما فان قلت من
 امور الدین ما شئت بالنسبۃ استدہ
 فان دھ ہانہ قلیل بالنسبۃ لمدیرہ
 رجع الامر بالاحرۃ فکتید
 قلت للراد بالاحوال حل السہ
 کما فی الحکماۃ انہ امر باضاح
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وطاعتہ وخیل وما یطوق من
 الموعی وحت علی الإجماع
 فی قولہ ویبغ غیر سبیل المؤمنین
 وقد رضی رسول اللہ علی
 اللہ علیہ وسلم لامتہ انتباح
 اصحابہ والافتداء بآثارہم

کے کاظم ہے کیفیت کے اعتبار سے
 نہیں۔ ملحد وجمہ۔ پہلی بات
 کا مزاج یہ ہے کہ اس میں لفظ کل فی الجملہ
 اپنی حقیقت پر مافی رہتا ہے۔ بیادوی
 کے قول۔ ملاحظہ لیں اسے او
 القیاس۔ میں ظاہر یہ ہے کہ لفظ "الی"
 کے بعد لفظ "علی" مونا چاہتے۔ لیکن
 مصنف کے اس میں تسامح سے کام لیا ہے
 یا "اعادہ" کے معنی میں "صرف"
 کے معنی کا غلط کر کے لفظ "الی" استعمال
 کر لیا ہے یہ بات رد کردی گئی ہے۔
 کیونکہ جہاں بیان یلمح کے منافی ہے اس
 طور کہ جب کوئی مسئلہ سنت نے بیان کیا یا
 قیاس سے معلوم ہوا تو گویا وہ قرآن ہی سے
 معلوم ہوا۔ اور اسی کے تدریج بیان کیا گیا
 ہے۔ انھیں فی المسلم کی آزمائش اور
 عالموں کو غیر عالموں سے ممتاز کرنے کے
 لئے بعض مسائل میں یہ صورت اختیار کی گئی
 ہے۔ اور سنت و قیاس کے ذکر پر اکتفاء
 کرتے ہوئے اجماع کا ذکر اس مقام پر
 چھوڑ دیا۔

فی قوله اصحاب كالجوام

یہم اقتدیتم اقتدیتم

وقد اهتمدوا وقاسوا و

وهووا طریق القیاس و

لاحتیاد حکمت السنۃ و

القیاس منتهی الی تنصیر

الحکشب وفیه قائل اھ

وحکام الی السعود وحب

تفسیر و ہونعم ما استعمل علیہ

کلام السید وبحث والنتیجہ

وہما احسن فی صدرہ النہات

علی لایۃ الاحیرۃ عموم

احسن ان اذکر ما یو صفا

واقول ہذہ الابۃ الحکریۃ

اشتملت علی ثلثۃ القاط

الاول : التیان ومضاء اللیل

الواضح الحلی السلیع

والثانی : کل ومضاء الاحاطہ

والشمل بیحیث لا یحرم رد عن

مدلولہ

والثالث : شیء وھو کتابیۃ

مگر تو اعتراض کرے کہ امور دینیہ میں سے

وہ امور بھی ہیں جو اجتہاد سنت سے

ثابت ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ دوسرے

امور کی بنسبت ایسے امور کم ہیں تو انجام کار

معاہدہ اسی طرف ٹوٹ جائے گا کہ فقط کلی

تکثیر کے لئے ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ سنت کی طرف مواء

کر دینے سے مواد جیسا کہ کشف میں سے

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی اتباع اور اطاعت کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ

آپ جو شے نص سے نہیں ہوتے وہ سنت

ویشیع میں سے ہیں مؤمنین

میں مجاہد پر مجاہد کیا ہے۔ اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے صحابہ کرام

کی اتباع اور ان کے آثار کی اقتداء کرنے پر

اپنے اس ارشاد میں رضامندی ظاہر فرمائی

ہے کہ ۔ میرے صحابہ ستاروں کے مانند

ہیں جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ

گے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

اجتہاد اور قیاس کیا ۔ اور قیاس و اجتہاد

کے راستہ پر چلے ۔ پس سنت اور قیاس کتاب

عن العلم من و بحسب اطلاقه
 يشمل العلم الديني و غير الديني
 ولما كان اجتماع هذين اللفظ
 الثلاثة يقتضي بحسب طو هذا
 ان يكون الكتاب العربي
 فيه بيان كل علم ديني و غيره
 على وجه تفصيل و اسيان
 الاجل مع انه ليس فيه تفصيل
 كل قضية حرجية من
 العلوم الدينية و غيرها و كان
 حمل ما في الكتاب العربي على
 وجه لصواب و الحق و اجب
 شرعا و عقلا و هو المصرون
 في توجيه ذلك الى طريقين
 الطريقة الاولى ان يحمل
 لفظ شئ و خاصا بالعلوم الدينية
 و ان يبقى لفظ كل على
 الاحاطة و الشمول نقصا في
 العلوم الدينية لكونه في
 بعضها على وجه التفصيل و
 في بعضها على وجه الاجمال۔

کے میان ہی کی طرف منسوب ہوں گے
 وہی نامزد استہی ۔

بیضادیہ اور شہاب دہلے کی آیت
 کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا کچھ حصہ
 ابوالسعود دہلے سے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا
 ہے اور چونکہ دوسری آیت کی تفسیر میں
 شہاب دہلے کی عبارت نفل سے اس سے میں
 سے یاد رکھ اس کی وضاحت کروں چنانچہ
 میں کتابوں کی یہ آیت میں الفاظ پر تشریح
 پہلا لفظ "تنبیہ" سے جس کے

معنی واضح ظاہر اور پیش بیان کے ہیں
 دوسرا لفظ "کل" ہے جس کے
 معنی حاط اور شمول کے ہیں اس طرح سے
 کہ کوئی فرد اس کے ماحول سے خارج نہ ہو
 اور تیسرا لفظ "شیئ" ہے
 جو یہاں پر علم سے کنایہ ہے اور یہ ہے
 ملحق کے قبضہ سے علم دینی و غیر دینی
 دونوں کو شامل ہے۔

اور چونکہ ان تینوں الفاظ کا اکتھا سنا
 ظاہر اس بات کا مقتضی ہے کہ قرآن پاک
 میں یہ علم دینی و غیر دینی کا تعصید و تشریح بیان

خفاء ما حیب عن الاول - بان
قولكم ان تخصيص شئ
لا يقتضيه المقام ولا تدبر عيه
قربينة مدبوع بان الاحكام
الدينية هي التي يسمي الاعفاء
بسياسة و هي المقصود بالذات
من بعثة الانبياء عليهم
الصلوة والسلام و اسرار
الحكمت و هذا كاف في
اقتضاء المقام تخصيص شئ
بهذا الذ و قربينة و صحة
قتل علي -

و عن الشيخ ، بانه لا
يلزم من كون الاحاطة على
وجه التفصيل قارة والاجمال
اخرى عدم البيان الواضح
البيوع لان المزاد بالبيان
الواضح البيوع كثرة القضايا
البيعية فيه والمالعة و عشر
الحكم لا ما عتار الكيف و بطر
هذا قولهم و لان طالم لعبد

قوی صیغہ ہے پھر قاصی صیغہ وی بہر
دو طرح سے عراض ہوتا ہے ۔

اول یہ کہ لفظ " نئی " کو علوم و طبع
کے ساتھ خاص کرنے کا مقام مقتضی ہے
نہ کوئی قرینہ اس پر دلالت کرے ۔

دوم یہ کہ لفظ " کل " میں احاطہ
شعور کو کبھی قصد اور کبھی اجمالاً ایک سے
دارم کرتا ہے کہ واضح ، ظاہر اور بلیغ طور پر
سہی ۔ ہو ۔ کیوں کہ اس میں معنا ہوتا ہے
و جو کہ لفظ نبیوں کے خلاف ہے

پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تہا
یہ کہنا کہ لفظ " نئی " کی تخصیص کا مقصد مقتضی
ہے ۔ اس پر کوئی قرینہ دلالت کر رہا ہے
و فرما ہے ۔ کیوں کہ احکام و دین کا یہاں
ہی توجہ کے لائق ہے ۔ و انبیائے علیہم
الصلوة والسلام کی بعثت اور کتابوں کے
دارن کرنے کا مآذات مقصد بھی یہی ہے
اور اس جگہ لفظ " نئی " کو علوم و طبع
کے ساتھ خاص کرنے میں یہ ایک واضح قرینہ
ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے و یہ مقتضی
کے مقتضی تخصیص ہونے کے لئے کافی ہے

وطلام لعبيدہ وعنى ذالك

ايضا حسن بعضهم قوله تعالى

وما ريك بطلام لعبيدہ

هذا آخر توصيف العارفة المذكورة

ونقول لانام الكلام في هذا

الوجه الثالث ان الدعوى

يتلخص من كلام هو لا و

الائمة الاعلام في تفسير

لايتين الحكريتين ان الناس

في محامها مع حسن الكتب

في الآية الاولى على القران

المعظم على ثلاثة اقوال-

القول الاول ان المراد

بهما العلوم الدينية وغيرها

والقول الثاني ان المراد

العلوم الدينية فقط وارب

القولين متفقون على انه

ليس في المكتب المرير التفسير

على كل قضية جزئية من

تصاير تلك العلوم على وجه

التفصيل بل على وجه التوفيق

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ

احادیث کے کبھی اجمال اور کبھی تفصیل جو سے سے

میں وسیع و ضیق کا نہ ہوا اور نہیں آتا کیونکہ

واضح اور مبہم بیان سے مراد ال قضایا کی کثرت

ہے جو قرآن میں میں کے گئے ہیں مباغہ

کی تہ سے کینیہ نہیں اور اس کی نظیر ان کا یہ

قول ہے فلا ظانہ لعبدہ وطلائم

لعبيدہ کہ فلاں شخص ایسے علوم کے لئے

ظالم اور ظالموں کے لئے ظالم ہے اور بعض

علماء نے اسی معنی پر آیت کریمہ وما ريك

بطلام لعبيدہ کو لکھوں کیا ہے۔

عبداللہ کو بھی توضیح میں یہ آخری بات ہے

ہم دوسرے طریق میں کام کرنا کہہ چکے ہیں کہ

دووں آیات کریمہ کی تفسیر میں اللہ کرم کے

کلام سے جو بات خلاصہ نکلتی ہے وہ یہ ہے

کہ پہلی آیت میں کتاب کو قرآن عظیم پر محمول

کرتے ہوئے مفسرین کے ان دونوں آیتوں

کے معنی میں تین قول ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ دونوں آیتوں سے

علوم دینیہ اور غیر دینیہ دونوں مراد ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں سے صرف

فبعضہا والجمال والاشارة
والرمز فی بعضہا۔

القول الثالث ان المراد
بہما ان الحکب العزیز مشتمل
على جميع الاحکام الدینیة لا
خیر وانہ فیہ تفصیل کل
تکلیف دینی ذہابا الی انہ
کل تکلیف لیس فی القرآن
التنصیح علیہ لیس تحکیمنا
شرعیا۔ وینی علی والکمال
لقیاس وبہ انصح لیدیہ
وضوحا لاریب معہ انہ لیس
فی الايتين الکریمیں دلالة
قطعیة علی علمہ علی اللہ
علیہ وسلم بالمغیبات الخمس
لانہ انما یلزم ذالک لو کان
معنی الايتين عندہم ان
الحکتاب العزیز مشتمل علی
التنصیح علی کل قضیة
جزئیة من العلوم الدینیة
وغیرہا ما کان متناہیا

علوم دینیہ مراد ہیں۔

اور دونوں قول والے اس بات پر متفق
ہیں کہ کتاب عزیز میں ان علوم کے تفصیلاً
میں سے ہر جزئی قضیہ کی تفصیلاً صراحت
نہیں ہے بلکہ بعض میں تفصیلاً صراحت ہے
اور بعض میں اجمالاً و اشارتاً۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ان دونوں آیتوں سے
مراد یہ ہے کہ کتاب عزیز میں جمیع احکام دینیہ
میں مشتمل ہے۔ اور یہ کتاب عزیز میں ہر
مسئلہ دینیہ کی تفصیل ہے۔

ابھیاس لئے کہ ہر وہ مسئلہ دینیہ جس کی حاشا
قرآن میں نہ ہو وہ تکلیف شرعی نہیں ہے
اھمائی پر اھل قیاس کو مبنی کیا گیا ہے۔ اور
اس تفصیل سے آمیز سبب شک و شبہ کے بغیر
یہ بات تیرے سامنے بالکل واضح ہو گئی کہ
دونوں آیتوں میں اس پر کوئی قطعی دلیل
نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و سلم مغیبات خمسہ کو جانتے تھے یہ اس سبب
میں لازم آئے گا کہ دونوں آیتوں کے معنی
مفسرین کے نزدیک یہ ہوتے کہ کتاب عزیز
علوم دینیہ وغیرہ دینیہ کے ہر جزئی قضیہ

منها وما حکمان غیر متناہ منها
 حتی یدخل فی دالک علی
 رجبہ الیقین المعینات الحسن
 وقد علمت ان الامر لیس
 کذلک عند الجميع لان
 القولین الاولین متعقبات علی
 وجود الاحمال و لا ثارة و
 الرمزیه والاجمال وما بعدہ
 لا یلزم فیہ تعیین وتفصیل
 لتی من الغیبات الخفی واما
 القول الثالث فقد قصر العموم
 فی دالک علی الاحکام الشرعیۃ
 حکما علمت فیبطل دعوی
 الذکور الدلالة القطعیۃ علی
 مدعاہ - و بالله التوفیق .

خواہ وہ متناہ ہی ہو یا غیر متناہی صراحتاً مشتق
 ہے۔ حتیٰ کہ اس میں یقینی طور پر مضیبات
 حسنہ بھی داخل ہو جاتے

اور توجہ ان چکا ہے کہ تمام مفسرین
 کلام کے نزدیک معاملہ ایسا نہیں ہے کہ
 پہلے دونوں قول اسماں پر متفق ہیں کہ
 قرآن یک میں "احمال" "اثارة" "وزر"
 پست جاتے ہیں۔ اور اجمال و ما بعدہ
 الاجمال (اثارة و زر) کے مضیبات حسنہ
 میں سے کسی کی بھی تعیین و تفصیل لازم نہیں
 آتی۔ اور قیصرے قول نے عموم کو احکام
 شرعیہ میں منحصر کر دیا ہے جیسا کہ توجہ ان
 چکا ہے۔

پس احمد رضا خان کا ذکر وہ آیتوں
 کے ذریعہ اپنے دعوے پر دلالت قطعہ
 کا دعوے کرنا باطل ہو گیا۔ اور اس کی کسی
 ترفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔

الاجبة الثالثة

ان لابدب العقول السببية قاعدة
 صحيحة مسلمة وهي ان كل
 ما ابرزه الفاعل الحار سبباً له
 وتعلق الى اوجود لابد ان
 يكون محصوراً متاهياً منسأ
 على هذه القاعدة يبرم ان
 يكون القرآن العظيم با عتبار تركبه
 والفاظه المعربة محصور متاهياً و
 يشهد بذلك الحسن ايضاً ومعنى
 ذلك ان كل موجود مالفعل محصور
 وان كانت مقدورات الله تعالى
 التي تسرر الى الوجود في المستقبل
 غير متناهية لان التسلسل في
 المستقبل جائر فاداً تقرر هذا
 فنقول بعده انه من المعنوم
 ان العلم الالهي محيط بتلثة
 انتباء الواجب والممكن و
 الاستحيل وان الواجب هو ذات
 الله القدسة وصفاته العالية
 وان لممكن سوا ما كان سبق في

تیسری دلیل

یہ ہے کہ عقل سلیم دانوں کا ایک تیسرنا
 اور صحیح قاعدہ ہے کہ جس پیر کو اللہ تعالیٰ
 عدم سے وجود میں لاتے ہیں وہ مالفعل و
 محصور و متناہی ہوگی۔ لہٰذا اس قاعدہ
 کی بنا پر قرآن عظیم بھی اسی ترکیبوں اور
 الفاظ منسلک کے اعتبار سے لازماً محصور
 و متناہی ہوگا، و جس بھی سی کی ستہادت
 دیتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر
 موجود بالفعل محصور ہوتا ہے اگرچہ
 اللہ تعالیٰ کے وہ مقدورات جس کو وہ
 مستقبل میں عدم سے وجود میں لائے
 گا غیر متناہی ہیں۔ کیوں کہ مستقبل میں
 تسلسل جائز ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا
 تو اس کے بعد ہم کہتے ہیں کہ یہ بات محصور
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم واجب ممکن
 اور محال تینوں کو محیط ہے۔ اور یہ بھی کہ
 واجب۔ اللہ تعالیٰ کی ذات معتدہ
 اور اس کی صفات عالیہ ہیں۔ اور یہ بھی کہ
 ممکن۔ خواہ انہی میں ممکن کی ایجاد کا
 ارادہ ہو چکا ہو۔ یا نہ ہو، جو وہ ہے

فی الاذن ارادة ایجادہ او لہ
 تسبق ایجادہ باعتبار ارادہ
 غیر متناہ وں لا حول التی نحو
 ان تعرض للقسیمین منہ من کوہ
 فی مکان کذا و فی زمان کذا و فی
 جهة کذا و ہمیشہ کذا و معقد
 کذا و بعد کذا الی غیر ذلک
 غیر متناہیہ و من العلوم للقرآن
 یصانہ لا یجوز ان یحیط لمتناہی
 غیر المتناہی فلا یجوز ان یحیط
 القرآن العظیم بحسب تراکیبہ
 المتناہیہ بجمع معلومات اللہ
 الی لا تنفہ علی وجہ التفصیل لان
 ذلک یتوقف علی ان یکون فی
 القرآن العظیم حل غیر متناہیہ قد
 علی تلک المعلومات العیر متناہیہ
 فرداً فرداً و قد علت ان تراکیب
 القرآن متناہیہ متعین و واجب
 ان لا یکون فی القرآن العظیم تنصیح
 حی جمیع افراد المعلومات المتناہیہ
 علی وجہ التفصیل و ان کان فیہ

افراد کے اعتبار سے غیر متناہی ہے۔
 اور یہ بھی کہ جن احوال کا ممکن کی دونوں
 قسموں کو عارض ہوا عارض ہے، جیسے کسی
 مکان میں ہونا کسی زمانے میں ہونا،
 کسی سمت میں ہونا، کسی مخصوص ہیئت
 کے ساتھ ہونا، کسی مخصوص مقدار، یا
 مخصوص مسئلہ میں ہونا وہ سب غیر متناہی
 ہیں۔ اور یہ بات بھی معلوم اور ثابت
 ہے کہ متناہی کا غیر متناہی کو محیط ہونا حائر
 نہیں کہ قرآن کریم کا اپنی متناہی ترکیبوں
 کے متناہی سے اللہ تعالیٰ کی تمام چیزوں کا
 معلومات کو تفصیلاً محیط ہونا بھی ممکن
 نہیں ہے کیوں کہ یہ تو اس پر تو تون
 ہے کہ قرآن عظیم میں غیر متناہی جملہ ہوں
 جو ہی معلومات غیر متناہیہ کے برابر
 فرد پر دلالت کر رہے ہوں۔ حالانکہ تو
 جان چکا ہے کہ قرآن کریم کی ترکیبیں
 متناہی ہیں۔ پس یہ بات متعین اور ثابت
 ہوگئی کہ قرآن عظیم میں معلومات غیر متناہیہ
 کے تمام افراد کی تفصیلاً صراحت نہیں
 ہے۔ مگر بعض کی اجمالاً اور بعض کی تفصیلاً

ذالک علی وجه الاجمال فی البعض
والتفصیل فی البعض وقد علمت
انہ لا یلزم مع الاحمال ونحوه تعیین
وتفصیل للمعیبات الخمس وسائر
المعیبات العیر للنسائیة ویؤیدہ
القاعدة الحدیث الدی ذکرہ الامام
الرازی فی تصیری الایة لانی
"جب القلم ہوا کائن فی ہر مقام
حیث دل ہوا الحدیث علی بن ماری
الووم المحفوظ محصور و صیغہ ہا
الدنیا و فی معناه حدیث احمد بن
محمّد دکن حدیث العلامة اسید محمد
بن رسول الدرر نجی و فی کتابہ "الصادق
عن الککبر "رویی ختیش من علی
قال "اور ما خلق الله القلم ثم خلق
النون ثم خلق الووم فكتب له بيا وما
يكون فيها حتى قضى من خلق مخلوق
او عمل معمول " الحدیث - وروی
الطبرانی عن ابن عباس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما خلق الله القلم قال له اكتب

اور تو جان چکا ہے کہ اجمال وغیرہ اور
دائرا سے منہیات خمسہ اور دیگر نام
منہیات کی تفصیل و تفصیل لازم نہیں ہے
اور اس قاعدہ کی تائید وہ حدیث بھی کرتی
ہے جو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی
آیت کی تفسیر میں ذکر کی ہے کہ
"قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے
لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے"
کیوں کہ یہ حدیث دلائل کرہی ہے کہ جو
کچھ اس محوطہ میں ہے وہ محصور ہے
دنیا کے اختتام پر ختم ہو جائے والا ہے
اس کے ہم معنی اور احادیث بھی ہیں۔

ہمارے دادا علامہ سید محمد بن
رسول رنجی نے اپنی کتاب "الصادق
عن الککبر " میں ذکر کیا ہے کہ حدیث
ختیش سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ
تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم - پھر نون
پھر ووم محفوظ کو پیدا کیا - پھر اس میں
دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہوگا - مخلوق اور اس کے
اکمل ہونا ہوئے تک سب کچھ لکھ دیا

نکھڑت۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب قلم کو پیدا
کیا تو کہا کہ لکھ۔ اس نے قیامت تک لکھنے
والی سب چیزیں لکھ دیں۔

ابن حبان دوسری روایت میں مرفوعاً یہ بات
میں سے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم
اور پھل کو پیدا کیا۔ قلم سے کہا کہ لکھ قلم نے
کہا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا
تک جو کچھ ہونے والا ہے پھر حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیت ”
ق وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ“
پڑھی اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں۔
اور اس قاعدہ کی تائید وہ بات بھی کر رہی
ہے جو امام بڑی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی آیت
کی تفسیر میں بیان فرمائی ہے کہ جن امور میں
تکلیف شرعی وارد نہیں ہوتی ان کی صراحت
محال ہے۔ اس لئے کہ جن امور میں تکلیف
شرعی وارد نہیں ہوتی وہ غیر تمنا ہی ہیں اور

فجری بما هو كائن للقيام
للساعة۔“ وفی روایة اخرى له
مرفوعاً ”ان اول ما خلق القلم
والحوت فقال له اكتب فقال ما
اكتب فقال كل شي وكائن لك
يوم القبمة ثم قرأ ”
والقلم وما يسطرون“ الى غير ذلك
من الاحاديث ويؤيدها ايضا ما
ذكره الامام الرازي في تفسيره لآية
الاولى من ان التبيين على اقسام
مالم يرد فيه التكليف منته لانت
لا تمام التي لم يرد التكليف فيها غير
مناهية والتبيين على ما لا نهاية
له محال بل التبيين اما يمكن على
التساوي اء۔ فاذا علمت ذلك علمت
ان القرآن العظيم وان كان فيه علم
لا تحصى ولا تحصر لا يلزم من ذلك
ان يكون فيه تفصيل المغيبات
الاحسن وتعيين وقت الساعة ضبط
ما د عاده المذكور من الدلالة لقطعية
في لآية المذكورة على صراحة۔

غیر کتابی کی تصریح کرنا محال۔ البتہ کتابی کی تصریح ممکن ہے۔

حبیب تو نے یہ جان لیا تو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرآن عظیم میں اگر یہ بے شمار علوم ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں معیبت خمسہ کی تفصیل اور قیامت کے وقت کی تمیزیں بھی ہو۔ لہذا محمد رضا خاں کا یہ دعوئے کرنا باطل ہو گیا کہ آیت مذکورہ میں اس کے دعوے پر دلالت قطعیہ پائی جاتی ہے اگر تو اعتراض کرے کہ جامع صغیر میں طاری کی کجی گہرست برداشت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن کے ساتھ مروی ہے کہ قرآن مجید سات سرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔ ہر حرف کا ایک طرہ و ایک لفظ ہے اور ہر حرف کی ایک حد ہے اور ہر حد کا ایک مطلع ہے :

تو کیوں ہائز نہیں ہے کہ مہیات خمسہ کا لفظ جن میں سے قیامت کے وقت کی تمیزیں بھی ہے ان چیزوں میں مندرجہ کجی مذکورہ سات حرفوں کے بدلے سے مستعد ہو جاتی ہیں کیونکہ محمد رضا خان سی کا دعویٰ ہے :

فان قلت فی الجامع الصغیر عن الصبرانی فی الکبیر عن بن مسعود باسناد حسن انزل القرآن علی سبعة احرف لکل حرف منها ظہر و بطن و لکل حرف حد و لکل حد مطلع .

قلع لا یحور ان یمکن علم المعیبات الحسن لدی مہ تصیص وقت قیام الساعة مندرجہ فیما یستعاد من بطون الاحرف السبعة المذكورة فان لم یحور یدعی والک .

قلت دعوی والک علی وجہ البقیین ممنوعة لانه لا شک ان الفاظ القران محصورة ودلالة المحصور علی غیر المحصور تفصیلاً محال کما علمت .

فالقران العظیم وان کان مشتملاً علی اصول جمیع العلوم القوی من عالم الغیب والشهادة لکن اشمالہ علیہا علی وجہ التفصیل فی بعض

والاحمال فی بعض کما ذکر
ولا تصح دعواه الا اذا كان
اشماله علی جمیعها علی وجه التعمیل
حتی یستلزم التصریح بجمیع
جزئیات المغنیات الخمس و
غیرها وقد علمت امتناعه
ولان الحدیث المذكور قد ورد
من طرق عديدة فی الصحیحین
وغیرها بالفاظ مختلفة وقد
اختلف العلماء فی المراد من
الاحرف المذكورة علی اقوال
بلغت اربعین قولاً كما ذکرها
جلال الدین السیوطی ولفظ نوع
کیفیه اشار الی اقران فی الاقوال
ومن جملة تلك الاقوال القول
بان الحدیث المذکور من الشکل
الذی لا یدری معناه لان
للعرف یصدق لفظه علی حرف
المعجم وعلی الكلمة وعلی المعنی
وعلی الجملة قال ابن سعدان
النحوی

میں جوتا کہتا ہوں کہ یقینی طور پر اس
کا دعوے کرنا منوع ہے۔ کیوں کہ اس بات
میں کوئی شک شبہ نہیں کہ قرآن کریم کے لفظ
مقصود میں اور مقصود کا غیر مقصود پر تفصیلاً
ولایت کرنا کمال ہے جیسا کہ تو جان چکا ہے
پس قرآن عظیم اگرچہ ان تمام علوم کے اصول
پر مشتمل ہے مگر عالم عیب و تنہاد سے میں
لیکن قرآن کریم کا ان علوم پر مشتمل ہونا بعض
میں تفصیلات اور بعض میں اصولاً جیسا کہ
ذکر کیا جا چکا ہے۔

اور احمد رضا خان کا دعوے درست
نہیں ہو سکتا۔ مگر حسب کہ قرآن کریم کا ان
تمام علوم مشتمل ہونا تفصیلاً ہو۔ تاکہ تفصیل
مغنیات خمسہ وغیرہ کی تمام جزئیات کی صورت
مستلزم ہو حالانکہ اس کا محال تو جان
چکا ہے۔

اور احمد رضا خان کا یقینی طور پر اس کا
دعوے کرنا اس لئے بھی منوع ہے کہ حدیث
مذکورہ صحیحین وغیرہ میں چند مختلف طریقوں اور
مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ اور
حدیث میں آئے دوسرے لفظ "احرف"

لمنع هذا الاختلاف كيف يتم
الاستدلال بالحديث المذكور
على ان الاحرف المذكورة مشقة
على بيان المعاني الخمس على
الوجه التفصيلي۔

ولما بوقلنا ما يطون
الاحرف المذكورة فيها بيان
معاني الخمس ولو بطريق الزم
والاشارة وانه صلى الله عليه و
سموا طوع على ذلك لحكمي
لقائلين شئت الساقض و
الاختلاف بين ذلك وبين
الآيات التي توضحها الذالة دلالة
صريحة على حصر المعاني
الخمسة في ذات الله تعالى و
الاختلاف والساقض في كلام الله
تعالى محل لقوله تعالى
و لو كان من عند غير الله
لوجدوا فيه اختلافا كثيرا
والبراهين العقلية لصحيحة
فستخلص من ذلك اننا لو سلمنا

کی مراد کے سلسلہ میں علماء کرم کے پاس
مختلف اقوال ہیں۔ جیسا کہ حلال الدین سیوطی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اتقان کی روایت
اقوال قرآن کی نوع میں بیان ہے۔ سند
ان اقوال کے ایک یہ بھی ہے کہ حدیث
مذکورہ مشکل، جس کے معنی معلوم نہیں
کیوں کہ حرف لغزہ حرف ہجاء۔ کلمہ معنی ہو۔
جست پر بھی صادق آتا ہے۔ جیسا کہ انہی
سند ان کوئی نے فرمایا ہے۔

پس اس اختلاف کے جوئے ہوئے
حدیث مذکور سے یہ استدلال کیجے عام
ہو سکتا ہے۔ کہ۔ حرف مذکورہ معانی
خمسہ کے تفصیلی بیان پر مشتمل ہیں۔ اس
سے بھی کہ اگر ہم یہ کہیں کہ حرف مذکورہ
کے لغوں میں معانی خمسہ کا بیان ہے۔
اگرچہ بطور رمز و اشارہ ہی بھی ماورائی کلمہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مطلع ہیں تو یہ بات
ان لوگوں کے لئے کافی ہوتی جو اس حدیث
امہ ان آیات کے درمیان جنہیں جہت ہے
ذکر کیا ہے اور معانی خمسہ کے لاکھ
اللہ تعالیٰ کی ذات میں منحصر ہونے پر مدعا

ان فی القرآن العظیم دلالة علی
 المعیات الخمس بحسب الرمز
 والاشارة اذ فی المعانی التي
 استملت علیها لظن الاحرف
 السبعة علی بعض الاقوال فیها
 لا یلزم من ذلك اعلام الله تعالی
 سیه علی الصلوة والسلام
 به الله لما قد مراد ولا من کلام
 لائمة الا اعلام صریح فی ان
 القرآن یمیه من العلوم مالا یمیه
 الا الله قال السیوطی رحمه
 الله تعالی فی کتابه فی حکامه
 علی المعجزات والمتشابهة اختلف
 هل المتشابه مما یمکن القطلاع
 علی علمه اولا یعلمه الا الله
 علی قول من متا وهما الاخذ
 فی قوله تعالی و الراسخون فی
 العلم هل هو معطوف
 ویقولون حال او مبتدأ خبره
 یقولون والی ولاستیناف
 وعلی الاول طائفة یسیرة

دلالت کر رہی ہیں۔ اختلاف و تناقض کے
 ثبوت کے قائل ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ
 کے کلام میں اختلاف و تناقض محال ہے۔
 کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارست وہ ہے کہ اگر
 قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے
 پاس سے نازل ہوتا تو وہ اس میں بڑا
 اختلاف پاتے۔

۱۔ حدیث مذکور سے احمد رضا خان
 کا استدلال بڑا ہی مفید و صحیح کی ساری پر بھی
 مصروع ہے۔ اس سے متعلق یہ بات نکلتی
 ہے کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ قرآن عظیم میں بطور
 رسالت و معیات خمسہ پر دلالت ہے یا
 معیات خمسہ کا ذکر ان معانی میں ہے جن
 پر ساتوں حروف کے لظن مشتعل میں بعض
 اقوال کی بناء پر۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے
 کہ ایسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی
 کہند دینا لازم نہیں رہتا بوجہ ان دلائل کے
 جو ہم پہلے بیان چکے ہیں۔ اور اس سے
 کہ اگر کریم کا کلام صریح ہے اس بات
 میں کہ قرآن پاک میں وہ علوم بھی ہیں جنہیں
 خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ علامہ سیوطی

منہم مجاہد وهو رواية
عن ابن عباس روى ضعيفة
لما ياتى في قال واما الاكثر
من الصحابة والتابعين والائمة
ومن بعدهم خصوصاً اهل
السنّة مدحوا لابي ثانی وهو
احسن الروایات عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

قال ابن السعالي يذهب
في القول الاول لا شريعة قبيحة
واختاره المتني قال وقد كتاب
يعتقد مذهب اهل السنة لكنه
سهمي في هذه المسئلة فان
ولا عمرو فان بعض حواد حكمة
ولكن عالمهم ملة ومبدل
لصحة مذهب الاكثرين ما
اخرجه عبد الرزاق في تفسيره
والحاكفي مستدرحه عن
ابن عباس وانه كان يقول
ما يعلم تأويله الا الله و
يقول الراسخون في العلم انما به

رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتفاق میں حکم و مشاہدہ
پر کلام کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اختلاف
کیا گیا ہے کہ ۔ مشاہدہ کے علم پر اطلاع
ممکن ہے یا اس کا علم خدا کے علاوہ کسی کو
نہیں۔ دونوں قول میں حق کا نشانہ آیت
۔ والراسخون فی العلم حقون
انساب میں اختلاف ہے کہ آیا
والراسخون فی العلم کا علم
اللہ پر ہے اور بقولوں مال سے
یہ والراسخون فی العلم مبتدہ۔ وہ
بقولوں اس کی جبر ہے اور دائرہ
میں پہلی شق کا قائل ایک ہیں کہ وہ ہے
حق میں سے کچھ بھی نہیں۔ اور یہ حصہ ہی
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک
ضعیف روایت میں ہے۔ جیسا کہ آگے
کئے گا۔ پھر فرمایا کہ اکثر صحابہ کرام تابعین
تابع تابعین اور اہل سکے بعد کے حضرات صحابہ
اہل سنت شفی ثانی کی طرف گئے ہیں اور یہی
صحیح ترین روایت ہے ابن عباس سے
ابن سہالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں کہ پہلی شق کی طرف ایک چھوٹا سا گروہ

فہم ایذا علی ان الواؤ
 بلا استیناف لار ہمد و رویہ
 و س لہر تکت مہا افتراء
 فاند درختہا اب نگوں حمر
 و س د صاحبہ لی ترجمان القرآن
 بقیہ م کلام حب دلت علی
 من دومہ و یوید دالت م
 لایہ دلت علی دومتہ متاہ
 و وصفہ منربع و استعفاء
 السنۃ و علی مدح الدین
 موصو یعمی و یلہ و سلمو
 نیہ حکم مدح المؤمنین بالعب
 و حکم افتراء السی قس و ع
 الب بن کعبہ ایضا و یقول
 الراسحون

و خرج من الحب و و
 فی المصاحف من طریق لا عس
 قار فی قرءۃ ابن مسعود ر
 و اب تأویہہ الا عند اللہ
 و الراسحون فی العلم یقولون
 ماہ

گیسے اور اسی کو جتنی نے اختیار کیا ہے
 اور ذرا کہ وہ اجسنت کا عقیدہ رکھتے تھے
 لیکن جس سند میں ان سے سہو ہو گیا ہے
 اور طریق کہ کوئی تمہیں بات نہیں کیوں کہ ہم
 سلی کے لئے کبھی کبھی کرشمہ روئی ابھی
 ہے۔ اور سر عام کے لئے کبھی کبھی کرشمہ
 بھی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کثرت کے درجہ
 کی صحت پر وہ حدیث دلائل کرتی ہے
 جسے عبدالرزاق نے یہی قیاس میں اور حاکم
 نے اپنی مستدرک میں مسیحا حدیث اس سے
 حدیث میں شہ تعالیٰ صحاح سے روایت کیا
 ہے کہ وہ بڑھتے تھے۔ و ما یعم
 تأویہہ الا اللہ و یقول الراسحون
 فی العلم ماہ " یہ حدیث دلائل
 کہہ رہی ہے کہ دو استیناف کے لئے ہے
 کیوں کہ اس روایت سے اگرچہ قرآنہ
 ثابت نہیں ہوتی لیکن کہ انکہ اس کا تائید
 تو ہے کہ یہ تمام قرآن حدیث ابن عباس
 تک سند صحیح کے ساتھ پہنچی ہوئی حدیث
 ہے۔ پس ان کا کلام ان سے ہے کہ درجہ والوں
 پر مستدم ہو گا۔ اور یہ بات بھی اس کی تائید

الی ان قال وعن ابن عباس مروي
 " انزل القرآن على اربعة
 احرف حلال وحرم لا بعد
 احد بجهالتہ و تفسیر تفسره
 العلما و متناہ لا یعلمہ
 الا اللہ و من دعی علیہ سوی
 اللہ فهو ضال قال
 هذه الاحادیث و لا تار
 تبدل علی انفس المتکلمہ مما
 لا یعلمہ الا اللہ و
 الخوض فیہ مذموم
 باختصار۔

ونقل السيوطي : ابعث في
 مبحث الموم المستطحة من
 القرآن من ان الحق الفصل
 المرسى انه قال في تفسيره
 جمع القرآن علوم لا دلائل و
 الاخرين بحيث لم يحط بها
 على الحقيقة الا المتكلم
 به شعر رسول الله صلى الله
 عليه وسلم خلا ملاء شربه

کرتی ہے کہ یہ آیت " متشابهات " کی
 اتباع کرنے والوں کی مذمت اور ان کی
 کجی اور متغایرۃ کے ساتھ موصوف ہونے
 پر دلالت کرتی ہے۔ اور جن لوگوں نے اس
 کے لاکوائتہ خیالے کے حوالے کر دیا وہ بھی
 کو سوچ دیا ان کی تہلیل پر دلالت کرتی
 ہے۔ جیسا کہ آیت تفسیر متوفین باب
 کی تہلیل کی ہے۔

فاسئل کیا ہے کہ الی بن کعب
 کی قرآۃ بھی " و لیقول الرحمن " ہے
 ابن داؤد نے " مصاحف " میں اس
 کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے
 وہ ایک حدیث بن مسعود کی قرآۃ یہ ہے
 " وان قاولہ الا حد اللہ والراحمہ
 الخ یقولون امسا بہ " اور
 فرمایا بن عباس یہ ہے مرفوع روایت
 ہے کہ قرآن چار حرفوں پر نازل کیا گیا ہے
 ۱۱ حلال۔ ۲ حرام۔ جن سے حکمت کا
 کاغذ ناقابل قبول ہے۔ ۳ وہ تصدیق
 ملامت کی ہے۔ ۴ اور وہ قشار سے
 حد کے سوا کوئی نہیں جانتا اور حد کے سوا

التفصيل في المعص و الاجال
 في المعص ان السيوطي رحمه
 الله تعالى في هذه المسئلة
 ايضا لما نقل عن ابن مسعود
 انه قال من روى عنه فقيه
 بالقراب فان فيه خبر لا يبين
 ولا حريص بكل عصاة
 البيهقي قال يعني صور العلم
 وانه لما ذكر اشتاله على
 علوم اخر من علوم لا وان
 مثل الطب و الحذل و الهيئة
 و الهندسة و الحصر و المقاطعة
 و النجامة و حير و الك و ك
 انه اشترى الطب بقوله
 تعالى " و كان بين و الك قوامه
 و بقوله تعالى

شراب مختلف الونه فيه
 شفاء للناس و

والى الجدل بما احتوى عليه
 من البراهين و المفهومات و
 النتائج و نقول بالموحوب و

کیوں کہ ہر کلمہ کے لئے ایک مد نظر ہے
 ایک، مطلق ... ایک " حد ہے اور
 ایک " مطلق ... یہ تو مطلق میں ترتیب و
 اس کے درجہ بندی و ربط کے اعتبار کے بعد
 اور سے تھا میں ان کا مواضع کے سوا کسی
 کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں
 بعض علوم ہیں جن میں انہ غائبے و
 پہلے سے محبت کر رکھا ہے اور ان پر کسی کو
 مطلع نہیں کیا۔ اور ہمارے مذکورہ بیان
 ذکر قرآن کریم ہے تھا علوم پر مشتمل ہے جن
 میں سے بعض کا بیان تفصیلاً ہے اور بعض
 کا اجمال، کی تا یہ بات بھی کہتی ہے کہ
 سیوطی نے اسی بحث میں جب بن مسعود
 سے یہ نقل کیا کہ آپ نے فرمایا جو شخص علم کا
 ارادہ کرے اس پر قرآن، کا مطالعہ لازم
 ہے۔ کہیں کہ اس میں اولین و آخرین کی مراد
 ہے۔ تو اس کے بعد یہ نقل فرمایا کہ سیوطی
 نے فرمایا ہے کہ اصولی علم مراد ہیں۔ اور یہ
 بات بھی ہمارے مذکورہ بیان کی تائید
 کرتی ہے، کہ سیوطی نے جب متقدمین
 کے دوسرے علوم مثلاً طب، حدیث

المعارضة وغير ذلك ومما نظره
 اس هيمن ممرود ومما حقه
 قوله والى الهيئة ما به
 من ذكر السموت والارض
 والى الهندسة لقوله
 " انطلقوا الى ظل ذي
 ثلث شعب "

والى سجامة لقوله
 " او اشارة من علم "
 والى الحياطة لقوله
 " وطفقا يخصصان "
 والى الحدادة لقوله
 " اتوني رمر احد يد "
 والى التجارة لقوله
 " واصنع الفلك يا عيسا "
 والى اسفل لقوله
 " نقضت غزلها "
 والى السج لقوله
 " كمثل العنكبوت اتخذت بيتا "
 والى الضلالة بقوله
 " افرايتم ما تحرقون "

بندہ حیرہ مقابلہ انجامت وغیرہ پر
 قرآن کے مثل سونے کا ذکر کیا تو یہ بھی ذکر
 کیا کہ قرآن پاسے آیت " وکان
 من ذالک قراما " وراية شراب
 مختلف الوانہ صیہ شفاء للناس
 سے مطلب کی طرف مت۔ دکیا سے۔ اور
 ان براہین ومقدمات اور نتیجوں اور قول
 ہلوجہ اور معاصر وغیرہ سے جن پر قرآن
 پاک مثل بت علم جمل کی طرف اشارہ کیا ہے
 نیز حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے
 فرود سے منکرہ اور اپنی قوم سے حاجت کے
 دلیہ بھی علم بدن کی طرف اشارہ کیا ہے۔
 اور آسمانوں اور زمین کے ذکر سے علم ہیئت
 کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور آیت
 انطلقوا الى ظل ذي ثلث
 شعب " سے بندہ کی طرف۔ اور
 آیت " او اشارة من علم " سے
 انجامت کی طرف۔ اور آیت وطفقا
 يخصصان " سے خیاطت ودرزی کے
 پیشہ کی طرف۔ اور آیت " اتوني
 رمر احد يد " سے حدید کے
 زمر الحدید سے حدادة اور ازل کے

والی بعضوں بقولہ

” حَلَّتْ رِجْلُكَ وَغَوَّاهُ “

تسخر ہوں مہ حلیہ

والی الصباغة بقولہ

” واتخذ قوم موسى “

بعدہ من علیہم محلًا

وہم کذا وہ لا یحیی اب

الجمال المدکورة لیس یہاں

تفاسیل ثلاث العلوم

فان قلت انه نقل فی هذا

المبحث ایضا عن ابن عباس

انه قال لو صاع لی عقاب لمیر

لوجدته فی کتاب الله تعالی فان

ظاہر هذا يقتضی ان

القران العظیم فیہ تمصیح

علی جمیع الحرفیات۔ وانه

نقل ایضاً عند ذکر اشتغال

القران العظیم علی الحبر و

المقابلة عن بعضهم ان اوائل

السور فیہا ذکر مدد واعوام

وايام لتوازیخ امم سالفه

پیشہ کی طرف۔ اور آیت وامنع

الفلک سے بخارہ ترکمانوں کے پیش

کی طرف۔ اور آیت ففخت غزیہا

سے غزن رکاتنے کے پیشہ کی طرف۔

اور آیت کمثل العکبوت اتحدن

بیت، نفع، جیشہ کے پیشہ کی طرف۔ اور

آیت امر وبتسم ما تحرفون

سے فلات، کھیتی باڑی کے پیشہ کی طرف

اور آیت کلی ثاء و عواہب

و تسخر جوب مہ حلیہ

سے عروس، خطہ خدی کی طرف۔ اور

آیت واتخذ قوم موسى من

بعدہ من علیہم محلًا

سے صباغة (ندگری کے پیشہ) کی طرف

اشارہ کیا ہے۔ وغیرہ الگ کیوں کہ کئی

منہیں بہت کر مذکورہ جملوں میں ان علوم کی

تفصیلات نہیں ہیں۔

مگر تو اعتراض کرے کہ یہ سب لے

اسی بحث میں بن عباس سے یہ بھی نقل

کیا ہے کہ آپ لے فرمایا کہ اگر میری دوست

کی سی بھی کم ہو جائے تو میں اسے قرآن میں

پانوں گا۔ کیوں کہ ظاہر یہ بات اس کی تحقیق
 ہے کہ قرآن میں جمیع جزئیات کی صراحت
 ہے۔ اور سید علی دہلوی نے قرآن کریم کے جبر و
 سقراط پر مشتمل ہونے کے بیان کے وقت بعض
 علماء سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وائل السور
 و سورتوں کے شروع میں آنے والے الفاظ
 میں پہلی آیتوں کی تاریخ کی مدتوں، سالوں
 اور دنوں کا ذکر ہے۔ اور ان میں اس امت
 کی نفا کی تاریخ اور پیام دنیا کی مدت کی تاریخ
 اور جتنا یاد کر رہا اور بتا رہا ہے۔
 بعض کو قصص میں ضرب دیتے ہوئے کہ اس
 کا ذکر ہے۔ اور یہ تحقیق ہے کہ قرآن پاک
 میں قیامت کے وقت کی تمین بھی ہو۔ تو
 اس کا کیا جواب ہے ؟

جو بابا میں کہتا ہوں کہ ابن عباسؓ
 کے قول کا جواب تو یہ ہے کہ یہ قول اسی قبیل
 سے ہے جسے شہاب نے ذکر کیا۔ کہ کسی
 شخص نے کسی عالم سے سوال کیا کہ قرآن میں جلو
 پکانے کا ذکر کہاں ہے ؟ تو عالم نے جڑا
 دیا کہ آیت **عاشلوا اهل الذکر**
 قیہ میں۔

وان فیہا تاریخ بقا و ہدہ
 الامۃ و تاریخ مدۃ ایام الدین
 و ما مضی و ما بقی مصروب
 بعضہا فی بعض و ہذا یقتضی
 ان فی القرآن العظیم تمین
 وقت الساعۃ ایضا فما الجواب
 من ذلک۔

قلت اما الجواب

عن قول ابن عباسؓ ردھو اسہ
 من قبیل ما ذکرہ الشہاب
 ان بعض الملحدین سأل حصمہم
 عن طبعہ العلویؓ این ذکر
 فی القرآن فقال فی قولہ تعالیٰ
عاشلوا اهل الذکر

بمعنی قول ابن عباسؓ ردھو اسہ
 اسہ بوجہ نہ عقاب تعمیر بوجد
 فی القرآن ہا میرشدہ الف
 طریق بجد اسہ لا اسہ بجد
 فی القرآن النص علی مکان
 عقابہ کمالا یختفی۔

و ما الجواب عن الثانی،

فہوائہ قول مصی علی مجرد
 التخصیص والحدس بدوہ
 دلیل من کتاب اوسے حدیث
 فلا تقوم بہ حجة فی ہذا
 المطلوب المستحکم وقد
 قال السیوطی ایضا فی مبحث
 المحکم والمتنہ ومن
 المتناہ وائل السور والمختار
 فیہا ایضا من الاسرار
 التي لا یعلمہا الا اللہ تعالیٰ
 اخرج اب السمری وعینہ
 عن الشعمی - انہ ستر عن
 فواتح السور مقال اب لكل
 کتاب ستر وان ستر
 ہذا القرآن فواتح السور
 و ذکر بعد ذلک اقوال من
 خاضوا فیہا وان بعضهم
 ذهب الی انہا حروف ماعوذہ
 من حکلمات وبعضہم الی
 انہا حروف من اسماء اللہ
 تعالیٰ وبعضہم الی انہا

یہ ابن حاکم سے کہے کہ کورہ قول کے
 معنی یہ ہیں کہ اگر ان کے ادب کی روش
 ہو گئی تو وہ قرآن میں ایسی چیز پائیں گے
 اس کے پاس کی طرف رجوع کر سہ
 معنی نہیں میں کہ وہ قرآن میں ایسی چیز
 صراحت پائیں گے جبکہ کچھ نہیں
 دوسرے کا جواب یہ ہے کہ

معنی میں کا یہ قول کتاب وسنت کی روش
 میں کے بغیر محض قیافہ وحیا پر مبنی ہے
 لہذا وہ اس اہم مطلب میں محنت نہیں کرتے
 اور یہ بھی کہہ سکتا ہے حالانکہ وہ کچھ
 مشاہدہ کے بحث میں سیوطی کے پاس سے بھی
 فرمایا ہے کہ "متناہات میں سے اول
 السورہ بھی میں اور ان کے بارے میں کچھ
 مختصر یہ ہے کہ یہ ابی اسد میں سے ہیں
 جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔"

ابن مندہ وغیرہ نے شعیب سے روایت
 کیا ہے کہ آپ سے فواتح السور کے بارے
 میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ہر کتاب کے
 ایک راز ہوتا ہے اور اس قرآن کا راز فواتح
 السور ہیں ۔ اور اس کے بعد سیوطی نے

اقسام الخ غیر دلالت مع هذا
کیف یقول عن القیل العذکور
بصر عن تسلیمة لا بد من اطلاع
حد سوی الله تعالی علی
رحله دلالتها علی ما ادعاه صاحب
القیل العذکور۔

ان لوگوں کے اقوال نقل کئے ہیں جنہوں نے
ہیں میں موجود جوں کیا ہے۔ اور ذکر کیا ہے
کہ ان میں سے بعض اس طرف گئے ہیں کہ
فواجع السور۔ جسے حد میں سوکھت سے
ماہر میں۔ اور بعض اس طرف گئے ہیں کہ یہ
حق ثابت ہے اس کے حدود میں۔ اور
بعض اس طرف گئے ہیں کہ یہ قسمیں میں وغیرہ
نہیں۔

پس اس کے ہوتے ہوئے قول مذکور پر
کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر بالفرض
اس کی تفسیر بھی کر لیا جائے تو اس سے یہ نکل
کہ وہ نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور
کو بھی اس بہت کا علم ہو کہ حدود و مخططات
کسی طرح ان امور پر ولایت کرنے میں جن کا
صاحب قول مذکور نے دعویٰ کیا ہے۔

چوتھی دلیل

ہم نے اپنے اس رسالہ کے شروع میں
ذکر کیا ہے کہ مہندی عالم (احمد رضا خان)
اس طرف گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا علم جمیع مغیبات (جن میں مغیبات
محدودہ بھی شامل ہیں) کو محیط ہے۔ اور

الوجه الرابع

قد ذکرنا فی اوائل رسالتنا
هذه ان العالم الهندی
الذکور ینذہب للاباحۃ
علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع
المغیبات التی منها الخمس

وغیرہا وامہ لا فرق بین
 علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ
 تعالیٰ شافہ الا بالقدم والحدوث۔
 والہ لا یشتی من دلائل الاصل
 المتعلق بذات اللہ تلوینہ وامہ سے
 اللہ علیہ وسلم لا یعم دالک عندہ
 وحاصل مرادہ امہ صلی اللہ
 علیہ وسلم علم جمیع مافی علم العیب
 والشہادہ علی وحد التعمیل الاما استثنی
 وامہ استثنائی دالہ الی الایۃ
 السبقتہ ولی ما ذکرہامہ
 من النسخہ الصغیرۃ وقد اجب
 عن جمیع دالک بالوجہ الکافی
 وعد کذلک لانہا
 بعض الاحادیث الصحیحۃ الی
 تدل علی بطلان دعوائہ
 المذکورۃ

فنقول قال الامام الحافظ
 المحترم تقی الدین السبکی رحمہ
 اللہ تعالیٰ فی کتابہ "شفاء السقام"
 ردی عن عبد اللہ بن مسعود

یکہ عند تعاسی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے علم درمیان صرف حدیث وقتہ
 کا فرق ہے۔ اور یہ کہ احمد رضا خان اللہ
 تعاسی کی ذات وصحات سے متعلق علم کے
 علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے علم سے مستثنی
 نہیں آتا۔ کیوں کہ اس کے نزدیک حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کو سب سے

در احمد رضا خان کی سرکافلا صریحہ
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اشیا کے
 تفصیلاً جانتے ہیں جو عالم عیب و شہادہ
 میں ہیں۔ مولے ان اشیا کے حسین
 اس سے مستثنی کیا ہے

اور یہ کہ سنی سنہ پہنے رقع پر سنی
 آیت اور ان ضعیف شہادت سے نشان
 کیا ہے جس میں ہم پہلے ذکر کے کافی دہائی
 جواب دے چکے ہیں۔ اب ہم یہاں کہہ سکیں
 حدیثیں ذکر کرتے ہیں جو اس کے مد کوہ
 بالا دعویٰ کے باطل ہونے پر دلالت کر
 رہی ہیں۔

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ امام حافظ
 محترم تقی الدین سبکی رحمہ اللہ تعاسی علیہ

من اسبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال ان اللہ ملئکة سیاحین فی
 الارض یبلغون من متی
 السلام رواہ النسائی واسحاق
 اللہ ص و غیرہ من طرق
 مختلفة باسناد صحیح
 لا یریب فیہا الی سفیان الثوری
 من عبد اللہ بن السائب عن
 ردا ان عن عبد اللہ و حسن
 الثوری عن اسماعیل و عن حدیثی
 عبد اللہ بن السائب عن ابی ہریرۃ عن ابی
 اسحق و عبد اللہ بن السائب و ردا ان یوی
 یما مسلم و تھب ان معین فالاستدلال
 و رواہ ابو جعفر محمد بن
 الحسن الاسدی عن سفیان
 الثوری عن عبد اللہ بن
 السائب عن ردا ان عن علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن السبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
 اللہ ملئکة یسحرون فی
 الارض یبلغون صلوۃ من صلی

نے اپنی کتاب " شفاء العیض " میں فرمایا
 ہے کہ روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ حصص صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
 ہیں کہ آپ سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ
 فرشتے زمین میں سیر و سیاحت کرنے والے
 ہیں وہ کچھ میری امت کا سلام پہنچاتے
 ہیں۔ من حدیث کو نسائی و قاضی یمنیل
 و غیرہ نے مختلف طرق اور ایسی غیر مشکوک
 سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جو کہ
 سفیان ثوری و تھب پہنچتی ہیں اور سفیان
 ثوری نے عبد اللہ بن سائب اور اسود
 سے ردا ان سے اور اسود نے عبد اللہ
 بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ اور سفیان
 ثوری نے خود سننے کی تصریح کی ہے۔
 حیث کہ وایا ر حدیثی عبد اللہ
 بن السائب . قاضی اسمیل کی کتاب
 میں اسی طرح ہے۔ اور عبد اللہ بن سائب
 اور ردا ان سے مسلم نے بھی روایت کیا ہے
 اور ابن معین نے ان دونوں کو ثقہ قرار
 دیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اسناد بالکل
 صحیح ہے۔ وہی حدیث کو ابو جعفر محمد

علی من امتی۔

قال الدارقطني المحفوظ

عن زاذان عن ابن مسعود

يسلفوني عن امتي السلام و

قال بكر بن عبد الله الحرابي

قال رسول الله صلى الله عليه و

سلم حياتي خير لكم تحدثون

ويحدث لحكم فاذ امت كانت

دعائي خير لعمه تعرض علي

اعمالكم فان رأيت خير حدث

الله وان رأيت غير ذلك

استعمرت الله لكم ثم دحض

احاديث اخر كلفه بدل علي

عرض المشككة صورة منه

وسلامهم عليه صلى الله عليه

وسلم ثم قال نعم ذلك و

حكان مقصودنا جميع هذه

الاحاديث - بيان العرض علي

النبي صلى الله عليه وسلم وان

المراد به التبليغ من المشككة

له صلى الله عليه وسلم ما قاله

من امري في سفين ثوري ۱۰ سے انہوں

سے عبد اللہ بن مسائب سے اور رسول نے

زاذان سے اور اسہول نے علی مرتضیٰ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔ اور انہوں نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دوست

زمین میں پھرتے رہتے ہیں میری امت کا

جو شخص بھی مجھ پر وارد بھجوتا ہے وہ میرے

مجھ کے پیچھے ہے

راشعنی فرماتے ہیں کہ زاذان سے

بروایت ابن مسعود ۱۰ جو العاطل محمود میں

وہ یہ ہیں کہ وہ فرشتے مجھے میری مسند

سلام پہنچاتے ہیں

کہ میں عبد اللہ بن مسعود ۱۰ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض فرمایا میری

زندگی تمہارے لئے ستر ہے تم باتیں کہے

ہو تم سے باتیں کی جاتی ہیں ۔ جب میں دُعا

ہو جاؤں گا تو میری وفات تمہارے لئے

ستر ہوگی مجھ پر تمہارے اعمال میں کے مالک

کے گھر میں انہیں اچھا دیکھوں گا تو اللہ تعالیٰ

کا شکر ادا کروں گا اور اگر ستر نہیں دیکھوں

بہذا الاحادیث القوی ذکرھا
 الامام المشار الیہ فاحقہ ماہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لا یطلع
 علی صلوۃ وسلام من کان
 بعدا من قبرہ الشریف ولا
 من عمل امتہ الا بعد تنبیع
 المشککۃ لموکلین نہایت
 الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو
 کان لا امر حکمہ رغم مذکور
 من احاطۃ علمہ صلی اللہ
 علیہ وسلم بجمیع ما کان
 ویحکون تفصیلا من
 العربیات و الکلمات وما
 توقف اطلاعہ علی دلائل علی
 تنبیع المشککۃ الیہ لادھن
 علم اللہ طے المد کوۃ من یکون
 عالما بان فلانا و فلانا
 مثلا یصلی ویسلم علیہ
 لم وقت کذا و ان فلانا
 د فلانا یعمل کذا غیرا و شرا
 لم وقت کذا فحینئذ

کا تو پھر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغناء
 کروں گا۔ پھر اصول نے اور احادیث بھی
 ذکر فرمائیں جو سب کی سب اس بات پر دلالت
 کرتی ہیں کہ فرشتے آپ کی امت کے صلوۃ
 و سلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں کرتے
 ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ ان سب احادیث
 سے حاکم فقہیہ روایت کر رہے ہیں کہ
 فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے
 اعمال پیش کرتے ہیں اور یہ کہ فرشتے آپ
 تک صلوۃ و سلام پہنچاتے ہیں۔

پس یہ حدیث حسین امام الدین سبکی
 جرحہ علیہ سے ذکر کی ہے بالقی ہیں کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے صلوۃ
 و سلام پر خوشی سے قبر شریف سے دور ہو۔
 اور اپنی امت کے اعمال پر فرشتوں کے
 آپ تک پہنچانے کے بعد ہی مطلع ہوتے ہیں
 ہیں اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ احمدی
 حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کا علم جمیع اکان و مایکون کی جزئیات
 و کلیات کو تفصیلا محیط ہے تو آپ کا امت
 کے صلوۃ و سلام اور امت کے اعمال پر

ما الحاجة الى تبليغ الملكية
المذكورين المصرح به في
الاحاديث المذكورة -

لا يقال قد ثبت بالوسائل
القطعية كنه المسئلة اعمال
النبي وورد في احاديث
سوال ثمة المسئلة عن احوال
عباده وعرض المسئلة اعمال
العباد على الله تعالى فك اذن
ذلك لسلا يلزم عدم صلاح
الله تعالى على الاعمال المذكورة
قروا هذه الاحاديث على

الوجه المذكور فلا يلزم عدم
اطلاع رسول الله صلى الله
عليه وسلم على ما تعرضه
المسئلة عليه لانا نقول تاويل
ذلك في حق الله تعالى

واجب لاستحالة عدم العلم
بشيء في حقه اجماعا واما
تاويل ما يتعلق برسول الله صلى
الله عليه وسلم فلا يصار اليه

مطلع ہونا فرشتوں کے آپ تک پہنچا ہے
پر سرفروغ رہتا۔ کیوں کہ عاقل مذکور کے
لوازم میں سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
جانتے ہوں کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں وقت
میں آپ پر ورود و سلام بھیج رہا ہے۔ اور فلاں
فلاں شخص فلاں فلاں وقت میں اچھا یا برا
کام کر رہا ہے اس وقت میں فرشتوں کے
آپ تک پہنچنے کی کیا ضرورت ہے جس کی
احادیث مذکورہ میں تصریح کی گئی ہے

یہ اعتراض رکھنا جائے کہ فرشتوں کا
سردوں کے اعمال کا کھنڈا لیل قطعی سے ثابت
ہے اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں
سے اپنے بندوں کے عبادت کے بارے میں
سوال کرنا اور فرشتوں کا اللہ تعالیٰ پر سنا
کے عمل کا پیش کرنا آنا ہے۔ لہذا جس میں
اس کی تاویل کی جائے گی تاکہ نہ تمہارے کا
اعمال مذکورہ پر مطلع نہ ہونا لازم آئے گی
طرح میں احادیث کی بھی تاویل کر لی جائے گی
پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اعمال پر
فرشتے آپ پر پیش کرتے ہیں مطلع رہتا ہے
نہیں آئے گا۔ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ :

عدم الاستحالة المذكورة في
حقه بل يجب انقاذ علم
ظاهره لعدم ضرورة داعية
في التأويل كما هي الفت عدة
المقررة في نصوص التبرع
وفد ذكرنا ايضا في رسالتنا
الاولى .

انه صلى الله عليه وسلم
قال في حديث الجماعة يا قوتي
ما ستدني علي بن ابي طالب في داره
فيؤذن لي عليه عاذا رايته
رفعت ما جذا عبيد عنى مائة
الله اس يد عنى فيقول ارفع
محمد وقل يسمع واشفع
تسمع ورسلى تعطه قال فارجع
راسي فاستنى على رجب
قضاء و تحييد يعلى فيه هدد
للعديت الصحيح ما خلق ايضا
باسم الله يعلمه حيث
ما لم يعلمه قبل والله من
الثناء والتحييد وهذا ايضا

تاويل الله تعالى کے حق میں تو ضروری ہے
کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا علم نہ ہونا
اسی ناممکن ہے۔ اور جو احادیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشغول میں ان کی
تاویل کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا کیونکہ
آپ کو کسی چیز کا علم نہ ہونا محال نہیں ہے۔
لہذا ان احادیث کو ایسے ظاہر پر رکھا ضروری
ہے۔ کیوں کہ کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے
جو تاویل کی راہی ہو جب کہ یہ قاعدہ اصولی
شرعیہ میں ثابت ہو چکا ہے کہ بلا ضرورت
داعیہ کا کام کو پے ظاہر سے نہیں پھیرا جائیگی
درم سہلہ اپنے پہلے رسالہ میں بھی یہ
ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث
شعاعت میں فرمایا کہ امیر بن کعبہ میں
لوگ میرے پاس آئیں گے پس میں اپنے حب
سے اس کے گھر میں شعاعت کی اجازت
چاہوں گا مجھے شعاعت کی اجازت ملے
دی جائے گی۔ جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں
گا تو مجھ میں گرجاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ حب
نیک چاہیں گے مجھے مجھ میں پڑ رہے ہیں
میں پھر فرمائیں گے کہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

یجمل دعوی الحاحۃ للذکرۃ
کما لا یخفی

فان قال المدکور ان
القاء والتحمید الذی یدہمہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک
الوقت هو مما یتعلق بذات اللہ
تعالی وصفاۃہ بمتناسۃ
وقد استتب العلم لتعلق
ہذا اللہ فلا سابق لہ ما ہتہ
القی ذکرناھا۔

فالحواب عنہ نایہ
کاں مراد ذلک نایہ مما یتعلق
بذات اللہ تعالی وصفاۃہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلق
حیثہ بحکام یدل علی حکم
حکمہ، ذات اللہ تعالی و سبب
حقیقتہ وحقیقۃ صفاۃہ ہذا
لا یصح لان الحق عند علمہ
الظاہر وارباب الکشف الصحیح
انہ لا سبیل للتحقق الی معرفۃ
حقیقتہ تعالی وحقیقۃ صفاۃہ

انچھے اور فرمائیے آپ کی ذات سنی جانے گی
اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبر کی
جانے گی اور مانگیے آپ کو عطا کیا جائے
گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی راہ
میں دینا کروں گا جو اللہ تعالیٰ کے
اس وقت، سکھائیں گے۔ پس یہ حدیث
صحیح بھی مطلق ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ
آپ کو وہ عہد دینا سلائیں گے جو اس سے
پہلے آپ نہیں جانتے تھے اور یہ بھی حوالہ
مذکورہ کے احوائے کو مائل کر دیتی ہے صواب
کہ کلمی میں

اگر احمد رضا عاں بہ اعتراض کرے کہ
جو حمد و ثناء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
وقت انعام کی جائے گی وہ ان چیزوں میں
سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے
ساتھ متعلق ہیں۔ اور ہم ذات و صفات
سے متعلق علم کا پہلے استثناء کر چکے ہیں نہ
یہ ہم سے ذکر کر وہ احاطہ کے مستافی نہیں۔
تو جواب یہ ہے کہ اس حمد و ثناء کا
تعلق کی ذات و صفات سے متعلق ہونے

لا فب الدنيا ولا فب الاخرة
 واما حكايا الامر كذا الله فلا
 يمكن لاحد ايضا ان يطق
 بحكايا يكشف عن حقيقة تعالى
 وحقيقة صفاته وحقوق هذه
 السبلة العلامة محمد بن قاسم
 حسوس في شرحه على
 رسالة من عبد ربه وكر
 ان لا يصح له لا بد من
 احد حقيقة د نه تعالى ولا
 حقيقة صفاته وبقول ذلك عن
 القاضي واما بهر مبین
 حجة الاسلام و الامام المعمر
 في احكام حكاية و الاصح
 ان ذلك عام في الديور لاخرة
 وانه يدل له قوله تعالى ولا
 يحيطون به علما . قوله
 تعالى لا تدركه الابصار
 وبقول عن الواسطي به قال امور
 التوحيد حكايا حركات من هذه
 الآية ليس كمثله شيء لا به

سے اگر تیری مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم اس وقت ایسا کلام فرمائیں گے جو اللہ
 تعالیٰ کے کہ در حقیقت اور اس کی صفات
 کی حقیقت کے بیان پر دلالت کرے گا تو
 یہ درست نہیں اس لئے کہ علما و نظائر اور
 ارباب تصدیق کے نزدیک حق یہ ہے کہ
 وہ بار حقیت جس اللہ تعالیٰ کی حقیقت
 اور اس کی صفات کی حقیقت کی معرفت کی
 طرف مقرب کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں ہے
 پس جب حقیقت حال یہ ہے تو کسی شخص
 کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ یہ کلام کہے
 جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی حقیقت
 کھول دے

اس الیہ کے رسالہ کی شرح میرے
 علامہ محمد بن قاسم حسوس نے اس مسئلہ کی تحقیق کی
 ہے اور کر کیا ہے کہ صریح قرأت میں ہے کہ
 کون شخص نہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی
 حقیقت سمجھیں یا سمجھنا اور انہوں نے اس
 کو اپنی نکتہ کتابوں میں قاضی و غائبانہ بیان
 امام بحرین حجة الاسلام اور امام فخر الدین
 رازی سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے

عبر عن الحقيقة بشيء إلا
والله مصاحبة والمباراة
لاستحق تعاقب لا يفت على
مقداره لان عقل باعتدال
على السموات وعلى الارض
يشرف عليه مخلوقاته
كلام الماسطى -

ثم قال في الصلوة مع
المعقول من الاطالة تعظيم
حجبها لله وبالله تعالى وعلى
حجلا بل عجزها عن محاسن
صفتي مخلوقاته يكاد
ان يكون معلوما من
الدين ضرورة فاذا لا يفت
الله الا الله كما قال سبحان
قاله الحسيد ومضى على محقق
لا اله الا الله ما يؤيد ذلك
عن السومى في شرح
العبرى والصومى و
من الامام ابن عرفة انه
قال -

کہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ دنیا آخرت
دونوں میں سے ہے۔ اور یہ کہ ان پر آیت
ولا یجبون بہ علما " اور آیت
لستہ بحکۃ لامصار " ولست کرئی
ہے۔ اور واسطی سے علی کیا ہے کہ ان
نے فرمایا کہ تمام امور توحید آیت نہیں
کمتہ منہ " سے نکال گئے ہیں
اس لئے کہ اس حدیث سے حقیقت کی تفسیر کے
جائے علت اس کے صاحب ہوا اس
کی تفسیر ناقص۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
بیان نہیں کی جاسکتی۔ اس سے کہ بیان کرے
والاسموت پر مطلع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ
اس سے طہ و رزق میں کہ ان پر مخلوق طبع
ہو۔ جز ہوا کلام واسطی

پھر فرمایا کہ خدا ہی ہے کہ عقلیں
اس کی عظمت کہ باقی اور بڑے جمال و علم
کے اس سے عاجز ہوگی میں جگہ اس کی
مخلوقات میں اس کی صنعت کے عجائبات
کے اور اس سے عقلوں کا عاجز ہوا توفیق
قریب دیں کی یہی باتوں سے ہے
ذات ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے سوا کوئی

الا ان دراث الحقیقة معجز
 و ذلك نفس المعجز عين الحقیقة
 كقوله الصديق اول قائل
 انكر صحیبه او محسن مدیحة
 قال اشار لث فخر الصديق
 رضى الله تعالى عنه
 المعجز عن الادراك ادراك

وقال لحید سبحان من لم
 یحمل الخلق سبیلا
 معرفته الا بالمعجز عن معرفته
 و قد سمعنا من مد الله
 العرفه ما تم تینان الا عن
 والحدیث

وقال دولور مصری
 عرف الناس بالله اشد هم
 تحیر دیه

وقال سید العارفین صلی الله
 علیہ وسلم لا احصى ثناء
 علیک انت کما اتیت علی
 لعلک لا یختار قلب معنی
 والذی احادیث اخری استقصی

نہیں جانتا عیب کہ سفیان ثوریؒ اور
 حمید جدائیؒ کے دریا ہے اور محققین
 اسی مرتبہ پر رہے ہیں۔ پھر رسالہ کبریٰ و
 صفری کی تسرت میں کسری سے وہ چیز نقل
 کی ہے جو اس کی مرید ہے اور امام ابن
 عربی سے نقل کیا ہے کہ ہوں نے فرمایا۔
 از حرم شرف آگاہ ہو جاؤ کہ حقیقت کا
 اور ک عاجز کر دیتے والے ہیں اور نفس مجر
 کا دراک کر لینا عین حقیقت ہے۔ جیسا کہ
 (لو کہ) صدیق رضى الله تعالى عنه نے
 فرمایا ہے جو فخر صحیح کے ساتھ فی البیہ
 پسے واسے دلے ہیں۔

ثبات سے دریا کہ اس میں حضرت
 ابو بکر صدیقؓ کے اس فرائ کی طرف اشارہ
 ہے کہ وہ دراک سے عاجز ہو جا رہا ہے اور
 ہے ۔ ۔ حضرت حمیدؒ کے دریا پاک ہے
 وہ ذات جس سے مخلوق کے لئے پنی معرفت
 سے عاجز ہو جانے کے علاوہ اپنی معرفت
 کا کوئی راستہ نہیں بنایا۔

حضرت سیل بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں
 کہ معرفت کی عاریت وہ چیزیں ہیں۔

۱۶ وجہ ش - ۲۰ حیرت -

حضرت دو الون مہتری دہ مانتے ہیں
کہ لوگوں میں سب سے زیادہ حد کی معرفت
رہنے والا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے
بارے میں سب سے زیادہ متفرق ہو۔

اوسید رئیس علی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں کہ اللہ میں آپ کی تعریف کا حصہ
نہیں کر سکتا آپ پہلے ہی ہیں جیسا کہ آپ
سے خود اپنی تعریف کی ہے مختصر

اس بارے میں اور احادیث بھی ہیں جن کے
ذکر کا ہم اگر استقصاء کریں تو کلام طویل ہو
جاسکتا گا اور اگر تیری مردس کے علاوہ
کچھ دوسرے نہ ہمارے مطلوب نہایت ہو گیا کہ
تیرا عاقل مذکورہ کا دوسرے کرا باطل ہے
اگر تو حق تعالیٰ کی کہے کہ احمد رضا سے

اپنے مذکورہ رسالہ میں علم کی دو قسمیں کی ہیں
ایک علم دانی استقلال محیط - یہ تو اللہ تعالیٰ
کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔

اور دوسری علم حادث عاقلی محیط
ہستیات کے علاوہ یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا علم ہے اور اسی پر اس نے پہلے

ذکر ہا نطال الحکام وان کان

مرادیت غیر دالیت تمت مطلوب
من نطال و عوالت الاحاطہ
الذکورہ -

فان قلت انہ فی رسالہ
الذکورہ کہ قسم العلم ی
قسمین علم دانی استقلال
احاطہ و علم مختص بہات
اللہ تعالیٰ -

و علم حادث و علم احاطی
الایب استثناء و هو علم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و ساء
صلی اللہ علیہ وسلم ان کل یث
او حدیث فیہ علم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شئ
من النبیات الحسن او غیرہ
فامراد من دالیت ہی العلم الدانی
الاستقلالی الذی علم هو القسم
الاول لا ہی العلم الحادث الوہی
فاد اقلیل لہ فان اللہ تعالیٰ
و عندہ معانہ الغیب لا یعمہا الا

هو " مثله وانته صلى الله عليه وسلم قال لما سئل عن الساعة قبل وفاته شهر ام عليه السلام كفاني صحيح مثله قال في جواب ذلك النبي انما هو القسم الاول من العلم لا المتألف فلا يلزم من ذلك عدم علمه صلى الله عليه وسلم بشيء من ذلك بطريق اطلاع الله تعالى اياه عليه وهكذا قوله في بظاهر ذلك فما الجواب عن هذا

قلت الجواب الصحيح عن ذلك ان تقسيم العلم الى ما ذكره في معنى تقييمات العلم للذكورة في كتب الفلسفة وعلوم الكلام المحلوط بها هي وان كانت صحيحة في نفسها لحكمها من التدقيقات الفلسفية التي لا يعتبرها علماء واستوعق وارباب العقول السليمة في فهم

اس دعویٰ کو منیٰ کیسے کہ جس آیت یا حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہمات غنمہ و خیرہ میں سے کسی کی بھی غنمہ کی نسبت تو اس سے علم ذاتی استقلالیٰ کی نفی نہ رہے جو کہ پہلی قسم سے کہ علم ذاتی حقائق کی نفی جب اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " وعندہ معارف الغیب لا یعلمها الا هو " و حسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے ایک مہینہ پہلے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا " اس کا علم میرے صہبہ کے پاس ہے " جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے " تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ یہ علم منہجی علم کی پہلی قسم ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقائق ظہر پر حاشے کی نفی لازم نہیں آتی لہذا اس جیسے دیگر اعتراضات میں بھی اس کا یہی جواب ہے۔ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے ؟

میں کہتا ہوں کہ اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ اس کی ذکر کردہ علم کی تقسیم - علم کی بنیادیں کے معنی میں ہے جو فلسفہ اور اس کے ساتھ

معانی الكتب والسنن لان
 مشارها يؤدى الى اخرها
 معاني الكتب والسنن من
 ظواهرها الواضحة في
 مواضع كثيرة بلا ضرورة
 داعية الى ذلك ولان
 من هذا الباب يقتضى عدم
 التوقى بختيار من المصنوع
 الظاهرة الواضحة الدلالة و
 في ذلك ايقاع للتسليم في
 حيرة عظيمة وحل لغز
 الدرس الوثيقة ولا يحتمى ما في
 ذلك من المساد العظيم وحل
 ما ادرى في ذلك باطل مسموع
 شرها وبرهانها - جوابه مما
 ذكرنا لوجه المذكور باطل ولان
 قال الله تعالى الله اعلم حيث
 يجعل رسالته وقال هو علم
 بكم اذا ابتاكم من الارض واد اتم
 اجلة فاطون اما تذكروا
 تزكوا انفسكم هو اهل من اتقى

محمود عالم کلام میں مذکور ہیں۔ یہ تحقیقات اگر
 حیرتی واقعہ صحیح ہیں مگر فلسفی تحقیقات ہیں
 میں جس کا علم - شعاع اور عقول سلیمہ اس
 کتاب دست کے معانی سمجھنے میں کوئی مش
 میں کہتے کیوں کہ ان کا عقائد کرامت
 سے تحقیقات میں ان کے میں طاری درج
 معانی سے ہر کسی ضرورت داعیہ کے نکات
 پر فتح مکتبہ اور اس لئے بھی کہ اس درج
 کا ہونا ان سے ہی انصاف کے ناقابل اعتقاد
 ہوئے کہ ممکن ہے جو کہ بالکل ظاہر ہے
 معنی و واضح نکات کہنے والی میں۔ اور
 اس میں تو مسلمانوں کو بڑی حیرت اور شکر
 و شہادت میں ڈالنا اور دین کے مضبوط
 کوکھوں دیباہ ہے اور اس میں جو بڑا فائدہ
 وہ ملتی ہیں ہے۔ اور چیز اس تک پہنچنے
 وہ باطل ہے اور نہ غلط مسموع سے

پس احمد رضا خان نے ہماری بات کا جو
 جواب دیا ہے وہ مذکورہ وجہ کی ساری
 باطل ہے۔ اور اس ساری بھی کہ حق تعالیٰ کا
 ارشاد ہے کہ وہ زیادہ جانتے ہیں کہ کسی کو
 اپنا رسول مائیں - نیز اس میں ہے کہ۔

۱۰ وہ تم کو زیادہ جانتے اور عیب کے کم پکے
تھے ان کے پیٹ میں ہذا مت بیان کرو
اپنی خوبیاں و زیادہ جانتا ہے اس کو
سنے تعویذ، اختیار کیا :

اور فرمایا کہ تیرا ہی زیادہ جانتا ہے
ان کو جو اس کا راستہ سمجھ گئے اور وہی زیادہ
جانتا ہے ان کو جو ہدایت یافتہ ہیں :

اور بے شمار واقعات میں ثابت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوال
کی جہاں تو فرماتے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول
جہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ اور علم عرب میں
یہ مسئلہ ثابت ہو چکا ہے کہ افضل التفصیل کے
معنی یہ ہیں کہ متصل متصل علیہ کے ساتھ
نفس معنی مصدری میں شریک ہونے کے
ساتھ ساتھ یہ خصوصیت رکھتا ہے کہ اس
میں اس مصدر کے معنی زیادہ فی کے ساتھ پلٹے
جاتے ہیں جس سے افضل لتفضیل مشتق ہے۔
اس سے یہ بات حاصل ہوئی کہ آیات کریمہ
اور قول صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں "العلم"
کے معنی یہ ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس

وقال ان ربك هو علم من
صل عن سبيله وهو اعلم
بالهتة ين ۵ دلالة قد ثبت
في واقعات لا تحصى ان
الصحابة رضي الله تعالى عنهم
واسئلوا عن بعض الامور
بمصرفه صلى الله عليه وسلم
قار الله ورسوله عما اى من
ومن لمصر في امر العربية
ان معنى فعل التفصيل ان
المعمل يت رك للمعمل عليه
مع اختصاص مربية في
الفي الدعى متقون
مصدره الفعل التفصيل فتعمل
عن والاث ان معنى اعلم في
الآيات الحكيمية وقول الصحابة
ان الله سبحانه وتعالى يعلم
العلم التفصيل الذي لو توه و
يريد عليهم بالعلم محيط
جميع المعلومات وان رسوله
صلى الله عليه وسلم يشاركهم

فَالْعِلْمُ الدِّينِ أَوْ تَوْهٍ وَبِزَيْدٍ
عَلَيْهِمُ بِالْعِلْمِ الْعَظِيمِ الذِّمَّةُ
أَوْحَى إِلَيْهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَقَدْ
أَقْرَهُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى دَلَالَةِ هُوَ صَحِيحٌ قَطْعًا
وَلَا تَنْتَهِي صِحَّتُهُ إِلَّا أَدَا قَلْبًا أَنْ
الْعِلْمُ الْمَذْكُورُ فِي دَلَالَةِ
وَفِي مَقَاتِلِهِ مِنَ الْمَصُومِ
الشَّرْعِيَّةِ أَمَّا بِيَرَادِهِ مَطْلُوقٌ
الْمَذْكُورُ الذِّمَّةُ يَكْتَفِي بِهِ
لِلْمَصُومِ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ قَطْعُ النَّظَرِ
مِنْ تَقْسِيمَاتِ الْعِلْمِ الْمُسَمَّيَةِ
الْمَقَامِ مَعَهَا التَّقْسِيمِ الذِّمَّةُ
فَوَهَبَ إِلَيْهِ لَمْ يَكُنْ .

قبل علم کو بھی جانتے ہیں جو انہیں دیا گیا
اور اللہ تعالیٰ ان پر بڑے ہونے میں اس
علم کے ساتھ جو جمیع مخلوقات کو محیط ہے
اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ساتھ اس علم میں شریک ہیں جو نہیں دیا
ہے اور اس عظیم علم کے ساتھ بڑے ہونے
میں جس کی اس کی طرف اللہ تعالیٰ عائد
ہے وحی کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو اس پر ثبات رکھا
نہ صرف بلکہ ثابت ہوا کہ یہ یقیناً صحیح ہے
اور اس کی صحت اس وقت تک مکمل نہیں ہو
سکتی مگر جب کہ ہم یہ کہیں کہ اس میں وہ
اس کے مثل دیگر مصروف شریعت میں جو مسلم
مذکور ہے اس سے مراد مطلق دراک سے
جس سے معلوم اپنی اصل حالت پر نہ کشف
ہو جاتا ہے۔ قطع نظر علم کی فلسفی تقیبات
سے جن میں سے وہ تقسیم بھی ہے جس کی
طرف احمد رضا خاں گیا ہے۔

پانچویں دلیل

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کہ پہلی
دلیل سے واضح ہو چکا ہے کہ آیت

الوجه الخامس

حاصلہ امہ کیا تصحیح من
الوجه الاول انہ تفسیر قولہ

مذکورہ

وہو سا علیک لکتاب نبیا ما

لکھل متی و . بالمعنی العام

کتاب ادعاہ من تفسیر

سبھی سے نہیں لکھ ہمان

تفسیرہ مذکور من التفسیر

المرود و لسا مذکورہ و هو

ان نمة الیدی قد سرھو

فالمصر لکنت اللہ ب

یکون جا معا معلوم حسنہ عز

سعدھا ، النمة لان لھا یعرف

شرم معمرات المصاظ و

مدولایہ بحسب الوضع قال

مجاہد لا یجوز لاحد یؤمن

باللہ و لیوم الاخر ان یتکلم

فکتاب اللہ داسہ یکن

عالم معات العرب .

لثانی ، النحولان المعنی

تفسیر و یختلف باختلاف

الاعراب فلا بد من اعتبارہ .

الثالث ، التصریف لان بہ

ونولنا علیک الکتاب نبیا ما

لکھل متی و . کی تفسیر اس معنی عام کے

ساتھ جس کا حمد صاخان نے دہرائے کیا

سے وہ تفسیر ہے جس سے روکا گیا ہے .

ہاں ہم یہ بیان کریں گے کہ حمد صاخان

کی مذکورہ تفسیر ان دلائل کی بناء پر جو ہم بھی

ذکر کر رہے ہیں مردود تفسیر ہے . اور وہ یہ

ہے کہ اندرین نے قرآن پاک کی تفسیر کرنے

والسکے لئے شرط لگائی ہے کہ وہ پندرہ

علوم کا جامع ہو .

۱ . لغت ، اس لئے کہ مفرد الفاظ

کی شرح اور وضع کے اعتبار سے ان کے

دولات کا علم ہی سے ہوتا ہے . صحیح

مجاہد نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ اور

قیامت کے دن کے دن پیمانہ لکھتا ہے

اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ قرآن پاک

میں کلام کرے جب تک کہ وہ لغات عرب

کو نہ جانتا ہو .

۲ . نحو : اس لئے کہ اعراب کے سلا

سے معنی بدل جاتے ہیں لہذا اس کا اعتبار

کرا ضروری ہے .

تصوف الابنیۃ والصیغ۔

الرابع، الاشتقاق لاسم

الاسم اذا كان اشتقاقه من

ما دسین مختلفین مختلف

بالاختلافهما

الخامس، والسادس،

والسابع، المعنی والسیار۔ و

المبدی، لانه يعرف باللاق

حواس تراکیب الحکلام من

حملة اعدادها المعنی

والثانی، حو صها من

حیث اختلافها بحسب وضوح

الدلالة وخفائها۔

وہدایت، وحی، تحسین

الحکلام وصفہ العلوم الثلاثة ہی

علوم السلاعة وہی من عظم امکان

المفسر لانه لا بد له من مراعاة

ما يقتضيه الاعجاز وانما يدرك

بعض العلوم۔ قال السجکانی

اعلم ان شان الاعجاز عجیب

یدرک ولا یمكن وصفه کاستقامة

۳ : تصرف، اس لئے کہ یہ

بنائیں اور صیغہ مطوعہ ہوتے ہیں۔

۴ : اشتقاق، اس لئے کہ ایک

اسم کا اشتقاق جب دو مختلف مادوں سے ہو

گیا تو مادہ کے اختلاف سے حروف مختلف

جائے گا۔

۵ : ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، معنی، بیان،

اس سے کہ علم معانی کے ذریعہ افادہ معنی

حیثیت سے کلام کی ترکیبوں کے حوالہ

ہوتے ہیں۔

اور علم بیان کے ذریعہ معنی پر دلالت

کے ظاہر پر مبنی ہونے کے اعتبار سے کلام

کی مختلف ترکیبوں کے حوالہ معلوم ہونے پر

اور علم بیان کے ذریعہ کلام کی ترکیبوں کے

طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ قیوں اور

بلاغت کے علوم میں اور علوم بلاغت سے

مفسر کی آگاہی بہت اہم ہے اس لئے کہ

مفسر کے لئے احباب قرآن کے تقاضوں کی

رعایت کرنا ضروری ہے اور یہ تقاضے ہیں

علوم سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ سکاکی

فرمایا۔ جان سے کہ احباب کی شان عجیب

الون تہ راک ولا یمكن وصفها
بکاملاحة ولا طریق لل
بحصیلہ لفیہ دوحی العطرة
السلیمة الا التمرن علی علی
طمانی والبیان۔

الثامن : علم القراءة .

انہ یعرف حکمیة الطوق
القرن وبالقررت یترجع
من رجوع المحتملة علی بعض .
التاسع : اصول الدین ،
ساق القرآن من الآیات الدالة
بظہرہا علی ما لا یحوز علی
لہ تعالیٰ ما لا صوی یؤل دلتک و
ستدل علی ما یستحیل وما یجب
وما یحوز ۔

العاشر : اصول العقہ .

انہ یعرف وجہ الاستدلال علی
لاحکام والاستنباط ۔

الحادی عشر : اسباب النزول

والقصص : اذ بسبب القروا
یبرر معنی الآیة المنزلة فیہ

اس کا ادراک تو ہو سکتا ہے لیکن اس کا بیان
ممکن نہیں جیسا ستقامت ورن کر اس کا ادراک
تو ہو سکتا ہے مگر سے بیان کرنا ممکن نہیں۔
اور جیسے علامت قدرت سلیب رکھنے والوں کے
علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے علم معانی و
بیان پرشخ کر لے کے علاوہ اس کے حاصل
کرنے کا وہ کوئی طریقہ نہیں۔

۸ . علم قرارة : اس سے علم قرارة
کے ذریعہ قرآن کے نطق کی کیفیت معلوم
ہوتی ہے ۔ ۹ . قرارة کے ذریعہ بعض وجوہ
محمّد کو نص پر ترجیح حاصل ہو جاتی ہے ۔

۱۰ . اصول دینی : کیوں کہ قرآن میں
ایسی آیات بھی ہیں جو بظاہر یہی معنی پر دلالت
کرتی ہیں جن کے اخلاق شدہ تفسیر پر جانر
نہیں۔ پس اصولی اس کی تاویل کرے گا اور
ذیہ پیش کرے گا ان امور پر جو شدہ تفسیر
کے لئے محال ہیں اور ان امور پر بھی جو اللہ
تعالیٰ کے لئے واجب ضروری یا ممکن ہیں۔
۱۱ . اصول فقہ : کیونکہ اس کے
ذریعہ احکام پر استدلال اور استنباط کا طریقہ
معلوم ہوتا ہے۔

کی تصریحات نقل کرتے ہیں۔

پہنانچہ ہم کہتے ہیں۔ حافظ بن کثیرہ
آیت "ان الله عنده علم الساعة"
کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ غیب کی دو
گنجیں ہیں جس کے علم کو اللہ تعالیٰ نے
اپنے لئے منتخب کر لیا ہے اور کوئی بھی نہیں
خدا تعالیٰ کے بتلانے بغیر میں جانتا ہے
قیامت کے وقت کا علم نہ کسی فرستادہ پیغمبر
کے اور نہ کسی مقرب فرشتے کو اللہ تعالیٰ
جی س کو اس کے وقت پر طبر فرمایا ہے
ایسے ہی بارش برسانے والے وقت
کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔
لیکن جب وہ بارش برسانے کا حکم دیتا ہے
تو جو طائفہ بارش پر مستقر ہیں جان لیتے ہیں۔
اور دوسری مخلوق میں سے ہے اللہ تعالیٰ
چاہے اسے اس کا علم ہو جاتا ہے۔

اور یہی ہی ارحام میں جو اللہ تعالیٰ
پیدا کرنا چاہتے ہیں اس کا علم بھی سوائے
ان کے کسی کو نہیں۔ لیکن جب وہ اس کے
ذکر یا مؤنث نیک یا بد ہونے کا حکم دیتے
ہیں تو اس پر مہمور فرشتے اور دوسری مخلوق

التق استأثر الله بعلمها فلا
يعلمها احد الا بعدا علامه
تعالى بما فعلهم وقت الساعة
لا يعلمه سى موسى ولا علات
مقرب لا يعلمها وقتها الا هو
وكذا . ف انزال العيث لا يعلمه
الا الله ولكن اذا امر به
علمته الملكة الموحدة
بهذا الله ومن يشاء الله من
خلقه . وكذا لا يعلم ما
في الارحام معايريد ان
يخلقه تعالى سواه ولكن اذا
امر بكومه ذكرا او انثى
شقا او سعيدا علم الملكة
الموحدة بهذا الله ومن
شاء الله من خلقه . وكذا الله
لا تدري نفس ماذا تكسب
خدا في دنياها و آخرها
وما تدري نفس باى لوض
تموت في مله او غير من
ايت بلاد الله مكان لا علم

لاحد بدالك وهذه تسمية
بقوله تعالى وعده مفتاح
الغيب لا يعدها الا هو الآية .
وقد وردت اللفظة بتسمية هذه
الحسن مفتاح الغيب ثم نقل
عن الامام احمد حديثا عن
ابن عمر رضى الله تعالى
عنه يقول سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول حسن
لا يعلمهن الا الله عز وجل
اللفظة عند علم الساعة
الحديث .

وقال صحيح الاسناد ورواه
عن ابن عمر رضى الله تعالى
عنه رسول الله صلى الله عليه و
سلم مفتاح الغيب حسن
لا يعلمهن الا الله ان الله
عده علم الساعة الحديث
قال الفرد با حراجه البخارى
في صحيحه قال ورواه
وجه آخر عن ابن عمر

میں سے جسے خدا تعالیٰ چاہیں وہ جان لیتے
میں ۔ اور ایسے ہی کوئی نہیں جانتا کہ وہ
دنیا و آخرت میں کل کیا کما لے گا ۔

اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں
موسے کا اپنے شہر میں یا کسی دوسرے میں ایسی
کاکسی کو علم نہیں اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے
اس قول سے وعده مفتاح الغيب
لا يعلمهن الا هو کے مشابہ ہے ۔
وہ حدیث میں ان پانچوں کا نام مفتاح الغيب
رکھا گیا ہے ۔ پھر امام احمد سے ایک
حدیث رسول سے نقل فرمائی ہے کہ حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ چیزیں
ایسی ہیں جنہیں اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں
جانتا ایسی ان اللہ عده علم الساعة
الحديث ۔

اللہ حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ حدیث
صحیح الاسناد ہے ۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے بروایت امام احمد مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مفتاح الغيب“

پانچ چیزیں ہیں۔ جنہیں خدا تعالیٰ کے سرا
کرتی میں جانتا یعنی ان اللہ عندہ علم
الساعة الحدیث۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس حدیث
کو صرف امام بخاری روایتی "صحیح" میں
لائے ہیں۔ اور حافظ بن کثیرؒ نے فرمایا کہ
امام بخاریؒ نے ایک روایت سے بن
عمر بن العلاءؒ سے روایت کیا ہے
آپؐ سے فرمایا کہ سی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ "محتاج خیب" پانچ ہیں۔
پھر آپؐ نے آیت **وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَم**
علم الساعة پڑھی۔

حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اس کی روایت
میں بھی امام بخاری نے منقرض ہیں۔

بن عمر بن العلاءؒ سے روایت
امام محمدؒ روایت ہے کہ بعض صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مجھے ہر چیز کی چابیاں دی گئی
ہیں۔ سوائے پانچ چیزوں کے۔ یعنی
ان اللہ عندہ علم الساعة الحدیث
امام محمدؒ نے بطریق آخر ابن عمرؓ
اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مذکور روایت کی

قال قال النبي صلى الله عليه
وسلم مما تبيح العيب خمس
ثم قرأ انت لله عند
علم الساعة - قال نورد به
يحيى

وعن حماد عن ابن عمر
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
اوتيت مما تبيح كل شيء لا
الحسن ان الله عند علم الساعة
الحدیث۔

وعنه من طريق حماد عن
ابن عمر عن الحدیث المذكور
وزاد في اخره قال قلت له
مت سمعته من عند الله ما
نعم كثر من حسين مرة ثم
قال حدیث ابن عمر عن رسول
وذكر ان البخاری اخرج
في تفسير الآية المذكورة
وساق الحدیث في قوله
صلى الله عليه وسلم ما استلوا
عنهما باعلم من السائل وقال

ساحل تلك من امثرا طما
 الحديث الى قوله صلى الله عليه
 وسلم في خمس لا يعلمهن
 لا الله انت الله عند علم
 الساعة وينزل الغيث ويعلم
 ما في الارحام الآية الحديث
 وقال درواه المخارعب
 بعنا في كتاب الایمان
 رسم من طرق تم ذكر
 ان الامام احمد اخرجہ عن
 ابن عباس وساق الحديث
 ان قال يا رسول الله حدثني
 عن الساعة قل رسول الله
 صلى الله عليه وسلم هي سبعون
 سنة في خمس لا يعلمهن الا الله ان
 الله عنده علم الساعة وينزل
 الغيث الحديث قلت قوله صلى
 الله عليه وسلم هي سبعون
 سنة في خمس لا يعلمهن الا الله
 صريح على من يزعم
 من الفلاة ان معنى قوله صلى الله

ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ لو
 نے مروی حدیث سے کہا کہ آپ نے خود یہ حدیث
 عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 سنی ہے ، انہوں نے کہا میں آپ سے
 دوسرے زیادہ ۔ پھر ماقول ابن کثیر نے
 ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل
 کی ہے ۔ اور مطلب ہے کہ امام بخاری نے
 آیت ذکرہ کی تفسیر میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے
 اسی حدیث میں ہے کہ قیامت کے وقت
 کی تعیین کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب
 میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس سے
 اس کا سوال کیا جا رہا ہے وہ خود سائل
 سے زیادہ نہیں جانتا ۔ اور فرمایا کہ البتہ قیامت
 کی چند نشانیاں سننے دیتا ہوں ۔ پھر آپ
 فرمایا کہ وقت قیامت کی تعیین کا علم
 تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ
 تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ، جن کا ذکر
 آیت ان الله عنده علم الساعة
 میں ہے ۔ حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ
 امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب
 الايمان میں بھی نقل فرمایا ہے ۔ اور

علیہ وسلم فی الروایۃ الخضری
 ما المسکول عنہا با علم من
 السائل انه وجب علیہما
 السلام متساویان فی العلم
 بها ثم ذکر عن الامام احمد
 حدیثا عن رجل من بنی عمرو
 فی هذا المعنی وقد اخرجہ
 ان الرجل المدحکود قال لعنی
 صلوات اللہ علیہ وسلم بعد
 ثقی من العلم ثم لا تعلمہ
 قال قد علمنی اللہ عز وجل
 غیرا و انت من العلم ما لا
 تعلم الا اللہ عز وجل النفس
 ان اللہ عندہ علم السامعۃ
 ویقول الغیث ویعلم ما لم
 الارحام الایۃ قال وهذا اسناد
 صحیح قال وقال ابن ماجہ عن
 مجاہد جاء رجل من اهل
 البادية فقال ان امرأتی حلی
 فاخبرنی عائلہ وموتی بک وبلائہا بحجۃ
 فاخبرنی متی میقول الغیث

امام سلم نے متعدد طرق سے اس حدیث
 کو روایت کیا ہے۔ پھر حافظ ابن کثیر نے
 ذکر کیا کہ امام احمد نے بروایت ابن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کو نقل فرمایا ہے
 بعد اس میں ہے کہ سائل نے کہا یا رسول اللہ
 مجھے بتائیے قیامت کب آئے گی، آپ
 نے فرمایا سبحان اللہ یہ ان پانچ چیزوں میں
 سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی
 نہیں جانتا جن کا ذکر آیت ان اللہ
 عندہ علم السامعۃ میں ہے
 صاحب غایت المامول فرماتے ہیں میں
 کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آیہ
 ارشاد ان غالی یوگوں پر صریح رہے جو
 کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل
 علیہ السلام دونوں وقت قیامت جاسے
 میں برابر ہیں وقت قیامت کہ جنتے میں
 پھر حافظ ابن کثیر نے اسی کے ہم من یک
 اور حدیث قبیلہ نو عامر کے ایک آدمی سے
 بروایت امام احمد نقل کی ہے جس کے آخر
 میں ہے کہ شخص مذکور نے حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم سے کہا کیا کوئی ایسا علم بھی ہے جو آپ

وقتہ علمت متی ولدت فاحدثی
متی اموت فامزل لله عزو
جل " ان الله عنده علم
الساعة فی قوله علیه
قال مجاهد وھی مفاتیح
الغیب الثم قال الله تعالی
وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمها
الا هو رواه ابن الجراح
وابن جریر۔ ثم ذکر من
ماثثة وقناة ما یؤید ذلك
و باختصار۔

وتحکم العلامة العظیم
الشریف علی الآیة المذكورة
فی تفسیرہ بحکام قریب من
حکام الحافظ ابن کثیر۔

ومن جملة ما ذکر عن قتادة
قال غس من الغیب استأثر
الله بهن فلم یطلع علیهن ملئکا
مقربا ولا نبیا مرسلان
الله عنده علم الساعة فلا
یدری احد من الناس متی

نرجاتے ہوں ، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے مجھے حیر و بھولائی کی باتیں سکھائی ہیں اور
یقیناً ایسا بھی علم ہے جسے اللہ تعالیٰ کے
سوا کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً وہ پانچ چیزیں
ہیں کا ذکر آیت ان الله عنده
علم الساعة۔ میں ہے۔

حافظ ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح
علاحد ہے۔ عاقل ابن کثیر فرماتے ہیں
کہ ابن ابی نجیح حضرت کہا ہے روایت کرتے
ہیں کہ بدویوں میں سے ایک شخص حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیوی
حاضر ہے آپ مجھے بتائیں کہ وہ کیا بنے
گی ؟ اور ہمارے علاقے بارش دھونے
کے باعث خشک ہو چکے ہیں آپ مطلع
فرمائیں کہ کب بارش ہوگی ؟ اور میں جانتا
ہوں کہ میں کب پیدا ہوا تھا۔ آپ مجھے
بتائیں کہ میں کب مر دوں گا ؟ تو اس پر حضور
قدس آیت ان الله عنده علم
الساعة کا علیہ خیر۔
کازل فرمائی۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہی مفاتیح الغیب

فَقَوْمُ السَّاعَةِ فِي أَيْ سَنَةٍ
وَلَا فِي أَيْ شَهْرِ أَيْلَامِ نَهَارِ
وَيُنْزَلُ الْفَيْثُ فَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ
مَتَى يَنْزِلُ أَيْلَامِ نَهَارِ
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ فَلَا
يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا فِي الْأَرْحَامِ
أَفْكَرًا أَمْ أُنْثَى أَحْمَرًا
أَوْ ذَكَرًا وَلَا تَدْرِي فَنَسْ مَا
ذَا تَكْسِبُ غَدًا أَخِيرًا أَمْ مُشْرًا
وَمَا تَدْرِي فَنَسْ هَايَ أَرْضِ
تَمُوتُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ
يَدْرِي أَيُّ مَضْجَعِهِ مِنْ
الْأَرْضِ أَيْ بِحَرَامٍ أَمْ بِمَنْزِلِ
مَجْلِ أَمْ جَبَلٍ -

وَمَنْ لَبَّ أَمَامَةَ رَحْمَةِ
اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ أَنْ اْعْرَابِيَا
وَقَفْ عَلَى طَنْبِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَسَلَامُ يَوْمٍ بَدَأَ عَلَى فَاقَةِ لَهُ
عَشْرَاءُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا فِي
بَطْنِ فَاقَةٍ هَذِهِ فَقَالَ لَهُ
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ دَعْ عَنْكَ

میں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ سنتا ہے
ہے ۔ و عندہ مفاقم العیسر
لا یعلمہا الا هو " اس روایت
کو ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ
کیا ہے ۔ پھر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
حائشہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے وہ روایات نقل کی ہیں جو اسی کی تائید
کرتی ہیں ۔ انتہی مختصراً

علامہ خطیب شہر عینی نے بھی اہل بیت
ذکرہ کی تفسیر میں قریب قریب اسی روایت
کی ہیں جو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ
منقولہ ابن کے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا یہ قول ہے کہ پانچ خلیفہ علیہ السلام
کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ حاصل کر
لیا ہے ۔ لہذا کسی مقرب فرشتے کو ان پر
مطلع کیا اور نہ کسی پیغمبر کو ۔ جو شہ قیامت
کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے پس
کوئی شخص نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی
کس سال اور کس پچھنے میں واقع ہوگی ؟
رات میں آنے کی یا دن ! اور اللہ تعالیٰ
ہی بارشیں برساتے ہیں پس کوئی نہیں جانتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وصلى الله حتى احمر
 وقعت ست عليه وقت بطنه
 ولد منه فاعرض عنه
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 ثم قال ان الله يحب كل
 حم كريم ويطهر كل
 قاس لیسیم متفحش ثم قل
 عن الابرار فقال خمس
 لا يعلمهن الا الله الله
 عده علم الساعة الآية
 وعن سمه بن الاكوع
 قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 في قمة حمرا
 اذ جاء رجل على فرس
 فقال له من انت قال انا
 رسول الله قال متى الساعة قال
 عيب وما يعلم الغيب الا الله
 قال ما خلف بطن فرسي قال
 غيب وما يعلم الغيب الا الله
 قال فمتى نمطر قال عيب وما

کہ درش کب برے گی۔ رات میں برے گی یا
 دن میں۔ اور وہی جانتے ہیں جو کچھ انہوں
 میں سے۔ پس کوئی نہیں جانتا کہ انہوں میں
 کیا ہے ؟ مذکور ہے یا مؤنث ، سرخ ہے
 یا سیاہ ، اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا
 کہے گا خیر یا شر ، اور کوئی نہیں جانتا
 کہ کس زمین میں برے گا کسی کوئی نہیں جانتا
 کہ میں کے کس حصے میں اس کی قبر ہوگی
 میں جو کی باتری میں ، کسی زم میں میں ہو
 گی یا نہ ہو ؟

صحرت جو امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مروی ہے کہ ایک بدوی جنگ سے
 اپنی دس ماہ کی حاملہ اونٹنی پر سوار ہو کر نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہو۔ اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے ؟
 اس پر ایک انصاری نے اس سے کہا کہ رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت کمر
 میرے پاس ؟ میں تجھے بتانا ہوں۔ تو نے
 اس اونٹنی سے جناح کیا ہے اور اس کے
 پیٹ میں تیرا ایک بچہ ہے۔ رسول اللہ صلی

يعلم الغيب الا الله -

ومن مت معوذ قاست
دخل على رسول الله صلى
الله عليه وسلم صبيحة عرسى
ومدعى جاريتان تغنيان
وتقولان ويا من يعلم
ما في هذا قال ما هذا
فلا تقولاه ما يسمع ما في
عندنا الا الله -

قال العلامة القسطلاني
في شرح البحار في تفسير
سورة الاحقاف في موقوله
تعالى ويرون الغيب فلا
يسلرونه من غير
تقدير ولا تاحير ولا
بلد لا يجاور به لا هو ولا
اذا امر به علمت ملائكته
الموتى كلون به ومن شاء
الله من خلقه - ويعلم ما في
الادحام مما يريد ان يحلقه
اذكركم ان انثى انا ام نافع

اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری سے سنا پھر
لہذا اللہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کرنے والے
ایک آدمی کے تحت فرماتے ہیں اور برکت
دل کیسے ہر ماں دے عیسا سے بخش رکھے
ہیں۔ پھر آپ ہادی کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں خدا
تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر آپ
نے آیت اب لکھ عندہ
علم الساعة " (پڑھی)۔

حضرت سلم بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ قبہ میں تشریف
فرماتے تھے کہ گھوڑی پر سو ایک شخص آیا۔ اور
دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے
فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ کب
لگاتار مت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا
یہ عیب کی بات ہے، اور غیب کی باتیں،
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ
کہنے لگا میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟
آپ نے فرمایا کہ یہ غیب کی بات ہے، اے
غیب کی باتیں، خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں

جاتا۔ وہ مدوجی پیر لاکھ ہارن کب برے
گی وہ آپ نے فرمایا یہ خیب کی بات ہے
اور عیب کی باتیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی
ہیں حاتم۔

خست نمودی اللہ تعالیٰ سے مراد ہے
جسے کفر مانتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم میرے ولیہ کے دن کی صبح میرے
پاس تشریف لائے۔ میرے پاس دوڑا کیوں
کار ہی تھیں اور کہہ ہی تھیں کہ ہم میں ایک
ایسا نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہو گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ تم
دونوں یہ بات مت کہو اللہ تعالیٰ کے سوا
کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہو گا۔

علامہ قسطلانیؒ بخاری کی شرح میں
سورۃ النعام کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے
فرمان "ویدلون الفیث" کے معنی
ذیل میں فرماتے ہیں کہ "اس لئے کوئی نہیں
جانتا کہ ہارن برساتے گا صحیح صحیح وقت بغیر
کسی تقدیم و تاخیر کے۔ اور خاص کس شہر
میں برے گی۔ مگر جب اللہ ہارن برساتے
کا حکم دیتے ہیں تو جو ملاحظہ اس پر مقرر ہیں

لا احد سواه لكن اذا امر
بكونه فكونوا او انكف
وشقيا او سعيدا علمه
المستحكة الموحلون به الله
ومن شاء الله من خلقه
وقال العلامة سمعيل
حقى في روح البيان ما يوافق
ذلك ثم قال فسلم ان العيب
محتص بالله تعالى وما
يروع عن الانبياء والاولياء
من الامار عن الغيب
فيتعظيم الله تعالى ما بطريق
الوحي او بطريق الانعام و
الكشف فلا ينافي ذلك
الاحتصاص علم الغيب مما
لا يطع عليه الا الانبياء و
الاولياء والمستحكة كما استار
اليه نقوله عالم الغيب فلا
يظهر على غيبه احدا الا
من ارتضى من رسول -
ومنه ما استأثر لنفسه لا يطع

علیہ ملائک مقرب ولا سی
 مرسل کما اشار الیہ
 بقولہ ۔ و عندہ معاتج
 الغیب لا یعلمها الا هو
 و منه علم الساعة فقد
 اخفی الله علم الساعة
 لکن اماراتھا بات من
 لسان صاحب التمرح لم
 ما قال و فی تفسیر الامام
 ابی جریر الطبری و
 الامام فخر الدین الراغب
 و الامام ناصر الدین البیضاوی
 و الجلالین و حاشیہ
 موافقة ذالک ایضا فراجع
 تفاسیرهم ان مثلت
 فان قلت قال الله تعالی
 فیما یفروت کل امرحکم
 قال العلماء فی تفسیرها ان
 الله سبحانه و تعالی یقضی
 فی تلك الیلۃ القیمۃ لیلة
 القدر علی الاصح امر السنة

انہیں اور مخلوق میں سے جسے اللہ تعالیٰ
 چاہیں اسے اس کا علم حاصل ہو جائے
 اور جو کچھ اللہ تعالیٰ جموں میں پیدا کرنا چاہے
 میں وہی جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سر
 کئی نہیں جانتا کہ وہ ذکر ہے یا نوث،
 مکمل ہے یا ناقص، لیکن حسب اللہ تعالیٰ
 اس کے ذکر یا نوث اور ایک یا دوم
 کا حکم دیتے ہیں تو اس پر مود فرشتے اور
 دوسری مخلوق میں سے جسے اللہ تعالیٰ
 چاہیں وہ جان پیتے ہیں۔ انتہی۔

تفسیر روح البیان میں علامہ سنبل
 حقی سنہ اسی کے موافق بات کی ہے۔ پھر
 فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حبیب اللہ تعالیٰ کی بات
 خاص ہے۔ اور انبیاء و اولیاء سے حبیب
 کی خبریں دینا مروی وہ اس بناء پر ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ وحی یا الہام بخش
 کے نزدیک رکھا ہے۔ اس سے علم غیب کے
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے سالی ہیں
 ہے جس پر انبیاء و اولیاء اور فرشتے اللہ
 تعالیٰ کے بتولنے کی وجہ سے جہتے ہیں
 جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے

لَمْ يَمْلِكُوا فِيهَا مِنْ
يَمُوتُ وَمَنْ يُولَدُ وَرِزْقُ
حُكْلٍ وَاحِدٍ مَا يَحْصُلُ فِي
تِلْكَ السَّنَةِ مِنْ مَصِيبَةٍ
وَمُسْتَدَةِ وَرِغَاءٍ لِمَنْ حِينَ
ذَلِكَ وَهَذَا يَقْتَضِي
إِطْلَاعَ مَلَكَ الْمَوْتِ عَلَى مِلَّةِ
مَنْ يَمُوتُ فِي تِلْكَ السَّنَةِ وَاللَّيْلُ
الْمَوْحِلُ بِالْأَمْطَارِ عَلَى
مَا يَحْصُلُ فِي تِلْكَ السَّنَةِ
مِنَ الْأَمْطَارِ وَالْمَلَائِكَةُ
الْمَوْحِلُ بِالْأَرْحَامِ عَلَى مَا
فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ فِي تِلْكَ
السَّنَةِ مَا الْحَوَابِ مِنْ
ذَلِكَ۔

قَسَمْتُ الْحَوَابِ عَنْ ذَلِكَ
أَنْ تَعْلَمَ أَنْ مَعْنَى اخْتِصَاصِ
اللَّهِ تَعَالَى بِالْمَقِيبَاتِ الْخَمْسِ
وَبِحُكْلِ غَيْبِ أَنْبَاءِ تَعَالَى
مَحِيطٍ مِنَ الْأَنْزِلِ إِلَى
الْأَبَدِ بِالْمَعْلُومَاتِ حُكْلًا مَا كَلَّ

اس فرمان میں اشارہ کیا ہے کہ غیب کا
جاننے والا وہی ہے پس وہ اپنے غیب پر
کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اسے برگزیدہ
پیغمبر کے۔ اور اسی میں سے وہ ظلم فیض بھی
سب سے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر
لیا ہے۔ اس پر کسی مقرب فرشتے کو مطلع
کرتا ہے اور پیغمبر کو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس کی طرف آیت ۔ مَعَهُ مَفَاتِحُ
الْغَيْبِ لَا يُعْلِمُهَا إِلَّا هُوَ۔ میں اشارہ
فرمایا ہے۔ اور اسی میں سے قیامت کا علم
بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے۔
لہذا اس کی کچھ نشانیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی بانی معلوم ہو گئی ہیں۔

عام ابن جریر طبری۔ امام فخر الدین
رازی۔ امام ناصر الدین البیضاوی، رحمۃ اللہ
علیہم، کی تفسیروں اور عبدالمین اور اس کے
مواشی میں اسی کے موافق کو جو دہے۔ اگر
تم چاہو تو ان کی تفاسیر میں ملاحظہ کرو۔
اگر تر اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے ۔ فِيمَا يَضْرُقُ كُلِّ مَنْ حَكِيمٌ
کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ کیا جائے

متناہیا و ما حکا من منها
 غیر متناہ و با افراد ہا جمیعہا
 و ما ممکن ہا من الصفات
 و الاحوال حکلیہ و حرثیہ
 علم و حہ التعمیل التام
 بحیث انہ تعالیٰ لا یرداد
 علما بشئ منہا بعد وجودہا
 و مرورہا الی علم الشہادۃ
 حل علیہ بہ قبل دالک و لدلک
 قال العلماء ان المقسام
 المعلومات الی ما ہو من
 علم الغیب و ما ہو من عالم
 الشہادۃ انما ہو بالنسبۃ الی
 المخلوق العاقل لا بالنسبۃ
 الی تعالیٰ فال معلومات کلہا
 بالنسبۃ الی تعالیٰ من عالم
 الشہادۃ از لا و ابدا مثلا
 اراد اللہ تعالیٰ خلق زید
 فی وقت کذا و فی مکان
 کذا بصفة کذا الخ
 العوارض الجائزہ

ہے۔ علم کرنے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا
 ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس بات میں دیکھ کر
 جمع روایت کے مطابق لیلۃ القدر ہے، اس کو
 سال اسی رات تک کے معاملات کا فیصلہ
 فرماتے ہیں۔ اور اس رات میں بتلا دیتے ہیں کہ
 کون مرے گا کون پیدا ہوگا۔ اور ہر ایک کے
 رزق اور اس سال میں جو مصیبت اور فتنہ
 خلقی آنے والی ہوئی ہے سب کے بارے میں
 بتلا دیتے ہیں۔ اور یہ مقتضی ہے کہ کمال کمال
 اس سال میں مرے والے کی منت پر۔ اور
 بدش برسانے والا فرشتہ اس سال میں ہونے
 والی بدشوں پر۔ اور اعام پر مقرر فرشتہ جو
 کچھ اس سال محمد توں کے رحموں میں ہے ان
 پر مطلع ہو۔ پس یہ جواب ہے اس کا ۱
 میں کتابوں اس کا جواب یہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ کے مغیبات غمہ جگہ جمیع مغیبات
 کے ساتھ مختص ہونے کے معنی تجھے معلوم ہونے
 چاہئیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کل
 سے لے کر ابد تک تمام معلومات کو تفصیلی طور
 پر محیط ہے خواہ وہ معلومات متناہی ہوں یا
 غیر متناہی۔ نیز معلومات کے تمام افراد ان

فعلیہ سبحانہ و تعالیٰ
 بزمید فی الازل حکمہ
 تعالیٰ بعد خلقہ و ایجادہ
 و اما علم العلوی
 الحادث شئی یوجد فی
 المستقبل تعلیم لہ
 تعالیٰ ایاء فلیس بکذا الذی
 سواء مکان ملحقا و نبیا
 و ولیا فانہ لا بد ان یبدأ
 علما سروریتہ لذلک الشئی
 بعد وجودہ بہ شہادتہ
 لشخصاتہ و ایضا المحقق
 العبادت من ذکر انہما
 یعلم ما یحکون فی
 المستقبل شیئاً قلیلاً بالنسبۃ
 المعلومات اللہ تعالیٰ
 وان کان کثیراً فی
 نفسہ اذا ققرر هذا فنقول
 فی الجواب عن قولہ تعالیٰ
 ” فیما یفرق کل امر حکیم
 و ما ذکرہ العلم فی

ان کی تمام صفات ممکنہ و محالات سے خواہ
 کلی ہوں یا جزئی۔ سب کو تفصیل نام محیط
 سمجھ اس طرح سے کہ معلومات کے موجود
 ہونے اور عالم شہادت میں آجائے کے
 بعد اللہ تعالیٰ کے علم میں قطعاً کوئی
 اضافہ نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو ان معلومات
 کے موجود ہونے سے پہلے ان کے بارے
 میں حاصل تھا۔ اسی وجہ سے علمائے فرایا
 سبہ کہ معلومات کی تقسیم غیب اور شہادت
 کی طرف مخلوق کے اعتبار سے ہے جو کہ
 حادث ہے حالق کے اعتبار سے نہیں۔
 میں تمام معلومات اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے
 ازل سے ہے کہ اب تک عالم شہادت ہی
 سے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے زید کو کسی
 خاص وقت اور مخصوص جگہ میں اوصاف ممکنہ
 کے ساتھ پیدا کر کے کا ارادہ فرمایا۔ پس
 اللہ تعالیٰ کو زید کا علم نل میں ایسا ہی ہے
 جیسا کہ اس کے خلقت و ایجاد کے بعد لیکن
 اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے مستقبل میں پائی
 جانے والی کسی چیز کے بارے میں حادث
 مخلوق کا علم ایسا نہیں ہے خواہ وہ مخلوق

تفسیرہ ان اطلاق ملک الموت
 علی من یموت فی تلك
 السنة و اطلاق ملک الغیث
 علی حلة الغیث الذی
 یکون فیها و ملک الارحام
 علی من یولد فیها انما هو
 اطلاق علی وجه الاحمال
 لا علی وجه التفصیل التام و کذا
 اطلاق النبی والوصی
 علی شئی من ذالک او علی بعض
 ما یمدر منه عدا مثلا علی
 وجه الاحمال لا علی وجه
 التفصیل التام فلیس ذالک
 مناقضا لما دلت علیہ الآیات
 السابقة وما ذکره لائمة
 الاعلام وما تقدم بقره فی
 خلاصہ من الاحادیث
 الصحیحة من اختصاصه
 تعالیٰ بالاحاطة بالمعلومات
 و بالمفییات الحسن من
 و جمیع -

فرشتہ ہو۔ یا نبی۔ یا ولی۔ کیوں کہ ضروری
 ہے کہ مخلوق کا علم کسی شئی کو اس کے موجود
 ہونے کے بعد دیکھنے سے اس کے عورض
 شخص کے مشاہدہ کے باعث بڑھ جائے
 گا۔ نیز حادث مخلوق میں سے فرشتے۔ انبیاء
 اور اولیاء، اللہ تعالیٰ کی معلومات کے
 پر نسبت بہ حکم مستقبل میں ہونے والی چیزوں
 کو جانتے میں گروہ اپنی مقام پر کتنی ہی بڑا
 کیوں رہوں۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو آیت
 " فیما یفترق حکم الامر حکم"
 اور علامہ نے جو اس کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اس
 کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ملک الموت کا
 رتبہ برات میں، اس کے مدد کرنے والوں
 پر مطلع ہونا۔ اور باوجود فرشتے کا اس
 سال ہونے والی تمام باتوں پر مطلع ہونا۔
 اور ارحام کے فرشتے کا اس سال پیدا ہونے
 والوں پر مطلع ہونا اجمالاً ہے تفصیلاً نہیں
 ایسے ہی نبی یا ولی کا ان میں سے کسی چیز پر
 مطلع ہونا یا کل کو پختہ سے صاف ہونے والی
 کسی چیز پر مطلع ہونا اجمالاً ہے تفصیلاً نہیں۔
 لہذا یہ وہ جہوں سے اس بات کے منافی

الاول : ان اطلاع من
یکر انما هو علی بعض
جزئیات دالک علی وجه
لا حاطة .

الثانی : ان اطلاع
علیه ایضاً لیس علی وجه
تفصیل التام .

وسل : فی هذا التوحید
والجمع بین الأدلة ما ذکره
العلامة ابن حجر فی
شرح الاربعین فی حدیث
مسعود الذی رواه
شیحان . عنه انه قال حدثنا
رسول الله صلی الله علیہ
وسلم وهو الصادق المصدوق
ان احکمکم بحکم خلقه فی
طن من اربعین یوماً نطفة
ثم یمکون علقه مثل
ذلك ثم یمکون مضغاً
مثل ذلك ثم یمکون علقاً
مثل ذلك فی الروح و

نہیں ہے جس پر سابقہ آیات ، اللہ کرام
کا ذکر کردہ کلام اور ان کے کلام میں نقل کی
جائے والی احادیث صحیحہ دلائل گہری ہیں
کہ تمام حدود کا احاطہ اور مہنیات خمسہ کا
علم اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے ۔
اول : یہ کہ ذکر کردہ لوگوں کا مطلع ہونا
مہنیات کی بعض جزئیات سے نہ کہ پورے
احاطہ کے طور پر ۔

دوم : یہ کہ ان کا اس پر مطلع ہونا
محلی تفصیل میں ہے

اسی توجہ اور جمع میں الادلہ کے لئے
بخاری میں دو سہ جہے علامہ ابن حجر
سنة اربعین کی شرح میں حضرت بن سعد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کے دل میں ذکر
کیا ہے جسے شیعین مسئلہ حق سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم سے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے جو کہ صادق و مصدق میں
بیان کیا کہ تم میں سے ہر شخص اپنی ماں کے
پیٹ میں چالیس دن بطور نطفہ رہتا ہے
پھر اتنی ہی مدت جہاں خون بن کر ۔ پھر
اتنی ہی عرصہ گوشت کا ٹھنڈا ہو کر ۔ پھر

یومر باربع حکلمات یکتب
رزقہ واجلہ وعملہ وشقی
اوسعید الحدیث فامہ
امشار فی احادیث صحیحہ
تتعلق بهذا الکتاب۔

ثم قال قسم تلك
الاحادیث يعلم ان النعمة
اذا استقرت لحب الرحمة
احد ها الملك يحكمه فقال
ای رب اذکر م ننی شقی
او سعید ما الاخر ما الاخر
بای ارض موت میقال له
انطلق الی ام الکتاب ای
النوح المحفوظ فامک تجد
قصة هذه النعمة میطلق
فیجد قصتها فی ام الکتاب
و ذالک انه لو کان اطلاق
ملك الارحام علی کل جنین
یولد فی تلك السنة علی
وجه التفصیل التام لما احتاج
ان یسأل عن حال النطفة

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس میں
رہن چھوکتا ہے۔ اور جسے چار باتوں کا ذکر
دیا جاتا ہے وہ لکھتا ہے اس کا رزق اس
کی اجل اور اس کا عمل اور اس کا سعید و شقی
ہونا۔ احمدیث۔ بن عمر رضی اللہ عنہ ان درمصر صحیح
احادیث کی طرف بھی تہ کیا ہے اس سے
متعلق ہیں۔

اور پھر دیا گیا کہ ان احادیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ لفظ حب رحم میں ٹھہرتا ہے تو
فرشتہ اسے ہی بتیجلی میں سے لیتا ہے پھر
وہ کتاب لے کر میرے رب یہ ذکر ہے یا
مرمت ؟ بکھت جیسا ایک بخت ؟
اس کا وقت مقرر کیا ہے ؟ اس کا عمل کی
جسے کسی سرزمین میں مرے گا ؟ پس ست
کہا جاتا ہے کہ لوح محفوظ کی طرف جا کر لکھو
تو اس لفظ کا قصہ وہاں لکھی ہوا پائے گا
پس وہ جاتا ہے اور لوح محفوظ میں اس کا
قصہ پالیتا ہے۔ اور یہ داستانیں اس
لئے ہے کہ اگر ارحام کے فرشتے کو اس سے
پیدا ہونے والے ہر جنین پر تفصیل طلاق
ہوتی تو وہ اس بات کا محتاج نہ ہوتا کہ لفظ

وما تكون عليه عند استقرار
في الرحم ومثل هذا عمل
ملك الموت وملك الامطار
وهذا ايضا ينصحه الحواب
عن حديث لا عطين الراية
عدا وامثاله

واما اطلاقهم على مئة
من ذلك على وجه التبيين
فان الحصة قليل الوقوع كاطلاع
اسرئيل عليه السلام على
وقت قيام الساعة عند امر
الله تعالى اياه بالفتح في
الصومعة فصاعين واراد
ان ذلك عند انقضاء
الله تعالى اياه لوقوع حكمه
طلاعا عليه بعد وقوعه
لان ما قرب من الشيء
يعطى حكمه

کے حال اور جہ میں لفظ کے ٹھہرنے کے وقت
اس پر آئے والے حالات کے بارے میں
سوال کرے۔ اور اسی کے مثل ملک الموت
اور بارش پر مقرر فرماتے کا حال ہے۔ اور اسی
سے اس حدیث کا جواب جس میں فرمایا ہے
- لا تُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ عَدَا - کہ
کل میں صرف جہود اعطا کروں گا اور اسی کے
مثل دوسری احادیث کا جواب بھی واضح
ہوگا۔ ۱۰۰ ن کا ان شیا میں سے کسی چیز
پر اس کے وقوع سے تھوڑی دیر پہلے علی
وہ تمہیں مطلع ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ
علیہ السلام کا قیامت کے وقت یہ مطلع ہو
جائے گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں صور
پھونکے گا حکم میں آئے گا اس سے بھی کوئی
اعتراض نہیں پڑتا کیونکہ یہ اطلاع اللہ تعالیٰ
کے اس کو ناکہ کر دینے کے وقت ہے۔
لہذا یہ اطلاع بعد الوقوع کے حکم میں ہوگا۔
اس لئے کہ جو چیز کسی شے کے قریب ہو اس
کو اسی شے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔

البابُ الثانی

باب الثالث فی ذکر
نصوص ائمة الدین الدلالة
على صحته ما حریب علیه
فی هذه الرسالة وطرف
بقي منها سوى ما تقدم
نقله - فقول قال الامام
المجتهد محمد بن حریر
الطبري فی تفسير قوله
تعالى وعده معاتج الغیب
لا يعنیها الا هو بقوله
وعده معاتج الغیب حریر
الغیب كالدی حدیثی
محمد بن الحسن قال فی
احمد بن الفضل قال معا
اساط عن سعدی وعده
معاتج الغیب قال یقول
خزانة الغیب حدیثا ان
وکیع حدیثا ان عن مسمر

اور مذاکات ائمہ دین کی ان فقرہ کیات
کے بیان میں ہے جو تہذیب موجودہ و
سلفہ رسالہ میں بیان کر رہے ہیں کہ صحیح
موسے بردالی میں سوائے ان کے حدیث سے
بیکے نقل کیا جائیگا ہے۔ یہاں پر جو کچھ
مادہ نمونہ کچھ بن کر رہی ہے، تیسرا وعدہ
معاتج الغیب لا یعینها الا هو
کی تفسیر میں درج ہے کہ وعدہ
معاتج الغیب - سے ائمہ تعالیٰ کی
مراد خزانہ الغیب سے جیسا کہ اس حدیث
میں ہے جو کچھ کچھ نہیں ہے یہاں کی
ذمت میں ہمیں احمد بن الفضل کے بیان
کی وہ ذمہ ہے میں میں اساط کے بیان کی
کہ وعدہ معاتج الغیب
کے لئے میں، تفسیر کے ایک بڑے ام
سعی نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد
خزانہ الغیب میں۔ اسی طرح، ان کے
نے، ایک اور حدیث میں بیان کی جو

عن عمرو بن مرة عن
عبد الله بن سلمة عن
ابن مسعود قال اعطى
سبكم كل شيء الا ميتا
الغيب حدثنا اناسهم قال
حدثنا الحسين قال حدثني
حجاج عن ابن جريج
عن عطاء بن راسان عن
ابن عباس عن عبد الله بن
الغيب قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم
يهدى الغيب الى الله
عليه وسلم

وقال الامام عمر بن الخطاب
لا حياء في كتاب المعبة والسوق
وابس علم الاولين و
الاخريين من علم الله تعالى
الذي يحيط بالكل احاطة
خارجة عن النهاية حق
لا يميز عنه متقال ذرة
في السموات والارض

اللہ کے والد دیکھنے نے بیان کی تھی۔ دیکھنے نے
اس حدیث کو مسطور سے روایت کیا۔ انہوں
نے عمر بن ابی حمزہ سے۔ انہوں نے عبد اللہ
بن مسعود سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا آپ نے
فرمایا کہ میں نے اسے ہی کو بہ حیرت دی گئی ہے کہ
محتاج نصیب کے، اسی طرح قاصد نے
کہا کہ وہ حدیث میں بیان کی وہ فرماتے
ہیں میں نہیں ہے یہ حدیث میں کی۔ وہ
کہتے ہیں مجھے جو اس حدیث میں کی
محتاج سے اس حدیث کو ان جہج سے نقل
کیا میں نے عطا کر سانی سے۔ وہ
میں نے اس حدیث میں عبد اللہ بن مسعود
روایت کی ہے کہ آپ نے وعدہ
محتاج نصیب کے بارے میں فرمایا
یہ پہنچ حیرت میں اس جو آیت اللہ
عندہ علم الساعة تا علیم
حسیر میں ذکر ہیں۔

امام غزالیؒ : ”احیاء العلوم“ کی
”کتاب المحبة والشوق“ میں فرماتے ہیں :
”کہاں ہے دلیں و آخرین کا علم اللہ تعالیٰ

وقد خاطب الخلق جميعهم
فقال عز وجل وما اوتيتهم
من العلم الا قليلا قل لو
اجتمع اهل الارض والسماء
على ان يحيطوا بعلمه و
حكمته ف تفصيل حق
نملة او بحوضه لربطوه
على عشر عتير دابة ولا
يحيطون بشيء من علمه
الا بما شاء والقدر ليسير
اندى علمه به لائق كلهم
فبقية علمه علومه صفا قال
تعالى حق الاسرار عنده
البيان -

شعور و تصور علم الله
ثم الخلق على عموم الخلق
خارج عن السهابة او معروفة
لا نهاية لهم و معصومات
الخلق متناهية -

قال الشارح والحاصل ان اللغز
حظ من وصف العلم لا

کے علم سے تو کہہ چیز کو محیط ہے ایسا ہے
حق کوئی شمار نہیں حتیٰ کہ آسمانوں و
زمین میں وہ ہر چیز بھی اس سے غائب
میں سے وہ اس کے تمام مخلوق کو محال
کے ذمہ کہہ کر اس سے تمہیں میں ہر
گیا مگر تھوڑا سا کہ زمین و آسمان
کی ساری مخلوق میں یہ کھلی ہو جانے کہ ہر
جہوں بالیہ کی پیدائش کی تدبیر کے واسطے
میں ان کے علم و حکمت کا حاکم ہے
وہ اس کے علم پر مطلع نہیں ہو سکتی و
وہ نہ جانتے تھے ہر کار کا حاکم رہے کہ
خدا، وہ جانتا ہے اور وہ تھوڑا سا علم حاکم
تھا جس کے ساری مخلوق کو دیا جاتا ہے جس کی
تو اس کی تدبیر ہی سے مخلوق کے حاکم ہے
کہ نہ جانتے تھے وہ جانتا ہے کہ اس نے انہیں
کو پیدا کیا اور اسے بیان کیا

پھر ان کے علم کی پیدائش کے مخلوق کے
طور پر نہ جانتے تھے علم کی فصاحت کی کوئی
شمار نہیں کیونکہ نہ جانتے تھے کہ
پر ممتا ہی میں اور مخلوق کی مسکرات
کہا ہی جس -

حکماء یعنی لیکن یہاں
علم اللہ تعالیٰ فی
حوال ثلاث۔

احمد مہتمم
مصنف و مؤلف تھا
معلومات اللہ و اس
معمورہ فی غیبہ
فانی تمام مالاہل
والسبب اس
لا یبغی غایۃ نقیض
بمحکم و راہ مال
مشاہدۃ الاشیاء حکامہ
پراہام و راہ ستر
رقیق و درجات
منفوتہ و غریب
یتصح وقت
ما یتصح اول
والثالثۃ انہ علم
تعالیٰ بالاشیاء
الاستیاء من
مہ و علم العبد

شرح فرماتے ہیں کہ
مہ سے کہ وصف علم کا
مہ سے جو قریب نہیں ہے
کا علم اللہ تعالیٰ کے
ہو رہا ہے۔

یہاں خاصہ کہ وہ ہے
مصنف مہ سے کہ
کی معلومات کا
معلومہ خواہ کسی
اس کے دل میں
مہ سے کہ

دوم کہ اگر
جائیں تو ان کا
کا کہ جس سے
کا مشاہدہ
میں کہ یہ
سے کہ
حب و طوع
کے کہ
کے وقت
سود کہ

تابع لاشیاء و حاصل بها و
 ان اعتبار عینت بحکم
 هذا الفرق و سبب علم
 متعلم التطریح الی علم
 واضحه فان علم الوضوح
 هو سبب وجود التطریح و
 وجود التطریح هو سبب
 علم المتعلم و علم الوضوح
 سابق علی التطریح و عدم
 المتعلم مسبوق و متاخر
 عن التطریح و کذا علم
 الله تعالى بالاشیاء سابق
 علیها و سبب لها و عندما
 بخلاف ذلك و لکن المستل
 الی علی

وقال العلامة من جحد
 في ما واه الحدیثیة بعد
 كلام ولا یحجب ما تقدر
 من اطلاق الاولیاء علی
 بعض الغیوب و یتان یعنی
 قوله تعالی قل لا یعلم من

سے مستفاد میں ہے کذا اشیا۔ اس کے علم
 سے مستفاد میں۔ اور نہ سے کما اشیا کے
 تابع اور اس سے حاصل ہے۔ اگر تھوڑے
 فرق کھنڈ شکل ہو تو مطریح سیکھے: سے
 کے علم کو مطریح ایجا کرتے والے کے علم
 نسبت سے اگر دیکھو کہ واضح کا علم
 وجود مطریح کا سبب ہے اور وہ مطریح
 علم متعلم کا سبب ہے اور واضح کا علم
 مطریح سے پہلے ہے اور علم کا علم
 شرط کے بعد اور موحسے پس یہ
 ہی نہ تھائے کا علم استیسا ہے
 اس کے وجود کا سبب ہے اور کما علم اس
 کے عکس ہے۔ اور انہ تھائے ہی سان
 اعلیٰ ہے

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 "فما من حدیثیہ" میں داستان
 بارے میں کچھ کلام کرنے کے بعد دہشت
 میں کہ اولیائے کرم کے بعض غیوب پر علم
 ہونے کے منافی نہیں ہیں یہ روایتیں
 یعنی قل لا یعلم من فی
 السموات و الارض الغیب

فمن السموت والارض
الغیب الا الله وقوله عالم
الغیب فلا یظهر علی عبیه
احدا الا من ارتضی
مناء علی ان الاست من
الثانیة مقطوع وهو مادھم
الب المعترک واستدلوا
به علی عدم طرقات الاولیاء
جملا معہم الامیدل
علیہا او علی خصوص علیہم
وجریات من الغیب الا
ہذہ الایۃ ان جملا
الاستثناء منقطعاً بوجہ عدم
المناقات ان علم الاسیاء
والاولیاء انما هو باعلام
من الله تعالی لہم
وعلمنا به الذ انما هو باعلام
لنا و ہذا غیر علم الله تعالی
الدعی تفرد بہ وهو صفة
من صفاتہ القدیمۃ
الازلیۃ النائمۃ الابدیۃ

الا الله اور ہ عالم الغیب
فلا یظهر علی عبیہ احدا
الا من ارتضی لایۃ
و جب معزلہ کے مطابق دوسری آیت میں
استثناء منقطع ہونے کی صورت میں معزلہ
نے اس سے کلمات اولیاء کی انہی راہنمائی
کیا ہے اور نہ ہی ہونے لگے اس بات سے
کہ مطلق کلمات اولیاء پر یا خاص طور پر
حبیب کی لہجہ جزیات کے حاسہ پر یہی
آیت دلالت کرتی ہے۔ اگرچہ ہم کو اس
آیت میں ہستہ کو منقطع مانیں، اور
دووں آیتوں میں منافقات اس لئے نہیں
کہ اخیر و اولیاء کو اللہ تعالیٰ بتلائے
سے علم حاصل ہوا ہے۔ اور ہمیں بغیر و
اولیاء کے بتلانے سے اور یہ اللہ تعالیٰ
کے اس علم کے غیر جس کے ساتھ اللہ
تعالیٰ سفر ہیں۔ اور وہ ان کی حق انہی
ابدی، قہری اور دائمی صفات میں سے
ایک صفت ہے جو تغیر اور محدث و
نقصان غیر شرکت و انقسام کی علامات
سے پاک و صاف ہیں۔ بلکہ وہ ایک لیا

المفزہة عن التعير وسمات
الحدث والسقم والمشاركة
والاقسام من هو علم واحد
علم به جميع المعلومات
كلية لها حثياتها ما كان
منها وما يحسب او يحوز
ان يحسب ليس بصري
ولا كسبي ولا حساسات
بخلات ظم سائر الحلق.

اذ تقرر هذا ان العلم
الله المذکور هو الذي تمدح
به و احبرف الخبيثين
المذكورين بان لا يشاركه
فيه احد فلا يعلم الغيب الا
هو ومن سواه ان علموا
جبريات منه فهو باعلامه
والاطلاعه لهم وحيد لا
يطلق انهم يعلمون الغيب
اذ لا صفة لهم يقتدرون
بما علم الاستقلال بعلمه
وايضا هم ما علموا وانما

علم ہے جس کے قیود وہ تمام معلومات کو
جانتا ہے خواہ وہ کلی ہوں یا جزئی
اور خواہ ماضی میں ہو چکی ہوں یا آئندہ
ہونے والی ہوں۔ یہ بھی جائز ہے کہ اللہ
تعالیٰ کا علم نہ برسی ہو۔ نظری و حادث
مخلوق تمام مخلوق کے علم کے، اور حب
یہ بات ثابت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر
علم وہ ہو گا جس کے درجہ اس نے اپنی
تعمیر میں ہے۔ اور مذکورہ آیتوں میں حیر
دی ہے کہ اس میں اس کا کوئی کسر یکہ
نہیں ہے۔ پس غیب کو اس کے سوا کوئی
نہیں جانتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو
لوگ غیب کی جزئیات جانتے ہیں وہ تو
اللہ تعالیٰ کے بتلانے اور مطلع کر بنے
کی بنا پر جانتے ہیں۔ اور اس وقت جبرائیل
پر یہ اطلاق نہیں کیا جاسکتا کہ وہ غیب
جانتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی کوئی صفت
ایسی نہیں ہے جس کی بنا پر وہ مستقلاً
غیب جانتے پر قادر ہوں۔ نیز انہوں نے
خود غیب کو نہیں جانتا ہے بلکہ انہیں بتلایا
گیا ہے۔ نیز جو بتلایا گیا ہے وہ بھی مطلق

علموا وایضاً هم ما علموا
 غیباً مطلقاً لا من اعلم
 شیء منه بشارکہ یہ اللہ کے
 وطرادہ ممن اطلع -
 ثم اعلام الله تعالیٰ
 لا انبیاء واولیاء معص
 الغیوب ممکن لا یستلزم
 محالاً بوجہ فاعکار وقوعہ
 عنادومن المدہ انہ
 لا یودی الی مشارکتہم
 لہ تعالیٰ فیہ تعدد بہ من
 العلم الذی تمدح بہ
 واتصف بہ فی الاول و
 مالہ یزل -

وما ذکرناہ فی الایۃ
 صرح بہ النور رحمہ اللہ
 تعالیٰ فی فتاواہ فقال معلما
 لا یعلم ذلک استقلاً لا و
 علم احاطۃ بحکل المعلومات
 الا اللہ واما المعجزات و
 العکرامات فباعلام اللہ تعالیٰ

علم غیب نہیں ہے۔ کیوں کہ جس کو کچھ غیب
 کی جزئیات کا علم دیا گیا ہے وہیں بعض
 غیب کے حالات میں اس کے ساتھ ساتھ
 اللہ دوسرے حالتوں میں بھی شریک ہیں۔
 پھر اللہ تعالیٰ کا انبیاء و اولیاء کو بعض
 منیضات کا تسلیم ناممکن ہے اور کسی طرف
 بھی حق کو مستلزم نہیں ہے لہذا اس کے
 وقوع کا انکار کرنا غلط ہے۔ اور یہ بات
 برہنی ہے کہ مطلق بعض غیب کے علم سے
 انبیاء و اولیاء کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 اس وصف میں مشرکت لازم نہیں آتی
 جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف
 فرمائی ہے۔ اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ
 ارلاً و اجزاً متصف ہے۔

اور آیت کریمہ کی تفسیر میں جو کچھ ہم
 نے ذکر کیا ہے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کی تفسیر
 فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی
 یہ ہیں کہ غیب کو مستغفراً تمام معلومات
 کے احاطہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے سوا
 کوئی نہیں جانتا۔ رہے معجزات و کرامات

لهم علمت وكذا ما علم
باجراء العادة انتهى كلامه۔

وقد نقر علامة ملا
علي قاري في موضوعاته
والعجول والابن غرس
عن الحافظ جلال الدين
السيوطي ما نصه والعبارة
لملا علي قال۔

قلت تحقيق هذا
الحديث قد تصدق
جلال الدين السيوطي في
رسالته سماها ـ بكتف عن
مجاورة هذا الامة الالفـ
وحاصله انه يستعد من
الحديث اثبات قرب القيامة
ومن الايات فحى تعيين
تلك الساعة فلا منافات وتلدته
انه لا يتجاور عن الخمسمائة
بعد الالف ـ تال وقد جاء
بالكذب بعض من يفتي في زماننا
العلم وهو متشيع نالو يعط

تروہ اللہ تعالیٰ کے بتلا دیتے سے دفع
ہوتے ہیں۔ ایسے ہی وہ امور عادیات
جاریہ کی بنا پر معلوم ہوں۔ منتہی۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنی "موضوعات" میں۔ اور مجموعہ
ابن غرس نے حافظ جلال الدین سیوطی
سے نقل کیا ہے جس کی اصل عبارت یہ ہے
ایہ عبارت ملا علی قاری کی ہے۔

میں کتا ہوں کہ جلال الدین سیوطی
اپنے رسالہ موسومہ "الکتف عن
مجاورة هذا الامة الالف"
میں اس حدیث کی تحقیق کے درپے ہیں
ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث سے
قرب قیامت کا اثبات ہو سکتا ہے اور آیت
سے قیامت کی تعیین کی نفی ہوتی ہے لہذا
کوئی منافات نہیں خلاصہ کلام یہ ہے
کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
ڈیڑھ ہزار سال سے متجاور نہیں ہوگی آپ
فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بعض مدعیان
علم نے یہ کھلم کھلا جھوٹ بولا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب

ان رسول اللہ کا علم
میں تقویم الساعۃ قبیلہ
وقتہ قال محمد بن حذیفہ
ما لم یسئل عما علم من
السائل وحرفہ عن موضعه
وقال معاذ انا وانت علیہ
وہذا من عصر الجہل
واقبح التحریف والنسب اعلم
ہاں کہ میں ان بقول میں
کان یخلہ امرایا انا وانت
نعلم الساعۃ الا انہ
یقول ہذا احادیث انہ
کان یعرف انہ حرمیل
فرسوں اللہ علیہ السلام
ہو الصادق فی قولہ والذی
نفسی بیدہ ما جاء فی
صورة الا عرفہ غیر ہذہ
الصورة ونسب اللفظ الاخر
ما شبہ علی غیر ہذہ
لمرة ونسب اللفظ الاخر
ردوا علی الاخر

قام ہوگی ، جب اس سے کہا گیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث جبریل میں سے
دہائے میں کہ جس سے رسول کی پابندی ہے
حضور کر صلی اللہ علیہ وسلم ، وہ قیامت
کے بارے میں سال حضرت جبریل علیہ السلام
سے پورے غلامیں رکھتا تو اس نے اس
حدیث کے معنی میں تخریف کر دی دیکھا ہے
کہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں اور تو دو
قیامت کو جانتے ہیں ۔ اور یہ انتہائی بڑی
مہارت اور جمع ترین تحریف ہے ۔ بخدا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ دہرائیں
کہ جس شخص کو ایک بدوی کھدہ ہے میں سے
یہ ذرا نہیں کہ میں اور تو قیامت کو جانتے
ہیں مگر یہ کہ یہ قابل کے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم جانتے تھے کہ سائل حضرت جبریل
علیہ السلام ہیں ، لیکن یہ غلط ہے کیوں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس
قول میں پہلے میں کہ قسم ہے اس ذات کی
جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جبریل
جس صورت میں بھی آئے میں نے انہیں
پہچان لیا ۔ سولنے اس صورت کے ۔

حوالحکم من الاعراب من حقول
ومن اهل المدينة مردوا
على النفاق لا تفهم -

وهذه في سوانة وهي
من اواخر ما رسل من
القرآن هذا والنافعون
حبراه في المدينة انتهى

ومن ، فقد تسوية
علم الله ورسوله يكفر جماعا
كما لا يخفى -

قال ومن هذا حديث عقد
عائشة رضي الله تعالى
عنها ما رسل في طسه
فاناروا الحبل المحرور
يوريد ما تقدم ويظهر في
القائد حديث عائشة -

فقد ذكر العماد بن كثير في
تفسيره وهو من احكام
المحدثين -

قال البخاري حديثا
عبد الله بن يوسف احبنا

منطق ہے - پس وہی کے نزدیک جو کچھ
اللہ تعالیٰ جانتے ہیں وہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں - حالانکہ اللہ
تعالیٰ فرماتے ہیں کہ - آپ کے گرد پیش
وہوں میں سے کچھ اعرابی منافق ہیں - اور
دینہ والوں میں کچھ ایسے ہیں کہ لہاق کی
مدد کا لہہ پہنچے ہوئے ہیں - آپ انہیں
نہیں جانتے - یہ آیت سورہ بارات کی
ہے جو سب سے آخر کی باروں میں ہے
سورہ ہے - حالانکہ منافقین مدینہ میں
آپ کے بڑے ہی تھے - امتی - اور جو شخص
ص - اس کے رسول کے علم کے بارے میں
کا عقیدہ رکھتا ہے اس کی مادہ تباہ تکبر
کی حالت کی عیاں بھی نہیں -

فرماتے ہیں کہ اسی قسم سے حضرت عائشہ
صدیقہ صی اللہ تعالیٰ علیہا کے بار والی حدیث
ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحارہ کر کے اس کی تلاش میں بھیجا اور رسول
نے اوٹ کو اٹھایا یعنی ان دلائل میں سے
جو کہ مستند کلام کی تائید اور قائل کے قول
کو قائل کہتے ہیں - ایک حضرت عائشہ

مالك عن عبد الرحمن بن
 قاسم عن ابيه عن عائشة
 قالت خرجنا مع رسول الله عليه
 السلام فبعض اسماؤه
 حتى اذا كنا بالسيده او
 بذات الحنظل انقطع عفتي
 فاقام رسول الله عليه السلام
 على التمسك واقد ساس
 معه وليسوا على ماء وليس
 معهم ماء فانك ساس و
 انك لكر فقالوا لا نرى ما
 صنعت عائشة فامت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم
 بالناس وليسوا على ماء وليس
 معهم ماء فداء ابو بكر و
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 و صبع رأسه على محمد
 فانه نام فقال حبست رسول الله
 صلى الله عليه وسلم والناس
 وليسوا على ماء وليس
 معهم ماء قالت فعاتبني

صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث صحیح
 ہے۔ حافظ علماء لدین بن کثیر: تحریر
 میں سے ایک ٹرے محدث ہیں بنی قریظہ
 میں ذکر کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمتہ
 کرہمیں عبد اللہ بن یوسف نے حدیث بیان
 کی وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں مالک سے
 حدیث بیان کی اور انہوں نے یہ حدیث
 من قاسم سے نقل کی وہ انہوں سے یہ حدیث
 سے اور انہوں نے حدیث عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے
 آپ فرماتی ہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے جب
 بیدار یا دست اکیش میں پیچھے تومیرا
 ٹوٹ کر گر گیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 اور آپ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ باتلاں
 کوسلے کے سے وہیں ٹھہر گئے۔ وہ وہ کسی
 پانی دے مقام پر نہ تھے اور نہ ہی ان کے
 پاس پانی تھا۔ لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ
 کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کیا آپ
 نہیں ہے کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ابو بکر و قال ما شاء الله
 ان يقول وجعل يطعن
 سیده فی حاسر فخ ولا
 بمعنی من التحریک لا مکان
 رسول الله صلی اللہ علیہ
 وسلم علی مخدع مقام
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 حین اصبح علی منیر ماء
 فامر الله اية التیسر فقد
 اسید من حصیر ما می
 ما ول سرحتکم یاں فی بکر
 قالت فبعثنا العیر الذک
 کت علیہ فوجدنا العقبه
 نحتہ -

قل ومن هذا الک
 ومن هذا القیل حدیث متفقہ
 التمر وقال ما رکب لوتر کتموه
 لا یمنرہ شیئ فترکوه فجاء شیئ
 فقال استروا عذر یا مور دنیا کہ
 رواہ مسلم عن عائشہ رضہ
 وقد قال تعالیٰ قل لا

اور لوگوں کو ٹھہرایا ہے حالانکہ نہ وہ کسی بانی
 دے کے مقام پر میں اور نہ ان کے یا سوانی ہے
 میں حضرت ابو بکر جی اللہ تعالیٰ عنہ آئے
 جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری رائ پر
 سر رکھ کر سو رہے تھے اور فرمانے لگے کہ
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا
 حالانکہ وہ کسی بانی دے کے مقام پر میں ہیں تو
 ان کے یا سوانی سے حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائی میں کہ حضرت ابو بکر
 کمر پر غصہ سو رہے جو اللہ کو منظور تھا کہا تو
 اچھا دیکھ میری روک میں پھولے گئے اور میں
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمدار کے میری
 رائ پر ہونے نے مجھے ہٹنے سے باز رکھا جب
 صبح ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹپے لیکن
 بانی نہیں تھاپس نہ تو اسے آیت تیمم لیل
 فرمائی۔ اس پر اسیدیں حصیر و کبے کے اسے
 آل انبی کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ تہمدی
 کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے ک
 اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہم نے اس

کے نیچے سے ہر پایا۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اسی قبل سے یقیناً التمر کھجوروں کو پیوند لگانے والی حدیث ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں کھت ہوں کہ اگر تم پیوند کاری چھوڑ دو تو کھجوروں کے لے ہاگی معزز نہیں ہو گا۔ صحابہ کرام نے پیوند کاری چھوڑ دی تو پھل خراب آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تم پیسے دینا دی اس کو زیادہ جانتے ہو اس حدیث کو، اہل مسلم نے یہ نہایت حدیث ماثلہ جنی اللہ تعالیٰ عنہا سے عمار روایت کیا کیسے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ یہ پیسے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے میں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ نیز فرمایا کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب جانتا تو میں بسے سے منافع حاصل کرتا۔

اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ واقعہ انکس پیش آیا، اہل انکس نے آپ پر تہمت لگائی تو حضور اکرم

اقول لحکم عندی خزائن
اللہ ولا اعلم الغیب۔ فقال
«لو کنت اعلم الغیب لا
ستکثرت من الخیر»
ولما جرى لأم المؤمنین
عائلة ثم ما جرى و ماها
اهل الافاق لم یکن یخبر حقیقة
الامر حتى جاءه الوحی
من اللہ فقال مراد تعالیٰ
وعندہ هو لا و العلة انه
علیہ السلام حکایت یعلم
الحال و انه غیرها ولا یریب
و استشار الناس فی مراقبہا
و دعا بریرة فسالها و هو یعلم
الحال و قال لها انک کنت الممت
بذنب فاستغفرک اللہ و هو
یعلم علما یقیناً بحالہم
بذنب۔

ولا یریب ان الحامل لہؤلاء
علی هذا القول اعتقادہم
انہ یحکم عنہم سیئاتہم

ویدخلهم الجنة و حکما علوا
 كانوا اقرب اليه و اخص به
 فهم اعصى الناس لامره
 و اشد هم مخالفة لسيته
 و هو لاء فيهم شبه ظاهر
 من الصارخ غلو في
 المسيح عظم العلو و حاموا
 شرعه و ديه اعظم
 المخالفة - و المقصود
 هو لاء يصد قلوب بها
 الاحاديث المكذوبة و الصريحة
 و يحرفون الاحاديث
 الصحيحة و الله ولي دين
 ليقيم من يقوم له بحق
 النصيحة

و حاصل ما اشتملت عليه
 رسالتنا اولاً و آخر مسئلتان
 الاول : متعلقة بالقرآن
 العظيم و خلاصتها ان القرآن العظيم مشتمل
 يقيناً على علوم كثيرة لا تحصى و
 لا تحصر و يحوز ان يكون

صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حال سے واقف
 نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 کی برائت میں وحی نازل ہوئی۔ اور ان غالی
 لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم حقیقت حال سے واقف تھے اور بلا کسی
 شک و شبہ کے آپ ان کی برائت کو جانتے
 تھے اور لوگوں سے بھرتہ عائشہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کی علیحدگی کے مدعی میں مشورہ کیا
 اور بھرتہ پر وہ وحی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر گرا
 دیا۔ آپ حقیقت حال سے خود واقف تھے
 اور وہ ایک ایسے حالت : اگر کچھ سے گناہ ہوا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے حالانکہ آپ
 یقیناً جانتے تھے کہ انھوں نے گناہ نہیں کیا
 بلاشبہ ان غالی لوگوں کو اس فلور پر ابھارنے
 والی چیز ان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم ان کے گناہ دور کریں مگر انہیں
 حنت میں داخل کریں گے۔ اہ جس قدر یہ
 علم کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین
 اور خاص میں شامل ہو جائیں گے۔ پس بزرگ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سب سے

فیہ من الرموز والاشارات
الغنیة ما یحکون والا علی
جميع معلوماته تعلیٰ لکن
علی وجه الاجمال لا علی
وجه التفصیل ولا یلزم
من ذلک اطلاعہ صلی
اللہ علیہ وسلم علی جمیع
ما ذکر لہما نقلہا وسطہ
وان قولہ تعلیٰ۔

” و نزلنا علیک الکتاب
تبیانا لکل شیء “

لہیں دینا الدلالة علی علم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی جمیع المفیات الحسن
القرنما تعین وقت
قیام الساعة ولا علی احد طہ
علمہ صلی اللہ علیہ وسلم
بجمیع المعلومات الالہیہ۔

والثانیہ : متعلقہ بعلمہ
صلی اللہ علیہ وسلم و
خلاصہا انہ صلی اللہ علیہ

زیادہ تا فرمان اور آپ کی سنت کے سب
سے زیادہ مخالفت ہیں اور ان لوگوں میں
نصاری کے ساتھ کھلی مشابہت پائی جاتی
ہے۔ انہوں نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے بارے میں انتہائی علو کیا اور ان کے دین
و شریعت کی خوب مخالفت کی مقصد یہ ہے کہ
یہ لوگ جامع محوئی احادیث کی ترقیب دینی کرنے
میں اور صحیح احادیث میں تحریف کرنے میں لاشہ
نسانی ہی لینے دین کے والی دھوکا دیں دین
کسی ایسے شخص کو کھڑا کر دیں گے جو اس کے دین
کے لئے پسلی خبر خواہی کے ساتھ کھڑا ہو جائے
گلا۔ اور جن مضامین پر پہلا رسالہ اولاً و آخر
شکل ہے ان کا خلاصہ صرف دو حصے ہیں
پہلا مسئلہ : قرآن کے ساتھ متعلق
ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن عظیم قیما کثیر
و بیشمار علوم پر مشتمل ہے اور جائز ہے کہ اس
میں ایسے رموز و محیی اشارے ہوں جو اللہ تعالیٰ
کی جمیع مخلوق کے لئے حال ہوں۔ لیکن ایمان
تقصیفاً۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہر جان و لائل کے جوہر نے
تسل کے اور بڑے بسط کے ساتھ یہاں کے یہی

و سلم اعلم الخلق اجمعين
 بالله تعالى و شف صيل علوم
 الدين و انه صلى الله عليه
 و سلم قد اوقف علوم الاولين
 و الاخيرين و علم مهمات
 الدنيا و الآخرة و مصالح
 الدين و الدنيا و لا يلزم
 من ذلك ان يحسب
 علمه الشريف ساديا علم
 الله تعالى في الاحاطة
 بجميع المعلومات بل لا يجوز
 اعتقاد ذلك حكما بوحده
 من صريح كلام الائمة
 الذين عليهم التعويل في
 هذا الباب فكل علم و ان
 بلغ العتبة القصوى في
 الاتساع و الاحاطة بالنسبة
 الى علم الله قليل -
 قال الله تعالى -

” و لا يحيطون بشئ من
 علمه الا بما شاء “

جميع معلومات البصير مطلع ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ
 سکھائے گا ۔ و منزلنا عليك الكتاب
 تنبيها لحكم شئ ۔ میں اس بات پر کوئی
 دلالت نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام
 مفیات خمسہ کا علم تھا۔ جن میں سے قیامت
 کے وقت کی تعیین بھی ہے ۔ اور نہ اس بات
 پر کہ آپ کا علم جمیع معلومات النبیہ کو محیط ہے ۔
 دوسرے مسئلہ : حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کے علم سے خلق ہے جس کا خلاصہ یہ ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بات
 و صفات ، اور دینی علوم کی تفصیل کے بارے
 میں تمام محقق سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور یہ
 کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اولین و
 آخرین و نبوی و خدوی اہم امور اور دین و دنیا
 کی مصالح کا علم دیا گیا ہے ۔ لیکن اس سے
 یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کا علم شریفینا جمیع
 معلومات النبیہ کے احاطہ میں اللہ تعالیٰ کے
 علم کے برابر ہو جائے ۔ بلکہ اس کا تو اعتقاد بھی
 جائز نہیں ۔ جیسا کہ ان ائمہ کے صریح کلام سے
 مانع ہے ۔ جن پر اس بات میں اعتماد ہے
 پس ہر علم و حکمت و احاطہ میں اگرچہ اپنی آخری

وقال تعالى

”وَلَوْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عِندَ رَبِّكَ عَلَمٌ

بِعَلِيمٍ“ وقال تعالى

”وَمَا أَوْتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ

إِلَّا قَلِيلًا“

وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَبَطَ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

سُحُبٍ مِنَ السَّمَاوَاتِ الْأَعْلَى

فَكَرَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا، وَ

الْحَقُّ لَصَحِيحٌ، فَخُودٌ مِنْ

أَدَلَّةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ وَ

أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَالْإِمَامِ

مِنْ جَمْعِ السُّنَنِ وَالْحَدِيثِ

فَكَرَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِهَا، وَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَمَعِ عَلَى

وَقْتُ نِيَامِ السَّاعَةِ وَلَا عَلَى

الْمَغِيبَاتِ الْأَعْلَى عَلَى الْوَجْهِ

الَّذِي فِيهِ كَرَامَةٌ وَلَا يَلْزَمُ

مِنْ ذَلِكَ لِقَاصُ فِي حَقِّ

مَنْ نَسَبَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا بِمَقْصُودِ الْبَلَدَاتِ مِنْ

اقتدار کو پہنچ جائے۔ نہ تعالیٰ کے علم کے

مقام میں ہست کہ ہے۔ ان تعالیٰ نے وہاں

سے یہ لوگ اس علم میں سے کسی حصہ کا کچھ

ہیں کر سکے مگر جس قدر وہ چاہتے۔ نہ

نہ وہ۔ نہ وہ علم کے دیر کب علم و بہت۔

وہ نہ وہاں نہیں بہت تھوڑا سا علم یہ کیا ہے۔

وہ ہی کر دہی نہ غیب و سحر کا مغیبات سر

میں سے کس پر بھی مطیع ہو، اس کی طور و رات

ہیں صبا کہ نہ تعالیٰ کو ان کا ماہ ہے اور

وہ حق و صبح و شام کتاب و سنت و جس

کرم اور ان کے علاوہ ہمیں سلف و خلف

کے اقوال سے فائدہ ہے۔ جیسا کہ تو کچھ چکا

ہے وہ یہ کہ کہ مجموعہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

قیامت کے وقت اور مغیبات تفسیر و طریق

نہ کہ مطیع نہیں ہوئے۔ در اس سے آپ

کے مرتبہ غنہ میں کوئی نقصان نہ ہوگا

کیونکہ مقصود بالذات اہل کرامت اور

آسمانی کتابوں کے ان کے سے احکام

دینیہ و سکایف شرعیہ کو بال کرامت

یہ امیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سے جو

ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انہیں احکام

مئة الاشیاء و امران بکت
 اسم و بیۃ سید الاحکام
 لدیۃ و تصدیق الشریعة
 و مدح یحب للاشیاء ان
 یحکوم علیہم تلك الاحکام
 من اکمل الوجوه۔

وقد ذهب شردمة
 قنبلة من المتأخرین
 الف انه صلی اللہ علیہ و
 سلم اطلع علی المعیبات
 لا یحسن ایضا و یحکم بہ کروا
 رد الف دلیل و اصحاب من
 الحکماء و السمة علیہ مع
 کونہم لم یصر حواہب
 علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
 محیط بجمیع المعصوات کعم
 لہ تعالیٰ و ذکر و تعذر الک
 عن بعض الصوفیۃ ایضا

والجواب عن هذا الأخير
 هو ما قاله الشيخ عبد الوهاب
 الشحرانی فی حصة حکماء

کا علم بکے خود پر ہو۔ و متاخرین میں سے
 ایک چھوٹا سا گروہ اس طرف یہ کہے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم معیبات علیہ پر بھی مطلع تھے
 لیکن انہوں نے اس عقیدہ پر کتا سے سنت
 کی کوئی وضع نہیں کر سیں۔ باوجودیکہ
 انہوں نے یہ تصریح بھی نہیں کی کہ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم کا علم معصوات کو یہ ہے
 محیط سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا علم۔ اور انہوں
 نے اس عقیدہ کی نظیریں صوفیہ سے
 بھی ذکر کی ہیں۔

اور اس "فری مات الخواب" وہی
 سے جو محدث شیخ عبد الوہاب شمرانی رحمہ
 اللہ تعالیٰ نے فی کتاب "البواقیت
 الخواب" کے حصہ میں فرمایا ہے۔
 "فرستے ہیں اس بات سے اللہ کی پناہ
 کہ میں جو مشکلیں کی محنت کروں اور ان کے
 نہایت جس غیر معصوم الکشف کے کلام
 کے صحیح ہونے کا عقیدہ رکھوں۔ انتہی۔

و ترجمہ کردہ دونوں سٹیوں کا اصل اور جو کچھ
 ان کے حصے میں آگیا ہے سب جہاں چکا
 ہے اور جو جواب ان دونوں آیتوں کا دیا

«البراقیت» معاذ اللہ ان
 مخالف جمہور المتکلمین
 واعتقد صحة کلام من
 مخالفهم من بعض اهل
 الکشف العیر المعصوم۔
 وقد عبت حال الایتن
 المرکورتین وما قيل فیما و
 بمثل ما احبب صہما یحاب
 عن کل حدیث یقتضی
 احاطة عندہ صلی اللہ علیہ
 وسلم علی الوجہ الذک
 او ما المرکورتین صہ
 الخالة۔

واختارنا فی هذه
 الرسالة ونحو الاولی القول
 الاول بما وصحتہ من البراہین
 لامة الحق والصواب الذی
 لم یس فیہ شک ولا ارتباب۔
 ولیمکن هذا اخذ کلامنا
 واللہ سبحانہ وتعالی اعلم
 بالصواب والیہ المرجع والذی

گیاتے اسی کے شل جمع بین الادلہ کے لئے
 ہر اس حدیث کا جواب دیا جائے جو کہ
 احمد رضا خاں کے دعوے کے مطابق جنہوں
 صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے محیط ہونے کی
 متفقین ہیں۔ درجہ اس رسالہ اور
 پہلے رسالہ میں قول اول کو اختیار کیا ہے
 جیسا کہ ہم اس کو دلائل و برہین سے واضح
 کر چکے ہیں۔ کیوں کہ حق و صواب ہر
 میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اور چاہے کہ
 یہ بہار آخری کلام اور درست بات
 اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی زیادہ جانتے ہیں
 اور اسی کی طرف ہر شخص سے نوبت کر
 جاتا ہے۔

و صلوة کسظم ہو جائے سرور
 پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی
 تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جو مخلق، مالک و
 کھولنے والے اور انبیائے سابقین کے حامی
 ہیں۔ اور حق کے ساتھ، دین حق کی نصرت
 کرنے والے ہیں۔ اور صراطِ مستقیم کے
 طرف رہنمائی کر لے دے ہیں۔ ان کے لئے
 و منزلت اور شانِ عظیم کے مطابق، ان پر

وصلی اللہ علی سیدنا محمد
 الفاتح لما غلق والخاتم لما
 سبق ناصراً الحق بالحق والمادی
 الی صراط اللہ المستقیم حق قدرہ
 ومقدارہ العظیم وسلم صلوة و
 سلاماً دائماً الی یوم الدین وعلی
 آلہ وصحبہ اجمعین والحمد لله
 رب العالمین۔

هذا آخر ما جمعه المقیر
 الی عموره المعی السید احمد
 بن سید اسمعیل البرزنجی معق
 الشافعیة بالمدينة للنورة والحمد
 لله رب العالمین۔

صلوة اور سلام جو قیامت تک اور
 ان کی اکل اور تمام صحابہ پر اور تمام ائمہ
 اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں
 کا پاتے والے ہیں۔ یہ وہ انوری کلام ہے
 جسے دینہ نورہ کے مفتی سید احمد بریلوی
 اس میں بریلوی نے جمع کیا ہے۔ جو اپنے
 رب کے اس صفو و درگزر کا محتاج
 ہے جو مجسم کے مذاہب سے انجات
 دینے والا ہے۔ اور تمام ائمہ لغویوں
 کا سردار اللہ رب العالمین ہے

تقریظ

حضرت مولانا عبد القادر شہنشاہی راجہ شاہی
مدظلہ العالی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام

تمام توفیق اللہ تعالیٰ کے سے میں۔ اور
صلوٰۃ و سلام افضل الرسل پر ہے اس کے
مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے رسوں بنایا۔

اب بعد ۱: یہ اس شخص کی تقریظ ہے جو
علوم کا شہسوار اور ان کے منطوق و مفہوم
پر چمادی ہے۔ اور تحقیق و تحریر کی
حوالہ گاہ میں گزرنے بوقت ملے جانے
والا ہے۔ حسن تعبیر اور طاقت کے میدان
میں مستند مصلح و قدار میں کامیاب! ایک
تیر حاصل کر کے کامیاب ہونے والا ہے
محض رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب مقام
مقدس میں علم شریعت کی حدیث کو نہ دانا
اور مابہر طالب علوم کے درمیان علوم کی تفریق
اشاعت کرنیوالا یعنی حضرت شیخ عبد القادر شہنشاہی
مدظلہ العالی کی تفسیر بانی قائم و دائم کہے آئیں

الحمد لله والصلوة والسلام
على خير رسل ورسوله مولا و
وبعد فهذا تقریظ لمارس
العلوم حاوی المصطلحات
والمفہوم وحائز قصبات
السبق في التحقيق والتحرير
والفائز بالقدح المعلن في
ميدان البلاغة وحسن
التعبير وخادم علم الشريعة
بالرحاب المصطفوية وناصر
العلوم بين طلابها ذوي
الاحوذية حضرة العلامة
المشيه عبد القادر شہنشاہی
الطرابلسی ادام الله النفع
امین۔

بسم الله الرحمن الرحيم

آغاز کتابت کی چاروں کو میں منقش و مزین
 کرنا سوں اس ذات کی حمد و ثنا کے کیا ترنگ
 سے جو اپنی ذات و صفات میں نظار و شاہ
 سے پاک ہے اور اپنی جلالت و عظمت میں اس
 بات سے بلند و برتر ہے کہ افہام ثاقبہ اس
 کی لسانی و برتری کی تحقیقت تک پہنچ سکیں
 کوئی مجبور نہیں سوائے اس کے ایسا معبود
 کہ جس نے ارباب علم و ہنر کا احاطہ کر لیا ہے
 پس زمین و آسمان میں کوئی چیز ذرہ بھر اس کے
 علم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ آنکھوں کی
 خیالات اور دلوں کے محسوسات کو جانتا ہے
 اسی کے ہاتھ میں تمام امور کے تصرفات اور
 عیب کی کنجیاں ہیں۔ پس اس کی حکومت و
 بادشاہت میں کوئی چیز خفی نہیں ہوتی
 مگر اس کے فیصلے اس چیز کے بارے میں
 پہلے ہو چکے ہیں۔ اور اس کی حکمت اس
 چیز میں غالب وراس کی وحدانیت پر مطلق
 ہے۔ اور میں محض کرتا ہوں زمین کے مختلف
 اطراف و جوانب اور نیلوں کو اس ذات پر
 صلوة و سلام کی خوشبو کی ملک سے جو چشم و

بسم الله الرحمن الرحيم
 اطرز سرود و مواعظ الاملاء۔ بعز
 جواہر احمد و الشاہ علی
 من تقدس فی داتہ و صفاتہ
 عن الطائر و الاشياء۔ و تعالیٰ
 فی جلال عظمتہ من ان
 تصل تو قب الاہمام الی کہ
 علاہ۔ لا الہ الا هو الہ احد ط
 بحکم مشی و علما۔ فلا یجرب
 عن علمہ مثقال ذرۃ فی
 الارض ولا فی السماء۔ یعلم
 خاشۃ الاعین و ما تحفی
 الحمد و ربہ و بیذہ متالیہ
 العیب و تصرفات الہی۔ فلا
 یجری فی ملکک و ملکوتک
 شیء الا و اقصیٰ بہ سابقۃ۔
 بحکمتہ فیہ باعرة و لوحدا
 سیتہ فی طقۃ۔ و اعطوا الصلوة
 و الاحکام۔ بتدایم الصلوة
 و السلام۔ علی الناس عین
 الوجود۔ و ملک حتام و مرسلین

و مظهر التجلی والشہود - و واسطۃ
عقد النبیین مسیدنا محمد کثر
السر للطلسم - القائل لا تطردنی
حکما اطرت النصارى ابن مریم
و علی اللہ واصحابہ الذین عرفوا
الحق فأتبعوه - و سد و الساطل
و و حضوه - و رفعوا معلم الدین
و عکسوا شوکۃ المبطلین -

اما بعد ! فابالله عمر
شانه و حل سلطانہ قد اقتضت
حکمتہ الباہرۃ - ان یفیض
لنصرۃ شریعتہ المظہرۃ من
عتادید الرمان - و کماة الفصل
والعرفان - من یحدد معالمہا
و یثید عائلما - و یذب عنہا
خوائل الزور و البہتان - و
ترہات الخف و الطعیات -
بقوا طع البراہین الماطعۃ -
ولوامع الأدلة الصادحة - لتکون
حکیمۃ اللہ ہی العلیا - و منہل
الحق عذبا صافیا - هذا و

کی بتلی ہے اور ختام دلیل کی مشک - اور تمہیل
دشود کا ظہر - اور قلاۃ انبیاء کا ہر حکیم
یعنی ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جو یو کشیدہ راز کا خزانہ ہیں - اور جنہوں نے قتل
کر میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا جیسا کہ میرا بڑا
سنے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام
کی تعریف میں مبالغہ کیا ہے - اپنا بچہ ان کو
کا مٹیا قرار دے دیا - اور اصالۃ و سلام
ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے حق پر پہنچا
پھر اس کی اتباع کی اور باطل کو چھینک دیا
اور اس کو باطل کر دکھایا - اور شکار وہی کو
کیا اور باطل پسندوں کی شرکت کو توڑ دیا
اما بعد ! پس اللہ جل کی حکمت
باہرہ نے تعاضد کیا کہ وہ اپنی شریعت معلوم
کی نصرت و اعانت کے لئے زمانہ کے بڑاں
اور مل بفضل سے مسلح لوگوں میں سے ہوں لوگوں
کو مقرر کر دے جو معلم دین کی تہجد کریں
اور اس کے ستونوں کو مضبوط کریں اور باطل
کو کات دینے واضح براہیں اور روشن چھکڑا
دلائل کے ذریعہ کذب و بہتان کے مصائب اور
گراہی و سرکش کی باطل باتوں کو اس سے دور

لما كان الشيخ الفاضل الألعى
 أحمد رضا خان البریلوی
 قد امتلأ بهمة المأضلة - و
 بس في زمان المباحثة لامة
 لمجادلة - في اثبات دعادیه
 الواعحة البطالان - وحقاً
 اقابله الساملة البرهاس -
 حرد صمصام العزم محکمال
 الجبد والعزم لحسم مادة
 شهابه واستیصل شاف اباطله
 وقرهاته - فارس میدان
 البراعة ومام الصاعة للحدی
 لانشات الامثال - والشار الى
 رفیع قدره بالانامد - واحد
 الغناء الاعلام بلا مدافع - وواحد
 الفضلاء الحکرم بلا مارع - القاع
 عبیر دسله فی الماق - والواقع
 من جلالة قدره الاتصاف -
 الجامع بین الفتوة والفتوی - و
 الحائز من کمال الجبد الفایة
 القصوی مولانا السید احمد

کردیں اللہ تعالیٰ کا کلمہ سر بلند ہو۔ اور
 حق کا چہرہ شیریں اور صاف جو جائے۔ اور
 جب یہ لڑکے شیخ فاضل احمد رضا خان بریلوی
 اپنے واضح بظان واسے دعووں اور بے کلامات
 دی خرافات اور وہیات، باتوں کو ثابت
 کرنے کے لئے باطل کی حمایت سے جا کے سر
 پر سوار ہو اور میدانِ مباحثہ میں ٹھکرے اور
 ۔ میں ۔ ہوں ۔ کی تدوین کی تو میرے دل
 تفوق و برتری کے تسوار اور اقام فن لصال
 مقوم کے جامع جس کی مدی بہت کی
 طرف انہیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے ملاک
 مقال کے یکے پر عمل کہ سب اور ملاکوں
 مخالف کے یکے اور فضائل کرام - جس کی
 فضیلت کی خوشبود تمام اطراف عالم میں
 ممکنہ رہی ہے - جس کی جلالت قدر پر اتفاق
 ہے جو انہوی اور فتوے کا جامع ہے جو
 محمد و بزرگی کے کمال کی آخری انتہا کرے یہ
 والا ہے - یعنی چارے مولاد آقا، عالی
 بہت سخی سید احمد آفندی برزنجی - اللہ
 تعالیٰ ہی کے دھرم کے خلیفہ مخلوق کو
 نصیب ہوئے - و انہوں نے اس احمد رضا خان

افندک البروجی المصام .
 نفع لله بوجوده لا مام . قالف
 هذه الرسالة السنادية مرفقة
 التديق و دقائق التحقيق .
 فذليل فيها اقاويله . و حفظ
 ابا طيله . بسوا طبع يات فاهرة .
 و جامع بينات فاهرة . مما احطاه
 المصنف و ما حصل و ما عوى
 بل اوضح محضة الصواب . و
 محاسبة بيل اللبس و الختياب
 فالفاضل كل الفاضل من اهل
 منازل القول ارفعها . و
 كل الحاحل من سبده و ربه طهرها
 و جاد سنيها حكر و صرته و صر
 على سيد ولد ادم و على اله و صلته
 و اشياعه و حوزة .

العقير اليه عز شانه عبد القادر قوفيق
 الصبي الطرابلسي الحمفي المدرس
 بالحرم الشريف الموحى .

کے تہمت کے مادہ کو نفیت و نابود کر دینے
 اور اس کی لغو و باطل باتوں کے رخنوں کو چڑھے
 اکھڑ دینے کے لئے عام و جمہور کی شمشیر بڑا کر
 پوری کوکشتش و احتیاط کے ساتھ پیام سے
 نکال دیا ۔ پس سونے سے یہ کیا یہ رسالہ جو
 دقیق و تحقیق کی ماریکیوں کے ساتھ تولا گیا ہے
 اس رسالہ میں انہوں نے پیکر و دلائل و اسناد
 دوش رہیں قلم کے ساتھ اس رحمت پر
 کی باتوں کا کھڑا ہوا و جمع کر دیا اور اسکی باطل
 باتوں کو بطل کر دکھایا پس انکا نشانہ خط
 گیا اور نہ وہ گم ہو سکا اور نہ اسکی سے ہٹے
 بلکہ یہ جواب کو وضع کر دیا ۔ و التباس و
 شک و شبہ کی رشتہ نشانی مٹادی پس پورا
 پورا فاضل وہ شخص ہے جو اس رسالہ کو سن کر
 قبروں میں سب سے اعلیٰ و رفیع منزل میں جگہ
 سے اور پرہیزگار و متبعی سے اسکو پس
 پشت ڈال دے جس سے یہ رسالہ اس کیلئے ایک
 اور پری تنی شکر و حیات و داد دم کے درجہ سمیت
 محض صحت علی شہ مین و دل اور انکی آن و منی سونے کے
 نہیں و انکے گروہ پر معلوۃ و سلانہ ہو ۔

ان عز شانه کا محتاج عبد القادر قوفیق شمس الطرابلسی حنفی مدرس حرم ہوی شریف

تقریظ

حضرت علامہ رشید فاضل بن محمد مظاہری رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تر بغیر صحت کے نہ دیکھ کر لکھنے میں
 صحت سے وارفتگی نہ تھی صحت سے اللہ علیہ
 وسلم اور ان کی آل پر صلوٰۃ و سلام ہو۔ کیا ہی
 خوبصورت سے حق جب کہ خط بہ ہر خلاف
 حق کو دلیل کرنے کے لئے۔ اسے اللہ ہم نگر
 سے حفاظت چاہتے ہیں ان امور میں داخل
 ہونے سے حق کی وجہ سے پھر شرم کے باعث
 حرجی اورد ہوتے۔ اور جن امور کے بارے
 میں سوچ کرنے والا اس بات سے بے خوف
 نہیں کہ اسے کہا جائے کہ تو نے بطور تکلیف سوال
 کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یا پھر شہرت و بیکاری
 کا۔ جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پیش
 آیا۔ احمد انصاری کے استوار علی العرش کے
 حوالے میں سوال کرنے والے کے ساتھ جو غلط
 نفس کا بیروں کا تھا۔ اور اس مسئلہ میں جس کے
 درمیان یہ رسالہ تالیف کیا گیا ہے اصل عقیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده وصلى الله
 وسلم على سيدنا محمد وآله .
 ما احسن الحق حين يبدو
 وعما على من لم يخلو
 اللهم اني استأذنك بحفظ من
 الدخول في امور يفرق بها
 الوحدة حيا . ولا يسم السائل
 عنها من السائل له اسما
 قصدت قصدا او اريدت سمعة
 ورياء . حكما وقع مالت مع
 دى الهوى السائل عن الامور
 و هذه المسئلة المؤسفة بها
 هذه اسئلة البارعة . لا يميز
 فيها بحسب صل العقيد
 علم المعاصاة على علم العامة
 والتورية بين الحاسب القوي

الاطهر. والجانب الا لای الاکبر
 فصفة من الصفات لا تفسد
 العامة. المشتغلون بحرفهم
 فاسواتهم فضلا عن
 الخاصة. واما المحتاج اليه
 في هذه المسئلة حس الالتقاء
 والتعبير و ايضا حتما و
 قام له ذلك سيد ما التیة الملامه
 الفاضل الشهاب ابو العباس
 السوزنجی فی مایام فی هذه
 الرسالة المفیده بما یجب ان
 تحکرت علیه العقیده احسن
 الله محکافاتہ و دام عافیتہ
 و معافاته.

والف لم یجروح القلب
 جدا من هذه المتکرات
 النفاقية التي لم یجد لها
 فی موضوعها منادا فان اکثر
 من یسأل عن هذه المسائل
 وان اجیب بالحق الدامع
 لكل داعی فاکل لا ینفک

کے لحاظ سے خواص کا علم عوام کے علم سے
 قطعاً زائد نہیں ہے۔ اور کسی بھی صفت میں
 خط اور رسول کی برابری کو خواص تو درکنہ
 عوام بھی تسلیم نہیں کرتے جو بازاروں میں اپنے
 کام کاج میں مشغول ہیں۔ اس مسئلہ میں ضرورت
 صرف اس امر کی تھی کہ حسن تعبیر اور اچھے انداز
 بیان کے ساتھ اس کی وضاحت مروجہ
 علماء سے سرور شیخ علامہ فاضل الشاہ
 ابو العباس سوزنجی، اس رسالہ میں اس ضمت
 سے مکمل طور پر عمدہ برآ ہوئے ہیں۔ یہ خیال
 اس عقیدہ کو بیان کرتا ہے جس پر اردو نے
 شریعت مطہرہ، عقیدہ ہونا ضروری ہے۔
 اللہ تعالیٰ موصوف کو اس کا عظیم بدلہ عطا
 فرمائے۔ اور ان کی صحت اور مصائب سے
 حفاظت کو باقی و دائم رکھیں۔

میں ان منافقانہ مجکڑوں سے جن کی
 نظیر شریعت میں میں ہے بہت کبیہ خاطر
 ہوں۔ کیونکہ ان مسائل کا سوال کا سوال کرنے
 والے اکثر لوگوں کو اگرچہ ایسا حق (اور واضح)
 جواب دے دیا جائے جو بہر ضعیف و قوی کا
 سرچھوڑ ملے (پھر بھی) وہ اپنے ہی دوسروں

متبعاً وساماً وسه جازماً بما
 القاء للیہ شیخہ الیس
 لایالہ مع ان معلہ الشیخ
 اہامہ لم یجزم بعقیدہ من
 العقائد ولا بحقیقہ شوب
 مدہ عمرہ ولا مدہ وقد نص
 العلماء علی انه مرتبہ فی
 الشکوک واثماً ہدیل ان الله
 تعالیٰ حا طہ فی جمع عظیم
 بقولہ " اسجدوا " علم یسجد
 للعلمین وذلک لتحرکہ فی کوہ
 ما مورا کما افصح عنہ بقولہ
 " انا خیر منہ " شعوماً سجدة
 انہ تعالیٰ علی کو ذہ مراداً لہ
 یحسن الادب فیقول " اخطأت
 ما غفرلی " بل قال تلک القالۃ
 مشکافی کو ذہ ما لہا الہم الله کما
 معولشکو کہ لم یتمثل لامرولہ
 یحسن الادب اذ لم یتمثل وھکذا
 لا تنزل الشکوک لہ متعاونۃ الخ
 ان تلخلہ سقر فی اہم متعاد مینہ

کی اتباع کرتے رہتے ہیں اور اسی بات پر یقین
 کئے رکھتے ہیں جو ان کے شیخ شیطانوں کے
 شیطان نے ان پر القاء کی ہے۔ باوجودیکہ
 ان استاد شیخ ہومرہ شیطان نے عقیدہ ان
 میں سے کسی عقیدہ کا۔ نیز کسی چیز کی حقیقت
 کا کبھی عمر بھر میں ایک بار بھی یقین نہیں کیا
 علیرکام نے تصریح فرمائی ہے کہ شیطان ہمیشہ
 شکوک میں مبتلا رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
 نے فرشتوں کی ایک عظیم جماعت میں اپنے
 قول " اسجدوا " (سجدہ کرو) کے ساتھ اس کو خطاب
 فرمایا لیکن اس لعین نے سجدہ نہ کیا کیونکہ اسے
 اپنے مامور ہونے میں شک تھا۔ جبکہ کبھی اس
 نے اس کو اپنے قول " انا خیر منہ " (میں بہتر
 آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے بہتر ہوں) سے
 ظاہر کر دیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس کو تنبیہ
 فرمائی کہ وہ بھی حکم سجدہ کا مامور ہے تو اس نے اب
 سے کام نہ لیا کہ عرض کرنا کہ میرے رب! میں
 نے غلطی کر دی ہے لہذا مجھے معاف فرمادینے
 بلکہ وہ بات سنی، انا خیر منہ، ان کے سجدہ ہونے
 میں شک کرتے ہوئے کہ اس کا سجدہ تو اللہ تعالیٰ
 ہیں ہیں اس نے اپنے شکوک کی بنا پر امر

مستاورۃ - و من اعرب ما
طن علی ذی فی العام الماضي
من بعض هؤلاء هذه المقایة
ان محمد السی العرب
قد ترفت به الطبیعة و
توفرت فیہ حصائن الخ
الغایة بحیت صارت تحکمه
بلسان من به یقال له عربی
محکام محکم یقال له قراب
معشر و هو مرهانه عی
ذالک من حد سیت نکرت
علی تمادی الدهور و تعدد
الارسله و العصور و مثلها سا
و لعل سقراط و دیموس و
ذهب سقراط و دیموس
او دیوس و جرم جان هذا
هو الحق العقیق بالقیل و
الناس محکم و اجواب و
بسیب ما یا ثره التفرجون
نزع منہم الشیطان فاعتزنی
لتخلیطه ارجاع قبلها ارجاع

خداوندی کی اتباع نہ کی۔ اور حسن ادب کو بھی
ملاحظہ رکھا کیونکہ اتباع نہیں کی بلکہ کثرت
شروع کر دی، اور اسی طرح شیطان کو پہلے
پہلے شکوک لاحق ہوتے رہیں گے یہاں تک
کہ یہ شکوک اس کو اپنی امتوں کے ساتھ حسرت
میں مبتلا دیں گے حق سے عداوت اور دشمنی
رکھنے والے ہیں۔ سب سے اونکھی بات جو
ان لوگوں میں سے بعض کی جانب سے گزرتی
سال ہر سال کاں میں پڑھی، یہ بات ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت سے ترقی
کی اور اس کے تمام خصائص آپ میں اپنی
اتہلک متقدمین کثرت سے ظاہر ہوئے اس
طرح کہ وہی طبیعت آپ سے اپنی زبان کے
ذریعہ محکم کلام کرنے لگی سی کہ "جبریل" آپ
جائے لگا۔ اور اس کے کلام محکم کو دوسرے
کو اپنے مقابلے سے عاجز کر دینے والا قرآن
کہا جائے گا ہمارے اس نے اپنی دلیل کو چھ
ایسے امور ظنیہ سے تشریف دے کر سید
سچ ہمیشہ ہمیشہ شکر ہوتے رہتے ہیں اور
ہم نے اس کی مثال دینی عن حالات کے ساتھ
جو بقرطہ - حالیہ کس - ذی مقررہ - دقوس

وَمِنْهُمْ عَلَى غُرُوجٍ
مِنْ وَطَنِي إِلَى وَطَنٍ تَرَكْنِي
أَهْلَهُ يَجْعَلُ جَاحَ .

فَمَوْلَا قَوْمٍ حَكَمُوا الْعَقْلَ
نَقَطَ وَلَا تَلْكَ أَمَّ تَحْكِيمِ
الْعَقْلَ حُلَالٍ لَانِ مَقْصِدِيَّةِ
نَارِهَا أَحْكَامُ الْوَهْمِ وَالْهَمِّ
لَهَا مُسْتَعْلِيَّةٌ عَلَيْهِمَا مَتْلَهُ
الِدَاخِلِ وَحَدَهُ عَلَى عَيْتِ
مَسْجِدِي فِي مَوْجِعِ حَالٍ مَانِ
الْعَقْلُ يَحْكُمُ نَابَ هَذَا
الْمَيْتِ خَشْبِيَّةِ مَطْرُوحَةٍ لَا
يَحْكُمُ مَهَا فَعْلُ الْوَهْمِ
يَقُولُ هَذَا جَسَدُ خُرْجَتِ
مَنْهُ رُوحُهُ فَهُوَ مَوْحَشُ
وَكُلِّ مَوْحَشٍ لَا يُوْثِقُ مِنْ
أَنْ يَبْهَثَ مَهْ عَفْرِيَّتِ
مَارِدَ - فَيَحْتَلِقُ الدَّخْلَ
رَعْبًا لَفْظِيَّةً حَكَمُوا الْوَهْمَ
وَرَبْعًا خُرْجَ رَاكُضًا رَكُضَ
الْيَعَا قَيْبِ أَوِ الْفَرْزَالَةِ لَمْ يَرْهَا

اور اور یوں وغیرہ حکما پر یوں کہیں
آئے تھے۔ اور اس نے پورا عین کر لیا کرتی
بات حق اور واقعی قبول ہے۔ اور اگر سب
ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اہل شریعت
کے ایسی باتوں کو احتیاط کہنے کے باعث
شیطان نے ان کے دماغ میں فساد ڈال دیا
جس سے ان شخصوں کو اس سے بچنے پر
بے مشورہ تکلیف لاحق ہوئی اور میں اپنے
وطن سے ایسے وطن کی طرف نکل آسکر کہ وہ
ہو۔ جس کے حامل نے مجھے ایک سخت مصیبت
میں مبتلا کر دیا۔ میں اس قوم نے صرف
عقل کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے عقل
عقل کو حکم بنا کر ایسی ہے اس سے کہ
مقتضیات عقل سے احکام دہم ملازم
کرتے اور اس پر غالب رہتے ہیں۔ اس عقل
دوہم کے احکام میں ملازمیت کی مثل
تسا شخص ہے جو کسی عقل اور ہما مقام پر
ہمیں دشمن کے پاس جانے تو عقل کا فیصلہ
تویسے کر پڑی ہوئی فکر کی طرح اس
میت سے کوئی فعل ممکن نہیں بلکہ دہم کہتا
ہے کہ یہ ایسا حکم ہے جس سے روح نکل کر

ذیب -

والحاصل ان العلاسفة
ومن لحاظ جو محمد ارباب
عقول متزلزلت علیہا معرفة
احوال الامور العانیة من
طریق الحواس الخمس
لا حکما یسبغی - و اهل الشریعة
المطهرة ارباب القلوب
تزلزلت علیہا السمعیات
الالہیة المعصومة من
الخطاء قال تعالیٰ

” تَزَلُّزُهُ عَلَى قَبْلِكَ ”

” اِنْ لَمْ يَلِدْ وَلَيْتَ لَدِحْكُرَى
لِيَمْنُ حَكَاتْ لَهُ قَلْبٌ ”

” اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اَوْ اَلْبَابُ ”
والحمد لله الذی

هَذَا لِمَدَا. و صلی اللہ و
سلم علی سیدنا محمد و علی
الاكمل معہ و علی ائمة و
حکیمہا و طیبہا الموصوف
بانہ کان یحکس السائل و

سے لہذا یہ وحشت ناک ہے اور کسی بھی
وحشت ناک چیز سے ممکن ہے کہ کوئی سرکس
دیو اور مجوس نکل آئے لہذا احکام و حکم کے ناک
ہونے کے باعث وہ شخص مرعوب اور خوفزدہ
ہو جائے گا۔ اور بسا اوقات وہ چکر کے
مانند یا اس ہرن کی مانند بھاگے گا جسے
بھڑیا دیکھ لے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ طاسفہ اور جو ان
کے نقش قدم پر چلے ولسے میں ایسی عقول
ولسے میں جن پر امور غائیبہ کے حالات
جو اس خبر کے استہانتے نازل ہوتے ہیں
وہ بھی کما حقہ نہیں اور ان کے برعکس
شرعیات طہرہ واسے ایسے دل ولسے ہیں
جن پر احکام الہیہ کا نزول ہوتا ہے۔
حکمت سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
” اللہ تعالیٰ نے قرآن کو آپ کے قلب
پر اتارا ہے۔ ”

” اس میں نصیحت ہے ہر اس شخص کے لئے
جو دل والا ہو۔ ”
قرآن پاک سے صرف دل ولسے ہی نصیحت
حاصل کرتے ہیں۔ ”

یصیہا و عی الہ الاکرمیں۔

کتبہ خادم العلم و احد

قال بن محمد الطهری

ذاقہ اللہ تعالیٰ و جمیع

المسلمین برود عفو و

رحمتہ۔ امین۔

تمام تعریفیں میں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں
اس درہ حق کی ہدایت فرمائی۔ اور حدودہ و ظلم
پر جو تھکے سرور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پر جو سب سے زیادہ کامل نبی ہیں جو
مسلمین امت کے علم اور اس کے حکیم و حبیب
ہیں اور ان کی مکرم آل پر بھی حدودہ و ظلم ہم
علم اور ان کے خادم خارج بن محمد طہری
نے اسے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو در تمام
مسلمانوں کو عفو و رحمت کی بخشش فرماتے
وہ نے آمین۔

حاشیہ صفحہ گزشتہ

تقریظ

حضرت علامہ تاج الدین ایبک مفتی مدینہ منورہ
رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تہذیب قرین اللہ تعالیٰ سے ہے جس سے
علم و توحید و عبادت اور عبادت ان سب
اور علی و الصبیحی کے دلائل و اسوہ کے ساتھ
سب سے زیادہ قرین ہیں قرین و اصل کے
حوالوں کے حقائق ایسے ہیں کہ اصل و سبب
کے جہوں کو ترسے کھڑے پھٹکے سے
مسافت کے میدان میں داخل ہوئے ہیں
وہ بنی تمادوں کو حاصل کر کے کامیاب ہو
گئے۔ و اللہ تعالیٰ کا احسان ظہر ہو گیا
اور ہر ایک کے لئے واضح ہو گئے۔ و بن
نیر علیہ و بن پر سے پیمائشیں جڑ سے کٹ گئیں
اور صلوٰۃ و سلام جو اس ذات اقدس پر ہے
اللہ تعالیٰ سے رحمۃ اللہ علیہ سب سے زیادہ
جس کی محبت باوجود اس کے اصل و سبب کی

الحمد للہ اللہ تعالیٰ کے
مصائب الہدی و علام
الہدی۔ و امید بہم سواطع
مرہب الحق المسیر
فانتمو حصة مسوق و
قطع داسر حصر علی ماصد
و استیصال ساقہ کتل علی و
باطل۔ و عازو سبیل لیس
فقطت السہ۔ و تصحیح
سل الہدی و الحسمت
الظنہ۔ و صلوٰۃ و سلام علی من
ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین
و کشف بنور حجتہ السالکۃ
توہات المبطلین۔

سیدنا محمد صفوة الانبياء۔
وحدانہ۔ ص ۲۰۔ ص ۲۱۔
الہ الا ظہر۔ واصحابہ النیرۃ
الاحبار۔

وہم فالحق حق ان
بقاں۔ اس ہمدۃ الرسالۃ
البہیۃ مثل۔ وہاں مہیہا
مادھشت الانصار۔ ووقت
معانیہا فحیرت الافکار۔
وتحلت عرائس من منج
نصایہا الخسار۔ متروکہ
بأنور الحق فوجب لہ الادعاء
وانصر بدو بیانہا حکم
حدیس الشک والرتیب۔
واسعرفلق مرہا ہما فارجم
محجۃ الصواب۔ مینا ہا من
رسالۃ حبہ میرۃ مان تر مقما
الافاضل بعین العنایۃ۔ وتخلها
من القبول النہایۃ۔ وتقتصر
بحبہا المستین۔ وتخذھا
الایۃ الحکمر علی المخالفین۔

باطل وطمع باطل کی حقیقت کو کھول دیا
یعنی ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم پر جو تمام اغیات گراہے علیہ الصلوۃ
والسلام میں برگردو۔ وتمام اصفیاء کا
ملاصد میں اداں کی جگہ اکل اور یکساں صانع
اصواب پر

۱۔ بعد اس حق یہ ہے کہ گنا جائے
کہ اس مثالی رسار کے لحاظ، و تراکیب،
اس قدر خوب صورت ہیں کہ حسین دیکھ کر
آنکھیں کھل کی کھل رہ جاتی ہیں۔ اور اس کے
معانی اس قدر دقیق ہیں کہ جنہوں سے افکار
کو تنجید ہو رہے اور اس کے فضایا، و فضائل
کے نتائج حسین انہیں غار ہو گئیں۔
اس حال میں کہ حق کے اوار کو دیکھی، غلطی
کرنے دی ہیں جن پر بیتیں گرنے واجب
سے اور اس کے بیان کے ماہ کامل نے
بکس کر دیا۔ پس ریب و شک کی تاریکیاں
کھول دیں۔ اور اس کے دلائل کی صبح روشن
ہو گئی۔ پس راہ صواب واضح کر دی۔ پس
اسے رسالہ! تجھ پر تعجب سے۔ و یہ رسالہ
اس بات کے لائق ہے کہ افاضل اس کو

و تدعوا بحیو الدعاء - لا یسبح
بردها امام العلماء و فتدوة
الفصلاء مالک از مة للعقول و
المنقول - و محمد الفروع و
الاصول - الجامع لاستنات
الفضائل - و سلیل الائمة الاماکن
تجسس سماء التحقيق و سدر
فلک التدقیق - صاحب الفصل
و المقام الفی - مولانا السید
احمد احمدی بر ریحی بحیبی
معنی السادة الشفعیة - فک
الرحاب السویة - اهل ملک
بقعه و ادام ارتقاء .

الفقیر الیہ عزتہ

محمد تاج الدین

ابن المرحوم مصطفیٰ لیس
الحضی المعنی نالہ بیۃ المنورة
غفرلہ -

بچشم تہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کو انتہائی قدر
کے مقام پر آئیں۔ اس کی مضبوطی کو مستحکم
لیں اور نیا خلیں کے گروہ ہونے پر بطور سادت
اس کو ایک علامت کہہ بی سالیں اور اس کے
مصنف امام العارف، قدوة الفضلاء علوم
تقدیر و تحقیق نگاہوں کے مالک اور درج
و احسن نیز دیگر تنوع فضائل کے جامع اور
جو نگرانوں کی دہا سے ہیں اور آسمان
تحقیق کا قاسم۔ و فلک تدقیق کے مکمل
ہیں۔ یہ مقام بلند و فضیلت والہ ہیں یعنی
مقامات مقدسہ نبویہ میں سادت سابعیہ کے
معنی مولانا ستید محمد آفندی بر ریحی شیبی
اس کے مصنف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی
عمر دراز فرمائے اور ان کی ترقی دائم دہائی
رکھے۔

اللہ عز و شہ کی رحمت کا محتاج

محمد تاج الدین بن المرحوم مصطفیٰ الیاس معنی
معنی مدینہ منورہ -

اپنے رب کی رحمت، کا محتاج
محمد سعید بن سعید محمد خادم و قائل الخیرات۔

الفقیر الی ربہ محمد سعید
بن السید محمد خادم دلائل الخیرات

مر

مر

الفقیر الی ربہ محمد امین

بن مرحوم سعید احمد رضوان عفا اللہ عنہ
آمین

الفقیر الی ربہ محمد امین بن
المرحوم السید احمد رضوان
عفا اللہ عنہ آمین۔

مر

مر

سید عبداللہ اسعد عفا اللہ عنہ

السید عبد اللہ اسعد عفا اللہ عنہ

مر

مر

امیر حبیب

حبیب ابن مرحوم سعید محمد رضوان

امیر الحبیب بن حبیب ابن
المرحوم السید محمد رضوان۔

مر

مر

اپنے رب سے مغفرت و درگزر کا امیدوار
محمد بن مرحوم حمدان مالکی
مدلس مسجد نبوی۔

المرتجی من ربہ العفو والعمران
عمر بن المرحوم حمدان المالکی
المدلس بالمسجد النبوی۔

مر

مر

اپنے صاحب قدر کی بخشش کا اہم سطر
احمد بن محمد خیر عباسی سندری ۔

المعروفی عفو ربه القندی
احمد بن محمد خیر عباسی السری

مر

مر

اپنے صاحب قدر کا عسائی احمد اس کا بندہ
محمد بن محمد بن زکی عقی مندر ۔ بنہ فضل

فقیر ربه القندی
العزیز فوزیر القندی عقی منہ
بنہ وفضل ۔

مر

مر

کریم کار سہ کے عفو کا امیدار
موسی علی الشامی الازہری

الراجح عفو الحکیم الالی
موسی علی الشامی الازہری

مر

مر

میں اس سال کے مضمون پر مطلع ہوا ہے
موفقاً سیما محمد بن زکی نے تالیف کیا ہے
لیکن میں نے اس کو سب سے بہتر و محفوظ
دست پر چلنے والا پایا ۔

قد اطلعت علی خلاصۃ الوسائے
الحق نعماً مولانا السید احمد
الغیرتاجی فرحتاً تمام مالکۃ امتل
المساکت واملها ۔

احمد بن محمد اپنے صاحب کا عسائی
محمد بن احمد بن زکی کان لکھنؤ

ولما الفقیر ربه
محمد بن احمد بن زکی کان لکھنؤ

مر

مر

میں اپنی شیخ کے تحفہ پر گزروں
پر مطلع ہوا

احمد میں ہوں اللہ عزت و کرامت کا
محمد مہدی بن احمد مہدی عنہ۔

قد اطلعت علی رسالۃ شفیقا
المحمود۔ واما الفقیر الی اللہ
عز و شانہ محمد مہدی بن احمد
مہدی عنہ۔

مہر

اللہ عزت کا محتاج
سید احمد جواری مہدی عنہ

الفقیر الی عز و شانہ السید
احمد احمدی مہدی عنہ

مہر

خادم المسلم شریف
علی بن ابراہیم غریبی

خادم العلم الشریف خلیل
بن ابراہیم حویقی

مہر

مہر

کتبہ

عبد اللہ نبی سیف اللہ خانہ بمبئی قزاق

أَوَّلُ خِزْبِ الشَّيْطَانِ الْإِيمَانُ خِزْبُ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَيْرُ مِنْهُ

یہ شیطان کا گروہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان کا گروہ ہی خسارہ میں ہے :-

(المجادلہ ۱۹۱)

ترغیم خرب الشیطان

بتصویب حفظ الایمان

تصنیف

علامہ ابوالرضا محمد عطار اللہ صاحب قاسمی بہائی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۴۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ : لاہور

ترغیم حزب الشیطان

بتصویب حفظ الایمان

تقدیم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ————— حامداً ومنتقداً

ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ میں ”بتقدم سد نوال“ ضلع سرگودھا، اہل سنت اور اہل بدعت کے ایسے مسئلہ غم غیب پر مباحثہ ہوا تھا۔ خاکسار بھی اس میں شریک تھا۔ اہل سنت کی طرف سے علی دہشتی دہشت حضرت امام احمد رضا صاحب نعمانی مدیر ”الفرقان“ دہشت فیوضہ متاخر تھے اور اہل بدعت کی طرف سے مولوی شمس علی صاحب، جن سے اور جن کی خصوصیات سے ہمارے ناظرین کچھ نہ کچھ واقف ضرور ہوں گے۔ اس مناظرے کے آخری وقت میں مولوی شمس علی صاحب نے اصل موضوع مسئلہ غیب سے گریز کر کے غلط بحث کرنے اور اس طور پر اپنی فاحش شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے حفظ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارت پر مولوی احمد رضا خان صاحب والے پُرانے اور فرسودہ اعتراضات کو دکر ہرانا شروع کر دیا، حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ:

”اول تو عوارض از مبحث چیزوں کا یہاں پیش کرنا ہی اصول مناظرہ کے خلاف

بدر اصل موضوع میں عاجزی کی دلیل ہے۔ پھر بالخصوص عبارت حفظ الایمان و

برائے مقاطعہ کے ذکر سے تو آپ کو خود شرم بھی آنی چاہیئے۔ کیونکہ ان عبارت پر آپ کی جماعت کے جو اعتراضات میں میں ان کا شایعیت مفصل اور کافی ثانی رد لکھ کر اب سے تین سال پہلے ”معرکہ القلم“ کے عنوان سے اپنے رسالہ ”الفرقان“ میں شائع کر چکا ہوں اور آپ کی جماعت کے تمام ذمہ دار حضرات کو نام بنام مخاطب کر کے اس کے جواب کی دعوت دے چکا ہوں گرج آج تک آپ کی جماعت اس کے جواب سے عاجز ہے، خود آپ نے جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ہجری میں اُس کا جواب لکھنے کا اعلان کیا تھا اور ”معرکہ القلم“ جواب ہی کے وعدہ پر محمد سے منگو یا تھا جو میں نے بد قیمت بیغیر جہلری اسی وقت آپ کو بھیج دیا جس کی رسید بھی آپ نے محمد کو لکھ دی تھی۔ لیکن آج ڈیڑھ سال گزر گیا اور آپ اس کے ایک لفظ کا بھی جواب نہیں دے سکے پس جب تک کہ آپ اس کے جواب سے سبکدوش نہ ہو لیں اُس وقت تک آپ کو ان اعتراضات کے زبان پر لانے کا حق نہیں، بلکہ میں کہہ چکا ہوں کہ آپ کو اس سے شرمانا چاہیئے۔

جس وقت حضرت مولانا محمد منظور صاحب یہ تقریر فرما رہے تھے مولوی حشمت علی صاحب ایک نیا رسالہ ہاتھ میں لے کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ لیجئے! آپ کے ”معرکہ القلم“ کا جواب یہ موجود ہے۔ تمام حاضرین اور خود حضرت مولانا ممدوح نے بھی یہی سمجھا کہ جس رسالہ کو مولوی حشمت علی صاحب پیش کر رہے ہیں وہ واقعی ”معرکہ القلم“ کا جواب ہو گا۔ کیونکہ دن دہاڑے اور علی بن ابی الاسود ایسی دھوکہ دہی کی جرأت تو کسی ذلیل سے ذلیل آدمی کو بھی نہیں ہو سکتی، بہر حال اُس وقت سب نے یہی سمجھا کہ مولوی حشمت علی صاحب کے پاس

میرا القلم کا جواب کھا کھایا، بلکہ چھپا چھپایا موجود تھا جس کو انہوں نے بروقت پیش کر کے اپنے آپ کو ذلت سے بچا لیا۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ کو یہ جواب سب سے پہلے میرے پاس بھیجنا چاہیے تھا اور خیر اگر اب تک نہیں بھیجا تو اب دیکھئے اور ہاتھ کے ہاتھ نقد جواب الجواب لیجئے۔ مولوی شمس علی صاحب نے کہا کہ میں بھیجتا ہوں۔ یہاں تک یہ ضمنی گفتگو ختم ہو گئی، اور پھر اصل موضوع دلم غیب پر بحث شروع ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد جب کہ مناظرہ قریب الختم تھا مولوی شمس علی صاحب سے اس رسالہ کا پھر مطالبہ کیا گیا انہوں نے کہا کہ ابھی بھیجا جاتا ہے، اور پھر معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمارے کسی آدمی کو دے دیا ہے۔ پناچہ اختتام ظفر کے بعد قیام گاہ پر پہنچ کر وہ مولانا محمد منظور صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس رسالہ کا کوئی تعلق معرکہ القلم سے نہیں ہے، اور نہ وہ مولوی شمس علی صاحب کا تصنیف کردہ ہے بلکہ مولوی سردار احمد گورداسپوری مدرس مدرسہ رضا خانیریل کے نام سے شائع ہوا ہے جس میں حفظ الایمان کی مشہور متنازع فیہ عبارت کے متعلق خامہ فرسائی کر کے بریلی کے اس معرکہ خیز مناظرہ کی خفیت، مٹانے کی کوشش کی گئی ہے جس نے نہ صرف ہمارے مولوی سردار احمد بلکہ ان کے بریلوی آقا یا ان نعمت قبلہ کان رضاعامت کے بھی وقار کو خاک میں ملا دیا ہے۔

بہر حال یہ معلوم کر کے مولوی شمس علی صاحب کی جسارت، اور دھوکہ دہی کے فن میں ان کی خداقت دھارت پر سب ہی کو حیرت ہوئی۔ مولانا نے پھر وہ رسالہ اس ناچیز کے حوالہ کر دیا۔ میں نے اسی وقت اس کا جواب لکھ دیا تھا۔ لیکن اشاعت

کی فوجت ابھی تک نہ آسکی اب کچھ ترمیم و اضافہ کے بعد اس کو پیش کر رہا ہوں۔

ایو الرضا محمد عطاء اللہ قاسمی عفا اللہ عنہ

شوال ۱۳۵۶ھ

ذُریتِ شیطان کے کارنامے :

از جناب میرا محظی مبارکپوری

| | |
|--|--|
| شکر و بدعت میں ہوز عیش نہ ہاں بھگر | لکھ دیا سر قبر پر راحت کا سماں دیکھ کر |
| عرس کی زنجینیاں اور جس کی تابانیاں | نگہ لاتی ہیں نگاہِ لطف جانیں دیکھ کر |
| عالم صبر و سکون میں مشہد ہو گیا ہے بیا | سمت گاہِ قبر پر زلف پریشانی دیکھ کر |
| اضطراب آگین نگاہِ شوق کی بے تابیاں | ڈھونڈتی ہیں لطفِ خلوت بزمِ امکان دیکھ کر |
| وجدِ مصنوعی فریبِ مہرِ آفتاب ہے نہیں | طبعِ ذریعہ پر دستِ غزلِ خوں دیکھ کر |
| اک شکر کے واسطے اتنے مکائد ! الاماں | میں تڑپ اٹھتا ہوں ان پیروں کے امان دیکھ کر |
| کیوں نہ کہنوں قبر میں بھی پیٹ ہی کی کھر ہے | ہاں ! وصیت نامہ احمد رضا خان دیکھ کر |
| ہی سیہ بختوں کی بد بختی کا منظر دیکھنا | کفر کے فتوے لکھتے ہیں مسلمان دیکھ کر |
| پہرہ ظلمت پڑا ہے چشمِ باطل کو کش پر | خیر ہو جاتی ہیں آنکھیں نورِ ایمان دیکھ کر |

دیکھنا وہ بزمِ باطل میں قیامت آگئی

تعلیمِ رہبر دیکھ کر، تنویرِ فروغ دیکھ کر

تمہید

پیغام موت کے جواب میں جہنم کی بشارت

گورڈاپوری صاحب کے جس رسالہ کا اس وقت ہم جواب دے رہے ہیں اس کا نام مذہب اور متین نام ہے۔

”موت کا پیغام دیوبندی مولویوں کے نام“

اب لَا يُجِيبُ اللَّهُ الْجَهَنَّمَ بِالْأَسْوَدِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ طَلَحَ كَقَالُونَ كَقَالُونَ
جہنم کو حق ہے کہ اپنے اس جواب کا لقب رکھیں۔

چاپائے رضا خانیت کو جہنم کی بشارت

آغاز جواب سے پہلے یہ بتلادینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قبہ گان رضا خانیت کو اس رسالہ کی اشاعت کی کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ اور کیوں بیٹھے بٹھائے اُن کی باسی کڑی میں یہ ابال کیا؟

واقعہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہمیشہ سے یہ غلط فہمی تھی کہ ”حفظ الایمان“ کی مبدلت میں ہم عام مسلمانوں کو زیادہ دھوکہ دے سکتے ہیں اور اُس میں ہمارے لیے منافع و ہی کی زیادہ گنجائش ہے، لیکن بریلی کے مناظرہ نے اس امید کو بھی ہمیشہ کے لیے تحت الشریعہ میں دفن کر دیا۔ اور انہی گورڈاپوری سے گویا اقرار کر لیا کہ ”حفظ الایمان“ کی وہ عبارت بالکل بے عیا

ہے واقعہ یوں ہوا کہ گورداسپوری صاحب نے اسی مناظرہ میں میرے دل اپنی ایک تقریر کے دوران میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب سے کہا کہ:

”اب میں ایک فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ ہمارا اور آپ کا جگڑا صرف یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں توہین سب سے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک اس عبارت میں توہین نہیں ہے تو سمجھئے آپ ایسی ہی عبارت مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دیجئے۔“

مولانا ممدوح نے گورداسپوری صاحب کے اس فیصلہ کو تجویز کو منظور فرمایا، اور حفظ الایمان کی وہ عبارت لفظ بہ لفظ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دی اور دستخط ثبت فرما کر وہ تحریریں گورداسپوری صاحب کے حوالہ کر دی ہم ناظرین کی مانتقیت کے لئے روئیداد مناظرہ بریلی ص ۶۲ سے یہاں بھی اس کی نقل درج کرتے ہیں۔

”پھر یہ کہ آپ کی (یعنی مولانا اشرف علی صاحب کی) بات پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول صحیح ہو تو دریافت۔ مطلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں مولانا اشرف علی صاحب کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ

سب کو عالم الغیب کہا جاوے :

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

مولانا محمد منظور صاحب کے اس طرح برہستہ اور بے تکلف طور پر یہ تحریر لکھ دیتے سے حاضرین پر بے حد اثر پڑا اور اس کا ردائی کو متفقہ فیصلہ سمجھایا گیا۔ گورداسپوری صاحب نے اگرچہ اس اثر کے نہ کرنے کے لیے اس کے بعد بھی بہت کچھ کج بحث کی لیکن عام پبلک سے وہ اثر کسی طرح زائل نہ ہو سکا۔

پھر منظرہ کے بعد ان گورداسپوری صاحب و دوسرے رضا خانی مولویوں نے اپنی نجی مجلسوں اور خصوصاً مجلسوں میں اپنے بابوں کو یہ کہہ کر سمجھایا کہ :

”مولوی منظور صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں فقط یہ بیان کی جو عبارت لکھی ہے درحقیقت اس سے مولوی اشرف علی صاحب کی سخت توہین ہوتی ہے مگر چونکہ مولوی محمد منظور صاحب کو یہ اطمینان ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب ان پر تک عزت کا دعویٰ نہیں کریں گے اس لیے انہوں نے دیدہ و دانستہ وہ عبارت لکھ دی ہے۔ ورنہ کسی دوسرے معزز شخص کے متعلق ایسی توہین آمیز عبارت وہ ہرگز نہیں لکھ سکتے۔“

حضرت مولانا محمد منظور صاحب کو جب اس پُر فریب پروپیگنڈے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فوراً (ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ کے الفرقان میں) بعینہ وہی عبارت قبلہ رضا خانیہ مولوی حامد رضا خاں صاحب کے حق میں لکھ کر شائع کر دی اور ان کو اور ان کے متبعین و

اذناب کو چیلنج لیا کہ اگر وہ اس میں اپنی توہین سمجھتے ہوں تو ہم پر "ازالہ حیثیت عرفی" کا دعویٰ کر کے عدالت سے فیصلہ کرالیں۔

الفرقان کا یہ پرچہ جس میں یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء کو مولوی حامد رضا خان صاحب کے نام بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا اور پھر "نہج شاعت اسلام" بریلی سنٹر پبشر میں بھی یہ چیلنج شائع کر دیا۔ اور ۱۰ اگست ۱۹۳۵ء تک یعنی ایک ماہ کی مدت میں جواب کے واسطے مولوی حامد رضا خان صاحب کے لیے مقرر کردی، لیکن دوسرے ہی وقت (بلکہ آج تک بھی) نہ کوئی جواب دیا گیا اور نہ مولانا محمد منظور صاحب کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کی گئی۔ درحقیقت مولانا کی اس آخری تدبیر نے رضا خانیہ کے تابوت میں آخری میخ کام دیا اور رضا خانیہ قریب کاروں کے سارے کردیے خاک میں مل گئے۔ اور بہت سے دام افتاد گمانِ رضا خانیہ کو بھی اب یقین ہو گیا کہ حفظ المائدین کی عبارت ناقابلِ اعتراض ہے۔ ورنہ اگر فی الحقیقت اُس میں توہین ہوتی تو ہمارے قبلہ و کعبہ "جہۃ الاسلام" مولوی محمد منظور صاحب پر ضرور تنک عزت کا دعویٰ کر دیتے۔ رضا خانیہ میا دین نے جب دیکھا کہ برسِ بابر مسیحا پھنسی پھنسانی اور تابان کی شکار کی ہوئی چڑیاں بھی اُس نے نہیں تو کامل غور اور کافی مشوروں کے بعد ایک اور کاغذی جال بنایا کہ کیا اس سے ہماری مراد زیر جواب، رسالہ "موت کا پتہ" ہی ہے۔

الغرض درمنا خانیہ مصنفوں کی زبان میں کیٹی کے شور واد اور رضا خانیہ قبوں کی متفت کوششوں سے یہ رسالہ تیار ہوا۔ لیکن گورنر سپوری "صاحب" کی مناظرہ کی آفت و بون کی تلافی اور اُن کی اشکِ شوئی کے لیے انہی کے نام سے اس کو شائع کیا گیا اس وقت ہی رسالہ کا جواب ہم اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں قبلگانِ رضا خانیہ

بھی اپنی کوششوں کا انجام، اور اپنے منصوبوں کی بربادی کا منظر بغور دیکھیں اور ان شاء اللہ
 رَبُّكَ دَعَىٰ كَبَدًا تَحْنِينًا۔ پر ایمان لائیں۔

آناز جواب

اس رسالہ پر پیغام موت میں جس بحث کو فضول بلول دے کر قریباً یک جز (۱۶ صفحہ)
 پر پھیلایا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ ابن شیر خدا حضرت مولانا مولوی سید محمد مرتضیٰ صاحب نے حفظ الایمان کی
 مشہور متنارح فیہ عبارت میں لفظ ”ایسا“ کو اس قدر ”اور تنا“ کے معنی میں تسلیم کیا
 ہے تو ضیح البیان ص ۸۷ اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے بھی مناظرہ
 بریلی میں تسلیم کیا تھا کہ لفظ (ایسا) یہاں بلاشبہ کے اتن کے معنی میں مستعمل ہے۔
 ۲۔ یزداد مناظرہ بریلی ص ۴۴ اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے الشاہد
 الشاہد ص ۱۱۱ میں اتمام فرمایا ہے کہ ”دیہاں“ اگر لفظ اتنا ہو تو اس وقت البتہ یہ
 احتمال ہوتا کہ مساواتہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر دیا جائے تب یہ
 نقل کہ ابن شیر خدا اور مولانا محمد منظور صاحب نے عبارت ”حفظ الایمان“ کا جو مطلب
 بیان کیا اس میں بقول حضرت مولانا حسین احمد صاحب مذکور کفر کا احتمال ہے۔ اس
 سوال کو دوسرے پیرایہ میں اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ حضرت مولانا مولوی مرتضیٰ حسن
 صاحب نے ”توضیح البیان“ میں اور مولانا محمد منظور صاحب نے مناظرہ بریلی میں
 اس لفظ ”ایسا“ کو ”اتنا“ کے معنی میں لے کر دعویٰ کیا ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت
 صاف اور بے غبار ہے اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب کی تفسیر صحیح ہے

معلوم ہوا کہ اگر اُس عبارت میں ”ایسا“ کی بجگہ ”اتنا“ ہوتا تو عبارت بے غبار اور صاف نہ ہوتی بلکہ اُس میں معنی کفر کا جمال ہوتا اور یہ کھلاتا قفس ہے۔

۲۔ حضرت ابن شیر خدا نے تو ضیح البیان میں اور مولانا محمد منظور صاحب نے منظرِ بریلی میں اسی لفظ ”ایسا“ کے تشبیہ کے لیے ہونے سے انکار کیا ہے اور اُس کو غلافِ سیاق و سباق بتلایا ہے۔ اور ”الشہاب الثاقب“ میں اُس کو کلمہ تشبیہ مانا گیا ہے یہ بھی کھلا اختلاف ہے۔

۳۔ روئیدادِ مباحثہ مونگیر (نشرت آسمانی) میں (حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب کی جو تقریر اسی عبارت ”حفظ الایمان“ کے متعلق درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت ظم غیب تسلیم نہیں کرتے اور اقرار کرتے ہیں کہ اگر حضور کے لیے ظم غیب تسلیم کرتے ہوئے ”حفظ الایمان“ کی عبارت لکھی جاتی تو ضرور اس میں توہین ہوتی۔

اور (حضرت مولانا سید محمد تقی حسن صاحب) (حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے بیانات) مندرجہ تو ضیح البیان و روئیدادِ مناظرہ بریلی) سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ظم غیب حاصل ہے۔ اور خود ”حفظ الایمان“ کی متناظر عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ الغرض یہ بھی صریح تاقفس ہے۔

۴۔ حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب نے تشبیہ سے بچنے کے لیے لفظ ”ایسا“ کو ”اتنا“ کے معنی میں لیا اور روئیدادِ مناظرہ بریلی ص ۴۴ کے ایک ماسٹیر میں تسلیم کیا کہ ”اتنا“ تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے۔ اور اُس کے لیے جو مثال دی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت ”حفظ الایمان“ میں تشبیہ والی صورت ہی ہے۔

بس یہ خلاصہ ہے گورکھ پوری صاحب کی سناری بحث کا۔ تحریر جواب سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”حفظ الایمان“ کی اصل متنازعہ فیہ عبارت سے اپنے ناظرین کرام کو شناسا کر دیا جائے تاکہ فہم جواب میں سہولت ہو۔

”حفظ الایمان“ کی آخری بحث میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا تھانوی مدظلہ نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ حضور قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا یعنی آپ کی ذات مقدسہ پر اس لفظ کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دو دلیلیں بیان فرمائی ہیں پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”چونکہ عام طور پر شریعت کے محاورات میں عالم الغیب کسی کو کہا جاتا ہے جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ اور بغیر کسی واسطہ کے بتائے ہوئے معلوم ہوں اور یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے، لہذا اگر کسی دوسرے کو عالم الغیب کہا جائے گا تو اس شرمی عرب عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جائے گا کہ ان کو بھی بلا واسطہ غیب کا علم ہے (اور یہ عقیدہ سرسبز شرک ہے) پس حق بنی مجدد کے سوا کسی دوسرے کو عالم الغیب کہنا بغیر کسی ایسے قرینے کے جس سے صاف معلوم ہو سکے کہ قائل کی مراد علم بلا واسطہ نہیں ہے اس لیے نادرست ہو گا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کی طرف ذہن جاتا ہے۔ اور قرآن و حدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جن سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم میں لفظ ”اعنا“ سے حضور کو خطاب کرنے کی ممانعت، اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو ”عبدی“ و ”امتی“ کہنے سے بھی اسی بنا پر کی گئی

حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی پہلی دلیل کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے اس کے بعد حضرت
ممدوح نے جو دوسری دلیل پیش کی ہے تو اس میں مسئلہ کی دو شقیں کر کے اُن میں سے ہر ایک
کا ابطال کیا ہے اور اس دوسری دلیل کا ماحصل یہ ہے کہ:

• جو شخص حضور کو عالم الغیب کہتا ہے، اور آپ کی ذات مقدسہ پر اس لفظ
کا اطلاق کرتا ہے، شد زید) وہ یا تو انس وجر سے کرتا ہے کہ اس کے نزدیک
حضور نبی غیب کا علم ہے اور یا اس وجہ سے کہ آپ کو کُل غیب کا علم ہے
سو یہ دوسری شق تو اس لیے باطل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل غیب
کا علم نہ ہونا دلائل قطعیہ و نقلیہ سے ثابت ہے اور پہلی شق (یعنی بعض غیب
کی وجہ سے حضور کو عالم غیب کہنا اس لیے غلط ہے کہ اس صورت میں ماحصل
آئے گا کہ ہر انسان بلکہ حیوانات تک کو عالم الغیب کہنا جائے (معاذ اللہ نہ
کیونکہ مطلق بعض غیب کی کچھ خبر تو سب ہی کو ہوتی ہے اس لیے کہ ہر انسان بلکہ
ہر جاندار کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ضرور ہے جو دوسرے سے مخفی ہو جس
اس شق کی بنا پر چونکہ سب کو عالم الغیب کہنا لازم آتا ہے اور یہ عقلاً نقلاً غرنا
غرنا ہر حیثیت سے باطل ہے لہذا لزوم (یعنی زید کا بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے
حضور کو عالم الغیب کہنا) بھی باطل ہو گا۔

یہ ہے حضرت مولانا تھانوی مدظلہ کی اُس پوری بحث کا خلاصہ جو حضرت ممدوح نے
اس موقع پر حفظ الایمان میں فرمائی ہے۔ چونکہ قبلگان رضا خانیت کی کفری بحث اور
اُن کی ان جدید موثر گائیوں کا تعلق بھی ”جو گورہ سپوری“ صاحب کے نام سے کی گئی ہیں
”حفظ الایمان“ کی صرف دوسری دلیل سے ہے اس لیے ہم اس کی صرف اسی قدر عبارت یہاں

نقل کرتے ہیں۔ جس میں یہ دوسری دلیل بیان کی گئی ہے۔ غلط ہو۔ پہلی دلیل کی تحریر سے ظاہر ہونے کے بعد حضرت مولانا تھانوی مذللہ فرماتے ہیں۔

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاننا کہ بقول زید صبیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر مہم و غنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔“

مجدد المکفرین فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے مشہور نفی فتوے ”حسام الحرمین“ میں اس عبارت کا صرف ابتدائی اور آخری خط کشیدہ مستند نقل کیا ہے اور اس کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ:

”اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔“

(حسام الحرمین ص ۲۱)

پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے:

”یہ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی بڑی بڑی کر رہا ہے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور چینی و چناں میں۔“

اور حفظ الایمان کی اسی عبارت پر ریمارک کرتے ہوئے ”تہذیب“ میں اپر لکھتے ہیں:
 ”کیا اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حرمِ گالی نہ دی، کیا نبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنا ہی علمِ غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چارپائے
 کو حاصل ہے؟“

پھر اسی کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

”کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا
 حضور کو گالی نہیں دیتا؟“

پھر صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں:

”مسلمانوں کی جڑ سے یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

علمِ غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے، اور ایمان و اسلام و
 انسانیت سب سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ ”نبی اور جانوروں
 میں کیا فرق ہے۔“ اُس سے کیا تعجب، کہ خدا کے کلاموں کو رد کرے الخ۔“

”حفظ الایمان“ کی مسطورہ بالا عبارت کے متعلق یہ میں خان صاحب بریلوی کے اعتراضات
 اور دعاوی جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

”معاذ اللہ اس عبارت میں حضور کے علمِ غیب کو جانوروں اور پاگلوں کے

برابر بتلایا گیا ہے اور اُس کے مصنف (حضرت مولانا اشرف علی صاحب

فنائی مدظلہ العالی) کے نزدیک نبی صلیہ السلام اور جانوروں میں فرق نہیں ہے۔“

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ مدد کل ذیۃ الف الف مرۃ

الشہاب الثاقب اور توضیح البیان میں خان صاحب کے اسی اعتراض اور بہتان کی تردید

کی گئی ہے اور یہ دونوں صاحب کی انہی لغویات کی رد میں ہیں۔

گورداپوری صاحب نے بھی مناظرہ بریلی میں اس عبارت کے متعلق مختلف عنوانوں سے اپنے مورث اعلیٰ کے انہی دعوای کو دہرایا تھا اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے بھی وہاں انہی اکاذیب و افتراء سے، کار و فرمایا تھا۔

عبارت ”حفظ الایمان“ کے متعلق تکفیری ”طائفہ“ اور اس کے ”امام بہائم“ خان صاحب بریلوی کا دعویٰ اگر آپ ذہن نشین کر چکے ہیں تو اب سمجھئے کہ اس دعوے کی بنیاد مندرجہ ذیل مقدمات پر ہے۔

۱۔ اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لیے ہو۔

۲۔ مشتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف، اور مشتبہ بن زید و عمر بھی و مجنون، حیوانات و بہائم کا علم ہو۔

۳۔ تشبیہ مقادیر میں ہو، اور اس سے دونوں طبقوں کی مساوات، و برابری بیان کی گئی ہو، اگر ان مقدمات میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہ ہو تو خان صاحب بریلوی کا دعوے ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ علیٰ ہر ہے کہ اگر ”ایسا“ اس عبارت میں تشبیہ کے لیے نہ ہو، یا مشتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف نہ ہو تو اس عبارت میں خان صاحب کے دعوے کی بوجہ نہیں رہتی، علیٰ ہذا اگر محض حادثہ اور مخلوق ہونے میں، یا صرف عطائی اور غیر محیط ہونے میں تشبیہ ہو جب بھی خان صاحب کا یہ دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا کہ،

”اس عبارت میں (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چناں و چنیں میں

برابری کی گئی ہے“

اور مصنف حفظ الایمان کے نزدیک،

مذہبی اور جانوروں و پاشوں میں فرق نہیں، (نعوذ باللہ منہ)

بہر کیف، ان مقدماتِ ثلاثہ میں سے کسی ایک کا ابطال نہ ان صاحبِ بیوٹن کے دعویٰ کی تردید کے لیے کافی ہے۔

جب اس کو بھی آپ ذہن نشین کر چکے تو اب معلوم کیجئے کہ:

”توضیح الایمان میں ابن شیر خدا حضرت مولانا سید محمد تقی حسن صاحب

نے، اور مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے خان صاحب

کے پہلے ہی مقدمہ کا انکار کیا ہے اور اس کو تسلیم نہیں کیا کہ ایسا، یہاں تشبیہ

کے لیے ہو بلکہ اس کو بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی میں لیا ہے اور اس سے

مراد ان دونوں حضرات کے نزدیک ”مطلق بعض علوم غیبیہ“ میں جو ایک شق کی

بناد پرزید کے نزدیک اطلاق ”عالم الغیب“ کی ملکیت میں یہ ملاحظہ ہو توضیح الایمان

ص ۷ و ص ۱۱ و ص ۱۳، اور یاد مناظرہ بریلی ص ۲۷ و ص ۳۲ و ص ۴۰ و ص ۱۳۹

نیز مناظرہ بریلی میں ایک دوسری توجیہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے یہ بھی بیان

فرمائی تھی کہ ”ایسا“ اس عبارت میں ”یہ“ کے معنی میں ہو اور اس سے اشارہ انہی ”مطلق“

بعض علوم غیبیہ کی طرف ہو جو ایک تقدیر پرزید کے نزدیک اطلاق ”عالم الغیب“ کی

ملکت میں، اور اُردو محاورات سے ان دونوں دعووں یعنی لفظ ”ایسا“ کے بلا تشبیہ اتنا

کے معنی میں، اور ملحق ہذا ”یہ“ کے معنی میں متصل ہونے کو ثابت فرما کر پوری وضاحت کے

سابقہ بتلایا تھا کہ ”حفظ الایمان“ کی اس عبارت میں ”ایسا“ خواہ بلا تشبیہ کے اتنا کے معنی

میں ہو یا ”یہ“ کے معنی میں ہر صورت اس سے ”مطلق بعض علوم غیبیہ“ مراد ہیں اور انہی

کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ دوزید عمرو، جی و مجنون، بہائم و حیوانات، کے لیے حاصل ہیں اور یہ وہ بات ہے جس کو خود خان صاحب بریلوی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

(ثبوت کے بیٹے کا خطہ ہو روئید اور مناظرہ بریلی میں ۶۰/۶۱/۶۲/۶۵)

جس میں خود مولوی احمد رضا نامان صاحب کی تفسیر سماعت سے ثابت کیا گیا ہے کہ مطلق بعض غیوب کا علم ہر مومن بلکہ ہر انسان بلکہ تمام حیوانات بلکہ تمام جمادات اینٹوں، پتھروں، لکڑوں کو بھی ہے۔

الغرض حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب و حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے (توضیح البیان اور مناظرہ بریلی میں) اس لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لیے نہیں مانا اور اس لیے حمایت تکفیر کی نشت، قل ہی کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور الشباب اثناب میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "ایسا" کو تشبیہ کے لیے تو مان لیا لیکن علم نبوی نفس لامری کے تشبیہ ہونے کو تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ الشباب میں ۱۱۹ پر صاف فرماتے ہیں:

"ایسا" سے اشارہ بعض مذکور کی طرف ہے جو کہ چند کلمہ کے پہلے مذکور ہوا وہ بعض ہرگز مراد نہیں جو رسول مقبول علیہ السلام کو حاصل ہے کہ اُس کا تو کس ذکر بھی نہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

"جس شخص کو ادنیٰ درجہ کا بھی سلیقہ عبارت، دانی کا ہو گا وہ صاف طور سے یہی کہے گا کہ "ایسا" سے اشارہ نفس بعض کی طرف ہے اور اُسی میں گفتگو ہے۔"

بہر حال حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "ایسا" کو کلمہ تشبیہ تسلیم کر کے بھی

اُس سے وہی مطلق بعض علوم غیب مراد لیے جو حضرت مولانا سید محمد رفیع احسن صاحب اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے ”اتنا“ یا ”یہ“ کے معنی میں کر کے مراد لیے تھے۔ پس ان تینوں حضرات کے نزدیک حفظ الایمان کی متنازع فیہ عبارت کا مطلب ایک ہی رہا فرق صرف توجہ میں ہوا۔

ناظرین کی زید بعیرت اور طمانیت کے لیے ہم تینوں حضرات کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں جن میں اس عبارت کا مطلب بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ ”الشہاب الثاقب“ ص ۲۱ پر ”حفظ الایمان“ کی اس عبارت کا حاصل اور خلاصہ اس طرح ارقام فرماتے ہیں:

”کہ لفظ عالم الغیب جس کا اطلاق ذاتِ مقدسہ نبویہ پر ہوا ہے کس معنی کے اعتبار سے کرتے ہو؟ یعنی اگر عالم الغیب کے یہ معنی ہیں کہ تمام مغیبات کا جاننے والا ہو تو یہ معنی آپ میں موجود نہیں بلکہ مغیبات کا علم سوائے خداوند اکرم کسی کو نہیں اور اس لفظ کے معنی یہ ہیں کہ بعض مغیبات کا جاننے والا ہو تو بعض کا علم تو سب کو ہے کیونکہ کرڈرہ کرڈر بھی بعض ہے اور ایک سب بھی بعض ہے۔ غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا وہ سب میں موجود ہے“ الشہاب ص ۲۱

اور حضرت مولانا سید محمد رفیع احسن صاحب مدظلہ توضیح الایمان ص ۶ پر عبارت متنازع فیہ کا مطلب اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”یعنی زید اگر عالم الغیب“ کے اطلاق کی وجہ مطلق بعض کو قرار دیتا ہے کہ

وہ ایک ہی کیوں نہ ہو، تو اس بعض میں حضورؐ کی کیا تخصیص ہے ایسا واسطہ اس
 قدم پر بھی مذکور ہوا، اور جو ایک کو بھی شامل ہے، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جملہ افرادِ انسانی میں مستحق ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی
 غائب چیز کا علم تو ہوتا ہی ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہے، تو چاہیے کہ
 زید اپنے مقولہ کی بنا پر سب کو عالم الغیب، کہے اور یہ بات ہے کیونکہ اس
 صورت میں "عالم الغیب" ہونا صفتِ کمال نہ رہا اور یہ بالکل حذفِ مدعا ہے۔
 غرض گفتگو اس مطلق بعض میں ہو رہی ہے جس کو زید نے اطلاق لفظ "عالم الغیب"
 کی صفت قرار دیا ہے اور وہ مفہوم کا، تب سب جگہ موجود ہے یہ کس معنوں نے
 کہا ہے کہ جس قدر غیب حضورؐ تقدس کی ذات مقدسہ کے لیے واقعہ میں بت
 میں اسی قدر غیب زید، عمرو و غیرہ سب کے لیے حاصل میں سرورِ عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں،
 (توضیح البیان ص ۶)

درج کیے اس عبارت میں حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب نے عبارت متنازع فیہا کا جو
 مطلب بیان کیا ہے وہ بعینہ وہی ہے جو "الشہاب الثاقب" کی منقولہ عبارت میں
 حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا ہے کوئی بھی فرق نہیں اور علیٰ ہذا
 مناظرہ بریلی میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے بھی یہی مطلب بیان فرمایا تھا
 چنانچہ روئیداد مناظرہ بریلی ص ۹ پر مولانا مدوح کی ایک تقریر کے ذیل میں ہے:
 "عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضورؐ کو عالم الغیب کہنے والے مطلق
 بعض علوم غیبیہ کی وجہ سے حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہیں، اور اگر ان کا یہ اصول

ہے کہ جس کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہوں گی اُس کو عالم الغیب کہا جائے گا تو لازم آئے گا کہ ہر زید و عمر، بلکہ حیوانات و بہائم کو بھی عالم الغیب کہا جائے کیونکہ ایسا علم غیب یعنی اتنا علم غیب جو ان سب کو کے نزدیک کسی کو عالم الغیب کہنے کے لیے کافی ہے یعنی مطلق بعض غیب کا علم تو ہر ایک کو حاصل ہے۔

بہر حال اس عبارت میں لفظ "ایسا" اتنا کے معنی میں ہے اور اُس سے مطلق بعض علوم غیبیہ مراد ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی انہی گورہ اسپوی صاحب نوغائب نے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر اب بھی اس عبارت کا مطلب آپ نہ سمجھے ہوں تو دوسرے طور پر یوں سمجھئے کہ یہاں لفظ ”ایسا“ نیز کے معنی میں ہے اور اس سے مطلق بعض علوم غیبیہ کی طرف اشارہ مقصود ہے اور ”ایسا“ کا استعناں ”یہ“ کے معنی میں شائع ذائع ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں زید کو ماروں گا۔ دوسرا کہے، ایسا نام ہرگز نہ کرنا تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ کام ہرگز نہ کرنا۔ پس یوں سمجھئے کہ ”حفظ الایمان“ کی زیر بحث عبارت میں بھی ایسا کا لفظ ”یہ“ کی جگہ مستقل ہے اور اس صورت میں عبارت کی شرح یوں ہوئی۔ پھر یہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی حضور کو عالم الغیب کہنا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب (اس زید سے جو حضور کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس اطلاق کو جائز سمجھتا ہے) یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں ”یعنی مطلق بعض غیب“ کے علم میں، حضور کی کیا تنسیص ہے

ایسا علم غیب یعنی یہ علم غیب جو اُپر مذکور ہوا یعنی مطلق بعض غیب کا علم تو زید
 و عمر بلکہ ہر مہمی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و جماد کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ
 ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو
 (زید کے اس اصول پر چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے)۔

(رویداد مناظرہ بریلی ص ۴۶)

حضرت مولانا محمد منظور صاحب انجمانی کی تقریر کے س اقتباس سے ظاہر ہے
 کہ ان کے نزدیک بھی لفظ ”ایسا“ خواہ با تشبیہ کے ”اتنا“ کے معنی میں ہو یا ”یہ“ کے
 معنی میں بہر صورت اس سے وہی علم بعض علوم غیب مراد ہیں جو ایک تقدیر پر زید کے
 نزدیک اطلاقِ عالم الغیب کی ملت میں اور انہی کا حصول زید و عمر وغیرہ کے لیے مانا گیا
 ہے۔

الغرض ”الشہاب اشراق“ توضیح البیان، رویداد مناظرہ بریلی کی ان مشقودہ مصدر
 عبارات سے یہ چیز بالکل واضح ہے کہ ان تینوں حضرات کے نزدیک ”حفظ الایمان“
 کی اس عبارت کا مطلب ایک ہی ہے۔ اور کسی کے نزدیک بھی اس میں حضور اقدس
 علیہ السلام کے واقعی اور نفس الامری علم شریف کو زید و عمر وغیرہ کے لیے حاصل نہیں مانا گیا ہے
 نہ کسی کے نزدیک اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ بلکہ تینوں حضرات کی عبارات اس پر متفق ہیں
 کہ حضور اقدس علیہ السلام کے واقعی علم مقدس کا یہاں کوئی ذکر ہی نہیں۔ اور زید و عمر
 وغیرہ کے لیے جو علم حاصل مانا گیا ہے وہ وہی مطلق بعض غیب کا علم ہے جو ایک تقدیر پر
 زید کے نزدیک اطلاقِ عالم الغیب کی ملت ہے اور وہی لفظ ”ایسا علم غیب“ سے یہاں
 مراد ہے۔

بہر کیف ان تینوں حضرات کے نزدیک لفظ ایسا علم غیب کے مطلب اور مصداق میں کوئی اختلاف نہیں فرق صرف توجیہ میں ہے، حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کے نزدیک لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو کر یہ معنی ادا کر رہا ہے کیونکہ اس سے اسی لفظ بعض علوم غیب کی لفظ اشارہ ہے۔ اور مولانا محرم تفسیر حسن صاحب کے نزدیک یہ بلا تشبیہ کے آنا کے معنی میں ہو رہا اسی معنی کو نظر کر رہا ہے اور مولانا محمد منظور صاحب نفسانی کے فرمایا ہے کہ یوحنا خواہ وہ بلا تشبیہ کے آنا کے معنی میں ہو یا یہ کے معنی میں ہو صورت اس سے وہی مطلق بعض توجیہ ادا ہیں

الحمد للہ اس تمام تفسیر سے یہ بات ظہر میں شمس ہو گئی کہ حفظ الایمان کی متنازع فیہ عبارت کے مطلب میں ان تینوں بزرگوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے صرف توجیہ اور عنوان پر فرق ہے اور یہ ایسا فرق ہے کہ ایک کلام کے شارحین میں عام طور پر ہو جاتا ہے جس کے نظائر دینی لٹریچر میں بکثرت مل سکتے ہیں۔

مثلاً آیت مکریمہ لو کان فیہد البقۃ الا اللہ لفسدنا کی توجیہ اور برہان کی تقریر میں علماء اسلام کا اتفاق ہے لیکن آیت کے اس مضمون اور مقصد پر سب متفق ہیں۔ علیٰ ہذا آیت شریفہ لیخف لک اللہ ما تقام من ذنبک وما تاحد کی توجیہ اور تفسیر میں مفسرین اور علماء کلام کے بہت سے اقوال ہیں لیکن آیت کی اصل روح پر سب کا اتفاق ہے۔ اسی طرح قال بل فعلہ کبیر ہو ہذا آیت کی توجیہ میں حضرات مفسرین کرام کے کلمات مختلف ہیں لیکن معنی اس نقطہ پر سب کا اتفاق ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہ کلام داخل کذب نہیں۔

اسادیت کریمہ میں بھی اس کے نظائر بہ کثرت موجود ہیں مثلاً ذوالیہدین کی مشہور

حدیث میں حضور کے ارشاد "لو انس و لو تقصر" اور ایک روایت میں ما قصر و ما نصبت اور ایک تیسری روایت میں کل ذالک لو یکن کی توجیہ میں شارحین حدیث کا کلام مختلف ہے لیکن اس چیز میں سب کا اتفاق ہے کہ حضور کا یہ ارشاد حد کذب میں داخل نہیں اور نہ اس سے عصمت پر کوئی دھبہ آتا ہے

بہر حال جس طرح اس قسم کی آیات و احادیث کی توجیہات میں شارحین کا اختلاف اس مقصد پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ اسی طرح عبارت "حفظ الایمان" کی توجیہ میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب، حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب، اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا یہ اختلاف اس مشترک مقصد کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا کہ "حفظ الایمان" کی عبارت میں اس لفظی مضمون کا ثابہ بھی نہیں جس کا ادوار مولوی احمد رضا خان صاحب نے "سامع الثرین" اور "تمہید ایمان" میں لیا ہے اور وہ عبارت "اس ناپاک مضمون سے اتنی ہی دور رہے جتنے کہ ناپاک صاحب مومنون" اور ان کے متبعین صداقت و دیانت سے۔

اس موقع پر پہنچ کر گودا سپوی صاحب کی ایک اہل فریبی کا پردہ چاک کر دینا نہایت ضروری ہے۔ اور درحقیقت وہی فریب انکی انکفیری مہارت کا سنگ بنیاد ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے "حفظ الایمان" کی متنازعہ فیہ عبارت کے متعلق ارقام فرمایا تھا کہ:

"اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حادثہ حضور علیہ السلام

کے علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا۔

جس شخص کو اللہ نے کچھ بھی عطا کر دیا ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کا یہ کام اُس صورت کے متعلق ہے کہ عبارت میں لفظ اتنا تشبیہ فی المقدار کے لیے ہوتا، اور حضور علیہ السلام کے علم شریف کو اُس کے ذریعہ سے اور چیزوں کے علم سے تشبیہ دی گئی ہوتی (جیسا کہ مدعیان کفر کا خیال ہے) تو اُس صورت میں بے شک حضور علیہ السلام اور دوسری چیزوں کے علم کے برابر کر دینے کا شبہ ہو سکتا تھا لیکن اگر لفظ ایسا کے بجائے عبارت میں اتنا بلا تشبیہ کے ہو اور اُس سے مراد مطلق بعض علوم غیب ہوں جیسا کہ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب و حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے بیانات کا مفاد ہے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں ہرگز اُس برابری کا شبہ بھی نہیں ہو سکتا بلکہ بعینہ وہی مطلب ہوتا ہے جو خود حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ نے بیان فرمایا ہے۔ جیسے کہ ہم یہ تفصیل پہلے لکھ چکے ہیں۔ بہر کیف یہ ایک اعلیٰ حقیقت ہے کہ الشہاب الثاقب کی منقولہ عبارت میں اُس تقدیر پر برابری کا احتمال مانا گیا ہے کہ عبارت میں ایسا کی بجائے اتنا تشبیہ فی المقدار کے لیے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مشبہ ہو۔

لیکن خان صاحب کے ان گوردا سبوری پوت نے بکمال حیاداری اس کو مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب و مولانا محمد منظور صاحب کی تجویز رد صورت پر چسپاں کر دیا۔ اور نتیجہ یہ نکالا کہ عبارت "حفظ الایمان" کا جو مطلب ان دونوں حضرات نے بیان کیا ہے اُس میں بقول حضرت مولانا حسین احمد صاحب علم نبوی اور علم زید و غیرہ کی مساوات کا احتمال نہ تھا، بلکہ معاذ اللہ وہ نواب دلائل و قوت الہیہ کا تھا۔

پھر یہ کہ مولانا حسین احمد صاحب کا کہنا کہ اس سے بھی بڑھ کر کیا ناموس سفید جھوٹا یہ بولا ہے کہ مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب و مولانا محمد منظور صاحب کا اتفاق بیان ہے کہ عبارت

”اگر ایسا تشبیہ کے لئے ہو تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

توہین ہوتی ہے“

اور پھر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب چونکہ عبارت ”محفوظ الایمان“ میں لفظ ایسا کو کلمہ تشبیہ تسلیم کر رہے ہیں۔ لہذا ان کی شرع کی بنا پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب کے اقرار کی رو سے ”محفوظ الایمان“ میں توہین ہے۔ حالانکہ یہ محض جھوٹ اور خالص و بھال نہ فریب ہے کہ ان دونوں حضرات نے کہیں یہ لکھا ہے کہ اس عبارت میں اگر لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لئے ہو تو اس میں شرع کی توہین ہوگی۔ بے شک، ان دونوں حضرات نے اس سے انکار کیا۔ بے کس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لئے ہو اور اس سے علم نبوی کو مزید ذلیل و خوار۔ سے تشبیہ دی گئی ہو جیسا کہ مدعیان تکفیر کا دعویٰ ہے۔ لیکن ان حضرات نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ اگر ”ایسا“ کو کلمہ تشبیہ مانا جائے اور اُس سے خواہ مطلق بعض علوم غیبی کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کا خیال ہے، جب بھی اُس میں توہین ہوگی۔

بہر حال یہ گوردا سپوری کا، بلکہ فی الحقیقت رضا خانی برادری کے اُن قبلوں کیوں کا محض دجس و فریب ہے جو بے چارے گوردا سپوری کے کندھوں پر رکھ کر کذب و دکر کی یہ بندوق چلا رہے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو شرم و حیا ہو تو حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کی ایک ایک ہی عبارت پیش کرے۔ جن میں یہ تصریح ہو کہ اگر عبارت ”محفوظ الایمان“ میں ”ایسا“ تشبیہ کے لئے ہو۔ خواہ مشتبہ علم نبوی نہ بھی ہو، تو عبارت کفری ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی شان اقدس میں تو یمن ہے کیا ہے رماناخی کہنے میں کوئی آدم زاد جو اس کذب و افترا کا ثبوت
دینے پر آمادہ ہو؟ بل من عجیب

اب تک جو کچھ عرض کیا گیا اس سے گوردا سپوری صاحب کے پہلے دو مناظروں کا کافی
شان جواب ہو گیا، اور جوابدہ فریسیاں و کذب آفرینیاں انہوں نے اس سلسلہ میں کی تھیں ان کی
قطع بھی باجھی طرح کھل گئی۔ و اللہ الحمد

گوردا سپوری صاحب کے تیسرے اشکال کا خلاصہ یہ تھا کہ:

”رویداد مباحثہ نوگیر و نصرت آسمانی میں حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب

کی جو تقریر بابت ”حفظ الایمان“ کے متعلق درج سب سے اُس سے معلوم ہوتا ہے

کہ وہ خود اُن کے نزدیک حضرت مولانا اشرف علی صاحب بھی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب تسلیم نہیں کرتے بلکہ اقرار کرتے ہیں

کہ حضور علیہ السلام کے یہی علم غیب تسلیم کرتے ہوئے اگر ”حفظ الایمان“ کی

یہ عبارت لکھی جاتی تو ضرور اس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی۔ اور مولانا

سید محمد رفیع حسن صاحب اور مولانا مولوی محمد منظور صاحب کے بیانات

(مندرجہ تو فیض البیان درویداد مناظرہ بریلی) سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ اور خود ”حفظ الایمان“ کی متنازعہ عبارت

سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے۔ تو نتیجہ اس اختلاف اور تناقض کا یہ کہنے کا کہ چونکہ مصنف حفظ الایمان نے حضور اقدس علیہ

السلام کیلئے علم غیب ثابت ہوئے عبارت لکھی ہے۔ اسلئے مولانا عبد الشکور صاحب کی تصریح کیطاعتی نہیں درج

ہے (مخلصاً)»

اس بگڑی گور اسپوری صاحب نے نہایت شرمناک مذاطلہ فرینی سے کام لیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علماء اہل سنت کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ:

»وہی نکی اور تعلیم خد وندی سے آپ کو عالم غیب کی بہت سی ہزاروں

لاکھوں باتیں معلوم تھیں۔«

اور جس طرح »حفظ الیمان« توضیح البیان اور تفسیر و مناظرہ بریلی میں اس کا اقرار موجود

ہے اسی طرح رویداد و بدیشہ نوگیر میں حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدظلہ کی دوسری ہی

تقریر میں یہ سترجح موجود ہے کہ:

»اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی بہت سی

باتوں پر اطلاع دی اور اتنی بہت کہ ان کا شمار ہم نہیں کر سکتے۔«

(نصرت آسمانی ص ۱۱)

اور اسی منظرہ مانع و مانعہ مدوح نے عبارت »حفظ الیمان« کی جو شرح فرمائی ہے۔

جس کو ہم منقریب نقل کریں گے اس سے یہ بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مدوح کے

نزدیک حضرت مولانا تفتازانی مدظلہ ہ عقیدہ بھی یہی ہے۔ بہر حال یہ نالسن افتراء ہے کہ مولانا

محمد عبد الشکور صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مطلقاً علم غیب کے منکر ہیں،

یا وہ مولانا غفاری کے متعلق ایسا خیال رکھتے ہیں فی الحقیقت اس بارہ میں ان کا اور دیگر علماء

اہل سنت کا کوئی اختلاف نہیں، اسی طرح اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ غیوب کی اس

اطلاعی کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درست نہیں۔ اور حفظ الیمان کی متنارح فیما عبارت

میں اسی کا بیان ہے، جیسا کہ ہم پہلے تفصیل تمام لکھ چکے ہیں اور حضرت مولانا عبد الشکور

صاحب کے نزدیک بھی اسی عبارت کا وہی مطلب ہے جو حضرت مولانا محمد رفیع صاحب صاحب وغیرہ نے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ مباحثہ مونگیری کی پہلی ہی تقریر میں مولانا ممدوح نے ”حفظ الایمان“ کی عبارت کی توضیح اس طرح فرمائی ہے کہ:

”مولانا اشرف علی صاحب سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کتنا کیسا ہے؟ مولانا اس کا جواب دے رہے

ہیں کہ عالم الغیب کتنا جائز ہے کیونکہ امام الغیب کے مدہی معنی میں آقا علی

نبیوں کا جائزہ دینے والا تو ہے۔ معنی نبیوں کے خلاف ہیں دوسرے بعض غیبیوں

کا جائزہ دینے والا تو ہے۔ بات بہت ذریعہ میں بھی پائی جاتی ہے۔

(حضرت آسمانی ص ۱۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا لکھنوی مدظلہ کے نزدیک بھی عبارت ”حفظ الایمان“

کا بالکل وہی مطلب ہے جو توضیح البیان وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ اس عبارت

میں ”اطلاق عالم الغیب“ ہی کی بحث ہے نہ کہ حضور اقدس کے مقدار علم کی مولیت

ممدوح کے فریق مقابل مولوی فاضل صاحب آبادی نے عبارت ”حفظ الایمان“ میں

توہین ثابت کرنے کے لیے اُس کے دو فوٹو پیش کیے تھے جو انہی کے الفاظ میں

ذیل ہیں۔

”پہلا فوٹو یہ ہے کہ ہم یوں ہیں دیوبند صاحب (مونگیری) کو امام کہا

جائے تو اس کے دو معنی ہیں کل علوم کا عالم کو تو یہ معنی غلط ہیں۔ اور بعض علوم کا

عالم کو تو ہر پاگل و چوپایہ بعض علوم کا عالم ہوتا ہے۔“

”دوسرا فوٹو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر معبود کہو تو اس کے کیا معنی کل کا معبود

کو تو غلط اور اگر بعض کا معبود کہو تو اس میں خدا کی کیا تخصیص، پتھر و درخت بھی
بعض کے معبود ہیں ؟

(تقریر مولوی فخرالہ آبادی مند چہ نصرت آسمانی ص ۱۱)

حضرت مولانا لکھنوی مدظلہ نے عبارت "حفظ الایمان" کی مند چہ بالا تو ضیح فرماتے
کے بعد مولوی فخر صاحب کے ان نوٹوں کے جواب میں فرمایا تھا:

"دو مثالیں جو آپ نے پیش کی ہیں۔ وہ یہاں منطبق نہیں ہوتیں کیونکہ حضرت

مولانا محمد علی صاحب کو ہم عالم مانتے ہیں اور خدا کو معبود جانتے ہیں، لہذا ہم

ہونے اور معبود ہونے کی کسی شق کو اگر ہم زیل شیار سے تشبیہیں تو یقیناً

توہین ہو جائے گی۔ بخلاف اس کے بول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا، شرف

علی صاحب بلکہ اہل سنت و جماعت میں سے کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں

مانتا لہذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو اگر زیل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین

نہیں، اگر حضور کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو زیل

اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بے شک توہین ہوتی۔"

(نصرت آسمانی ص ۱۵)

حضرت مولانا لکھنوی مدظلہ کے اس جواب کا صواب کا صاف مطلب یہ ہے کہ چونکہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان عالم الغیب نہیں کہتے بلکہ آپ کے حق میں یہ کلمہ بولنا

خلاف شریعت سمجھتے ہیں۔ اس لیے اگر اس کی کسی فرضی شق کو حقیقی چیزوں کے لیے ثابت

مانا جائے اور اسی فرضی تقدیر پر تشبیہ دکھلائی جائے تو آپ کی اس سے کوئی توہین نہیں

ہوتی۔ بخلاف عالم، اور معبود کی مثالوں کے کیونکہ علوم دینیہ کے جاننے والوں کو مسلمان

۔ ماہم... کہتے ہیں، اور علیٰ ہذا حق تعالیٰ کو معبود کہا جاتا ہے اور یہ دونوں اطلاق، بلکہ کسی اختلاف کے امت میں جاری ہیں۔ اور کسی دین شرعی کے خلاف بھی نہیں، بلکہ ان کو دلائل شرعیہ کی انید حاصل ہے، لہذا اگر ان کی کسی شرت کو حقیر چیزوں کے لیے ثابت کیا جائے تو بے شک توہین ہوگی۔

انظرین کرام حضرت مولانا مکھنوی کی تقریر کے مندرجہ بالا اقتباس کو جاری تشبیہ کی روشنی میں بغور ملاحظہ فرمائیں اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ اگر حضور کے لیے بعض غیوب کا علم بھی (تعلیم خداوندی) تسلیم کیا جائے تو اس عبارت، یا تشبیہ میں توہین ہوگی۔ بلکہ مولانا کا منشا صرف یہ ہے کہ چونکہ منقولہ آیت کس علی الصلوٰۃ والسلام کو ”عالم الغیب“ میں کہا جاتا ہے، اور آپ پر اس وصف کا اطلاق نہیں ہوتا۔ لہذا اُس کی کسی فرضی شرت کو حقیر چیزوں میں ثابت کر کے تشبیہ دکھائی جائے تو اس سے توہین نہ ہوگی۔ ہاں اگر حضور کو عالم الغیب کہنا جائز ہوتا اور غیب اسلام میں کہا جاتا اور پھر اس کی کسی شرت کو حقیر اور ذیل چیزوں میں ثابت کر کے تشبیہ دی جاتی تو بے شک توہین ثابت ہوتی۔

اور یہ ایسی واضح بات ہے جس کو ہر زبان دان باسانی سمجھ سکتا ہے ان پنجابی لوگوں کا ذکر نہیں ہے جو پچھڑے کو پچھا اور کٹڑے کو کٹا کہا کرتے ہیں۔
حضرت مولانا ممدوح کے اس جواب کے بعد بھی جب مولوی نادر صاحب...
یہی کہے گئے کہ میرے اقرار میں اس کا جواب نہیں ہوا تو چھٹی تقریر میں منہ سے مولانا نے پوچھنے

۱۔ مناظرہ بریلی میں گورداسپوری صاحب بار بار پچھا اور کٹا کہہ کر مجمع کے لیے اچھا خاصا سان تفریح سیکار دیتے تھے ملاحظہ ہو روئیداد مناظرہ بریلی ص ۱۶

اس جواب کا اس طرح اعادہ فرمایا کہ:

”حفظ الایمان کی عبارت: ”کاتو میں ایسا شافی جواب دے چکا کہ سارا مجمع جانتا ہے۔“ اور آپ کا دل بھی جانتا ہے اور وہ بے فرق بھی بتا چکا ہوں، پھر ”مُن“ یعنی مولانا محمد علی صاحب کو ہم عالم مانتے ہیں اور حق تعالیٰ کو معبود جانتے ہیں، لہذا جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والد میں صفت ”علم غیب“ ہم نہیں مانتے، اور جو مانے اس کو مش کر تے ہیں۔ لہذا ”علم غیب“ کی کسی شق کو رذیل چیزوں میں کیا کچھ برگز توہین نہیں ہو سکتی یہ

(نصرتِ آسمانی ص ۲۷)

اس کے بعد بھی جب مولوی فاضل صاحب یہی کہتے رہے کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو مناظرے کے دوسرے دن کی ایک تقریر میں پھر نصرتِ مولانا نے اس کا اعادہ اس طرح فرمایا کہ:

”مولانا محمد علی صاحب کی مثال میں اور فقط الایمان کی عبارت میں بڑا فرق ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کو عالم مانا جاتا ہے اس لیے امام کے کسی منہ کو پاگل وغیرہ کے لیے ثابت کرنا توہین ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امام الغیب نہیں مانا جاتا اس لیے ”علم غیب“ کی کسی قسم کو دوسری اشیاء کے لیے ثابت کرنا برگز توہین نہیں ہے۔ یہ کھلا ہوا فرق کل ہی بیان کر چکا ہوں“

واضح رہے کہ ص ۲۷ والی مذکورۃ الصدر عبارت میں جو صفت ”علم غیب“ کے ماننے

کا ذکر ہے اس سے مراد وہی "عالم الغیب" کہنا اور اس وصف کا اطلاق کرنا ہے کیوں کہ "حفظ الایمان" میں اصل بحث اُسی کی ہے اور یہاں اُسی کی مثال میں کلام ہے۔

علاوہ ازیں یہاں یہ تصریح بھی ہے کہ یہ اُسی سابق الذکر جواب کا اعادہ ہے کوئی نیا جواب نہیں ہے اور پہلی مرتبہ ص ۱۵ پر جہاں یہ جواب مذکور ہے وہاں "عالم الغیب" ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

الفرق ان قرآن سے جو تفسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ چیز بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ص ۲۰ کی اس عبارت کا مفاد بھی بالکل وہی ہے جو ص ۱۵ والی عبارت کا تھا بلکہ کسی قدر اختصار کے ساتھ یہ اُسی کا اعادہ ہے پس اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ

"اگر مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ السلام کے لیے علم غیب مانتے تو یقیناً عبارت "حفظ الایمان" میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں توہین ہوگی۔

اور پھر اُس کے ساتھ یہ یاد کرنا کہ مولوی اشرف علی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب مانتے ہیں۔ اور ان دونوں مغالطوں کی بنیاد پر یہ تعمیر ٹھکانا کہ "عبارت "حفظ الایمان" میں یقیناً توہین ہے" بعض بے ایمانی ہے جو پود ہویں صدی کی مجددیت کے ایک مدعی (نحس صاحب بریلوی) کے اُمتیوں اور اُسی کے دوسرے زوردار مدعی (غلام احمد قادیانی) کے پڑوسیوں سے کچھ زیادہ بعید نہیں۔

حاصل اس ساری بحث کا یہ ہے کہ توضیح الایمان، الشہاب الثاقب، رویداد مناظرہ بریلی، اور خود حفظ الایمان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے صرف بعض غیوب کا علم اگر ہے وہ بعض لاکھوں سے بھی زیادہ ہوں) باطلاح خداوندی تسلیم کیا گیا ہے۔ اور وہ خود حضرت مود

عبدالشکور صاحب کو بھی مسلم ہے بلکہ جمع اہل سنت و جماعت کا مستند عقیدہ ہے۔
 اور نصرتِ اسمانی ص ۲۳۰، ۲۳۱ کی عبارات مذکورہ کا مفاد صرف یہ ہے کہ اگر ہم حضور
 کو عالم الغیب کہتے اور اس وصف کا اطلاق آپ پر نہ کرنا ہوتا، اور پھر اُس کی کسی شے کو حقیر
 چیزوں کے لیے ثابت کر کے تشبیہ دی جاتی تو توہینِ بڑی لیکن چونکہ حضور کو مسلمان "عالم
 الغیب" نہیں کہتے اور نہ شرفیاء جائز ہے پس اگر اُس کی کسی فرضی شے کو حقیر ذیل چیزوں میں "نا
 چاہیے تو کوئی توہین نہیں۔

اصولانِ دونوں مضمونوں میں نہ کوئی تناقض ہے نہ کفر، لیکن چشمِ کفر بین، کا کوئی علاج نہیں۔
 اُس کا علاج تو بس جہنم کی سُرُخ سلاخیاں ہی کریں گی جب کہا جائے گا لقد کنت فی غفلة
 من هذا فکشفنا عنک غطاء لک فبصرک الیوم حدید

چوتھا اثر: کان گورداسپوری صاحب کا یہ ہے کہ،

”مولوی محمد منظور صاحب نے عبارت حفظ الایمان میں ”ایسا“ کو ”اتنا“ کے

معنی میں بتایا اور یہ اس لیے کہ مولوی محمد منظور صاحب کے نزدیک اگر عبارت

حفظ الایمان میں ”ایسا“ تشبیہ کے لیے ہو تو اس عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی شانِ اقدس میں توہین ہے اور یہ عبارت موجبِ کفر ہے۔ اور

نوٹیداد منظرہ بریلی ص ۳۴ پر جو ماشیہ ہے جس میں مذکور ہے کہ لفظ ”ایسا“ کی

طرح اتنا بھی تشبیہ کے لیے آتا ہے۔ اور پھر اس کے لیے یہ مثال دی گئی

ہے کہ ”زیدنا مالدار ہے جتنا کہ عمرو“ اور اتنا بلا تشبیہ کے لیے مثال دی گئی

ہے کہ ”زید اتنا مالدار ہے جس کی حد نہیں“، غرض اس ماشیہ سے ظاہر ہے کہ

مولوی محمد منظور صاحب نے اپنے گمان میں تشبیہ سے بچنے کے لیے اگرچہ

ایسا کہ معنی اتنا بیان کیے ہیں۔ مگر پھر بھی حفظ الایمان میں تشبیہ کے معنی مولوی محمد منظور صاحب کے نزدیک بقرار ہیں۔ اس لیے کہ اتنا کے معنی بھی تشبیہ کے آتے ہیں۔ اور عبارت حفظ الایمان میں اتنا کے استعمال کی وہی صورت ہے جس میں اتنا تشبیہ کے لیے ہوتا ہے۔ لہذا عبارت حفظ الایمان میں بھی تشبیہ موجود ہے دیکھئے مولوی محمد منظور صاحب نے جس بات کا انکار کیا اس کا جواب اُنہی کی زبانی ثابت کر دیا: (مخلص)

اس کے جواب میں پہلے تو ہم کو یہ کہنا ہے کہ گورداسپوری صاحب کی اس تقریر کا ابتدائی خط کشیدہ حستہ افتراء محض اور کذب فراعص ہے۔ حضرت مولانا محمد منظور صاحب کی تقریر مندرجہ ذیل روئیداد مناظرہ بریلی دادہ نیز ان کی کسی تصنیف میں بھی یہ مضمون نہیں مل سکتا کہ:

”اگر عبارت حفظ الایمان میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہو تو اس عبارت سے حضور اقدس علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے۔ بہر حال یہ گورداسپوری صاحب کا سفید جھوٹ اور بقیہ باگت افتراء ہے جس کے جواب میں ہم صرف ”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“ پڑھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔“

دوسری بات یہ کہ روئیداد مناظرہ بریلی ص ۲۴ کے جس ماسشیہ کا یہاں گورداسپوری صاحب نے حوالہ دیا۔ ہے اور جس پر ان کے اس اشکال کا دارومدار ہے وہ خود حضرت مولانا مولوی محمد منظور صاحب کی تقریر کا جزو نہیں بلکہ مولانا ممدوح کی تقریر پر روئیداد کے مرتب نے لکھا ہے جیسا کہ اُس میں مراجعہ لکھا ہوا ہے پس جو نتیجہ اُس سے گورداسپوری صاحب نے نکالا ہے بالفرض اگر وہ اس سے نکل بھی سکتا ہو تو مستحکم کے کلام کے کسی معنی کی تحریر (بلکہ اس کی بھی مثال) سے خود اصل مستحکم کے خلاف حجت قائم کرنا اُنہی لوگوں کا کام ہو سکتا

۴۳
ہے جو بریلی کے پاگل خانہ میں زیر علاج ہوں۔

اگر ان تمام چیزوں سے قطع نظر بھی کر لیا جائے تو اس ساری کادشس سے زیادہ سے زیادہ یہ بھی تو ثابت ہو گا کہ عبارت حفظ الایمان میں ایسا اگر بینے آتا بھی ہو تو جب بھی اس میں تشبیہ باقی رہتی ہے۔ لیکن گورداسپوری صاحب اور ان کے قبلوں کمبوں کو صرف اتنی بات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا عبارت حفظ الایمان کے متعلق ان کا دعویٰ تو جب ثابت ہو سکتا ہے جب کہ اس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو جائے کہ عبارت میں مشبہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعی اور نفس الامری علم ہے۔ اور اسی کو زید و عمرو وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی گئی ہے اور تشبیہ بھی کیت اور مقدار میں ہے۔

پس جب تک یہ سب مقدمات ثابت نہ ہوں صرف ایسا کہ تشبیہ کے واسطے ہونے سے کچھ کام نہیں چلتا جیسا کہ پہلے اور دوسرے اشکال کے جواب میں بھی ہم بتفصیل لکھ چکے ہیں۔ بہر حال یہ چوتھا اشکال بھی منس مہمل اور لغو ہے۔ اور الحمد للہ حفظ الایمان کی عبارت اسی طرح صاف اور بے غبار ہے جس طرح کہ مناظرہ بریلی میں ثابت کی گئی تھی۔

بالجملہ گورداسپوری صاحب، بلکہ فی الحقیقت ان کے پردہ نشین قبلوں کمبوں کا یہ آخری کید بھی سبّاؤ منتور ہو گیا۔ اور مغالطت و افتراءات کی کڑیوں سے کفر کا جو گورکھ دھند انہوں نے تیار کیا تھا اس کی ایک ایک کڑی کھل گئی۔

واللہ الحمد

رضا خانیت کے تابوت میں آخری منہ

گورڈ اسپوری صاحب یا اُن کے قبول کعبوں کے جس رسالہ کا اس وقت ہم کو جواب دینا تھا۔ اُس کا تحقیقی جواب ہم بعونہ تعالیٰ پورا کر چکے۔ آخر میں بطور تذکرہ کے ہم پھر کہتے ہیں، کہ حفظ الایمان کی بحث فی الحقیقت مناظرہ دہلی میں اُسی وقت ختم ہو چکی تھی جب گورڈ اسپوری صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب سے مطالبہ کیا کہ:

”اگر آپ کے نزدیک اس عبارت میں توہین نہیں ہے تو ایسی ہی عبارت

آپ مولوی اشرف علی صاحب کے حق میں لکھ دیجئے۔“

اداسی پر انہوں نے فیصلہ رکھ دیا۔ اور مولانا محمد منظور صاحب نے فوراً بلا کسی پس و پیش کے حفظ الایمان کی وہی عبارت لفظ بہ لفظ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کے حق میں لکھ دی اور دستخط فرما کر گورڈ اسپوری صاحب کے حوالہ کر دی اس متفقہ فیصلہ کے بعد کسی رضا خانی کو حفظ الایمان کی عبارت پر کلام کرنے کا کوئی حق نہیں رہا۔

ہم اپنے ناظرین کو یہ بھی بتا دیں کہ گورڈ اسپوری صاحب نے جو یہ فیصلہ کن تجویز پیش کی تھی تو یہ خود اُن کی تجویز اِجاد نہ تھی بلکہ اُن کے قبضہ و کعبہ نے بھی اپنے متعدد رسائل میں علماء اہل سنت سے یہ مطالبہ کیا ہے چنانچہ ”وقعات السنان“ ص ۱۸ پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھ کر چھاپ دیا اور

اب اس پر لڑے ہو، بھوٹے بہانوں سے اسے بنا نے کے یہ چھپے پڑے

جو یوں ہی لکھ کر اپنے سرورِ مستحفظ سے یہ الفاظ لکھوتی دلائل و ثبوتیں داسیصل و نبوی کی
نسبت چاہ دے گے؟
پھر اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

”ہاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کو منہ بھر کر کہہ دو چاہ
دیا۔ اپنے بڑوں کی طرف ایسا خیال کرتے کیونچہ چار چار ہاتھ اچھلے گا یہ ہے
تمہارا اسلام، یہ ہے تمہارا ایمان، الا لعنة اللہ علی الظالمین۔ مسلمانو! اس سے
زیادہ اور بھی وضوح حق کا ذریعہ ہے؟

قبلہ رضائیت کی اس عبارت سے ظاہر رہے کہ حق ظاہر ہونے کا آخری اور اعلیٰ
درجہ یہی ہے کہ ”حفظ الایمان کی جیسی عبارت بزرگمان جماعت دیوبند کے حق میں لکھ دی جائے
بس گودا سپوری صاحب کا یہ مطالبہ فی الحقیقت اُن کے قبلہ و کعبہ کا مطالبہ تھا، جس کو
حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے پورا کر کے اور حفظ الایمان کی عبارت
لفظ بہ لفظ حضرت حکیم الامت مدظلہم اعلیٰ کے حق میں لکھ کر اور پھر اُس کو اپنے ”سالہ الفرقان“
میں چھاپ کر پاپا نے رضائیت کی تجویز کے مطابق جس حق واضح فرمایا اس طرح کو یا ہمیشہ
”حفظ الایمان“ کا متفقہ فیصلہ ہو گیا۔

اور پھر وہی عبارت بدستِ مولوی تاج محمد رضا خان صاحب کے حق میں چھاپ کر اور اُن
کو کھلا پیش دے کر کہ:

”اگر اس عبارت میں اپنی توہین سمجھتے ہو تو ہم پر اتنا کہ حیثیت عرفی کا دعویٰ
کر کے باننا بطہ مقدمہ چلاؤ۔“

اتمامِ حجت کو بالکل آخری حد تک پہنچا دیا اور رضا خانیوں کے لیے کسی کروہیلے کی

گنجائش نہ چھوٹی۔

سنا ہے کہ بعض چہکدہ مذاہن اپنی جانوں کے بچانے کے لیے صاحب اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ:

”یہ کیا تنوی ہے کہ عبادت سے حضور اقدس کی توہین ہوتی ہو اس سے
 ہذا شمار میں ماحدین صاحب جیسوں کی بھی توہین ہو پس اگر حفظ الایمان
 کے لحاظ سے موزنا مذہب مذاہن صاحب کی توہین نہیں ہوتی اس واسطے
 وہ ماحد مذکور صاحب کے خلاف کوئی تافنی کا روائی نہیں کر سکتے تو اس
 سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس سے حضور اقدس کی توہین بھی نہیں ہوتی؟
 ہم یہاں سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ بھی پاک لکڑی۔“

ہم حرم الحرمین اور قسیدہ میں سے مولوی احمد رضا مذاہن صاحب کی وہ عبارت پٹے
 نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے ”حفظ الایمان“ کی اس عبارت کے متعلق ذیل کے
 دعوے کیے ہیں۔

۱۔ اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم پہلی شدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھا ایسا تو ہر
 پختہ اور پراگم جگہ جاتوہ نماز میں ہے۔

۲۔ ”عبادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پندہ میں درجہ یعنی جانوں میں انہوں نے
 باری کی گئی ہے۔“

۳۔ اس عبارت میں گویہ کہا گیا ہے کہ:

”نبی اللہ یا انہوں میں کیفری ہے“ (معاذ اللہ)

پس جب کہ مولوی احمد رضا مذاہن صاحب بریلوی کے نزدیک عبارت ”حفظ الایمان“

کا مطلب یہ ہے، اور اس میں مراعت یہ سب کچھ کہا گیا ہے تو پھر ظاہر ہے کہ اس سے ہر معمولی سے معمولی انسان کی بھی تو بین ہوگی۔ دیکھئے اگر کوئی شخص کہے کہ:

”غیب کی باتوں کا جیسا علم مولوی حامد رضا خان صاحب کو ہے ایسا تو ہر

جانور اور انسان کے آبا جان کی زبان میں، ہر گدھے، کتے، اتو، سور کو حاصل ہے

تو ظاہر ہے کہ اس سے مزدوران کی تو بین ہوتی ہے۔ علیٰ ہذا، اگر کوئی بد تمیز

یوں بکے کہ۔ ہر گدھا جناب مولوی حامد رضا خان کے برابر ہے، اور مولوی حامد

رضا خان صاحب اور جانوروں (لنگوروں، بندروں وغیرہ) میں کیا فرق ہے؟

تو یقیناً اس سے مولوی حامد رضا خان صاحب کی سخت تو بین ہوگی جس سے خود

ہلادول بھی دُکھے گا۔ پس جب کہ بڑے بڑے خاں صاحب کے دعوے کے

مطابق حفظ الایمان کی عبارت کا بھی یہی مطلب ہے اور اس میں بھی یہی

گالیاں ہیں، تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس عبارت سے مولوی حامد رضا خان صاحب

کی تو بین نہ ہوتی ہو۔

پھر ان کی طرف سے مولانا محمد منظور صاحب کے خلاف کسی تلافی کاروائی کے نہ

ہونے کے معنی صرف یہی ہو سکتے ہیں کہ اس عبارت میں فی الحقیقت تو بین کا شائبہ بھی

نہیں اور مولوی احمد رضا خان صاحب کے سارے مذکورہ بالا دعوے محض غلط، باطل

اور بے بنیاد ہیں۔

اس کے بعد آتے ہم حضرت مولانا ثانی صاحب مدظلہ کے اس باطل شکن چیلنج کو

پھر دہراتے ہیں اور پھر اعلان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب عبارت

حفظ الایمان کو لفظ بلفظ مولوی حامد رضا خان صاحب کے حق میں لکھ کر شائع کر چکے۔

پس جس رضا خانی کو اس میں توہین کا شائبہ بھی معلوم ہوتا ہو تو وہ مولانا ممدوح پر ہتک عزت کا
دعویٰ کر کے فیصلہ کرے۔

لیکن ہم پھر پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مولوی حامد رضا خان صاحب ہرگز اس کے لیے آمادہ
نہ ہوں گے کیونکہ ان کو کامل یقین ہے کہ وہ عبارت بالکل صاف اور بے غبار ہے اور اس
میں توہین کا شائبہ تک نہیں ہے۔ اور اس کے متعلق ان کے آبا جنان کے وہ تمام دعوے جو
”حسام الحرمین“ اور ”تمیذ ایمان“ وغیرہ میں کئے گئے ہیں، کذب خالص اور افتراء محض ہیں۔ ہند
اب رضا خانیوں کے لیے مانیت اسی میں ہے کہ وہ ”حفظ الایمان“ کی عبارت کا ذکر ہی
بھول دیں!

کیا ہے یہ غایت کا کوئی حیا اور دروغیت مند فرزند جو اپنے قبیلہ کے مولوی حامد رضا
خان صاحب سے نفرت مولینا نعمانی کے نصف دعوہ وار کر کر کر ہمارے اس خیال
کو غلط ثابت کر دے اور پھر عدالت سے اس نزاع کے آخری فیصلہ کی صورت نکل
آئے؟ بل من عجیب!

”جو صاحب اس کام کو کر دیں وہ ہم سے ایک سو روپیہ نقد بھور انعام
میں ملنے کے مستحق ہوں گے۔“

اس پر بھی اگر کوئی آمادہ نہ ہو تو بشرط حیا ”حفظ الایمان“ کے متعلق کسی رضا خانی
کچھ کہنے اور لکھنے کا حق نہیں، پس یہی ”حفظ الایمان“ کا مناظرہ ختم ہے۔

فقطہ دابر القوم الذین ظلموا والحمد لله رب العالمین۔

یہاں تک گوردا سچوں صاحب کے پیغام موت کا جواب مع زیادات کتل ہو گیا اور ساتھ ہی بحمد اللہ حفظ الایمان کا مناظرہ بھی ختم ہو گیا، اب ہم ”معارضہ بالمش“ کے طور پر اُن سے عرض کرتے ہیں کہ آپ تو حضرت مولانا تقاضی مدظلہ کا کفر دوسروں کے مسلمات کی بنا پر ثابت کرنا چاہتے تھے، اور انتہائی مغالطہ آفرینیوں کے باوجود کچھ بھی ثابت نہ کر سکے، آئیے اب ہم آپ کو خود آپ کے گھر میں ایک ایسا اقراری کا فر تلامیں جو دوسروں کے نہیں بلکہ خود اپنے ہی مسلمات اور اپنے ہی اقرار سے کافر ٹھہرتا ہے۔ اگر آپ کو ایسے اقراری کافروں کی تلاش ہے تو دیوبند، نقانہ، بیون، یا کھنڈ کی خاک چھانسنے کی ضرورت نہیں خود بریٹی بلکہ آپ کے گھر میں ہی آپ کا یہ مطلوب و مقصود مل جائے گا، بشرطیکہ آپ دیدہ بصیرت سے دیکھیں۔ پتہ، نشان بلکہ کتل ثبوت بھی ہم سے لیجئے اور اس قراری کافر کو پکڑ لیجئے۔

ملکرا مسلمین، مجدد المبتدین صاحب خیر بریلوی کا

اقراری کفر!

”ہر کہ شک آرد کافر گردد“

خوش نوا یان چمن کو غیب سے شردہ ملا

دام میں عتیا دا اپنے بُتدہ ہونے کو ہے

خان صاحب کے تمام متقصدین و متوسلین کو معلوم ہو گا کہ موصوف نے حضرت مولانا

شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی متعدد تصانیف، ”الکوئۃ الشہابیہ“، ”سلسلہ
 السیوف الہندیہ“، ”سبحان السبوح“ وغیرہ میں سینکڑوں جگہ یہ دعوے کئے ہیں کہ:
 ”انہوں نے خدا کو جھوٹا کہا، اس کی تنقیص کی، اس کو عیب دیا ہے۔ اس
 کے رسولوں کی توہین کی، بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت ناپاک
 گالیاں دیں، ملائکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ تمام ضروریاتِ دین کا کھانا
 کیا، وغیرہ وغیرہ۔“

شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بریلوی خان صاحب کے یہ وہ دعوے ہیں جس سے
 ان کی کتابیں لبریز ہیں۔ ہم بعض نمونے کے طور پر صرف ”الکوئۃ الشہابیہ“ سے چند عبارت
 اس کے متعلق نقل کرتے ہیں:-

الکوئۃ الشہابیہ ص ۱۵ پر حضرت مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نقل فرما
 لکھتے ہیں:

”اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لیے کر سکتا ہے وہ سب
 خدا سے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پہنا، پیشاب
 کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے۔“
 پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر حضرت شہید کی اور عبارت نقل کر کے لکھتے

ہیں:

”اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا، متغیباً غیر بلکہ محال

مادی بھی نہیں۔“

پھر اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

اسی قول میں مزاحمت مان لیا کہ اللہ تعالیٰ میں حب و دانش کا آنا

باز ہے : کوکبہ میں :

پھر اسی صغیرہ کہتے ہیں :

اسی قول میں صاف بتایا کہ جن چیزوں کو نفی سے اللہ تعالیٰ کی طرح کی
جاتی ہے وہ سب بآئیں اللہ عزوجل کے لیے ہو سکتی ہیں وہ تعریف و بھلائی
تو اللہ تعالیٰ کے لیے سونے، اونگھنا، ہلکنا، بھولنا، حمد و ثناء، بندوں
سے ڈرنا، کسی کو اپنی بدشاہی کا شریک کر دینا، ذلت و خواری کے باعث
دوسرے کو اپنا بے بنانا وغیرہ سب کچھ کا عنصر ہے

من جمادات میں حق جل جلالہ کی جس قدر توہین و تنقیص ہو اس کی شان عزیز و رفیع میں
جیسی ناپاک مار گھسی گستاخیاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے تصور سے بھی ہر مومن بہتر نہ رہے
گا۔ لیکن خلیل صاحب کے نزدیک حضرت شاہ شہیدؒ نے بارہا خود زہد و فقر حضرت مصطفیٰ
میں یہ سب گستاخیاں کی ہیں۔

اسی طرح ان کے نزدیک خواہ شہیدؒ نے حضرت انبیاء علیہم السلام کی کتاب میں بھی
سخت گستاخیاں کی ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب کوکبہ الشہادۃ میں پرخلہ شہیدؒ کی ایک جملہ
کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں :

یہ حضرت اولیاء و انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ و السلام کو ناکارے لوگ کہیں

یہ اسی کی کتاب میں کہیں گستاخی نہیں کیا، نبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ و السلام کی شان میں گستاخی

کفر تابع نہیں ہے

نیز اسی کتاب کے ص ۹ پر حضرت شہیدؒ کی ایک جملہ کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں :

یہاں انبیاء و ائمہ کی قیامت و جنت و نار و غیرہ تمام ایمانیات کے
ماننے سے عارفانہ انکار کیا ہے

پھر اسی کتاب میں صراطِ مستقیم کی ایک عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں:

”مسلمانو! مسلمانو! خدا را ان تا پاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو.....“

پادریوں اور پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں اور مشرکوں کی کتابیں دیکھو..... ان
میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے..... مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی

لہست کا کیلبر پر کر دیکھئے کہ اس نے کسی بے جگری سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی نسبت بے وعترت یہ مریخ سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے۔۔۔

مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر
ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی، ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی، واللہ واللہ
انہیں ایذا پہنچی..... اور انصاف یہ کہئے تو سب کئی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ

بھی نہیں ہے

(مفتی جلیل القدر مولانا محمد امجد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ان تمام عبارات سے ظاہر ہے کہ خان صاحب کے نزدیک حضرات شہید و شہداء کی حق
تعالیٰ کی شان پاک میں نہایت سخت گستاخیاں کیں، اس کو بدترین عیب لگائے، ہر
عیب و اکلاش کا سریر آنا جائز نہ تھا۔

مٹی بنا حضرات انبیاء و رسل کی جناب میں کئی گستاخیاں کیں، ان کے اور نہ صرف
ان کے بلکہ تمام ایمانیات و ائمہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ کے بھی ماننے
سے انکار کیا۔

پھر بالغصوں سے اہل مسلمین خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رفیع میں نہایت ناپاک اور لعنتی کلمے لکھے، ایسی صریح کالیادیں، اور ایسی کھلی گستاخیاں کیں کہ جن میں تاویل بھی نہیں ہو سکتی۔

لیکن ان تمام سنگین جرائم کے باوجود جن میں سے ایک بھی قطعی تکفیر کے لیے کافی ہے اور جن کے مرتکب کو کافرنہ جاننے کی وجہ سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے (مولوی احمد رضا خان صاحب حضرت شہید کو کافر نہیں کہتے۔

چنانچہ اسی کتاب ”الکوثر الشہابیہ“ میں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اس قسم کے ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حد و بے شمار کفریات ثابت کرنے کے بعد آخری صفحہ پر لکھتے ہیں:

”بالجملہ ماہ نیم ماہ و نیم روزہ کی طرح ظاہر و زاہر کہ اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرہام پر جزا قطعاً یقیناً ایماٹا بوجہ نثر کفر لازم۔ اور بلاشبہ جماہیر نقمانے کرام و اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد، کافر، باجماع ائمہ ان سب پر اپنے تمام کفریات ملعونہ سے بالتصریح تدبیر و رجوع اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا فرض و جب، اگرچہ ہمارے نزدیک مقام اعیان میں اقرار سے کف لسان مانع و مختار و مرضی و مناسب“

اس عبارت کا حاصل صاف یہی ہے کہ استغیث شہید پر اگرچہ وجوہ کثیرہ سے دینے ستر بلکہ ستر ہزار بلکہ بے حد و بے شمار وجوہ سے کو کفر ص ۵۹، جزا قطعاً یقیناً ایماٹا کفر لازم ہے اور اگرچہ جماہیر نقمانے کرام اور اصحاب فتویٰ اکابر و اعلام کی تصریحات کی رو سے اور ان کے متوسلین و معتقدین کافر و مرتد ہیں اور اگرچہ باجماع ائمہ از سر نو مسلمان ہونا

پر فرض ہے۔

لیکن ہمارے دینیوں جناب خاں صاحب بریلوی کے (نزدیک) کو کافر کہنا اور ان کی تکفیر سے نہیں روکنے کی خاطر خود بخود پسندیدہ اور مناسب ہے۔

اسی طرح سبب السبوح میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عقیدہ مسلمانوں کے بعد پھر ترویح سے لازم گرفتار ثابت کر کے صفحہ ۹ پر اخیر حکم یہ لکھا کہ:

”مہائے حقانیس کافر نہ کہیں یہی سواب سہ ہے، وہو الجواب بر نفی و طیر القوی و هو المذہب و طیر الاعتقاد و فیہ السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر ترویح ہو۔ اور اسی پر حقوی ہے اور یہی جواز مذہب اور اسی پر اعتقاد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔“

اور نیز اسی سبب السبوح ص ۸۰ پر لکھا:

”اور لام اللہ تعالیٰ و سما میں دہوئی کے کفر پر بھی کام نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے۔ اور حکم اسلام کے لیے اصل کوئی ضعیف ماضیہ محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعول ولا یعلى (تمہید دینی معتقدین صاحب بریلوی ص ۳۳)

آپ نے یہ حفظ فرمایا کہ خاں صاحب نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ تسلیم کرتے ہوئے بلکہ اپنے نزدیک پُرندہ دل سے ثابت کرتے ہوئے کہ:

”انہوں نے معاذ اللہ خدا کی قسم میں سرسج گستاخیاں کہیں، اس کو ناپاک عیب لگائے، اجماع اگر علم کی صریح قوی میں کی، ان کا بلکہ تمام ایسا نیت کاٹ

انکار کیا۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں شدید گستاخیاں کیں
 آپ کی نسبت صریح سب دشنام کے لفظ لکھے اور ایسی گندی گھلیاں دیں کہ
 پادری پنڈت بھی نہیں دیتے اور جن میں کوئی تاویل بھی نہیں مل سکی اور حضور اقدس
 کو اس سے سخت ایذا بھی پہنچی۔ غرض ان تمام مہیب کفریات کے باوجود بھی اور
 پھر اس اقرار کے باوجود بھی کہ ان پر جزا، یقیناً، ابھائے گا غرض ثابت ہے اور جاہل
 فقہار و اربابِ نتو نے کے نزدیک وہ فرقہ کافر مرتد ہیں۔

اپنا فیصد یر دیا کہ:

”میں ان کے کفر پر مکمل نہیں کرتا اور وہ طمانے نقاطین بھی نہیں کافر نہ کہیں یہی
 مذہب مفتی ہے اور اسی میں استقامت ہے۔“

اب یہ بھی نہیں غمان صاحب سے پوچھئے کہ ایسے زبردست عزم کو کر جسے خدا کی شان
 میں گستاخیاں کی ہوں اس کے رسول کی نسبت صریح سب دشنام کے لفظ لکھے ہوں
 اور ایسی گندی گھلیاں دی ہوں کہ جن میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہ ہو غرض ایسے مہاپاپی کو جو شخص
 کافر نہ مانے وہ خود کیا ہوتا ہے۔

تنبیہ ایمان ص ۲۸ پر لکھتے ہیں:

”شفاء شریف و برازیلہ و درغز و قناو سے خیر یو غیر وہی ہے،

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس

اجمع المسلمون ان شافی صفت

صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر و من

وہ کافر بجا و جو اس کے مذہب یا کفر ہوئے

شک فی عذابہ و کفرہ

میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

کفر

پھر لکھتے ہیں:

(واللفظ لہ)

• مجمع الانہر و درختار میں ہے:

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر

الکافر بسبب

ہو اس کی تو بہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس

مبنی من الانبیاء لا تقبل توبتہ

کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر

مطلقاً ومن شک فی کفرہ

ہے • (تہذیب ایمان ص ۲۸)

وعذابہ کفرہ

پھر اسی کے ص ۲۵ پر لکھتے ہیں:

• نہ کہ ایک کلام تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہم السلام والثناء

میں صاف سرسبز ناقابل تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اسے کفر نہ

کہنا کفر کو اسلام ماننا ہو گا اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے •

تھان صاحب کی ان تمام عبارات کو جو ذکر نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

طرف جزم و یقین کے ساتھ عقائد کفریہ مذکورہ منسوب کرنے کے باوجود ان کو کافر نہ

کہنے بلکہ ان کی تکفیر کو خلاف احتیاط اور عیاذ صواب بتلانے کی وجہ سے وہ خود ہی بقول

خود کافر اور بقلم درویش کافر ہیں۔ اور اب جو انہیں کافر نہ کہے یا ان کے کفر میں شک کرے

احتیاط برتے وہ بھی انہی کے اسی فتوے سے قطعی کافر ہے۔

• بہرہ شک آرد کافر گردد •

دوسروں کو موت کا پیغام "سنانے والے گورداسپوری، اور ان کے پردہ میں بونے والے

ان کے قبلے کہے دیکھیں! کہ اقراری کفر اس طرح ثابت کیا جاتا ہے، اقراری مجرم یوں گرفتار

ہوتے ہیں، اصلی چور ایسے پکڑے جاتے ہیں۔ پتے قدموں کا ثبوت اس طرح دیا جاتا ہے کہ نہ کوئی پھیر رہے نہ فریب، صغریٰ بھی خان صاحب کا، کبریٰ بھی خان صاحب کا، شکل اول کی ترتیب کی بنا پر قیصریہ کہ:

خان صاحب بر طوی اپنے اقرار اور اپنے فتوے سے قطعی کافر ہیں۔

دل کے پھپھو لے جل اُٹے سینے کے دانے سے

اس گھر کو آگ لگ گئی اپنے چسٹراغ سے

ضروری انتباہ

ناظرین کرام کو ملحوظ رہے کہ خان صاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا ہے۔ نہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔ ہم تو صرف ان کے فتوے کے ناقل ہیں۔ ہمارا کیا مجال کہ ایسا جرنیل فتوے دے سکیں، اس قسم کے احکام تو کفر کے ہائیکورٹ ہی سے صادر ہو سکتے ہیں۔

اقراری کفر کی دستاویز پر آخری حسیطی

خان صاحب کو اس اقراری کفر سے بچانے کے لیے ان کی ذریت کی طرف سے جو غرضیں کیے گئے ہیں جی چاہتا ہے کہ اس جگہ ان کی حقیقت بھی واضح کر دی جائے۔ مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی۔ نہ تو اس کا جواب دیا ہے کہ:

۔ چونکہ اسماعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے بچان تمام اقوال سے
توبہ کر لی تھی اس لیے علماء متاخرین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی
اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا : (الطیب البیان ص ۳۳)

اس جواب کا صاحب یہ ہے کہ مولانا شہید (رحمۃ اللہ علیہ) کی عبارات تو واقعی موجب
کفر ہیں، لیکن چونکہ ان کے متعلق توبہ کی شہرت ہے۔ اس لیے تکفیر سے کف لسان
کیا گیا۔

اس کے متعلق پٹلی بات تو یہ ہے کہ یہ خالص جھوٹ ہے جو محسن خان صاحب کو
اقرامی کفر کی زد سے بچانے کے لیے بعد میں تراشا گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ جس شخص کو کفر قطع دیقین کے ساتھ ثابت ہو جس طرح کہ اہل بدعت
کے نزدیک معاذ اللہ حضرت شہیدؒ کا ثابت ہے، اس کے متعلق محض بے ثبوت
بلکہ بے سرو پا توبہ کی افواہ برگران کے نزدیک قابل التفات و اعتبار نہیں۔

الموت ۱۸ عمر ص ۲۰ کے حاشیہ پر بظاہر و برائے نام مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب
اور فی الحقیقت ان کے آبا بیاں خود بڑے خالص صاحب ہی ماسی احتمال توبہ کے متعلق
صاف لکھتے ہیں کہ :

حاکم زری افواہ بے سرو پا یا کن نیکوں کے بعد اس کے بعض ہوا خواہوں کا
مکاہلہ ادا ہوا تو اس پر التفات نہ ہوگا :

پھر یہ کہ ہماری گفتگو خان صاحب بریلوی کے متعلق ہے اور انہوں نے حضرت
شاہ شہیدؒ کے متعلق کہیں توبہ کا احتمال نہیں لکھا، بلکہ ان کی گزشتہ تصدیحات ہی شاہد ہیں
کہ ان کے پیش نظر یہ احتمال تھا ہی نہیں۔ پس ان کی طرف سے یہ غدر کرنا کہ انہوں نے توبہ

کے اتھال کی وجہ سے شہید موصوف کو کافر نہیں کہا محض جہالت اور
- توجیر القول یا اور رضی برہ کا لہر -

کا مضحکہ خیز مظاہرہ ہے جو صرف مولوی نعیم الدین صاحب جیسے ذی ہوشی ہی کا کام
ہو سکتا ہے۔ اگر بے چارے خان صاحب کو اپنے ان خلیفہ صاحب کی اس تاویل کا تم
اس عالم میں ہوا تو وہ مزورہ کہیں گے:

”من پر سیکویم و ظنیوہ من چرے کسراید“

خان صاحب کے اس قرائی کفر کا ایک جواب خود ان کے صاحبزادے بلند اقبال مولوی
مصطفیٰ رضا خان صاحب نے بھی دیا ہے جس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہے کہ جواب
خود خان صاحب بالیقین ہی کا اختراع ہے مگر چونکہ اس کو اپنے ہم سے شائع کرنے میں
خود اپنے منہ اپنے دعوؤں کی تکذیب کرنی پڑتی تھی اس لیے اس کو صاحبزادے کے نام
سے شائع کیا ہو گا۔

بہر حال خواہ وہ جواب باپ کا ہو یا بیٹے کا ہم کو اس پر بھی نظر ڈالنی ہے اس جواب
کا حاصل یہ ہے کہ شہید کی عبارات میں چونکہ ہوس کی نجاشی سمجھا دی گئی ہے اس لیے مطالب
بھی ہو سکتے ہیں جو موجب کفر نہیں بلکہ لفاظی دیگر:

”ان کی عبادات چونکہ معافی کفر یہ میں مستعین نہیں میں اس لیے ان کو کافر نہت

خلاف اعتقاد سمجھا گیا اور ان کی تکفیر سے کفر نہ کیا گیا۔“

الہوت، الامر میں، سے منہمک اس قرائی کفر کے کاٹھانے کے لیے بونا منہ زبانی

کی گئی ہے اس کا حاصل یہی ہے۔

۱۔ اولیٰ ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ میں اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ وغیرہ کو تو خان صاحب نے توہینِ شانِ رسالت کا مجرم قرار دے کر یہ لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

۲۔ شریعہ شہید پروردہ ہی فردِ جرم لگانے کے باوجود خود ان کی تکفیر بھی پسند نہ کی بلکہ اس کو خلافِ احتیاط لکھا و بر فرق کیا ہے؟

۳۔ اس سوال کے جواب میں ایسی صاحبزادہ مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب لکھتے ہیں

کہ:

۱۔ اصل یہ ہے کہ اسماعیل اور حال کے دو بابیہ کے اقوال میں فرق ہے ہم اہلسنت متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ جب تک کسی قول میں تاویل کی گنجائش ہوگی تکفیر سے زبان روکی جائے گی، ممکن ہے کہ اس نے اس قول سے یہی معنی مراد لیے ہوں۔
شرح فقہ اکبر میں فرمایا:

”ہاں جب قول ایسا ہو کہ اس میں اصلاً تاویل کی گنجائش نہ ہو تو تکفیر کی جائے

گی۔“

تو اس قول کے قائل کو جس میں تاویل کی گنجائش ہے اگر کوئی کافر کہے تو ہم منع نہیں کرتے کہ وہ معنی ظاہر کے اعتبار سے ٹھیک کہہ رہا ہے اور اس کی خود تکفیر نہیں کرتے کہ احتیاط اس میں ہے۔

۲۔ اور اس دوسری صورت کے قائل کی تکفیر ضرور ہے کہ اس میں جب اصلاً

تاویل نہیں تو تکفیر سے زبان روکنے کا حاصل خود کفر اور تلغیان ہے یہ ملفوظات حصہ اول میں،

اس جواب کا حاصل بھی وہی ہے کہ حضرت شہیدؒ کی عبارت ”حفظ الایمان“ براہین
 ”قاطعہ“ وغیرہ کی عبارت کی طرح معانی کفریہ میں صریح نہیں ہیں بلکہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے۔
 واسطے ہم ان کی کفر نہیں کرتے۔

لیکن فی الحقیقت یہ جواب نہیں بلکہ اپنے روحانی درجائی، علمی و نفسی باپ کی ”سچ تکذیب“
 ہے، خان صاحب نے جس زور کے ساتھ ”حفظ الایمان“ ”براہین قاطعہ“ وغیرہ کے متعلق
 مریخی تنقیص شان رسالت یا انکار ختم نبوت، یا تکذیب حضرت عزت کا دعویٰ کیا ہے۔
 بالکل اسی زور اور اسی دم غم کے ساتھ اور اسی نیچ پر بلکہ انہی الفاظ میں حضرت شہیدؒ کی عبارت،
 کے متعلق بھی دعویٰ کیا ہے۔

ثبوت کے لیے ذیل میں دونوں قسم کی عبارتیں ملاحظہ ہوں

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ
 علیہ کے متعلق انہی خان صاحب
 بریلوی کے دعاوی کفر

الکوثر الشہابیہ ص ۲۱ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ
 علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”اے نے کس بگڑی سے محمدیوں اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی نسبت بے دعویٰ یہ صریح سب و دشنام
 کے لفظ لکھ دیئے“

اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا تھانوی
 مدظلہ وغیرہ کے متعلق خان صاحب
 بریلوی کے دعاوی کفر

۱۔ تمسید ایمان ص ۱۴ پر ”حفظ الایمان“ کی
 عبارت پر حکام کرتے ہوئے ملتے ہیں:

”ان بدگوئیوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی

۱۔ تمہید ص ۱۳ پر حضرت مولانا قاضی مدظلہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”رب جل و علا کے کلاموں کو میں باطل و مردود کر دیا۔“

۲۔ تمہید ص ۱۰ پر حضرت مولانا حلیل صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

”کیا اس نے محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہ کی؟“

۳۔ تمہید ص ۱۶ پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو معاذ اللہ خداوند تعالیٰ کا کذب قرار دے کر لکھا کہ:

”جب مرحومہ خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانتے ایمان کس جانور کا نام ہے؟“

۵۔ ”بزار اللہ مدودہ“ ص ۲ پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا کہ:

”داد صاحب لکھ دیا کہ حضور کے بعد بھی کسی کی نبوت مل جائے تو ختم نبوت کے اصول منافی نہیں؟“

کو کتبہ الشہابیہ ص ۴۰ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”جاہل بجا قرآن عظیم ایک بات فراموش اور یہ صاحب اسے غلط و باطل کہہ جاتے۔“

کو کتبہ ص ۲۸ پر حضرت شہید کے متعلق لکھتے ہیں:

”دوبابی صاحب تمہارے پیشوا سفیر جامعہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کیسی عرض گستاخی کی؟“

الکو کتبہ الشہابیہ ص ۱۴ پر حضرت شہید کے متعلق لکھا:

”یہاں صاف مقرر کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں مجسوس ہو جائے تو حرج نہیں، اللہ عزوجل کا کذب، جائز نہ اسے دلائل کیونکر بالا جاتا؟“

مرتبہ ہو گا۔ کو کتبہ ص ۱۵ پر

”بل ایوز، العنبر ص ۴ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا:

”یہ مباحثہ غیر نبی کو نبی بنایا، نیز اسی کے منہ پر لکھا یہ مباحثہ اپنے پیروغیر کو نبی بنانا ہے۔“

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ خان صاحب بریلوی کے نزدیک جس طرح اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب، حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ، اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہ کی عبارات (معاذ اللہ) کو بنی سرکار رسالت، تکذیب حضرت عزت، اور نکار ختم نبوت میں صریح ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ کی عبارات بھی ان مضامین کفریہ میں صریح ہیں۔ (درونِ برگردن خان صاحب)

پس صاحبزادہ بلند اقبال کا یہ کہنا کہ ان حضرات کی عبارات میں اس لحاظ سے کوئی فرق ہے اپنے پند بزرگوار کی کھل تکذیب اور سخت ناخلفی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت شہیدؒ کے متعلق خان صاحب کی بہت سی عبارات میں ”صراحت“ کی تصریح اور دو احتمال تاویل کی صریح نفی بھی موجود ہے۔

چنانچہ الکوثر الشہابیہ، اور سل السیوف الہندیہ کی اکثر مذکورہ بالا عبارات میں صراحت کا صاف ادماء موجود ہے۔ ان کے علاوہ ذیل کی چند عبارتیں بھی ملاحظہ ہوں:

۱۔ ”یہاں صراحتہ اللہ تعالیٰ کی طرف جہل نسبت کیا اور اس کے علم قدیم کو ازلی نہ

مانا، اور اس کی صفت کو اختیاری جانا، یہ تینوں باتیں صریح کلمہ کفر ہیں۔“

(سل السیوف الہندیہ ص ۹)

۲۔ ”یہاں صاف بے پردہ اقرار کر دیا کہ اللہ عزوجل کی بات واقع میں جھوٹ ہو

جائے تو کوئی حرج نہیں“ (ایضاً ص ۱۰)

۳۔ ”یہ صراحتہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غش محالی دینا

ہے۔“ (ایضاً ص ۱۵)

۴۔ اس میں صاف تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زبان و کان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف ماننا بدعت و منہکات ہے (کوکبہ ص ۱۳)

۵۔ اس میں صاف اقرار ہے کہ اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا متنع بالغیر بلکہ محال مادی بھی نہیں (کوکبہ ص ۱۵)

۶۔ اس دشنام صریح سے قطع نظر الخ (کوکبہ ص ۲۹)

ان تمام عبارات میں بھی ”صراحت“ کا صاف ادعا موجود ہے جس کے بعد کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خدان صاحب کے نزدیک حضرت شہید رو کی عبارات معافی کفریہ نہ رہیں بلکہ ان میں تاویل کی گنجائش ہے۔

اور الکوکبہ اشہابیہ ص ۲۲ سے جو عبارت ہم پہلے نقل کر چکے ہیں اس میں تو صاف یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ:

”اس فعل گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں“

اور اسی کوکبہ شہابیہ ص ۲۱ میں حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارات نقل کر کے اس کے متعلق لکھتے ہیں:

”اتوال مذکور کے صاف یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء و ملائکہ کسی پر ایمان نہ لائے سب کے ساتھ کفر کرے اس سے بڑھ کر اور کفر کیا ہوگا“

پھر اسی پر ہاشمیہ دیگر لکھتے ہیں:

”اگر اس کے کلام کے کچھ نئے معنی اپنے ہی سے گڑھے بھی تو اول تو صریح

لغز میں تاویل کیا معنی“ (دشنام و کیف ص ۳۳)

شائیا و آپ سب تادیوں کا دروازہ بند کر چکا، تو اس کے کلام میں بناوٹ

نری گڑبہتے ہے۔ (کوکہ ص ۲۱)

کیا آبا جان کی ان تصریحات کے بعد بھی بیٹے بلند اقبال کو یہ کہنے کا حق رہتا ہے کہ

پونکہ،

”اسما میں کے اقوال میں تادیوں کی گنجائش تھی اس لیے احتیاط ان کی تکفیر

سے زبان روکی ہے۔“

حق ہذا عدم تکفیر کو مسلک متکلمین پر عمول کر کے بھی اقراری کفر سے پیچھا نہیں چھڑایا جا

سکتا۔ وہی آبا جان اسی کو کہ ص ۲۲ کے حاشیہ پر حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کے متعلق لکھتے ہیں:

”امام الوہابیہ کے کفر جماعی کا یہی ص جزئیہ ہے۔“

باپ کی اس تصریح اجماع کے بعد فقہاء و متکلمین کا اختلاف دکھانا اگر سادہ لوحی

سے نہیں ہے تو یقیناً باپ کے دعوے کی کھلی تردید اور اپنی ناخلفی کا قابل شرم مظاہرہ

ہے۔

بہر حال خان صاحب کو اقراری کفر سے بچانے کے لیے ان کے خلیفہ مولوی نعیم الدین

مراد آبادی اور ان کے صاحبزادے سے بلند اقبال نے جو مختلف اور متضاد مدد و پیش کیے وہ خود

بدولت خان صاحب بالقاہم ہی کی تصریحات سے مردود ہیں۔ اور خان صاحب باقصرار

خویش و بقول خود کافر، اور بقلم خود ڈبل کافر ہیں کہ اب جو کوئی ان کے اس اقراری کفر میں شک

کرے احتیاط برتے، تکفیر سے کف لسان کرے وہ بھی خود انہی کے اسی فتوے سے ایسا

ہی کافر ہے۔

”ہر کہ شک اردو کا فرگود“

وَكُفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ، وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الدِّمَالِ عَلَى أَهْلِ الْكُفْرِ
وَالضَّلَالِ بِالْغَدَا وَدِ الْأَصَالِ۔

ایک ہدایت افروز ضلالت سوز مکالمہ

گورداسپوری صاحب نے اپنے سالانہ پیغام موت ”کے آخر میں ایک فرضی مکالمہ بھی لکھا ہے اس کے جواب میں بھی ایسا ہی ایک مکالمہ حاضر ہے۔

مولوی عبیدالحق صاحب لکھنؤ سے مراد آباد جا رہے ہیں۔ جیسے ہی ٹرین بریلی کے اسٹیشن پہنچی، ایک صاحب نہایت بھڑکیلا جیتہ پہنے اور دیسا ہی فوق البھڑک ٹامرا باندھے جن کے ایک ہاتھ میں نہایت قیمتی جھڑی اور دوسرے ہاتھ میں غائبانہ جان کی بیش قیمت قبیضہ تھی۔ اسی ڈبہ میں داخل ہوئے۔ جس میں ہمارے مولانا عبیدالحق صاحب معمولی کھدر کے کپڑے پہنے ایک طرف بیٹھے کسی کتاب کے مطالعہ میں مستغرق تھے مسافروں کی کثرت کی وجہ سے ڈبہ میں جگہ بالکل خالی نہ تھی اس لیے بے چارے جیتہ پوش مولوی صاحب کو ایک طرف کھڑا ہو جانا پڑا۔ مولوی عبیدالحق صاحب نے ان صاحب کو جب اس بے چارگی کی حالت میں کھڑا دیکھا تو اپنے قریب والے مسافروں کی خوشامد کر کے کچھ جگہ نکالی اور ان کو اپنے پاس بلا کر بٹھالیا۔ اس کے بعد سلسلہ کلام اس طرح شروع ہوا۔

جیتہ پوش تو وارو!۔ جناب کا اسم شریف؟

مولانا عبیدالحق و خاکسار کو "عبیدالحق" کہتے ہیں اور جناب کا اسم گرامی؟
جبہ پوش نووارد و در بندہ کا نام "عبدالرزاق خان" ہے۔

مولانا عبیدالحق و کیا فرمایا "عبدالرضا خان"؟ ایسے نام تو شرعاً جائز نہیں ہیں جن میں عبدیت کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف کی گئی ہو مجھے یاد آتا ہے کہ حضرت علامہ اعلیٰ قادری حنفیؒ نے شرح مشکوٰۃ میں ایسے ناموں کے ناجائز و حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب و کی ہوگی، ہمارے سے اعلیٰ حضرت نے ایسے ناموں کو جائز لکھا ہے اور ہم انہی کے پیرو ہیں۔ وہی اس زمانہ کے مجدد تھے اور ان کا حکم ہم کو یہ ہے کہ:

"میرادین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر قائم رہنا بہ فرمنے

اہم فرمنے ہے۔"

مولانا عبیدالحق و استغفر اللہ میں حکم شرعی بیان کر رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے اعلیٰ حضرت نے جائز لکھا ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب و معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیوبندی ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔

مولانا عبیدالحق صاحب و میں دیوبند کا باشندہ تو نہیں ہوں، البتہ دارالعلوم دیوبند میں میں نے تعلیم ضرور حاصل کی ہے۔ اس لیے آپ کی اصطلاح کے اعتبار سے میں منہرور

دیوبندی ہوں گا۔

مولوی عبدلرضا خان صاحب: جب ہی آپ کو اٹھ حضرت کے نام سے چڑھے، کیونکہ انہوں نے سارے دیوبندیوں کو کافر ثابت کیا ہے۔

مولانا عبیدالحق صاحب: جی ہاں مجھے بھی معلوم ہے کہ انیس لوگوں کو کافر بنانے کا پورا پورا مایغوی تھا یہاں تک کہ جب وہ علماء دیوبند کو کافر بنا چکے، علامہ ندوۃ العلماء کو کافر بنا چکے جماعت اہل حدیث کی کفر بھی کر چکے اور کوئی اسلامی جماعت کافر بنانے کے لیے باقی نہیں رہی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو بھی کافر کہا، اپنے مریدین و متقیدین کی بھی کفر کی حتیٰ کہ بوٹھنڈا کو مسلمان سمجھے اس پر بھی کفر کا فتویٰ دیا۔

مولوی عبدلرضا خان صاحب: رہ نہایت حیران اور غضبناک ہوں آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

مولانا عبیدالحق صاحب: جی ہاں ثبوت اور کافی ثبوت، اور خاص آپ کے اٹھ حضرت کی تحریروں سے اس کا ثبوت دیا جاسکتا ہے۔

مولوی عبدلرضا خان صاحب: اچھا تو بھم اللہ ثابت، تو کر کے دکھائیے!

مولانا عبیدالحق صاحب: سنیے اور گوشش گوشش سنیے! یہ تو غالباً آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ آپ کے اٹھ حضرت نے اپنی متعدد کتابوں میں حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

”انہوں نے معاذ اللہ خدا کو جھوٹا کہا اس کو طرح طرح کے عیب لگائے،

مزدرباں تہ دین، ملاکہ، قیامت، جنت، دوزخ وغیرہ وغیرہ کا انکار کیا سیدنا

رحمۃ اللعلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہایت گندی گھنونی گالیاں دیں کہ کافر

پاوری، پنڈت بھی ایسی گالیاں نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال آپ کے اعلیٰ حضرت نے حضرت مولینا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ سب کچھ

لکھا ہے۔ اگر آپ کو شبہ ہو تو المکتبۃ الشہابیہ، اور سنی المیون الہندیہ، یہ میرے پاس موجود ہیں۔ ان میں آپ اپنے اعلیٰ حضرت کی یہ تصریحات، دیکھ سکتے ہیں۔

مولوں عبدالرحمن خان صاحب نے اصل عبارتیں ان دونوں کتابوں میں دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیا اور ان پر بے شک انہوں نے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس کے بعد مولینا عبیدالحق صاحب نے فرمایا،

جب یہ بات آپ کو بن نشین کر چکے تو دوسری بات آپ یہ سمجھئے کہ آپ کے انہی اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب تمہید ایمان میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، تنقیص کر کے کافر ہو اس کو کافر نہ کہنے والا بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔“

اپنے اعلیٰ حضرت کی تصریحات خود انہی کے الفاظ میں سنئے! اس کے بعد مولانا عبیدالحق صاحب نے تمہید ایمان ص ۲۵۰ سے چند عبارتیں پڑھ کر سنائیں جن کا مضمون یہی تھا۔ اور مولوی عبدالرحمن خان صاحب نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی اعلیٰ حضرت نے ایسا ہی لکھا ہے بلکہ کہا کہ مسئلہ بھی یہی ہے۔

اس کے بعد مولینا عبیدالحق صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے اسی تمہید ایمان میں آپ کے یہی اعلیٰ حضرت مولینا شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنا حکم یہ لکھ رہے ہیں:

”اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا۔“

(تمہید ایمان ص ۶۳)

نیز لکھتے ہیں:

”علماء متاثرین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے اور یہی جواب ہے۔“

اسی پر فتویٰ ہو، اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر عقائد اور

اسی میں سلامت، اور اسی میں استقامت۔“ (تمہید ایمان ص ۶۲)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت، مولانا اسماعیل شہید

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کی تکفیر کو حد نہایت بظہان صواب و سلامت استقامت

سے دور سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک مولانا شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تکذیب اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے مجرم ہیں اور ایسے شخص کو کافر نہ کہنے والا تمہید ایمان،

ص ۳۵، ۲۸ کی عبارات کی رو سے کافر ہے۔

لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت خود اپنے فتوے سے کافر ہیں اور ان کے تمام

مریدین و معتقدین جو ان کی تحریرات سے متفق ہیں وہ بھی ایسے ہی کافر ہیں، بلکہ جو شخص آپ

کے اعلیٰ حضرت کی ان عبارات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان کہے وہ بھی خود انہی کے اسی فتوے سے

سیا ہی کافر ہے و ہتلم جراً۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب (دہلوی، حیران میں، پریشان میں)

مولوی عبیدالحق صاحب (جناب مولانا! اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں یہ خدا کا عذاب

ہے یہ بے گناہ مسلمانوں کو کافر بنانے کا نتیجہ ہے، آپ کے اعلیٰ حضرت نے

اکابر علماء اسلام حضرت شاہ اسماعیل شہید فی سبیل اللہ، حضرات علماء دیوبند کو کفر کے

جال میں پھانسننا چاہا تھا۔ قدرت نے خود انہی کو ان کے پھانسنے ہوئے جال میں
پھنسا دیا۔

”کردنی خویش آمدن پیش“

نظرت کا قانون ہے۔

مولوی عبدالرضا خان صاحب اور صاحب آپ نے تو مجھے عجیب چکر میں دے دیے واقعی
اعلمحضرت سے یہاں تو بڑی چوک ہو گئی۔ خیر اس پر میں فرصت میں غور کروں گا۔ اب راپور
کا اسٹیشن آگیا اور مجھے یہیں اتارنا ہے۔ مجھے فوسس ہے کہ آپ سے کچھ دیر تک
باتیں نہ ہو سکیں، ورنہ میں تحذیر الاناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارات پر ضرور
آپ سے کچھ اور گفتگو کرتا۔

مولوی عبیدالحق صاحب اور مجھے بھی فوسس ہے کہ بہت جلدی یہ سمیت ختم ہو گئی لیکن اگر
فی الحقیقت آپ کو تحقیق حق منظور ہے تو میں آپ کو صرف ایک رسالہ (معرکہ القلم) دیتا
ہوں اس کو غور اور انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرمایا لیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم ہو جائے
گا کہ تحذیر الاناس وغیرہ متعلق آپ کے اعلمحضرت نے جو کچھ لکھا ہے اس میں حق و حقیقت
کا کیسا نمونہ کیا ہے۔

جب آپ اس کو ملاحظہ فرما چکیں تو میرا جو پتہ اس پر لکھا ہوا ہے اسی پتہ پر مراد آباد
بیرنگ بھیج دیں میں خود معمول دے کر وصول کر لوں گا۔

سلسلہ کلام یہیں تک پہنچا تھا کہ راپور کا اسٹیشن آگیا اور مولوی عبدالرضا خان صاحب،
والسلام علیکم کہہ کر رخصت ہو گئے۔

مولانا عبیدالحق صاحب بھی مراد آباد پہنچ گئے۔ دس بارہ دن گزرنے پر ایک ڈاک پارسل

راہپور سے پہنچا جس میں ”مسرکہ“ لکھا تھا اور اسی کے ساتھ ایک خط رکھا ہوا تھا جس میں لکھا
ہوا تھا۔

”میرے ہادی میرے محسن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے آپ کا عطا کردہ رسالہ
”مسرکہ“ لکھا۔ بغور پڑھا اور بار بار پڑھا اور ”حسام الحرمین“ و ”تمہید ایمان“ کو بھی سہلے رکھ کر پڑھا
الحمد للہ کہ حق واضح ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ ”تحذیر الناس“ وغیرہ کی عبارت پر جو کفر کا فتویٰ ”حسام الحرمین“
میں دیا گیا ہے وہ بالکل غلط اور خلاف صداقت و دیانت ہے اور واقعی اس میں حق و انصاف کا بڑا
خون کیا گیا ہے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے گمراہی سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو
جزائے خیر دے آمین!

اسی تحقیق کے سلسلہ میں میں نے یہاں اور بھی کچھ کتابیں مہیا کر لی ہیں۔ علامہ دیوبند کی متعدد
کتابیں دیکھ چکا ہوں فی الحقیقت یہ لوگ بڑے محقق ہیں ان کی کتابوں نے ایک ہی ہفتہ میں میرے
عقائد کی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔ اب میں اپنے پیسے مقبذانہ عقائد سے تائب ہو
چکا ہوں اور میں نے اپنا نام بھی بجائے ”عبدالرضا“ کے عبدالرحمان رکھ لیا ہے آپ بھی استغفار
اور مزید ہدایت کے لیے دعا فرمائیں والسلام۔

بندہ علیہ الرحمٰن خان معنی عنہ

تمت بالغنیمہ

مقدمہ کتاب کے مآخذ



- ۱ : آزادی ہند : رئیس احمد جعفری : مقبول الیکٹری لاہور : ۱۹۶۹ء
- ۲ : آئینہ صداقت : پروفیسر فیروز الدین راجی : ادارۃ تبلیغ القرآن گولہ پورہ کراچی ۱۹۵۵ء
- ۳ : سن الوقت و لایت شاہ اور اس کے پیر کی مذہبی حرکات : منشی اشرف الداعی نقوی
گجرات : ہندوستان پریس ہسپتال روڈ لاہور : ۱۹۳۲ء
- ۴ : اجلی انوار رضا : مولوی حامد رضا خان : نوری کتب خانہ بازار قاتا صاحب لاہور
سن تالیف ۱۳۳۳ھ
- ۵ : احسن الوعار لاداب الدعار مع : مولوی محمد تقی علی خان : مطبع الطہنت و جماعت
[ذیل المدعار لاسن الوعار : مولوی احمد رضا خان :
بریلی : ۱۳۲۱ھ
- ۶ : احکام شریعت : مولوی احمد رضا خان
- ۷ : احکام نوریہ شرعیہ برسم لیک : مولوی حشمت علی خان : مطبع سلطانی داق پیر ولین
بعثی نمبر ۹ : ۱۳۵۸ھ
- ۸ : اطائب الصیب علی ارض الطیب : سید محمد عبد الکریم قادری : مطبع اہل سنت و
جماعت بریلی : سن تالیف : ۱۳۱۹ھ
- ۹ : اعتقاد الاحباب فی الجہیل والمعطلنی دالال والاصحاب : مولوی احمد رضا خان :
سنی رضوی کتب خانہ : فیصل آباد

- ۱۰ : اقبال کے ممدوح علماء ، قاضی افضل حق قرشی ، مکتبہ محمودیہ ، لاہور ۱۹۷۰ء
۱۱ : اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ ، محمد حسن علی رضوی ، مکتبہ فریدیہ ، ساہیوال
۱۲ : انوارِ رضا ، ناشر ، شرکت حنفیہ لمیٹڈ ، لاہور : ۱۳۹۷ء
۱۳ : اہلک الوہابین علی توہین قبور المسلمین ، مولوی احمد رضا خان ، مطبع المہنت دہشت
بریلی ، سن تالیف : ۱۳۲۱ء
۱۴ : بارخِ فردوس ، سید الیوب علی رضوی ، رضوی کتب خانہ بہار پور ، بریلی ، ۱۳۵۳ء
۱۵ : برق آسمانی برنقہ شیطانی ،
۱۶ : بریلی فتوے ، مولانا نور محمد ، انجمن ارشاد المسلمین ، لاہور ، ۱۹۷۹ء
۱۷ : بصیرت ، (حصہ اول) ، سید محمد احمد رضوی ، مکتبہ رضوان ، لاہور ، ۱۹۷۶ء
۱۸ : مقالاتِ یومِ رضا (اصل) ، ناشرین ، دارۃ المصنفین ، اندرون بھائی گیٹ لاہور
۱۹ : " (ترمیم شدہ) " ، " : اردو بازار لاہور
۲۰ : تاریخِ وہابیہ ، حکیم محمد رمضان علی قادری ، مکتبہ معین الاسلام ، لاہور ، ۱۹۷۶ء
۲۱ : تاریخِ وہابیہ و دیوبندیہ ، انشی محمد لعل خان ، کلیسی پریس ۲۲/۴ کچھوا بازار سٹریٹ
کلکتہ ، سن تالیف : ۱۳۳۴ء
۲۲ : تبلیغی جماعت ، ارشد القادری ، ناشر ، مظہر فیض رضا ، برج منڈی ، لاہور
۲۳ : تنجانب اہل اسند عن اہل الفتنہ ، مولوی ابو الطاہر محمد طیب ، بریلی الیکٹرک پریس بریلی
۱۳۶۱ء
۲۴ : تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس ، مولانا محمد قاسم نانوتوی ، مطبع قاسمی دیوبند
۲۵ : تحقیقاتِ قادریہ ، محمد جمیل الرحمن خان ، شائع کردہ ، جماعتِ رضا مصطفیٰ ، بریلی
۱۳۳۹ء
۲۶ : تذکرہ اکابر المہنت ، محمد عبید اللہ شرف قادری ، مکتبہ قادریہ ، لاہور ، ۱۹۷۶ء

- ۲۷ : تفسیر نبوی جلد چہارم ، مولوی نبی بخش حلوانی ، رفقاء عام سٹیم پریس لاہور
 ۲۸ : تلخیص تکفیری افسانے ، مولانا نور محمد ، ناشر ، مولانا محمد دین ، نوال کوٹ لاہور ۱۹۷۶ء
 ۲۹ : تمہید ایمان بآیات قرآن ، مولوی احمد رضا خان ، مطبوعہ مع حسام الحرمین ، اشرفی
 کتب خانہ ، اندرون دہلی دروازہ ، لاہور

- ۳۰ : جماعت اسلامی : ارشد القادری ، ندی بک ٹرپو ، لاہور ، سن تالیف ۱۹۶۵ء
 ۳۱ : جزاء اللہ عدوہ بابائے ختم النبوة ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ نبویہ
 لاہور ، ۱۹۷۴ء

- ۳۲ : الجوابات السنیة علی زہاد السوالات اللیگیہ : مسلم لیگ کے خلاف چار
 بریلوی علماء کے فتاویٰ کا مجموعہ ، مطبع سلطانی ، بمبئی ، ۱۳۵۸ھ
 ۳۳ : حدائق بخشش ، مولوی احمد رضا خان ،

- ۳۴ : حسام الحرمین علی منحہ الکفر والمین ، مولوی احمد رضا خان ، اشرفی
 کتب خانہ ، لاہور
 ۳۵ : حسام الحرمین علی منحہ الکفر والمین ، مولوی احمد رضا خان ، مکتبہ نبویہ
 لاہور ، ۱۹۷۵ء

- ۳۶ : حیات اعلیٰ حضرت ، مولوی ظفر الدین بہاری ، مکتبہ رضویہ ، آرام باغ کراچی
 ۳۷ : حیات خلیل ، محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری ، مکتبہ اسلام ، گوئن روڈ ، لکھنؤ
 ۳۸ : خالص الاعتقاد ، مولوی احمد رضا خان ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاہور
 ۳۹ : خطبات عثمانی ، پروفیسر محمد انوار الحسن شیر کوٹی ، نذر سنز ، لاہور ، ۱۹۷۲ء
 ۴۰ : خلاصہ فوائد فتاویٰ ، مولوی احمد رضا خان ، مطبوعہ مع حسام الحرمین ، اشرفی کتب خانہ
 لاہور

- ۴۱ : دائرۃ المعارف اسلامیہ ، اردو ، جلد دوم : زیر اہتمام ، دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۶۶ء

۴۲ : دائرہ معارف اسلامیہ (اردو) جلد پنجم : زیر اہتمام : دانش گاہ پنجاب (۱۹۷۱ء)
 ۴۳ : دفع زلیخ نازغ : مولوی احمد رضا خان :

۴۴ : الدلائل القاطعہ علی الکفرۃ النیاسۃ : مولوی احمد رضا خان : مطبع
 سلطانی البستی ۱۹۴۲ء

۴۵ : دوام العیش فی الاثۃ من قریش : مولوی احمد رضا خان : مطبع حسنی بریلی
 ۱۳۳۹ھ

۴۶ : الدولۃ المحکمۃ بالمعادۃ الغیبیۃ : مولوی احمد رضا خان : مکتبہ رضویہ
 کراچی نمبر ۱ : ۱۹۷۹ء

۴۷ : ذکر آزاد :

۴۸ : ذکر اقبال : عبد المجید ساکت : بزم اقبال : کلب روڈ لاہور

۴۹ : رد شہاب ثاقب بر وہابی خانہ : مولوی محمد اجمل شاہ : ازہر بک ڈپو : آرام باغ
 کراچی : سن تالیف ۱۹۵۴ء

۵۰ : روزگار فقیر : فقیر سید وحید الدین : لائن آرٹ پریس کراچی -

۵۱ : زیارت نامہ : مولانا محمد سراج الحقین کرسوی : فخر المطابع : لکھنؤ ۱۹۱۴ء

۵۲ : سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح : مولوی احمد رضا خان : دارالاشاعت جماعت
 نوری بازار داتا صاحب لاہور : سن تالیف ۱۳۰۷ھ

۵۳ : سرگزشت اقبال : ڈاکٹر عبد السلام شہد شید : اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۷ء

۵۴ : سل اسیرف السندی علی کفریات یارب النجیر : مولوی احمد رضا خان : ندی کتب خانہ
 لاہور : سن تالیف ۱۳۱۲ھ

۵۵ : سوانح اعلیٰ حضرت : بدر الدین احمد رضوی : ندی بک ڈپو : لاہور : سن تالیف

۵۶ : المسم الشہابی علی خدایہ الودائی : مولوی احمد رضا خان : مطبوعہ مع الفضل الموبی :
بہتمام ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور

۵۷ : سیف المصطفیٰ علی ادیان الافتراء : افادات مولوی احمد رضا خان : نوی کتب خانہ
بازار داتا صاحب : لاہور

۵۸ : شمس المعارفین : مولانا سراج المیقین کرسوی : مقبول المطابع ہردوئی : سن تالیف
۱۳۲۳ء

۵۹ : الشہاب الثاقب علی المشرق الکاذب : مولانا حسین احمد مدنی : مطبع اہل بریل
۱۹۰۶ء

اعزازیہ دیوبند -

۶۰ : الصواعق المہدیہ : مولوی شمس علی خان : مکتبہ فریدی : ساہیوال : سن تالیف ۱۳۲۵ء
۶۱ : الطاری الداری لغزوات عبد الباری : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : احسن پریس
بریلی : سن تالیف ۱۳۳۹ء (۳ حصے)۔

۶۲ : عاشق رسول : پروفیسر محمد مسعود احمد : مرکزی مجلس رضا : لاہور : بداول ۱۹۰۶ء
۶۳ : عبارات اکابر : مولانا محمد سرفراز خان صفدر : ادارہ نشر و اشاعت : مدرسہ
نصرت العلوم : گوجرانوالہ :

۶۴ : العضوب السیر علی الاحزاب الدیوبندیہ : مولوی ابوالطاہر محمد طیب : اہل سنت
برقی پریس مراد آباد : ۱۳۴۷ء

۶۵ : العطايا النبویہ فی القنادی الرضویہ جلد اول : مولوی احمد رضا خان : سنی دارالاشاعت
لاہور : ۱۹۷۹ء

۶۶ : العطايا النبویہ فی القنادی الرضویہ جلد دوم : مولوی احمد رضا خان : سنی دارالاشاعت
لاہور : ۱۹۷۹ء

۴۸ : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد چہارم ، مولوی احمد رضا خاں ، سنی دارالانشاء
لاہل پبلش : ۱۹۷۴ء

۴۹ : العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد پنجم ، مولوی احمد رضا خاں ، مکتبہ نبویہ لاہور ۱۹۹۲ء
۵۰ : علماء ہند کا شاندار ماضی جلد دوم ، مولانا محمد میاں ،

۵۱ : غایۃ السامع فی تہمتہ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول ،
سید احمد آفندی برزنجی ، مفتی مدینہ منورہ ، مطبع سعیدی ، رامپور ۔

۵۲ : فاضل بریلوی علماء جہاز کی نظریں ، پروفیسر محمد مسعود احمد ، مرکزی مجلس رضا لاہور
بد سوم ، ۱۹۷۱ء

۵۳ : فتاوی مظہری ، پروفیسر محمد مسعود احمد ، مدینہ پبلشنگ کمپنی ، کراچی ۱۹۷۰ء
۵۴ : فیصلہ خصومات از محکمہ دارالقضات ، مولوی عبدالرؤف جگنپوری ، برقی پریس
دہلی ، ۱۳۵۲ھ

۵۵ : قاطع الوریۃ من المبتدع العنید ، مولانا محمد اسحاق بلیادی ، مطبع بلالی ، واقع
ساڈھورہ ، ۱۳۳۳ھ

۵۶ : قبائر بخشش ، صوفی جمیل الرحمن قادری ، مکتبہ نوید رضویہ ، لاہور ، سن تالیف
۱۳۴۰ھ

۵۷ : زوارع القہار علی المہجۃ الفجاریہ ، مولوی احمد رضا خاں ،

۵۸ : القول الاظہر فی ما یتعلق بالاذان عند النہر ، مولانا معین الدین امیری ،
مطبوعہ معین دکن پریس ، حیدرآباد دکن ، بار دوم ۱۳۶۹ھ

۵۹ : قہر القادر علی الکفار اللیاذر ، مولوی ابوالکلام محمد طیب ، مطبع سلطانی بہمنی ۱۳۵۹ھ
۶۰ : کفایت المفتی جلد اول ، محمود قادری مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی ،

۱۳۹۱ھ ، ۱۹۷۱ء ، کوہ نور پریس دہلی ۔

۸۱ : الکوکب الیمانی ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری ، مطبوعہ درجہ مجموعہ رسائل چاند پوری
جلداول ، انجمن ارشاد المسلمین لاہور ۱۹۷۸ء

۸۲ : الکوکبة الشهابیہ فی کفریات ابی الوصابیہ ، مولوی احمد رضا خان ،
نوری کتب خانہ ، بازار داتا صاحب لاہور

۸۳ : لسان الیزان جلد چہارم ، حافظ ابن حجر عسقلانی ، مطبوعہ بیروت ، ۱۹۷۱ء
۸۴ : ماجولائے منظرہ تلون ، مرتبہ مولوی محمد فضل کریم ، بابتام ، ابوالبرکات سید احمد
۱۹۳۶ء

۸۵ : مجموعہ رسائل چاند پوری جلد اول ، مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ، انجمن ارشاد المسلمین
لاہور ، ۱۹۷۸ء

۸۶ : المحجة المومنة فی آية الممتحنة ، مولوی احمد رضا خان ، مطبع
حسنی بریلی ، ۱۳۳۹ھ

۸۷ : مرآة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ، ملا علی قاری ، مکتبہ امدادیہ ، ملتان
۸۸ : مسلم لیگ کی زیر نگرانی ، مولوی محمد میاں قادری ، سندس پریس پبلشرز ایٹھ ۱۳۵۸ء
۸۹ : مشکوٰۃ شریف ، شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب البزازی ، ملک سراج الدین ہکو
۹۰ : مصباح اللغات ، ابو الفضل عبد الحفیظ بلادی ، مکتبہ برہان ، اردو بازار دہلی ۱۹۵۳ء
۹۱ : مقیاس حقیقت ، مولوی محمد عمر چہر دی ، ناشر ، محمد عبدالوہاب ابی مصنف ، انامی پریس
پلیسہ اخبار لاہور ، بارہم ۱۹۶۳ء

۹۲ : ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ، مرتبہ محمد مصطفیٰ رضا خان ، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۹۳ : المنہ علی المنہ ، مولانا خلیل احمد سہد پوری ، مکتبہ حقیقہ جہلم

۹۴ : التذیر بالمآل لكل جلف جاہل ، مولوی احمد رضا خان ،

۹۵ : ترجمہ انوار جلد ہفتم ، علامہ عبدالحی کھنوی ، اصح المطابع کراچی ۱۹۷۶ء

۹۶ : نصرة الابرار : مولوی محمد لدھیانوی : مطبع صفائی لاہور : ۱۳۰۹ھ

۹۷ : النیر الشہابی علی تلمیس الروانی : مولوی احمد رضا خان : مطبوعہ مدنیہ الفضل المربی

باجتہام ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور

۹۸ : نگارستان : ظفر علی خان : مکتبہ کارداران : لاہور : ۱۹۶۳ء

۹۹ : دقتات انسان : مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان : مکتبہ رضویہ : آٹام باغ کراچی

۱۰۰ : ہدایۃ الطریق فی بیان العقائد والتحقیق : مولوی دیدار علی شاہ : مطبوعہ باہتمام

ابوالبرکات سید احمد : سن تالیف : ۱۳۲۹ھ

۱۰۱ : ہفت روزہ " اتریشیا " : ۱۹۵۹ء : اپریل ۱۹۷۶ء

۱۰۲ : روزنامہ " امروز " : لاہور : ۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء

فی جہنم جمیعہ عذابہم لوگ کفریات کچھ دال کے ساتھ بیٹھیں اور پھر کسی خود شری کے کلمات کو یہ سن کر اور پھر اس وقت اختیار کریں
 دیکھیں اس وقت وہ مل کفر کچھ والوں کا لڑکا کرتا ہے جتنا دیکھ کی جو طرقت چھوڑ دیاں کفریات طرقت کا تبلیغ و اشاعت کو نہ دیکھ تبلیغ کفر
 و مرگ کی ضلالت کو لگا رہا ہے اس وقت تک کہ یقیناً سلطنت و العیاذ باللہ تعالیٰ اگر آپ اس سے زیادہ علم دیکھ کی جانتیں دیکھنا چاہیں
 ترجمان بعد کہ اہلسنت و جہنم اپنے سے علم تک کہ تین بجے رہے اور احکام خود شری پر عمل دیکھ کر عذاب فرمائیں۔ اب ان
 روایت کے حق پر جوابات عرض ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

(۱) ایک ہی مرتبہ میں منکر میں مرد یا بوجہ شال ہیں۔ اس لیے اہلسنت و جماعت کا ان سے اتفاق و اتحاد نہیں ہو سکتا۔
 یہ ان تک کو وہ تو یہ نہیں۔ ایک کے لیڈروں کو دیکھنا یا ان پر اعتبار کرنا ماننا نہیں و مرتبہ کی کو رہنا ماننا اور ادویہ
 اعتبار کرنا ہے جو ترمانا جائز ہے کسی طبع بھی جائز نہیں۔

(۲) ایک کی حمایت کرنا اور اس میں چند سے دینا اس کا عمر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا ماننا نہیں و مرتبہ کی حالت کو فروغ
 دینا اور دین اسلام کے ساتھ سمجھ کرنا ہے

(۳) ایک لشکر دین کے اہل اذکار سے اس کی گہری ہر نمونہ سے آزاد و خوش سے مرتد قہاری و یقین کی قہر و سرکش
 اور کچھ اہل کفر کہ مانتا ہے مفرط ہے۔ اس کے نوسہ لگائے جاتے ہیں۔ مفرط یعنی جناح کو نہ آسٹم سیاسی سیر ہر علم
 اتحاد کے بنیا جرتا یا مانتا ہے مشرک کے ساتھ اور گاہ صحت و اہل اسلام کش اور یوں ہر ہندو مسلم
 اتحاد کی یاد میں ترانے گائے جاتے ہیں۔ مشرک جناح کو فائدہ طلب و ہر علم۔ ہمارے غرض محدودا دات رکی تم سب سے
 بڑھ رہے۔ علم ہے تیرا کھوٹا ہے۔ ہر بے یار و مددگار۔ وغیرہ کہتا ہے ایسی صورت میں وہ لوگ دس بارے تیرے
 اہل اصلی کے درجہ اہلسنت پر کام میں وہ اس سلاہک کی شرکت و ہمکاری کو کیر لہو اور کہہ گئے ہیں۔

(۴) صحت مشور میں مرتبہ در ضمن سے نکالنا اخلاقی برکات نہیں جب تک وہ مطلقان ایسے خدا باطل کو یہ شرک سے
 قہر کرنا

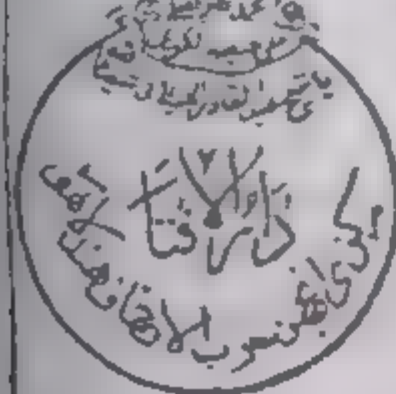
(۵) صحت وقت کوئی نے نہیں شریعت مطہرہ میں معصیت ہے اس سے دو گونی کرنا ہے آپ کو ملکیت میں ڈالنا ہے و اس میں
 نیکو کر عملی نشانی علیہ و علیٰ رحمہم کی پروردگار۔ رانک امرات مرضی ہے خواہ وہ یا ہر بھی ایک ہی سکتا رہے۔

(۶) اس شخص پر عہد و اہم ہے کہ غور و فکر کے سچا پچھ مسلمان بن جانے اگر اس کی تعریف و مال اور جناح کو اس کا
 اہل کفر کرنا ہے تو وہ مر۔ مرنے کی بوی اس کے جناح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر مرض ہے کہ اس سے علی مقابلہ
 کوئی بیان تک کہ وہ تر کرے۔

(۷) نزدیک علی جیسے اس کو اپنے نفس کی صلہ کرتے ہوئے زمان خلافت پر ایمان لانا چاہیے۔ صحت وہی ہے جو اللہ
 و در رسالہ جل ملاز صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرمائیں۔ بکر حق پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حق برابر بہتیم

رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حقیر غیر مذکورہ شخص شریعہ الزکات بیدار خود
 اہل اسلام کو اس وقت حرم اسلام ہند
 لاہور
 اچھے آپ۔ عہدہ تادمہ شریعت و صواب
 عہدہ تادمہ شریعت و صواب
 حرم اللہ و در طبری و انصاری



استفسار

کیا یہی اسلام ہے؟

قوم کو اُتو بساؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 بیچ بوک رفتہ تکفیر کا اسلام میں
 مار کر ڈاکہ مریدانِ ارادت کیش پر
 آئے دن خلوت گدڑی میں نقد عصمت ٹوٹ کر
 اودھانا آشاؤں کے گردہ نامراد!
 گالیاں بکتے رہو اسلافِ اُمت کے خلاف
 یہ بھی سچا ہے کہ ختمِ خواجگان کے نام پر
 یہ بھی سچا ہے کہ تعلیمِ پیر کے خلاف
 باندھ کر پتے میں سجادہ نشینی کا غرور
 اور ذیلِ اڈیرہ فٹ لمبی کلاہ فقر سے
 خانقاہوں میں بزرگوں کے مقدس نام پر
 کمر بستہ خوش رو جو انوں کو فریبِ وعظ سے
 اس خُدا کی نثر میں پرانے کفنِ زندانِ دیں

دو ٹکے کے رہنماؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 رات دن جلسے کراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 غلو توں میں سُکراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 اپنے جُڑوں کو سبّو، کیا یہی اسلام ہے؟
 اک ذرا محب کو بتاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 اے بریلی کے خداؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 شرکِ گائیک رچاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 مومنوں کا دکھاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 گتوں پر دُزدانِ کیا یہی اسلام ہے؟
 دین کو بٹہ لگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 نیت نئے نئے جگاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 بربر مجلسِ نچاؤ، کیا یہی اسلام ہے؟
 چادر دھرا چراؤ، کیا یہی اسلام ہے؟

اس وطن میں کوئی تم کو پوچھنے والا نہیں
 خود فرو شو! ذکر میلادِ نبوی کی آڑ میں
 پیر زادہ! خرقہ پیرمناں کے دُپ میں
 مانگ کر انگریز سے خون شہیدانِ حرم
 خواجہ کوئینج کے اسلام کی بنیاد دینا
 مشربِ احمد رضا میں مفتیانِ بد زباں
 حاشیہ ادرک کی چٹنی کا پھر ری' ال میں
 عاقبت کے زرخ پر سنگِ مرہ تکفیر سے
 کشتگانِ غنجر تسلیم کی پٹیاں
 اس صدی میں جو کارِ محبتِ اسلام تھے
 آئے دن سب کا مذہبِ شتم کے دُپ میں
 شیخ جلی کے مدافع ہیں مد اگفت و
 خیرہ چشمی سے رسول اللہ کی اولاد پر
 اودھ آڑ کی رضا جولی کی خاطر گولیاں
 نو تکفہ کو نیپوں کو خواہشِ اولاد پر
 کل خدائے سامنے ہر بات کا ہو گا حساب
 اب خد ادا لوں گا شکریات کھا سکتا نہیں

مسجدِ تکبیر کچا کھاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 تنہا ہی ہم پر لگاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 بچوں کا مال کھاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 آبِ مردوں کی بڑھاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 اپنے ہاتھوں گراؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 سامنے آکر بتاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 قومہ، فرنی پلاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 آگ ہر گھر میں لگاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 پاؤں پر اپنے ٹھہراؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 ان کی دُحوں کو تباہ کیا ہی اسلام ہے؟
 منبروں پر ہنہناؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 تیر کی غزلیں رناؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 جھوٹ کا طوقاں اٹھاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 ترکِ نہجوں پر چلاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 اپنے پہلو میں بٹھاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 آج کل پھر سے اڑاؤ کیا ہی اسلام ہے؟
 میرے خاتمے سے تمہیں کوئی بچا سکتا نہیں

آوازِ غیب

شورش مجھے بلحا سے ملتا ہے یہ اشارا
 بدعت کے در و بام ہلاتے چلے جاؤ
 بے روک ہیں ان فتویٰ فروشوں کی زبانیں
 قرآن کے احکام سے رکھتے نہیں سخت
 میلاد کی محفل ہو تو ناغہ نہیں کرتے
 رمضان سیہ مست کو محروں میں بلکہ کر
 ہر کوچہ و بازار میں کھرام بچا ہے
 امت کے اکابر پر ب و شتم کی بوچھاڑ
 پہنچا ہے مجھے تجتہ اسلام کا فرمان
 دل سے مرے ہر خدشہ فانی کو نکالا
 کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
 میرے لئے یثرب کی فضا کافی و شافی
 تخفیر کی بدبو سے مساجد میں تعفن
 گنگوہی کے امن پہ ہیں الحاد کے چھینٹے؟
 اسلام کے باغی ہیں؛ دیوبند کے بیٹے
 تم اور مرے قتل کی تہمیر بہت خوب
 پھر یہ نہ شکایت ہو کہ گستاخ ہے شورش
 ڈوبے گا بریلی کے خداؤں کا ستارا
 اللہ نے پامردی مومن کو پکارا
 اسلاف کی توہین پر کرتے ہیں گدارا
 توحید کے اذکار سے کرتے ہیں کنار
 ملتا ہے مریڈوں سے تن و توش کا چار
 دیتے ہیں مریڈان تھی دست کو لارا
 ان زہد فروشوں نے مسلمان کو مارا
 کرتی نہیں اللہ کی غیرت یہ گوارا
 جس نے مرے ایمان کے پتھر کو نکھارا
 جرات کو مری عشق پیمبر سے سنوارا
 نے خوف سکند ہے نہ اندیشہ دار
 تعویذ مند و شوں کو بریلی کا سہارا
 سنڈ اس بے اعظاک کے خرافات کا دھارا
 نانو توئی کافر ہے؛ یہ سوچو تو خدا را
 کس نے تمہیں اس فتویٰ تراشی پہ ابھارا
 آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا
 جب میں نے قباؤں کو اُدھیرا کہاتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرتب کتاب کا مختصر تعارف

پیش نظر کتاب ”اشہاب الثقب“ کے مرتب حضرت مولانا قاری عبدالرشید صاحب کی مختصر سوانح درج ذیل ہے تاکہ آپ کے علمی مقام کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔

ولادت:

حضرت قاری صاحب مرحوم کی ولادت ۲۲ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ / ۵ دسمبر ۱۹۴۹ء بروز جمعرات ثواب نیک گنج میں ایک علمی و دینی گھرانے میں ہوئی، آپ کے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد و فاضل دیوبند ہیں۔ علوم جدید و قدیمہ میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

قاری صاحب مرحوم کی تعلیم و تربیت از اول تا آخر آپ کے والد محترم دام ظلہ کے زیر سایہ ہوئی، اوکاڑہ میں قرآن پاک حفظ کیا، حفظ قرآن سے فراغت کے بعد والد ماجد کے ہمراہ لاہور چلے آئے۔ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں جامعہ مدنیہ لاہور میں جو اس وقت بڑے بڑے اساتذین علم و فضل کا مرکز تھا آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، معقولات و منقولات کی اکثر کتب والد ماجد صاحب سے پڑھیں، دس سالہ تعلیمی دور گزار کر ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں دورہ حدیث شریف سے فراغت حاصل کی۔ درس نظامی کے علاوہ آپ نے ۱۹۷۱ء میں فاضل عربی اور ۱۹۷۲ء میں میٹرک کی از خود تیاری کر کے امتحان دیا اور سند حاصل کیں۔

بیعت و سلوک خلافت و اجازت:

آپ زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مولانا عبدالکیم صاحبؒ (متوفی ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہو گئے

تھے، حضرت مولانا نے ۱۹۷۳ء میں وفات سے چند روز پیشتر حضرت قاری صاحب مرحوم کو انتہائی محبت کے ساتھ گلے لگا کر خلافت عطا فرمائی اور بیعت کی اجازت دی۔
تدریس:

۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں آپ نے اپنے استاد مکرم حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب شیخ الحدیث و مجتہم جامعہ مدنیہ لاہور کے حکم پر جامعہ مدنیہ ہی میں تدریس کا آغاز فرمایا اور ابتدائی درجات سے لے کر انتہائی درجے تک کی تقریباً تمام کتابیں بڑی کامیابی کے ساتھ پڑھائیں۔ آپ نے مسلسل بیس برس تک تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اس دور میں آپ سے ہزاروں تشنگان علوم نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق فیض پایا۔
إحقاق حق و إبطال باطل:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلک حق کی صحیح ترجمانی و اشاعت اور باطل کی تردید و بطلان کئی کے لیے منتخب فرمایا تھا چنانچہ آپ نے انتہائی قلیل عرصہ حیات میں اس سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے جنہیں دیکھ کر عقل محو حیرت رہ جاتی ہے، اس بے خار وادی میں آپ کو ہر قسم کے حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ دور دراز کے سفر بھی کیے، ساری ساری رات جاگ کر لوگوں کی ذہن سازی بھی کی، ہفتہ وار، ماہوار درس بھی دیے۔ بہت دفعہ تحریری و تقریری مناظرے بھی کئے، تھانہ کچہری تک نوبت بھی پہنچی، اپنے پرائیوں کی باتیں بھی سنی پڑیں تاہم آپ مردانہ و ارحامات کا مقابلہ کرتے ہوئے إحقاق حق و إبطال باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے اور بزبان حال کہتے رہے۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے خطاب

یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

انجمن ارشاد المسلمین و جمعیت اہل سنت کا قیام:

اکابر علماء اہل سنت (علماء دیوبند) کے مسلک و موقف سے (جو قرآن و سنت پر مبنی

اور افراط و تفریط سے پاک انتہائی معتدل مسلک ہے) آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ اور باطل و اہل باطل سے شدید نفرت تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ قوم فرق باطلہ سے ہٹ کر صحیح معنی میں دین حق کی پرستار اور بدعات سے بچ کر نور سنت سے منور ہو، اس کے لیے آپ نے ۱۹۷۷ء میں نوجوانوں پر مشتمل ایک تنظیم انجمن ارشاد المسلمین قائم کی، اس تنظیم سے علمی اور عملی طور پر بہت فائدہ ہوا۔ بہت سے نوجوانوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور بہت سی نادر و نایاب کتب طبع ہو کر عوام تک پہنچیں پھر ۱۹۸۴ء میں آئمہ مساجد اور علماء اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے دین حق کی اشاعت اور باطل کی سرکوبی کے لیے ایک تنظیم ”جمعیت اہل سنت“ کے نام سے قائم کی اس تنظیم سے آپ نے علمی طور پر علماء و ائمہ کرام کو مسلح کیا اور بہت سی اہم کتابیں طبع کر کے ان تک پہنچائیں۔

تصنیف و تالیف:

قاری صاحب مرحوم کو لکھنے لکھانے کا شوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا۔ طالب علمی کے دور ہی میں آپ نے بہت سے مضامین لکھے جو جامعہ مدنیہ لاہور کے ماہنامہ ”انوار مدینہ“ میں شائع ہوئے بعد کو یہ ذوق بڑھتا گیا اور انتہائی مصروفیات کے باوجود آپ بلند پایہ مضامین لکھتے رہے جو دیال سنگھ لاہوری لاہور کے مرکز تحقیق سے شائع ہونے والے سہ ماہی مجلہ ”منہاج“ میں چھپتے رہے اہل بدعت کے خلاف جو کتب آپ نے شائع کی تھیں ان میں سے بعض کتب پر انتہائی وقیع مقدمات بھی تحریر فرمائے جن میں سے ”الشہاب الثاقب“، ”رسائل چاندی پوری“ جلد اول اور ”حفظ الایمان“ کے مقدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ درج ذیل کتب آپ کی یادگار ہیں:

(۱) تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار

(۲) آئینہ بریلویت

(۳) فاضل بریلوی کا حافظہ

(۴) مروجہ محفل میلاد

(۵) ایک مناظرہ جو ہونہ سکا (مرتبہ انور محمود صدیقی)

(۶) حضرت شیخ الہندؒ اور فاضل بریلوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ

مؤخر الذکر کتاب حضرت قاری صاحبؒ مرحوم کی تصانیف میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے اس سے حضرت قاری صاحبؒ کا علمی مقام آپ کی ذکاوت و ذہانت، جودت طبع اور نقادی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس میں آپ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) اور اہل بدعت کے مجدد احمد رضا خان بریلوی کے تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ جائزہ سورہ فاتحہ مکمل اور سورہ بقرہ کی ۳۷ آیات پر محیط ہے۔ اس جائزہ میں آپ نے واضح کیا ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ نے اپنے ترجمہ میں جہاں نظم قرآنی کی ترتیب و ترکیب کو ملحوظ رکھا ہے وہیں اس کی فصاحت و بلاغت کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ نیز آپ نے اپنی ترجمانی کے بجائے اسلاف کی تفسیر و تعبیر کا خاص خیال رکھا ہے اور اپنے عقائد کی اشاعت کے بجائے سلف صالحین کے عقائد پر اعتماد فرمایا ہے جبکہ احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ میں بیسیوں قسم کے سقم پائے جاتے ہیں:

(۱) اس میں نہ قرآنی ترتیب و ترکیب باقی رہتی ہے (۲) نہ اس کی فصاحت و بلاغت

(۳) نہ اس میں اسلاف کی تفسیر و تعبیر کا خیال رکھا گیا ہے۔ (۴) نہ سلف صالحین کے عقائد پر اعتماد وغیرہ وغیرہ

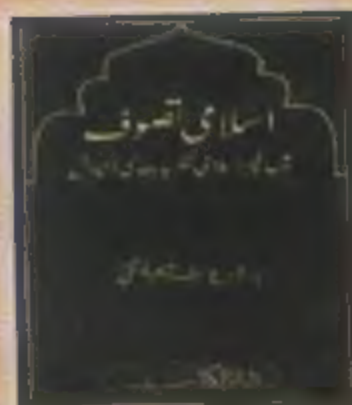
یاد رہے کہ حضرت قاری صاحبؒ مرحوم اپنی بعض تصانیف ”انوار احمد“ کے قلمی نام سے بھی لکھتے تھے اور وہ ان کی زندگی میں اسی نام سے چھپتی تھیں۔

وفات حسرت آیات:

۱۸ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ/۲۲ اپریل ۱۹۹۲ء بروز بدھ بعد از نماز ظہر مسجد میں بالکل اچانک آپ کی وفات ہوئی اور جمعرات کی صبح قبرستان میانی صاحب میں حضرت طاہر بندگیؒ کے جوار اور حضرت مولانا سید حامد میاںؒ کی پائنتی آپ کی تدفین ہوئی۔

رحمہ اللہ رحمۃً واسعہ

ہماری چند اہم مطبوعات



کتاب مارکیٹ، مغربی سٹریٹ
اروہ بازار، لاہور 7235094

دارالانشاء